تحریکِ ختمِ نبوت

ڈاکٹر محمد بہاؤالدین

مکتبہ قدوسیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی وشرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

ا

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

تحریک ختم نبوت

(۱۸۹۱ء۔۱۹۱۲ء)

حصہ سی وپنجم (۳۵)

ڈا کٹر محمد بہا ء الدین

ا حیاء التراث پبلی کیشنز

۲

نام کتاب	تحریک ختم نبوت حصہ سی وپنجم (۳۵)
مولف	ڈاکٹر محمد بہاء الدین حفظہ اللہ
صفحات	۴۶۹
سال اشاعت	۲۰۱۴ء
زیر اہتمام	احیاء التراث پبلی کیشنز

فہرست عناوین

انه من سلیما ن و انه بسم الله الرحمن الر حیم

مشمولات کتاب کا تعارف

تحریک ختم نبوت کی زیر نظر جلد کا آغاز ایک ایسی تحریر سے ہو رہا ہے جو اس سلسلہ کتب کی پہلی یا دوسری جلد میں نقل ہونی چاہیے تھی لیکن نظروں سے اوجھل رہنے کے باعث قبل ازیں شامل اشاعت نہ ہو سکی تھی۔ دراصل مجھے اس تحریر کے وجود کا علم ہی نہ تھا تاہم جیسا کہ میں قبل ازیں کئی بار کہہ چکا ہے کہ اللہ تعالی من حیث لا یحتسب کے خزانوں سے عنایات فرما رہا ہے، اس نے عزیزم محمد سہیل اظہر کا رابطہ پاکستان کے ایک دور دراز مقام پر موجود ایک صاحب مکتبہ سے کروا دیا جسے خود بھی ان نگینوں کی اہمیت معلوم نہ تھی جو وراثتاً اسے اپنے بزرگوں سے ملے ہیں۔ اس ذخیرہ کتب کا علم ہونے پر عزیزم سہیل نے یہ چیز حاصل کر لی اور اب قارئین کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ یہ تحریر حاجی محمد مصطفیٰ فاروقی دہلوی کی ہے اور ۱۳۰۹ھ میں مطبع افتخار دہلی سے نجم الهدا یت فی بیا ن المعجزات و البشا را ت کے آخر میں: سوط رحمانی بر سر مسیح کذاب قادیانی، کے نام سے بطور ضمیمہ شائع ہوئی تھی۔ فوٹو کاپی اچھی نہیں تھی اس لئے اس میں موجود بعض عبارات اصل قادیانی ماخذ سے نقل کی گئی ہیں اور بعض عبارات حذف کرنا پڑی ہیں۔

شحنہ ہند میرٹھ کے ۱۹۰۱ء کے ضمیموں کی فائل کی تلاش جاری ہے لیکن تا حال اس کا ایک ہی شمارہ سکا ہے جو ۸ جون ۱۹۰۱ء کا مطبوعہ ہے۔ اس شمارے میں مولانا احمد حسن شوکت میرٹھی اور منشی امام الدین گجراتی کی تحریریں ہیں جنہیں سوط رحمانی کے معاً بعد درج کر دیا گیا ہے۔ اور باریک خط میں مولوی عبد الکریم سیالکوٹی کی تحریریں بھی موقع کی مناسبت سے نقل کی ہیں جو الحکم قادیان میں شائع ہوئی تھیں۔

اس کے بعد جنوری فروری ۱۹۰۲ء میں ہونے والے ایک مباحثے کی روداد نقل ہوئی ہے جو مولانا اللہ دتا خیاط محمدی اور میاں جمال دین قادیانی کے مابین موضع پکیوان ضلع گورداسپور میں منعقد ہوا تھا۔ یہ روداد نظم ونثر دونوں میں ہے اور اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۹۰۲ء میں مولانا اللہ دتا اور ان کے ساتھی مولوی علی محمد خیاط اور حافظ نور محمد وغیرھم ردّ قادیانیت کے محاذ پر کتنے سرگرم تھے۔

اس کے بعد ایک مختصر ٹریکٹ نقل کیا گیا ہے جو انجمن نصرۃ الحق حنفیہ امرتسر کی طرف سے خواجہ محمد عبد العزیز نے: مرزا کی قلعی کھل گئی۔، کے عنوان سے اس وقت شائع کیا تھا جب مرزا قادیانی نے

دعوی کیا کہ حضرت مسیح کی قبر سری نگر کشمیر میں موجود ہے۔اس دستاویز میں بہت سے کشمیری حضرات کے دستخط ہیں جو زیرنظر دور میں تحریک ختم نبوت کے کارکن تھے۔ چونکہ اس ٹریکٹ کی فوٹو کاپی عمدہ نہیں تھی اس لئے اس میں موجود اسماء رجال کی اور بعض عبارتوں کی تصحیح کے لئے مرزا قادیانی کے رسالے الہدی والتبصرۃ لمن یری سے نہ صرف مدد لی گئی ہے بلکہ اس میں سے کچھ عبارت بھی حسب موقع نقل کی گئی ہے۔

اس کے بعد ۱۹۰۳ء میں شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کے سفر قادیان کی روداد نقل ہوئی ہے۔ یہ روداد مولانا عبداللہ بٹالوی اور مولانا اللہ دتا خیاط کی تحریر فرمودہ ہے اور مطبع اہل حدیث امرتسر سے ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ میں طبع ہوئی تھی۔خیال رہے کہ اس روداد میں ان کارکنان تحریک ختم نبوت کے اسماء گرامی بھی ملتے ہیں جو شریک سفر تھے اور ایک مختصر مباحثے کا ذکر بھی ملتا ہے جو دوران سفر شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ نے لودی ننگل نامی موضع میں ایک قادیانی سے کیا تھا۔

اس کے بعد مولوی عبداللہ چکڑالوی صاحب کی کتاب: حالات عیسی رسول ربانی، تردیداوہام مرزائے قادیانی،کونقل کیا گیا ہے۔ مولوی صاحب چکڑالوی خود کو اہل قرآن کہلاتے تھے اور منکر حدیث تھے۔ انہوں نے حدیث سے آنکھیں بند کرکے ردقادیانیت میں یہ کتاب لکھی ہے۔ ہمارے عقیدے کے مطابق حدیث وسنت دراصل قرآن پاک کی تشریح وتفسیر ہے۔اس لئے حدیث سے آنکھیں بند کرکے قرآن پاک کو سمجھنے کی کوشش سے جو نتائج نکل سکتے ہیں وہ مولوی صاحب چکڑالوی کی کتاب کے مطالعہ سے قارئین پر بھی عیاں ہو جائیں گے۔اس کتاب کے دو صفحے مجھے ملے نہیں اور کچھ مواد میں نے خود بھی حذف کیا ہے جو فوٹو کاپی کے نقائص کے باعث مجھ سے پڑھا نہیں جا سکا۔

اس کے بعد شحنہ ہند میرٹھ کے ضمیمہ ردقادیانیت کے ۱۹۰۴ء کی پہلی سہ ماہی کے شماروں سے مضامین نقل کئے گئے ہیں جو قبل ازیں میرے پاس موجود نہیں تھے۔ان شماروں میں زیادہ تر مضامین مولانا احمد حسن شوکت میرٹھی کے ہیں۔تاہم مولوی عبداللہ چکڑالوی ،منشی اللہ دتا جھنگوی، مسٹر اکبر مسیح ،اور مولانا ابوعبداللہ رفیع اللہ سیالکوٹی کی تحریریں بھی شامل ہیں۔ نیز منشی سعداللہ لدھیانوی کا ردقادیانیت میں اردو ، فارسی کلام نقل ہوا ہے۔ ان کے علاوہ بعض دیگر شعراء مثل ارمغانی سیالکوٹی حافظ محمد فاروقی کی نظمیں بھی شامل ہیں۔بعض قادیانی تحریریں بھی موقع کی مناسبت سے شامل اشاعت کر دی گئی ہیں اور یوں یہ گلدستہ پینتیسویں جلد کی شکل میں قارئین کی خدمت میں پیش ہو رہا ہے۔

والسلام فقیر بارگاہ صمدی **محمد بہاء الدین**

سوط رحمانی بر سر مسیح کذاب قادیانی

بسم الله الر حمن الر حیم ۔ یا اھل الدوا بة اتقوا من شرّ ھذا الدا بة

بعد حمد وصلوۃ کے اہل اسلام پر واضح ہو کہ ایک شخص مسمی مرزا غلام احمد صاحب ساکن موضع قادیان ضلع گورداسپور ملک پنجاب میں ظاہر ہوئے اور انہوں نے دعوی رسول ہونے کا کیا ہے۔ اور اپنی صداقت کے لئے کتاب ازالة الاوھام تالیف کی ہے اور وہ سراسر دلائل بے ہودہ اور مضمون ہفوات سے پر ہے۔

لہذا میں چند عبارتیں بطور نمونہ کے اس میں سے نقل کر کے ہدیہ ناظرین کرتا ہوں، تاکہ آپ ان کو گوش زد کر کے داد دیں اور ان کی بے ہودہ کلامی سے اپنی آل اور اولاد کو بچاویں۔ و ھو ھذا :

صفحہ ۳۶ کتاب مذکور: دوسری نکتہ چینی یہ ہے کہ مالیخولیا یا جنون ہو جانے کی وجہ سے مسیح موعود ہونے کا دعوی کر دیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یوں تو میں کسی کے مجنون کہنے یا دیوانہ نام رکھنے سے ناراض نہیں ہوسکتا، بلکہ خوش ہوں۔ کیونکہ ہمیشہ سے ناسمجھ لوگ ہر ایک نبی اور رسول کا بھی ان کے زمانہ میں یہی نام رکھتے آئے ہیں اور قدیم سے ربانی مصلحوں کو قوم کی طرف سے یہی خطاب ملتا رہا ہے۔ اور نیز اس وجہ سے بھی مجھے خوشی پہنچی ہے کہ آج وہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ جو براہین احمدیہ میں طبع ہو چکی ہے کہ تجھے مجنون کہیں گے۔

حاجی محمد مصطفیٰ صاحب فرماتے ہیں:

جواب الجواب: معلوم ہووے کہ خداوند تعالی نے اپنی کتاب پاک میں اپنے

رسول مقبول کے حق میں جملہ خاتم النبیین کا فرمایا ہے۔اس کے مضمون سے مفہوم ہوتا ہے کہ روز قیامت تک کوئی نیا نبی دنیا پر نہیں آئے گا۔

پھر اگر کوئی دعوی کرے کہ میں اللہ کا رسول ہوں وہ قطعی جھوٹا ہے۔

اور معلوم ہووے کہ پہلے زمانہ میں خداوند تعالی اس وقت اپنے رسول کو ہدایت کے لئے بھیجتا تھا جب کہ تمام مخلوق گمراہ ہو کر معبود باطلہ یعنی بتوں وغیرہ کی پرستش کرنے لگتے تھے،تو ان کی ہدایت کے لئے رسول آتا تھا،اور وعظ ونصیحت کوچہ و بازار میں کرتا تھا۔اس زمانہ کے کفار لوگ اس نبی کو مجنون یا دیوانہ کہتے تھے اور موقعہ پا کر پتھر وغیرہ سے بھی مارتے تھے۔اور وہ اپنی نصیحت کرنے سے باز نہیں آتے تھے، بلکہ کئی نبی بسبب ہدایت کرنے کفاروں کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔

اور بعد زمانہ رسول مقبول ﷺ کے صحابہ کرام سے لے کر آج تک علماء و فضلاء اپنے رسول کی شریعت کی ہدایت کرتے چلے آئے ،اور کروڑہا آدمی گروہ کفاروں سے اسلام کے گروہ میں بوسیلہ ہدایت کے داخل ہوئے، اور روز بروز داخل ہوتے جاتے ہیں۔اور نئے نبی اور رسول کے نازل ہونے کی کیا حاجت ہے۔

اور جس وقت جناب مسیح علیہ السلام بمطابق پیش گوئی جناب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے تشریف لائیں گے،تو اس وقت اسلام میں بہت ضعف آیا ہوا ہوگا،تو آپ بازاروں اور کوچہ گلی میں ہدایت کے لئے منادی فرماویں گے،تو کفار لوگ ان کو مجنون اور دیوانہ کہیں گے،اور وہ اپنی نصیحت کرنے سے باز نہ آئیں گے۔

اب اگر کوئی شخص کاذب دعوی جھوٹا نبوت کرے تو مخلوق اس کو بسبب اس کے کذب کے مجنون یا دیوانہ کہے تو امرحق ہے۔اور اگر ایسے کاذب کو مخلوق ملعون کہے تو نیز بجا ہے کیونکہ خداوند تعالی قرآن حمید میں فرماتا ہے لعنة الله على الكاذبين

اور ازالہ اوہام کے صفحہ ۴۷ کے حاشیہ میں مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

سیر معراج اس جسم کثیف کے ساتھ نہیں تھا۔بلکہ وہ نہایت اعلی درجہ کا کشف تھا جس کو درحقیقت بیداری کہنا چاہیے۔ایسے کشف کی حالت میں انسان ایک جسم نوری کے ساتھ حسب استعداد نفس ناطقہ اپنے کے آسمانوں کی سیر کر سکتا ہے پس چونکہ آنحضرت ﷺ کی نفس ناطقہ کی اعلی درجہ کی استعداد تھی اور

انتہائی نقطہ تک پہنچی ہوئی تھی اس لئے وہ اپنی معراجی سیر میں معمورہ عالم کے انتہائی نقطہ تک جو عرش عظیم سے تعبیر کیا جاتا ہے، پہنچ گئے۔ سو درحقیقت یہ سیر کشفی تھا جو بیداری سے اشد درجہ پر مشابہ ہے، بلکہ ایک قسم کی بیداری ہی ہے۔ میں اس کا نام خواب ہرگز نہیں رکھتا اور نہ کشف کے ادنی درجوں میں سے اس کو سمجھتا ہوں، بلکہ یہ کشف کا بزرگ ترین مقام ہے جو درحقیقت بیداری بلکہ اس کثیف بیداری سے یہ حالت زیادہ اصفی اور اجلی ہوتی ہے۔ اور اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے۔

حاجی محمد مصطفیٰ فرماتے ہیں:

ناظرین پر واضح ہو کہ ہفوات مذکورہ سے بالوضاحت مفہوم ہوتا ہے کہ جناب سید الثقلین نبی الحرمین امام القبلتین رسول مقبول ﷺ کا معراج نہ ساتھ روح کے، اور نہ روح مع الجسم کے ہوئی، بلکہ وہ ایک کشف تھا جیسا کہ اکثر بندگان خدا کو ہوتا ہے۔ اور یہ عقیدہ سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ اور طرہ یہ ہے کہ میرزا صاحب موصوف فرماتے ہیں:

اس قسم کے کشفوں میں مولف خود صاحب تجربہ ہے۔

یعنی اس قسم کا معراج کشفی مجھ پر بھی ہوا ہے۔ نعوذ باللہ من هذا القول المردود۔

نتیجہ کلام مذکور کا یہ ہوا کہ میں (یعنی مرزا قادیانی) بھی نبوۃ میں مثل جناب رسول مقبول ﷺ کی ہوں، اور میرا شہر یعنی قادیان از روئے بزرگی اور عظمت کے مثل مکہ معظّمہ اور مدینہ منورہ کے ہے جیسا کہ مولف مرزا غلام احمد صاحب قادیانی صفحہ ۷۷۔ ازالہ اوہام میں تحریر فرماتے ہیں و هو هذا:

اس جگہ مجھے یاد آیا کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہوا تھا اس روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف

پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا
انّا انز لناہ قر یباً من القا دیا ن ۔
تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟
تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔
تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔
تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ مدینہ قادیان۔
یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے مجھے دکھایا گیا تھا۔ الخ

حاجی محمد مصطفیٰ فرماتے ہیں کہ معلوم ہووے۔ اور جو شخص دعوی نبوت کا بعد زمانہ رسول اللہ ﷺ کے کرے گا وہ کافر بلکہ اکفر ہے اور اس پر اتفاق جمیع علماء اہل اسلام متقدمین اور متاخرین کا ہے۔

اور کتاب مذکور کے صفحہ ۵۹ میں مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:
تیسرا کام مسیح کا یہ ہے کہ ایمانی نور کو دنیا کی تمام قوموں کے مستعد دلوں کو بخشے اور منافقوں کو مخلصوں سے الگ کر دیوے۔
سو یہ تینوں کام خدا تعالی نے اس عاجز کے سپرد کئے ہیں اور حقیقت میں ابتداء سے یہی مقرر ہے کہ مسیح اپنے وقت کا مجدد ہوگا اور اعلی درجہ کی تجدید کی خدمت خدا تعالی اس سے لے گا۔
اور یہ تینوں امور وہ ہیں جو خدا تعالی نے ارادہ فرمایا ہے جو اس عاجز کے ذریعہ سے ظہور میں آویں۔ سو وہ اپنے ارادہ کو پورا کرے گا اور اپنے بندہ کا مددگار رہوگا۔

حاجی محمد مصطفیٰ فرماتے ہیں:

معلوم ہووے کہ کلام مذکور مولف رسالہ سے مفہوم ہوا کہ افعال واقوال میں بھی مثل حضرت عیسی کی ہوں لیکن تیسرا کلام تو بالعکس ظہور میں آیا یعنی اس واسطے کہ باوجود ہونے حکم رحمانی جملہ خاتم النبیین کے قائل رسول جدید کے ہوئے اور..نماز کے ترک کرنے کا موجب ہوا۔ جیسا کہ جامع مسجد دہلی میں واقع ہوا کہ جناب مسیح کذاب صاحب مع اپنے حوارین کے قریب ڈھائی بجے کے جامع مسجد میں آئے اور جب کہ وقت نماز عصر کا آیا تو قریب پانچ ہزار آدمیوں نے مل کر ساتھ امام مسجد کے نماز عصر کی ادا کی اور میرزا صاحب مع اپنے متعلقین کے بیٹھے رہے اور عمداً نماز کو ترک کیا اور اسی کا نام ہدایت ہے۔

اور کتاب مذکور (ازالہ اوہام) کے صفحہ ۷۲ سے ۷۵ تک میں لکھا ہے:

خدا تعالی نے میرے دل پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثل مسیح پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص کر دمشق میں بھی کوئی مثل مسیح پیدا ہو جائے۔ مگر خدا تعالی خوب جانتا ہے اور وہ اس بات کا شاہد حال ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے۔ اور ان لوگوں کی نسبت یہ فرمایا ہے کہ یہ یزیدی الطبع ہیں یعنی اکثر وہ لوگ جو اس جگہ رہتے ہیں وہ فطرت میں یزیدی لوگوں کی فطرت سے مشابہ ہیں۔ اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے

انّا انزلناه قریباً من القادیان بالحق انزلناه و بالحق نزل و کان وعد الله مفعولاً۔

یعنی ہم نے اس کو قادیان کے قریب اتارا ہے اور سچائی کے ساتھ اترا۔ اور ایک دن وعدہ اللہ کا پورا ہونا تھا۔

اس الہام پر نظر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ قادیان میں خدائے تعالی کی طرف سے اس عاجز کا ظاہر ہونا الہامی نوشتوں میں بطور پیش گوئی کے پہلے سے لکھا گیا تھا۔ اب چونکہ قادیان کو اپنی خاصیت کی رو سے دمشق سے مشابہت دی گئی ہے تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ قادیان کا پہلے

نوشتوں میں استعارہ کے طور پر دمشق رکھ پیش گوئی بیان کی گئی ہوگی کیونکہ کسی کتاب حدیث یا قرآن شریف مین قادیان کا نام لکھا ہوانہیں پایا جاتا اور یہ الہام جو براہین احمدیہ میں بھی چھپ چکا ہے بصراحت و بآواز بلند ظاہر کررہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں یا احادیث نبویہ میں بعد پیش گوئی ضرور موجود ہے اور چونکہ موجودنہیں تو بجز اس کے اور کس طرف خیال جاسکتا ہے کہ خدا تعالی نے قادیان کا نام قرآن شریف یا احادیث نبویہ میں کسی اور پیرایہ میں ضرور لکھا ہوگا۔اوراب جوایک نئے الہام سے یہ بات بپایہ ثبوت پہنچ گئی کہ قادیان کو خدا تعالی کے نزدیک دمشق سے مشابہت ہے،تو اس پہلے الہام کے معنی بھی اس سے کھل گئے۔گویا یہ فقرہ جو اللہ جل شانہ نے الہام کے طور پر اس عاجز کے دل پر القاء کیا ہے کہ

انّا انزلناہ قریباً من القادیان

اس کی تفسیر یہ ہے

انّا انزلناہ قریباً من دمشق بطرف شرقی عند المنارۃ البیضاء

کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کی شرقی کنارہ پر ہے منارہ کے پاس۔ پس یہ فقرہ الہام الٰہی کا کہ کان وعد اللہ مفعولا اس تاویل سے پوری پوری تطبیق کھا کر یہ پیش گوئی واقعی طور پر پوری ہو جاتی ہے۔الخ

حاجی محمد مصطفیٰ فرماتے ہیں:

واضح ہووے کہ جناب رسول مقبول ﷺ کی جو پیش گوئی عیسیٰؑ کے حق میں حدیث میں ہے بحکم خداوند تعالی فرمائی ہے اسی واسطے جناب رسول مقبول کی شان میں فرمایا ہے قولہ تعالی

و ما ینطق عن الھوی ان ھو الّا وحی یوحی۔

لیکن مرزا غلام احمد صاحب قادیانی تاویلات کرتے ہیں جیسا کہ انہوں نے تاویل کی کہ مراد دمشق سے قادیان ہے اور منارہ سے مراد منارہ مسجد یعنی قادیان

ہے۔...اور آیت کریمہ وعد اللہ مفعولا سے یہ مراد ہے کہ ایک شخص مسمی غلام احمد ملک پنجاب موضع قادیان ضلع گورداسپور میں بارھویں صدی میں پیدا ہوگا اور لکھا کہ

میرے بھائی صاحب مرحوم میرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا انا انزلناہ قریباً من القادیان۔ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ کیا قادیان کا نام بھی قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے؟ تب انہوں نے کہا کہ یہ دیکھو لکھا ہوا ہے۔ تب میں نے نظر ڈال کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ فی الحقیقت قرآن شریف کے دائیں صفحہ میں شاید قریب نصف کے موقع پر یہی الہامی عبارت لکھی ہوئی موجود ہے۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ ہاں واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج ہے اور میں نے کہا کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن شریف میں درج کیا گیا ہے مکہ مدینہ قادیان۔ یہ کشف تھا جو کئی سال ہوئے مجھے دکھایا گیا تھا۔ الخ

حاجی محمد مصطفیٰ فرماتے ہیں:

معلوم ہووے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنے مطلب کی عبارت کشف کی حالت میں اپنے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر کا بتایا کہ بھائی صاحب مجھ کو عالم کشف میں زبان مبارک سے فرماتے ہیں کہ دیکھو قرآن شریف میں قادیان کا نام لکھا ہوا ہے یعنی انا انزلناہ قریباً من القادیان۔

یہ کہنا اس کا سراسر لغو اور بے ہودہ ہے کیونکہ یہ قول مخالف کتاب اللہ و الرسول کے ہے۔ اور میرزا صاحب کی عبارت لغو سے مفہوم ہوتا ہے کہ جس روز انہوں نے یہ کشف دیکھا ہے اس روز انہوں نے ماش کی دال نوش جان کی ہوگی.. از روئے کھانے غذائے ثقیل کے ان کے دماغ میں بخارات غلیظہ پیدا ہوکر طبیعت ان کی متوحش ہوئی ہوگی اور حالت انتشار طبیعت میں خیالات فاسدہ ان کے دماغ میں پیدا ہوئے ہوں گے۔...

معلوم ہووے کہ علمائے متقدمین اور متاخرین کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید

میں لفظاً یا معناً تحریف کرنے والا کافر ہے جیسا کہ خود مولف صاحب کتاب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۳۷ میں تحریر فرماتے ہیں و ھو ھذا:

اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شعشہ یا نقطہ اوس کی شرائع اور حدود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے۔ اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام من جانب اللہ نہیں ہوسکتا جو احکام فرقانی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کے تبدیل تا تغییر کرسکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے۔

یعنی مرزا غلام احمد صاحب قادیانی لکھتے ہیں جو کوئی قرآن شریف خاتم کتب سماوی میں ایک شوشہ یا نقطہ تغیر یا تبدل کرے وہ کافر ہے۔ اور خود مرزا قادیانی صاحب نے قرآن شریف میں نقطہ در کنار، بلکہ ایک جملہ بڑھایا ہے کہ تمام اوامر اور نواہی شریعت کی اس پر موقوف علیہ ہیں کیونکہ جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی صاحب نے خود بدولت کو مرسل الٰہی اور ملہم تصور کرکے جملہ

انا انزلناہ قریباً من القادیان

بڑھایا۔۔ اور یوں اپنے آپ کو مسیح کذاب کہلایا اور مستحق لعنت ابدی کا ہوا اور یہ بھی یاد رہے کہ جو شخص بعد حضرت خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کے نبی کہلاوے تو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے اور جو شخص ایسے آدمی کو نبی برحق مانے تو وہ بھی کافر ہے۔

خداوند تعالیٰ جمیع امت محمدیہ کو اپنے فضل و کرم سے ایسے شخص کی صحبت سے محفوظ رکھے۔ آمین ثم آمین

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ جون ۱۹۰۱ء جلد ۱۹ و ۲۱

پنجابی رسول کی امت کا انکار

سال اول مطرب آمد سال دیگر خواجہ شد
غلہ گر ارزاں شود امسال سید می شود

مولوی امام الدین گجراتی (جو گجرات میں مدرس سکول تھے اور سر سید احمد خان کے معتقد تھے) لکھتے ہیں:

جناب مرزا غلام احمد قادیانی کی جماعت کے کئی ممبر جو بمصداق یؤ منو ن با لغیب بلا سوچے سمجھے ایمان لائے ہیں، ہر چند ان کی خدمت میں عرض کی جاتی ہے اور حضرت موصوف کی خاص تحریریں ان کو دکھائی جاتی ہیں کہ مرزا جی نے صاف صاف نبوت کا اسی طرح دعوی کیا ہے جس طرح پہلے بھی بہت سے اشخاص کر چکے ہیں، مگر وہ بے چارے ابھی تک پیر و پیغمبر میں تمیز نہیں کر سکتے۔ اور الٹا یہ جواب دیتے ہیں کہ ہم راستی پر ہیں اور موعود مسیح کے بارے میں تمہیں مغالطہ ہوا ہے۔ (دیکھو رسالہ قطع الوتین اور درۃ الدرا نی جس میں بحوالہ زرقانی حمدان بن قرمط کا حال ہے جس نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا، اور بحوالہ .. کتاب ملل ونحل لکھا ہے کہ دسویں صدی میں شیخ محمد خراسانی نے مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا۔ اور المنصور کے زمانہ میں اسماعیل اصفہانی نے یہی دعوی کیا)

پس ہم علماء اسلام زمانہ حال کی خدمت میں نہایت ادب کے ساتھ گذارش کرتے ہیں کہ چند منٹ کے لئے ہماری ان ناچیز سطور پر توجہ فرماویں۔ اگر بفرض محال ہم غلطی پر ہیں، اور ختم نبوت کے بعد بھی سلسلہ نبوت جاری ہے، تو کوئی بزرگ اسلام ہماری غلطی رفع فرما کر خداوند تعالی کی پاک درگاہ سے اجر عظیم کے مستحق ہوں۔

کیا ان علامات اور دعاوی کے سوا، جو نیچے عرض کئے جاتے ہیں معا ذ اللہ پیغمبروں کے سرخاب کا پر لگا ہوتا ہے جس سے وہ شناخت کئے جاتے ہیں۔

روحانیت اور فیوض الٰہی جو انبیاء علیہم السلام و اولیاء کی ذات والا صفات سے فواروں کی طرح جوش زن ہوا کرتے ہیں، ان کو مرزا جی کی ذات میں سمجھنا اور ان سے برکات حاصل کرنے کی توقع رکھنا، بناء فاسد علی الفاسد ہے۔ مگر دعوی نبوت کے لئے مفصلہ ذیل علامات جو مرزا جی اپنی نسبت تحریر فرماتے ہیں، کیا ان سے بڑھ کر کوئی علامت بیان کی جا سکتی ہے، اگر چہ اس دعوی کے دروغ بے فروغ ہونے میں کچھ بھی کلام نہ ہو۔

اس میں ذرہ بھر شک نہیں کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو قرآن شریف کے مطالعہ میں توغّل ہے۔ اور چونکہ ان کو رسول بننے کا خیال از حد دامن گیر ہے، اس لئے ہر ایک آیت پر اسی پہلو سے تدبر کرتے ہیں۔ اور کیا تعجب ہے کہ اپنے مناما ت اور اضغاث میں بھی اپنی ذات کو رسول اور نبی دیکھتے ہوں۔

اب ہم ان علامات وتصدیقات مریدین وغیرہ کو پبلک کے سامنے نمبر وار پیش کرتے ہیں:

۱۔ مرزا جی کے معراج نبوۃ کی سیڑھی کا پہلا پایہ یہ ہے کہ انہوں نے مجتہد اور مجدد ہونے کا دعوی کیا۔

۲۔ جب کتاب براہین احمدیہ کی چوتھی جلد تک پہنچے، تو ملہم ربانی کہلانا شروع کیا۔

۳۔ فتح الاسلام وتوضیح مرام میں اپنے تئیں منذر ونذیر لکھا، حالانکہ یہ الفاظ قرآنی محاورات میں انبیاء علیہم السلام کی شان میں بولے جاتے ہیں۔ مثلاً

انت منذر و لکل قوم ھاد۔ (الرعد: ۸)

ان من امة الّا خلا فیھا نذیر۔ (فاطر: ۲٤)

انہیں دونوں کتابوں میں صاف صاف لکھ دیا کہ موعود مسیح یہی عاجز ہے

(عاجز... کی ایک ہی کہی۔ دس ہزار روپیہ کی فرضی جائداد کے اشتہار دینے، خدا ورسول سے نڈر ہو کر ذوی الارحام کو محروم کرنے کی کوشش کرنا، لوگوں کے مال سے مزے اڑانا، اور نبوۃ کا دعوی کرنا وغیرہ، عاجزوں کے کام ہوتے ہیں) اور کہا:

دنیا میں ایک نذیر آیا کسی نے اس کو نہ مانا مگر خدا اس کو قبول کریگا۔

قادیانی مرزا صاحب کے یہ الہامات سب سے بڑھ کر ہیں:

۱۔ و ما ارسلناك الّا رحمة للعالمين ۔(براہین احمدیہ۔ص ۵۰۶)۔
جو خاص حضرت محمد رسول اللہ کی ذات مبارک کیلئے خداوندتعالی نے فرمایا، مگر حضرت مرزا صاحب اس کو اپنی شان میں الہام ہونا فرماتے ہیں۔ اور
۲۔ اعمل ما شئت فانیّ قد غفرت لکم (براہین احمدیہ۔ص ۵۶۰)
ترجمہ: (اے مرزا) جو آپ کی مرضی ہو کرو، میری طرف سے آپ بخشے گئے۔
یہ الہام ایسا ہے کہ کسی سچے رسول کو بھی کبھی نہ ہوا ہوگا۔ اس الہام سے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بالکل چھٹی ہو گئی ہے، جو چاہیں سو کریں۔ شائد اس وسعت اخلاق سے جو بحق اسلامی دنیا حضرت اقدس نے (مرزا قادیانی) درافشانیاں کی ہیں، جن کی ردیف وار ڈکشنریاں بن رہی ہیں، وہ اسی الہام اعمل ما شئت فانی قدغفرت لکم کی بدولت ہوں۔
۶۔ سیدنا، جو حضرت رسول کریم ﷺ اور ان کی آل پاک کیلئے ہے اور علیہ الصلوٰۃ و السلام جو انبیاء علیھم السلام کے لئے محفوظ تھا، مرزا جی کے مریدان باصفا اپنی بول چال، خط و کتابت اور اخباروں وغیرہ میں بے دھڑک مرزا جی کے مناقب میں لکھتے، پڑھتے ہیں۔
۷۔ یہ دو قرآنی آیتیں

۱۔ ھو الّذی ارسل رسوله بالھدی و دین الحقّ لیظھره علی الدّین کلّه ۔(التوبۃ: ۳۳) ترجمہ: وہ وہی تو ہے جس نے اپنے رسول (محمد ﷺ) کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا کہ دنیا کے کل ادیان پر اس کو غالب کرے)۔

۲۔ مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد فلمّاجاء ھم بالبیّنات قالوا ھذاسحر مبین ۔(الصّف: ۶) (حضرت عیسی کی زبان سے میں ایک پیغمبر کی خوش خبری دینے والا ہوں جو میرے بعد آنے والا ہے جس کا نام احمد ہے پھر جب کہ وہ آیا کھلی نشانی لے کر تو انہوں نے کہا کہ یہ تو صریح جادو ہے)، (ازالہ اوہام۔صفحہ ۶۷۵ و ۶۷۳)

جو خاص حضرت رسول مقبول ﷺ کی شان میں اتری ہیں، اور جن میں سے دوسری آیت آنحضرت ﷺ کے حق میں پیشین گوئی ہے، مرزا جی الہاماً فرماتے ہیں کہ خاص میری

شان میں ہیں۔

۸۔فیصلہ آسمانی اور نشان آسمانی وغیرہ کتابوں کے سروروقوں پر، جو مرزا جی کے افکار کا نتیجہ ہیں، سوا ان کتابوں کے الہامی لکھا جانے کے، یہ آیات بھی مرزا جی کی شان میں درج ہیں

یا حسرة علی العبا د ما یأ تیھم من رسو ل ا لا کا نوا به یستھزؤن (الحجر:۱۱) ترجمہ: اے افسوس بندوں پر، ان کی طرف کوئی ایسا رسول نہ آیا جس پر انہوں نے استہزاء نہ کیا ہو)

۹۔مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بآواز بلند پکارتے ہیں کہ میرا رتبہ اور میرے مناقب حضرت ابوبکر (صدیقؓ) اور حضرت عمر (فاروقؓ) سے کہیں بڑھ کر ہیں (دیکھو خط موسومہ منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری مصنف عصائے موسیٰ جو مسجد چینیانوالی لاہور میں پڑھا گیا) جن کی شان میں کئی آیات قرآنی وارد ہیں۔اور جن میں سے آخر الذکر کی بابت رسول اللہﷺ کا فرمان ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا، تو عمر ہی ہوتا۔

ناظرین! غور فرمائیں کہ مذکورہ بالا خلفاء رضی اللہ عنھما سے سوائے حضرت رسول کریمﷺ کے کون بڑھ کر ہو سکتا ہے۔

۱۰۔قادیانی مرزا جی بآواز بلند کہتے ہیں کہ مجھ کو اپنے الہاموں پر ایسا ہی یقین اور اون پر ایسا ہی ایمان ہے، جیسا قرآن شریف پر (دیکھو مرزا جی کی کتاب اربعین)۔

گویا قادیانی مرزا جی کے زعم میں قرآن شریف اور ان کے تراشیدہ الہاموں میں کچھ بھی تمیز نہیں۔

اے مرزا جی! آپ اور آپ کے مرید ہم کو کیسے ہی برے خطابوں سے یاد کریں، مگر آپ کی اس قسم کی باتیں سن کر ہمارے دل کو سخت صدمہ ہوتا ہے۔

۱۱۔ مرزا جی اور ان کے خلیفہ اول یا دوئم (کیونکہ ابھی ان میں فیصلہ نہیں ہوا) بآواز بلند پکارتے ہیں کہ براہین احمدیہ کے الہامات اور قرآن شریف کی مکی سورتوں میں کچھ بھی مابہ الامتیاز نہیں۔یعنی ان میں مساوات کا درجہ ہے۔(دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۲۴۔اکتوبر ۱۹۰۰ء)

۱۲۔ مولوی عبدالکریم سیالکوٹی برملا لکھتا ہے کہ جب خادم یعنی مرزا صاحب اور مخدوم یعنی حضرت محمدﷺ دونوں ایک سے حربے اور ہتھیار لے کر آئے ہیں، تو کیا وجہ ہے کہ

ایک کو دوسرے پر ترجیح دی جاوے۔ (دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۲۴۔اگست ۱۹۰۰ء)

(مولوی عبدالکریم کے ارشادات حسب ذیل ہیں۔ بہاء۔

زمانہ کے سینکڑوں چکروں اور صدیوں کے انتظاروں کے بعد خدا تعالی نے ہمارے زمانہ میں نبوت اور رسالت کے منہاج پر ایک سلسلہ کھڑا کیا ہے جس نے رسالت اور نبوۃ کو بڑی صفائی سے ہم پر منکشف کر دیا ہے اور رسالت کا چہرہ جو صدیوں کے شکوک و وساوس کے بادلوں میں چھپ گیا تھا اصلی روشنی کے ساتھ ہم پر جلوہ گر کیا ہے اس مبارک ظل نے نہ صرف ایک اصل کو بلکہ ساری نبوتوں اور رسالتوں کو نئے سرے سے زندہ کر دیا ہے۔ درحقیقت اللہ تعالی کا بڑا احسان اور خاص فضل ہم پر ہے کہ ہمیں خیالی اور قیاسی باتوں سے دل بہلانے کی ضرورۃ نہیں پڑتی ہم میں خاص اسی رنگ اور اسی نمونہ پر ایک فرستادہ ربانی اور مرسل یزدانی موجود ہے۔ اس مبارک انسان کے وجود نے اپنے فعل اور قول اور علامات صدق سے وہ ساری راہیں صاف کر دی ہیں جو مدتوں مسدود رہیں اور کسی رہرو کا نقش پا ان پکھڈنڈیوں پر نہ ملتا تھا اور ہم نے اسی شرح صدر اور ذوق سے ان ہی دلائل اور حجج سے، ان ہی علامات صدق سے اسے پہچانا ہے جس کے وسیلہ سے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) نے نور محمدی کو (علیہ افضل الصلوات و التسلیمات) سے پہچانا۔ قسم اس خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں ہر وقت اس مصفا آئینہ میں تمام نبیوں اور مرسلوں اور اہل اللہ کا صاف صاف چہرہ دیکھتا ہوں۔ الغرض اس وقت خدا کے فضل سے حضرت مرسل اللہ مسیح موعود کے طفیل ہمارا بوجھ بہت ہلکا ہو گیا ہے اور ہمیں بڑی آسانی سے پتہ مل گیا ہے کہ خدا کے فرستادے کیسے ہوتے تھے اور کن علامات سے وہ شناخت کئے جاتے تھے۔ مبارک ہو اس آنے والے کو جس نے تمام آچکے ہوؤں کی لاج رکھ لی اور دین حق کو جو افسانوں کے رنگ میں ہو چکا تھا پھر اپنے انفاس مسیحی سے بحال کیا اور مبارک ہو اس قوم کو جن کو اس پر آشوب وقت میں عنایت ازلی کا بدرقہ سیدھا قادیان کی دارالامان میں لے آیا اور ان کا ہاتھ خدا کے ہاتھ میں دے دیا۔ اب بڑی بات جس پر میں اپنی جماعت کو توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ کس درجہ کا ایمان ہمیں اس امام ہمام کی نسبت رکھنا چاہیے۔ میں صاف صاف کہتا ہوں اور بصیرۃ اور شرح صدر سے کہتا ہوں کہ اسی قسم کا ایمان جو اس امام کے متبوع و مقتداء (ﷺ) کی نسبت چاہا گیا ہے۔ جب کہ یہ مرسل اللہ اسی رنگ اور اسی منہاج اور اسی کے قدم پر آیا ہے اس لئے کہ اسی ایمان کو ان ہی طاقتوں اور معجزوں کے ساتھ ثریا سے اتارنے کے لئے آیا ہے جو قرآن شریف کریم نے دنیا کو بخشا تھا غرض جب کہ چشمہ ایک ہی ہے اور آقا اور غلام دونوں ایک ہی مقصد کو پورا کرنے کیلئے یکساں ہتھیار لے کر آئے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ مرسلان الہی میں تفریق روا رکھی جائے۔ الخ

یادرہے کہ یہ سترہ اگست ۱۹۰۰ء کا خطبہ ہے اور اڈیٹر الحکم نے اس پر یہ نوٹ لگایا ہے:

یہ خطبہ اس قابل ہے کہ اگر ہر روز نہیں تو ہفتہ میں ایک بار ضرور پڑھ لیا جایا کرے کیونکہ اس سے وہ معرفت اور نور ملتا ہے جس کے لئے یہ چودھویں صدی مبارک اور مخصوص کی گئی ہے۔ ہمارے اپنے الفاظ اس خطبہ کی حقیت اور حقیقت کے بیان کرنے سے قاصر رہ گئے ہیں جب کہ خود حضرت امام حجۃ اللہ فی الارض جناب مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) نے اس کی تعریف فرمائی ہے۔ (الحکم ۲۴۔ اگست ۱۹۰۰ء ص ۶۔۷)

۱۳۔ مرزا جی کے مرید مخلص رسول شاہ نامی قادیان سے ایک خط کے جواب میں رقم طراز ہیں: .....مرزا جی پر.....رسول کریم ﷺ پر (دیکھو اخبار الحکم ماہ ستمبر ۱۹۰۰ء)

۱۴۔ مرزا جی کا جرنیلی آرڈر مریدوں کے نام ہے کہ میری ازواج مطہرات آپ کی مائیں ہیں۔ چنانچہ مریدان باصفا ان کو بمنزلہ حضرت عائشہ صدیقہ تسلیم کر کے ام المومنین سے ملقب کرتے ہیں۔

۱۵۔ مرزا جی کے مرید یا وزیر اعظم عبدالکریم صاف لکھتے ہیں کہ

یا تو ابتداء اسلام میں آنحضرت ﷺ نے دین کی اشاعت میں کوشش کی، یا آخر میں مرزا صاحب نے خاتم الخلفاء کا خطاب (مولوی صاحب مذکور سے) حاصل کیا، اوران دونوں زمانوں کے بیچ میں کچھ بھی نہیں۔

(دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۱۰ مئی ۱۹۰۱ء)

(مولوی عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی کا کہنا ہے:

و آخرین منهم لما یلحقوا بهم ۔قرآن شریف نے دو ہی زمانوں کا ذکر فرمایا ہے ایک وہ جس میں خود وہ کامل انسان مطہر اور مزکی معلم موجود تھے اور بلا واسطہ ایک جماعت کو تیار کیا دوسرا وہ زمانہ جس میں رسول اللہ ﷺ خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود کے توسط سے ایک جماعت کے معلم ہوں گے۔

قرآن شریف پر غور سے نگاہ کرو درمیانی سلسلوں کا کوئی ذکر نہیں کیا جیسے موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت مسیح علیہ السلام کے درمیانی سلسلوں کا کوئی ذکر نہیں کیا اسی طرح آنحضرت ﷺ سے لے کر خاتم الخلفاء (مرزا قادیانی) کے درمیانی زمانہ کا کوئی ذکر نہیں بلکہ خاتم الخلفاء ہی کا حضور کے بعد ذکر کیا ہے پس جب کہ یہ بات ہے تو میرے دوستو! میں تمہیں اس لحاظ سے مبارکباد دیتا ہوں کہ اس سلسلہ عالیہ میں تم شامل ہو جو آخرین منهم لمّا یلحقوا بهم کا موعود و مصداق ہے۔ الحکم ۱۰ مئی ۱۹۰۱ء ص ۱۳)

۱۶۔ و وضعنا عنك وزر ك الّذی انقض ظهرك و رفعنا لك ذكرك
(ترجمہ۔اور رکھ لیا ہم نے بوجھ تجھ سے، وہ بوجھ جس سے تیری کمر بیٹھ رہی تھی اور تیرے لئے ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا)

یہ آیت بھی جو خاص آنحضرتﷺ کی ذات پاک کیلئے خدا نے وحی کی ہے۔ مرزا صاحب قادیانی اپنی ذات کو اس کا موردو محل بتاتے ہیں۔

۱۷۔مولوی عبدالکریم سیالکوٹی مذکور، قادیانی مرزا جی کو کل انبیاء علیهم السلا م کا لب لباب اور بالخصوص آنحضرتﷺ کے دونوں بروز یعنی محمد و احمد بتاتے ہیں۔(دیکھو اخبار الحکم ۲۴۔اکتوبر ۱۹۰۰ء ص ۸)

۱۸۔ اذكر نعمتی الّتی انعمت عليك انّی فضلتك على العالمين۔
(ترجمہ:(اے مرزا جی) ان نعمتوں کو یاد کرو جو تجھے دی گئیں۔میں نے سب جہانوں پر تجھے فضیلت دی)

اے ناظرین اخبار! غور فرمایئے کہ سب جہانوں پر بزرگی اور برگزیدگی سواء انبیاء علیهم السلا م کے کس کو ہوسکتی ہے۔کیا مرزا صاحب کو جوانکم ٹیکس وغیرہ سے بچنے کے لئے حیلے تراشتے ہیں، اور جب پیشین گوئیاں غلط ہوتی ہیں تو قرآن شریف پر الزام لگاتے ہیں۔

۱۹۔یا ایّها المدّ ثّر۔ قم فا نذر ۔و ر بّك فكبّر۔(المدثر:۱۔۳)
قرآن شریف میں آنحضرتﷺ کی شان میں ہے۔قادیانی مرزا جی زبردستی اپنی طرف لگاتے ہیں۔

۲۰۔خداوندتعالی آنحضرتﷺ کوفرماتا ہے:
قل ان كنتم تحبّو ن الله فاتّبعو نی يحببكم الله (آل عمران :۳۱)(ترجمہ: کہدے اے محمد کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنا چاہتے ہو، تو میرا اتباع کرو، تاکہ خداوند تم سے محبت کرے)

مرزا جی اس آیت کا شان نزول بھی اپنی ہی طرف فرماتے ہیں۔

اب برخلاف حکم خدا و رسول، رسول کی اتباع سے لوگوں کو ہٹا کر یہ کہنا کہ میرا اتباع کرو، شرک فی النبوۃ نہیں تو کیا ہے۔شرک فی النبوۃ کے سر میں کیا سینگ ہوا کرتے ہیں۔

۲۱۔مرزا جی نے ان دونوں آیات کو اپنے پر وحی نازل ہونا بتایا ہے:

۱۔ و اتل ماا و حی الیك من ر بّك ولا تصعّر خدك للنّاس ۔(لقمان:۱۸)
۲۔ قل انّما انا بشر مثلکم یو حی الیّ ۔ (الکہف:۱۱۰)
حالانکہ الیو م اکملت لکم دینکم کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور نبوۃ ختم ہو چکی، گو اس کا فیض تا قیامت جاری ہے۔
۲۲۔ و ماارسلناك الاکا فۃ للناس
۲۳۔ یا ایھا النا س انّی رسو ل اللہ الیکم جمیعاً جس کے حاشیہ پر لکھتے ہیں ای مر سلاً من اللہ ۔

یہ دونوں الہام مرزا صاحب قادیانی (جو اصل میں قرآن شریف کی آیات ہیں) ایسے ہیں کہ سوا آنحضرت ﷺ کے کسی نبی اور رسول کو ان کی عزت حاصل نہیں ہوئی ۔ان الہاموں کا مورد و محل مرزا جی اپنی ذات بتاتے ہیں۔ سچ ہے:

بت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

بالآخر ہماری گذارش ہے کہ ارباب فہم و فراست ان سب آیات کو بہیئت مجموعی دل میں جمع کر کے اپنے کانشنس سے فیصلہ لیں کہ یہ دعوی نبوت ہے یا نہیں۔ اور جو نتائج نکل سکتے ہیں ارشاد فرما کر ہماری غلطی کو دفع کریں۔ راقم: ا۔ د

مولانا احمد حسن شوکت ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

سبحان اللہ! سبحان اللہ! مولانا ا۔ د، کس خلوص اور سچی ہمدردی سے اسلام کی تائید اور ایک ملحد کے ہفوات و اباطیل کی تردید فرما رہے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے علماء کرام، ناظرین ضمیمہ و اخبار و مفتیان شحنہ ہند، مولانا ممدوح کا ہاتھ نصرت اسلام میں بٹائیں گے۔

مولانا جس تحقیق و تدقیق سے جعلی مہدی اور نبی کا ذب کے دعاوی کا استیصال فرما رہے ہیں، مرزا قادیانی اور اس کے حواری کے پاس ان کا جواب ہی کیا ہے۔ اور جواب دینے کا کیا منہ رکھتے ہیں۔ کیوں شپر کون کی طرح کونوں کھدروں میں چھپے بیٹھے ہیں، کیوں مقابلہ پر نہیں آتے۔

یا تو یہ لمبے لمبے دعوے تھے کہ حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) کی بات کا

کوئی جواب نہیں دیتا، اب یہ کیفیت ہوگئی کہ ضمیمہ شحنہ ہند اور اسکے رجال الغیب نے چند ہی روز میں کاذب مہدویت اور جعلی مسیحیت اور ملحد بنانے کی مشین کے کیل پرزے توڑ ڈالے۔ عصائے موسیٰ، قطع الوتین وغیرہ کتابوں کا جواب تو کیا دیں گے، ضمیمہ کے مختصر سے آرٹکلوں کا جواب بھی نہیں بن پڑتا، اور نہ بن پڑے گا ان شاء الله تعالی۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعاوی سے معاذ اللہ آنخضرتﷺ کی بعثت و رسالت بالکل فضول اور عبث ٹھہرتی ہے اور درحقیقت مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک کوئی وقعت کسی نبی کی مرزا کے مقابلے میں نہیں۔

بھلا غضب خدا کا چند خودغرض الو کے پٹھوں کے سوا کون مسلمان تسلیم کرسکتا ہے کہ قرآن بجائے آنخضرتﷺ کے مرزا قادیانی پر نازل ہوا ہے۔ دعوی تو یہ کہ میں عیسائیت وغیرہ کے دور کرنے کو دنیا میں اترا ہوں، مگر افعال سے یہ ثابت کیا جاتا ہے کہ مذہب اسلام کے مٹانے کو آیا ہوں۔

ایسے ملحد کا اثر غیر مذاہب پر بھی نہیں پڑ سکتا، کیونکہ مذاہب غیر والے خوب جانتے ہیں کہ پیغمبر اسلام حضرت محمدﷺ ہیں، اور دوسرا شخص جو نبی بننے کا دعوی کرے یا تو فریبی اور مکار ہے یا جنونی اور خبط الحواس۔

اسی لئے گولڑہ ضلع راولپنڈی میں جناب پیر مہر علی شاہ صاحب نے بذریعہ اسلامی انجمن اس امر کا قطعی فیصلہ فرما دیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی جو کچھ مذاہب غیر کے مقابلے میں لکھتا اور کارروائیاں کرتا ہے، وہ اسلام کی طرف سے نہ سمجھی جائیں۔ کیوں کہ ان سے مقدس مذہب اسلام کی توہین ہوتی ہے اور جو شخص اسلام اور بانی اسلام کی توہین کرے وہ اہل اسلام سے نہیں۔

معلوم نہیں ہمارے ہم عصر اسلامی اخبارات اب تک کیوں خاموش ہیں۔ کیا انہوں نے مرزا کو مسیح موعود اور نبی برحق تسلیم کرلیا ہے۔ اگر درحقیقت تسلیم کرلیا ہے، تو بذریعہ اخبارات تصدیق وتائید کریں، اور تسلیم نہیں کیا تو تردید کریں۔ ورنہ درصورت ساکت رہنے کے ان پر یہ الزام وارد ہوگا:

السّاکت عن الحقّ شیطان اخرس۔ (الحدیث)

(یعنی حق الامر کے اظہار سے چپ رہنے والا گونگا شیطان ہے)۔

اب چاہو شیطان بنو، چاہو نیکی کے فرشتے بنو۔

تعجب ہے کہ ہندو اخبارات تو قادیانی اقاویل باطلہ کی تردید کریں اور اسلامی اخبارات اس دشمن اسلام کی تردید نہ کریں۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ جون ۱۹۰۱ء جلد ۱۹ و ۲۱۔ ص ۶۵۔ ۶۸)

مقابلہ چند اوصاف

مولوی امام الدین گجراتی ((جو گجرات میں مدرس سکول تھے اور سرسید احمد خان کے معتقد تھے) لکھتے ہیں:

موعود مسیح (مرزا قادیانی) کہتا ہے کہ مجھ پر یہ الہام ہوا ہے کہ

انت اشدّ مناسبة ۔

پس ارباب فضل و کمال ان مناسبتوں کو جو ان دونوں میں ہیں، برائے افادہء عام ظاہر فرماویں۔ ہم فی الحال چند باتیں جو دونوں میں ثابت ہیں بیان کرتے ہیں۔

☆ اصلی مسیح کو مرزا جی نے بلا باپ تسلیم کیا ہے۔ (اخبار الحکم۔ ۳۰۔ اپریل ۱۹۰۱ء)

موعود مسیح (مرزا قادیانی) کے والد کو اکثر اضلاع پنجاب کے لوگ جانتے ہیں، جنہوں نے موعود کو لکھایا، پڑھایا، اور بہت مدت اس کے سر پر سلامت رہے۔

☆ اصلی مسیح کا مشن یہودیوں کی طرف تھا۔

موعود مسیح کا مشن خاص مسلمانوں کی طرف ہے، جن کا ایمان توحید و رسالت حضرت رسول کریم ﷺ پر ہے، اور جو اہل قبلہ ہیں اور موعود ان کو ملعون اور شیطان اور بے ایمان اور یہودی کہتا ہے۔

☆ اصلی مسیح نے اپنی زندگی بھر میں کوئی بی بی نہیں کی۔

موعود مسیح کی تازگی پسند طبیعت نے اپنی پرانی بی بی کو علیحدہ کیا، اور ایک نیا نکاح دہلی سے کیا۔ اس پر بھی قانع نہ ہوا، اور باایں عالم پیری اب تک بھی الہامی بی بی کا شوق ہے جو افسوس ہے کہ پورا ہوتا نظر نہیں آتا۔

☆اصلی مسیح دنیا کے مال و دولت سے نفرت رکھتا تھا۔
موعود مسیح مال و دولت دنیا کا عاشق ہے۔
☆اصلی مسیح کہتا تھا کہ کل کی روٹی کا فکر نہ کرو۔
موعود مسیح لطائف الحیل سے زر و مال جمع کر کے اپنی بی بی کے نام فرضی رہن کرتا ہے۔
☆اصلی مسیح نے کوئی کتاب اپنے ہاتھ سے نہیں لکھی۔
موعود مسیح تازہ رسالے اور اخبارات و اشتہارات جاری کرتا ہے جن میں سبّ و شتم و لعنتیں وغیرہ ہوتی ہیں۔
☆اصلی مسیح کوڑھیوں، اندھوں اور گونگوں کو اچھا کرتے تھے۔
موعود مسیح دیگر اشخاص کو تو کیا اچھا کرتے، اپنے وزیر اعظم کی آنکھ کا شہتیر نہ نکال سکے، نہ ٹانگ کا لنگ اور سر کی کھجلی مٹا سکے۔
☆اصلی مسیح جابجا پھرتا اور وعظ کرتا رہا۔
☆ موعود مسیح نے جب سے لدھیانہ اور دہلی سے شکست کھائی، کبھی گھر سے باہر قدم نکالنے کا نام تک نہ لیا۔ اور باوجودیکہ پیر مہر علی شاہ گولڑہ والے حسب الطلب مثیل بمقام لاہور آئے، مگر مثیل یا موعود مسیح نے اپنے مارے جانے کے خوف سے اپنے بیت الفکر سے باہر آنا منظور نہ کیا۔
☆اصلی مسیح نے نقلی یا موعود مسیح کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔
موعود مسیح نے اصلی مسیح کو مغلظ گالیوں سے پکارا اور (معاذ اللہ) لچّا اور بدمعاش وغیرہ کہا دیکھو نور القرآن حصہ دوم۔
☆ اصلی مسیح چونکہ اولوالعزم رسول تھے ان کی سب پیشین گوئیاں پوری ہوئیں۔
مثیل یا نقلی مسیح کی کوئی پیشین گوئی پوری نہ ہوئی۔
☆اصلی مسیح نے توریت کی تصدیق کی۔
نقلی مسیح نے قرآن شریف کی آیات توڑ کر اپنے مطلب کے مطابق بنایا۔
☆اصلی مسیح انبیاء علیہم السلام کے سلسلہ خاندان سے ہے۔
مثیل یا نقلی مسیح مغلوں کے خاندان سے ہے۔
☆اصلی مسیح نے اپنی سکونت یا رہائش کے لئے کوئی مکان نہیں بنایا۔

نقلی مسیح نے محل بنائے اوراب منارۃ المسیح تیار ہونے لگا ہے۔

☆ اصلی مسیح نے کوئی حقیت (اراضی وغیرہ) پیدا نہیں کی۔

نقلی مسیح حارث اورخارص ہیں اوراراضی و باغ کے مالک۔

☆اصلی مسیح نے کہا اگر کوئی تمہارے دائیں گال پرطمانچہ مارے،تو بایاں بھی رکھ دو۔

نقلی مسیح ناحق بے موجب نیک اور پاک لوگوں کوستاتا اور گالیاں دیتا ہے۔

☆اصلی مسیح نے کہا اگرکھانے کے لئے کالانمک اور پوشاک کیلئے ٹاٹ مل جائے،تو اسی پرقناعت کرو۔

نقلی مسیح کے یہاں سیروں کستوری اور بادام روغن میں دم کئے ہوئے پلاؤاور یاقوتیاں استعمال میں لائی جاتی ہیں اوراسباب عشرت کا ایک سٹور جمع ہوتا ہے۔

☆اصلی مسیح ابن مریم کے نام سے مشہور ہیں۔

نقلی مسیح کولوگ ابن ...کے نام سے نامزد کرتے ہیں۔

☆اصلی مسیح نے باوجود رسول ہونے کے کسی سے بیعت نہیں لی۔

نقلی مسیح روبروئے حاکمان وقت لوگوں سے بیعت لیتا ہے۔

☆اصلی مسیح مردوں کوزندہ کرتے تھے۔

نقلی مسیح زندوں کو مارنے کی آرزو میں ہے۔

علماء وقت نقلی مسیح کومنع کرتے ہیں کہ الحاد سے باز آؤ، وہ ان کو بدذات اور گونہہ کے کیڑے وغیرہ کہکر اپنا غصہ نکالتا ہے جسکا فیصلہ قیامت کو ہوگا۔

راقم ۔ ا۔ د (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ جون ۱۹۰۱ء جلد ۱۹ و ۲۱۔ص ۶۹۔۷۰)

کابل میں امام الزمان کا مشن

ایک صاحب براہ خلوص وارادت مجھے تحریر فرماتے ہیں کہ اگر آپ کے امام الزمان (مرزا قادیانی) ایک روز کے لئے بھی کابل ہوآئیں ،اوراپنے دعوی کی منادی کریں،تو راقم تین لاکھ روپیہ سلسلہ کی امداد میں دینے کو تیار ہے....

جب کہ امام الزمان (مرزا قادیانی) پر الہام ہوا ہے کہ ان کی حفاظت خدا کے ہاتھ میں ہے، تو اب کس بات کا خوف ہے۔ اور یہ کسی طرح یقین نہیں کہ ہندوستان میں تو امام الزمان کا خدا ساتھ رہے، اور کابل میں ان کا ساتھ چھوڑ دے۔ ایسا خدا کس کام کا۔

انگلش عمل داری میں تو مرزا جی کا غرانا فضول ہے کیونکہ یہاں کسی کا بال تک بیکا نہیں ہوتا۔

جس قدر انبیاء دنیا میں آئے ہیں انہوں نے مخالفوں ہی میں اپنی بعثت کا اظہار کیا ہے۔ اور جب کہ اصیل المسیح دشمنوں کے ہاتھوں صلیب پر کھینچے گئے، اگر مثیل المسیح بھی کابل میں پھانسی دیئے جائیں تو زہے قسمت، مماثلت تامہ ہو جائے گی، ورنہ مثیل المسیح ہونے کا دعوی غلط ہوگا۔

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کا تو فرض عین ہے کہ کابل جائیں اور سر کے خشتہ ہو جانے کی بالکل پرواہ نہ کریں۔ یقین ہے کہ مرزا جی کا یہ دل گردہ دیکھ کر پبلک ان کو ضرور امام الزمان تسلیم کر لے گی۔

راقم: مرزا جی کا پہلا معتقد

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ جون ۱۹۰۱ء جلد ۱۹ و۲۱ ص ۷۰)

مرزائیوں کا عجز

ناظرین ضمیمہ (شحنہ ہند میرٹھ) کو مژدہ ہو کہ ضمیمہ نے اپنا وہ فوری اثر دکھایا کہ مرزائیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ آجکل ان کو قادیان میں اپنے حواری کے سنبھالنے کی فکر کے سوا دوسرا مشغلہ نہیں۔ چنانچہ گزشتہ اخبار الحکم (۱۰ مئی ۱۹۰۱ء ص ۱۳) میں یہ عبارت درج ہے:

> اللہ تعالی میرے اور آپ کے دل میں پاک صحابہ کی سی تاثیر ڈالے۔ امام کی دعاؤں اور تاثیر میں کوئی قصور نہیں ہم کو اپنے اپنے ظروف کے موافق اس سے پانی لینا ہے اسلئے ہمیشہ دعاؤں میں لگے رہو کہ خدا ایسا کرے کہ اب

اس کشتی سے نہ اتارے اس دنیا میں ذلت بدعہدی عہد شکنی کا کلنک نہ لگے کیونکہ ساری توفیقوں کا مخزن خدا ہی ہے۔ راقم عبدالکریم

اور مرزا جی کا فرمان الحکم (۱۰ مئی ۱۹۰۱ء ص ۱۳) میں یہ ہے:

جو انعامات اور طاقتیں بزرگ نبیوں کو ملی تھیں، وہ سب میں لیکر آیا ہوں۔ اور جس جگہ میں بیٹھا ہوں، اگر آج اسی جگہ حضرت موسیٰؑ یا حضرت مسیح ہوتے، تو وہ بھی اسی نظر سے دیکھے جاتے جس نظر سے میں دیکھا جاتا ہوں۔۔ اور کوئی گالی نہیں جو ہم کو نہیں دی گئی۔ کوئی صورت ایذاء رسانی کی نہیں جو ہمارے لئے نہیں نکالی گئی، مگر ہم ان ساری بدزبانیوں کو سہتے ہیں۔ اور ان ساری تکلیفوں کی برداشت کرنے کو ہر وقت آمادہ ہیں۔

اس پر ہماری التماس:

اجی مرزا صاحب! آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ میں بھی آپ کی پارٹی میں ہوں، مگر آپ کے روزمرہ نئے نئے دعوے دیکھ کر حیران ہوں۔ میں ہی نہیں بلکہ آپ کے بہت سے مرید دل میں قطعاً آپ سے متنفر اور بیزار ہیں۔ آپ کے اس ارشاد کے مطابق تعمیل نہیں کرتے کہ دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھو۔ میں دیکھتا ہوں کہ تمام مرید مسجدوں میں آکر برابر دوسرے امام کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، البتہ بعض جہلاء ہٹ کرتے ہیں۔ یہ جھونجھل شائد اس لئے ہے کہ آپ پر اور آپ کی جماعت پر تمام عالموں اور اماموں نے ملحد اور کافر ہونے کا فتویٰ لگا دیا ہے۔ مرید اس لئے اور بھی بددل ہو رہے ہیں کہ آپ سے تصویر پرستی مریدوں کی تعداد علمی غلطیوں بدزبانی جھوٹی پیشین گوئیوں کے الزامات کا کچھ جواب نہیں بن سکا۔ وہ دوسرے مسلمانوں کے سامنے شرمندہ ہوتے ہیں کیونکہ وہ صاف صاف معاملات میں آپ کی طرح تاویل کرنا نہیں جانتے۔ راقم: پہلا مرزائی۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ جون ۱۹۰۱ء جلد ۱۹ و ۲۱۔ ص۔ ۷۰۔ ۷۱)

مرزا جی کا ایک چیلا

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں :

ضمیمہ (شحنہ ہند میرٹھ) کے دھواں دھار اور لاجواب مضامین سے مرزائیوں کے پیٹوں میں باؤ گولے چھوٹ رہے ہیں ۔ ریاست بٹھنڈا سے ایک چیلے نے بڑے شوق سے دو تین کارڈ بھیج کر ضمیمہ منگوایا۔ ہم نے حسب قاعدہ ۸ ضمیمے بھیج دیئے اور لکھ دیا کہ مبلغ.... بھیج دیجئے تا کہ آپ کا نام درج رجسٹر ہو کر ضمیمہ جاری ہو جائے۔

مگر بعد میں معلوم ہوا وہ غالی مرزائی ہیں ،صرف تاؤ دیکھنے کو ضمیمہ منگوایا ہے ۔ہم نے ایک خط لکھا کہ آپ کس خبط میں پڑے ہیں، مرزا جی تو دین اسلام کو مٹانا اور تصویر پرستی وغیرہ ممنوعات ومحرمات شرعیہ کو رواج دینا چاہتے ہیں اور آپ کو محمدی بننا چاہیے نا کہ مرزائی ۔ یہ شرک فی الرسالت ہے۔

ہمارے خط کا جواب کوئی دو ہفتے بعد آیا۔معلوم ہوتا ہے کہ وہ جواب حاصل کرنے کو قادیان بھیجا گیا تھا۔مگر جواب کیا نور علی نور آیا ہے کہ اسکول کے بچے بھی اس پر قہقہہ اڑا سکتے ہیں کہ کتب طبیہ میں تصویریں موجود ہیں اور ندوۃ العلماء نے فتوی دیدیا ہے کہ ایسی تصویروں کا بنوانا اور رکھنا جائز ہے۔

کیا خوب ! یہ ابھی معلوم ہوا کہ مرزا جی میڈیکل رفارمر اور سرجن جنرل بھی ہیں۔مگر معلوم نہیں ڈپلوما کون سے طبی کالج سے حاصل کیا ہے ۔ ندوۃ العلماء پر بالکل اتہام ہے، وہ تصویر پرستی کو ہرگز جائز نہیں کرسکتا۔

کیا طبی کتابوں میں جو تصویریں ہیں، ان کی ایسی ہی عظمت کی جاتی ہے جیسی مرزا جی کی تصویر کی ۔ اور کیا وہ علیحدہ علیحدہ اسی طرح فروخت ہوتی ہیں جس طرح مرزا قادیانی کی تصویریں۔

طبی کتابوں میں تو برہنہ تصویریں ہوتی ہیں جن میں واشگاف طور پر عضو مخصوص اور ان کا پیمانہ وغیرہ دکھایا جاتا ہے۔ کیا ان تصویروں کو بھی کوئی اسی طرح بوسے دیتا ہے جس طرح مرید اور مریدنیاں مرزا جی کی تصویر کو بوسہ دیتے ہیں۔

کیا مرزا جی کی تصویر بھی برہنہ ہوتی ہے۔ لیکن نا امید نہ ہونا چاہیے جس طرح ہنود اور ان کی عورتیں مہا دیو جی کی ننگی تصویر اور ان کے ... کی پوجا کرتی ہیں ،اسی طرح جس قدر عقیدت بڑھتی جائے گی چند روز میں مرزا جی کی برہنہ تصویر کی بھی تمام مرید اور مریدنیاں پوجا کرنے لگیں گی۔

پھر طبی تصویریں بنانے کا اسلامی شریعت نے کہاں حکم دیا ہے۔ مگر اب تو مرزائی شریعت پر عمل ہے۔ اسلامی شریعت ہے کیا چیز۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ جون ۱۹۰۱ء جلد ۱۹ و ۲۱ ص ۷۱۔۷۲)

طویلہ کی بلا بندر کے سر

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

غریب اپاہج مولوی عبدالکریم سیالکوٹی قادیانی ہی کو سب نے مہرے پر رکھ دیا ہے، اور مثیل المسیح نے بھی اسی کو اپنی بدعملیوں کے کفارے میں چڑھا دیا ہے۔ یہی مسلمانوں کو گالیاں دیتا اور گالیاں کھاتا ہے اور اس فخر و مباہات پر ناز کرتا ہے۔

جس طرح کبوتر بازوں میں کٹی کبوتر ہوتا ہے کہ کبوتر باز اس کی دم اور پر نوچ کر اچھالتے ہیں، اور یہ غریب پھڑ پھڑا کر زمین پر گر جاتا ہے۔ اس سے کبوتر بازوں کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ دوسرے کبوتر اسکو دیکھ کر آئیں۔ یہی گت سب نے مل کر بیچارے مولوی عبدالکریم سیالکوٹی کی کر رکھی ہے۔

تعجب ہے کہ امام الزمان کی جو خدمت یہ عطائی کر رہا ہے اور ثواب اور نجات کے بورے سمیٹ رہا ہے، دوسرے حواریوں کا دل کیوں نہیں للچاتا، اور وہ کیوں یہ سعادت اور فخر حاصل کرنا نہیں چاہتے۔ حکیم نور الدین بھیروی، مولوی محمد یعقوب ، پیر جی سراج الحق وغیرہ بھی تو اس نعمت کے حصہ دار تھے جس کو صرف عبدالکریم نے محض تنا خوری سے سب کی آنکھوں میں خاک جھونک کر چھین لیا اور ہڑپ کر بیٹھا۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ جون ۱۹۰۱ء جلد ۱۹ و ۲۱۔ ص ۷۲)

مرزا جی کی دھونس

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

شروع بعثت میں تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے وہ قہر وغضب کی تلوار میان سے نکالی کہ الٰہی توبہ۔ جو شخص مجھ پر ایمان نہ لائے گا مارا جائے گا، دھرا جائے گا۔

فلاں شخص نے میری آسمانی جورو چھین لی ہے، اتنے دنوں میں ہلاک ہوگا۔ اور فلاں شخص جس نے میری توہین کی ہے اتنے عرصہ میں زندہ درگور ہوگا۔

یہ بھنک گورنمنٹ کے کان میں جا پہنچی تخویف مجرمانہ کے شکنجے میں کھینچے گئے۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور اس کا خدا دونوں مارے خوف کے کانپ گئے۔

پھر کیا تھا، ملکہ معظّمہ کی دوہائی اور بڑے لاٹ صاحب کی تہائی اور چھوٹے لاٹ صاحب اور حکام وقت کی چوتھائی لگی ہونے۔ خطا ہوئی، قصور ہوا، گناہ ہوا، للہ معاف کیجئے۔

جوں توں کر کے قانونی اڑنگے سے نکلے۔ اب دھونس اور تخویف تو آسمانی باپ کے پاس تشریف لے گئی کہ عطاء تو بلقاء تو، صرف گالیاں اور کوسنے باقی رہ گئے۔ یہ بھی چندروز میں ولایت تشریف لے جائیں گے۔

بھلا اصیل المسیح نے بھی کبھی کسی پر دھونس ڈالی۔ اس نے تو یہ حکم دیا کہ دشمنوں کو بھی پیار کرو۔ یہ آسمانی باپ کا علاتی بیٹا مثیل المسیح کیسا ہے کہ سب کو ایک ہی کند چھری سے ذبح کرنا چاہتا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے

مردوں کو زندہ کرتے تھے جو وہ تو مر گئے
زندوں کے قتل کو یہ مسیح الزمان ہوئے

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ جون ۱۹۰۱ء۔ جلد ۱۹ و ۲۱ ص ۷۲)

مباحثہ پکیوان ۱۹۰۲ء

موضع پکیوان تھانہ کلانور کے جلسہ مابین اہل اسلام ومرزائیان کا لب لباب

مولانا اللہ دتا خیاط

(یہ مباحثہ جنوری فروری ۱۹۰۲ء مطابق شوال ۱۳۱۹ھ میں ہوا تھا۔ ان دنوں ابھی اخبار اہل حدیث امرتسر جاری نہیں ہوا تھا اور شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری کا بھی ابتدائی دور تھا، مباحثے کی روداد سے خیال ہوتا ہے کہ مولوی اللہ دتا خیاط ساکن سوہل ضلع گورداسپور اس دور میں مسلمانوں کے بڑے اور معروف مناظرین میں سے تھے۔ بہاء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

صفت باری تعالی

تصنیف مولوی اللہ دتہ گورداسپور

تو شہنشاہ شہاندا والی عالی تے متعالی
میں عاجز مسکین تیرے در خالی دست سوالی
تو کہن تھیں عدم موجود کریندا بے پرواہ نوازا
باجھہ تیرے معبود نہ کوئی تے مسجود نیزا
حق عبادت مالی بدنی تے قولی افعالی
تیرے باجھ خداوند عالی غیراں حق نہ والی
ایہا عہد میثاق دیہاڑے سارے لوگ پکارے
الست بربِ رب الایا سب حاضر دربارے
قالوا بلی کل روح الائی سن کے حکم جنابوں
جو تیرے باجھہ وہاب نہ ہرگز جس امید ثوابوں
ہے احسان اسان پر تیرا حد تھیں پاک خدایا
بعد پیدائش جن انسانا رازق سب دا آیا

واہ اللہ تو خالق ہر دا تد بن ہور نہ کوئی
باغ زراعت اند ہر جا قدرت ثابت ہوئی
باغاں دے وچ رنگ برنگے بوٹے ثمر لیاون
سٹے پھلیاں دنب جو چھلیاں قدرت رب دکھاون
عجب عجائب بوٹے الہہ قدرت نال اوپائے
کئی کھٹے کئی مٹھے کوڑے ثمر جو ترش لیائے
انب انار تے کھٹے مٹھے نخل کھجور عناباں
گلگل نبو واکھاں ناکھاں گندم چھولے سورج مکھیاں
گل خیرہ گل نرگس سوسن پھل کمیاں کچناراں
گورکھ پان شاہ ترا تی اٹ سٹ وچ مخلوق شماراں
ماہاں موٹھاں سینجی منیا مولی لسن کپاسوں
کی کی چیزاں آکھ سنا واں سب اللہ پاسوں
باغاں دے وچ کوئل کوکے ساون ماہ بہاراں
نال پھلاں دے چہچہ کر دی بلبل لکھ ہزاراں
مور چکور بتوری الو مینا طوطے زاغاں
سرخ چمونے بھڑے تتر حمد کرن وچ باغاں
باز بٹیرے شکرے قمری گھگی شارک ڈاراں
یوز پلنگاں ہرنا پاہڑے داس کرن وچ جازاں
جو کجھ رب دو جگ اوپایا خاطر نبی پیارے
او پاک محمد ساڈا ہادی عالم دو جگ تارے
ایسے خالق نوں سب پوجو جس دیاں صفتاں عالی
جو بتاں انساناں پوجن جھوٹے سب رزالی
لکھ کروڑاں ہون زباناں اللہ دتہ پیارے
صفت خدا دی ختم نہ ہووے کہہ گئے نبی سوہارے

اشعار در بارہ موضع پیکوان

جو مولوی اللہ دتا نے بعد نماز فجر پڑھے

حمد بے حد حمید مجید جو خالق کون مکاناں
بعد درود رسول اللہ نو جو خورشید جہاناں
حرماں تے اصحاباں تائیں لکھ سلام صلواتاں
آل نبی ازواج تماماں متقیاں برکاتاں
اکثر پنڈاں اندار جاواں وعظ کرن نوں یارا
وعظ تے کرنی بحث میرا کم غیراں سنگ ابرارا
اے پر اک پکوان موضع ایسا نظری آیا
کی میں عرضاں آکھ سناواں جو کجھ حال دسایا
دین داری دا زور زیادہ ہویا فضل رحمانو
بہت نمازی نظری آئے شک نہ اس وچہ جانو
نال نمازیاں مسجد بھر دی واہ واہ فضل الٰہی
اندر باہر نمازی ہوون ہوئی خوشی سوائی
خلق انہاں دا عاجز بندہ کیو نکر آکھ سناوے
اک تھیں اک خلیق زیادہ عاجز نظری آوے
بغض نہ کینہ حد عداوت لوکاں وچ دسایا
واہ واہ حب محبت لوکاں رب دا فضل سوایا
خاطر خدمت کرن مہماناں دل دے نال پیاروں
اللہ دتیا فضل خدا دا جاپن سب ابراروں

شرائط مباحثہ کا تقرر

چونکہ جلسہ کی خبر پہلے ہم لوگوں کو تو ہرگز نہیں دی گئی صرف تین روز پہلے اطلاع ہوئی کہ جلسہ پر مرزائی مولوی آویں گے اس لئے ہم پورا پورا کوئی بند و بست نہیں کر سکے۔ آدمی بھیج کر حافظ نور محمد صاحب سکنہ ڈیڑھ گوار اور مولوی عنایت اللہ صاحب سکنہ بھیکو چک کو بلوایا گیا لیکن یہ دونوں صاحب مرزا قادیانی کے عقاید سے بکلی ناواقف تھے اور بحث کی جرأت نہ رکھتے تھے۔ اس لئے ہم سب معاونین جلسہ گھبرا گئے لیکن چونکہ اللہ جل وعزاسمہ اپنے دین کے حافظ ہیں ہماری بہتری کیلئے جناب مولانا و اولانا مولوی صاحب اللہ دتا قوم خیاط سکنہ موضع سوہل کو بھیج دیا اور بغیر بلائے حاضر ہو گئے تو انہوں نے آکر بحث کا بیڑا اٹھایا کیونکہ مولانا صاحب، مرزا غلام احمد قادیانی کے عقائد کلی سے پورے واقف تھے اگر مولانا اللہ دتا صاحب اس جلسہ پر قدم رنجہ نہ فرماتے تو ہمارے گرد اگرد کے چند گاؤں ضرور ہی مرزائی ہو جاتے۔ مگر کیوں ہوتے؟ جب کہ باری تعالیٰ کو دین اسلام پیارا مذہب تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ان الدین عند اللہ الاسلام۔

مولانا اللہ دتا صاحب نے بحث میں وہ لطف دکھایا کہ آج تک کسی بحث میں کسی کو فوق ملا ہوگا۔ مرزائیوں کا ایسا ناطقہ بند ہوا کہ دو روز بعد ختم ہونے بحث، مرزائی (گاؤں میں موجود) رہے مگر باہر نکل کر نہیں دیکھا۔

مولانا اللہ دتا صاحب نے میدان میں دو وعظ بھی کئے مگر مرزائی تو اندر ایسے داخل ہوئے رہے کہ گویا قالب میں روح نہیں۔ یا یوں کہو کہ پکیوان میں ہیں ہی نہیں۔ آخر میدان چھوڑ کر موضع برہلہ میں چلے گئے۔

اس لئے معاونین جلسہ نے مولانا صاحب کو فتح یابی کے انعام میں ایک تھان ململ سفید پر روپیہ رکھ کر سرو پا دیا۔ معاونین جلسہ نے اتفاق سے مشاورت کر کے اس جلسہ کی کاروائی کو بعینہ الفاظ سے مشتہر کر دیا تاکہ کل لوگوں پر واضح ہو جائے کہ مرزائیوں کے پاس ممات مسیح و مرزا قادیانی کے دعوی مسیح میں کوئی سند قوی نہیں معاونین جلسہ کے نام ذیل میں درج ہیں۔ ہو ہذا

من جملہ معاونین میں سے رائے نتیجہ جلسہ کے لئے یہ صاحب جو کہ مادہ علمی رکھتے تھے مقرر رہے۔ قاضی محمد مہر الدین، عبد اللہ درزی، علی محمد زرگر۔ رحیم بخش نمبر دار۔ مولوی عبد اللہ۔ کریم بخش۔ سدو جٹ۔ حسنیا جٹ۔ مولا بخش جٹ۔ قاضی وحکیم عمر بخش۔ بھاگ جٹ۔ فضلا۔ فضل الدین نمبر دار۔ جیون۔ رحیم بخش نمبر دار۔ قطب الدین۔ میران بخش۔ قائم الدین۔ محمد اسماعیل۔ گوہر خان۔ نظام الدین۔ منشی نبی بخش۔ منشی فیروز الدین، فضل الدین، قاضی محمد مہر الدین۔ سلطان بخش بڈھا۔ چوہدری فضل الدین۔ حسن الدین۔ ماکھی خان۔ بوٹے خان نمبر دار۔ مرزا امام بیگ۔ مرزا حیات بیگ۔ جھنڈو۔ نور الدین۔ چوہدری جہانگیر۔ جان محمد۔ دتہ جھور۔ روڈا جٹ۔ جاکو جٹ۔ فقیر نواں۔ اسماعیل حجام۔ غلام الدین، جان محمد۔ حافظ شمس الدین۔ علی محمد زرگر۔ بھاتا کشمیری۔ فضلا جٹ۔ نور محمد۔ جوتی برہمن، مترا شاہ کلانور۔ بھانا برہمن۔ درگا داس اربہ۔ گوراند تا شاہ۔ ہیرا لال خاکروب۔ چوہدری حاکم

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً

لائق حمد وہی خالق کون ومکان ہے کہ جس کے کنبہ صفات کے دریافت میں عقل تمام عقلاء زبان کی حیران وسرگردان ہے اور قابل نعت وہی سرور عالم محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں جن کی شریعت غرہ میں ہزارہا مسائل لاینحل سہل اور حل ہوتے ہیں اور صدہا مشکلات آسان اور سہل۔

تمہید۔ ناظرین وسامعین کی خدمت میں معروض ہے کہ جلسہ کی بحث تمام کو واضح کر کے دادخواہاں ہیں کہ بنظر انصاف ملاحظہ فرماویں کہ حق بجانب کس کے ہے چونکہ یہ کاروائی جلسہ مشتہر کر کے تقسیم کیا جاتا ہے جس صاحب کو پہنچے اور دوستوں کو بھی دکھلاوے۔ سوال وجواب ذیل میں ہیں۔ (من جانب معاونین جلسہ ہذا)

محبان میاں جمال الدین وفتح الدین السلام علیکم!

واضح ہو کہ اس طرف کل دوستوں کی متفق رائے یہ قائم ہوئی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کے بارہ میں گفتگو ہونی چاہیے کیونکہ حاصل سب مسائل مختلفہ فیہ کا اس پر ہے کہ آیا حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول حق ہے یا

نہیں۔ اگر حق ہے تو آیا وہی مسیح جو رسول الی بنی اسرائیل تھے نازل ہوں گے یا کوئی اور۔ سند فریقین کی قرآن مجید و حدیث صحیح سے ہونی چاہیے۔

فقط راقم الحروف عاجز اللہ دتا

ناظرین وسامعین مولانا اللہ دتا صاحب کا انصاف دیکھیں۔ مولانا اللہ دتا صاحب نے فضول بحث کو ترک فرما کر اسی مدعا کو مدنظر کر دیا کہ بحث حیات وممات میں سوائے تضیع اوقات کے اور کچھ حاصل نہ ہوگا مگر مرزائی صاحبوں نے یہ پرچہ دیکھ کر انکار کیا۔ گویا یہ بحث ان کو موت کا فرشتہ نظر آیا کہ خدایا یہ کیسا پہاڑ ہم پر ناگہانی گر پڑا۔ جواب آیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً۔

آشنا بھائی اللہ دتہ صاحب وعلیکم السلام۔

پس واضح ہو کہ خط آپ کا آیا۔ حال معلوم ہوا کہ پہلے مسئلہ حیات وممات حضرت مسیح علیہ السلام کی بحث شروع کرنی چاہیے۔ جب حیات ممات میں فیصلہ ہو جائے تو ہم نزول مسیح کے جواب دینے کو تیار ہیں اگر حیات مسیح ثابت ہو جاوے تو معلوم ہو جائے گا کہ حضرت مسیح علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے اگر ممات ثابت ہوگئی تو پھر دیکھا جائے گا کہ کون مسیح نازل ہوگا۔ بہر حال حیات وممات میں بحث ہونی چاہیے۔

فقط جمال الدین (قادیانی) سیکھوان کلانور ضلع گورداسپور

ناظرین وسامعین انصاف سے داد دیں کہ مرزائی صاحبوں نے مسئلہ نزول مسیح میں بحث کرنے سے کیا صاف لفظوں میں انکار کیا۔ کیا ضرورت تھی حیات وممات کے مسئلہ میں بحث کرتے؟ آخر رجوع تو اسی طرف ہونا تھا جیسا کہ آگے مرزائیوں سے ظہور میں آئے گا۔ (من جانب معاونین جلسہ ہذا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً

میرے پیارے دوست میاں جمال الدین صاحب وعلیکم السلام۔

پرچہ آپ کا مطالعہ میں آیا۔ حال معلوم ہوا۔ چونکہ بحث مسئلہ حیات و ممات کو عرصہ دراز گذر چکا ہے جس سے کوئی نتیجہ آج تک ظہور میں نہیں آیا

دیگر التماس یہ ہے کہ مسئلہ حیات وممات کو صاف کر کے پھر بھی رجوع اسی مسئلہ کی طرف ہوگا (یعنی نزول مسیح علیہ السلام کی طرف) اس لئے میں بڑی عاجزی سے عرض کرتا ہوں کہ جس مسئلہ کی بحث تضیع اوقات کر کے پھر شروع کرنی پڑے گی کیوں نہ اس مسئلہ میں فیصلہ لکھا جائے تا کہ لوگوں پر واضح ہو جائے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہی نازل ہوں گے یا کوئی اور اور اگر آپ کا منشا تضیع اوقات اور اوراق کی سیاہی کا ہے تو آپ لوگوں کو بآواز بلند فرماویں کہ سب لوگ اپنے گھروں کو چلے جاویں فیصلہ کچھ نہ ہوگا۔ وبس فقط

مسکین اللہ دتا خیاط سکنہ سوہل۔حال وارد پکیوان مورخہ ۳۱ جنوری ۱۹۰۲ء

اسکا جواب مرزائی صاحبوں نے تحریری کچھ نہ دیا۔ کھڑے ہوکر پرچہ سابقہ جو اوپر درج ہے، سنایا اور کہا کہ اگر آپ حیات وممات پر بحث کرنا نہیں چاہتے تو حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات مان لیں ہم نزول کے مسئلے کو شروع کرتے ہیں ورنہ بحث حیات وممات ہم کریں گے۔ جمال الدین

مولوی (اللہ دتا) صاحب نے کھڑے ہوکر فرمایا میں تھوڑی دیر کے لئے وفات حضرت مسیح علیہ السلام کی مان لیتا ہوں آپ نزول مسیح میں بحث کریں۔

ناظرین وسامعین مولوی صاحب کے انصاف کی طرف توجہ فرماویں۔مرزائیوں کو کیسا رول رول کر مارا اور باوجود ماننے وفات مسیح بھی مرزائیوں کی جرأت نہ ہوئی کہ مرزا قادیانی کو مثیل مسیح ثابت کریں۔(معاونین جلسہ)

❁ (جمال الدین) ہم تھوڑی دیر نہیں مانتے آپ نے اگر بحث کرنی ہو تو حیات و ممات میں کریں معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے پاس سند حیات مسیح کی نہیں۔

❁ مولوی اللہ دتا صاحب۔ میں نے نزول مسیح کی بحث کو اس واسطے شروع کرنا چاہا تھا کہ فیصلہ جلد ہوگا اور اکثر لوگ زمین دار ہیں علمی بحث کو کم سمجھیں گے حیات وممات میں توفی کا جھگڑا ہوگا۔ میں توفی کے معنی بند اور پورا واقع قبض ثابت کرونگا۔ آپ صرف موت ثابت کریں گے اس لئے زمین دار لوگ حیران ہوکر چلے جاویں گے ہم تم دونوں بحث کر کے گھر چلے جاویں گے۔ وبس حاضرین جلسہ کو فائدہ نہ ہوگا۔ خیر اب میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ آپ وفات حضرت مسیح کی قرآن وحدیث اور قول

صحابہ سے ثابت کر کے دکھاویں۔اب تو میں آپ کو چھوڑوں کا ہے کو بحث شروع کریں ناظرین وسامعین! خیال فرماویں مولانا صاحب چونکہ گھر کے بھیدی ہیں ہر پہلو سے زک دینے کو تیار ہو گئے اور بحث شروع ہوئی دو گھڑیاں رکھی گئیں بیس منٹ ایک صاحب تقریر کرے پھر بیس منٹ میں اس کا جواب ہو علی ھذا القیاس۔

مرزائی مباحث کی پہلی تقریر

پہلی تقریر فتح الدین (قادیانی) کی طرف سے شروع ہوئی اورانہوں نے

یا عیسی انّی متو فیك ۔ الخ ۔

اور: فلمّا تو فیتنی ، آیات پیش کر کے اپنی تقریر بیس منٹ میں ختم کی اور کہا کہ ان آیات سے حضرت مسیح کی وفات ثابت ہے۔

محمدی مباحث کی پہلی تقریر

مولوی اللہ دتا صاحب محمدی مباحث نے کہا:

میں افسوس سے عرض کرتا ہوں ،اول تو وعدہ پورا نہ ہوا۔شرط یہ تھی کہ قرآن اور حدیث سے سند ہواور قول صحابی کا بھی ہونا چاہیے کہ آنحضرتﷺ نے اس آیت کو کیسے بیان فرمایا۔خیر اب میں عرض کر دیتا ہوں کہ متو فیك اسم فاعل کا صیغہ ہے۔باری تعالی نے حضرت مسیح کے اٹھانے کا وعدہ کیا کہ تجھ کو پورا بلا موت اپنی طرف اٹھاؤں گا چنانچہ اس آیت کی تصدیق کے لئے فرمایا

و ما قتلوہ یقیناً بل رفعه الله الیه و کا ن الله عزیزاً حکیماً

یعنی حضرت مسیح کو کسی نے قتل نہیں یہی یقینی بات ہے بلکہ اٹھالیا اس کو اپنی طرف۔

کیا صاف معنی ہیں کچھ بھی تاویل کی ضرورت نہیں دیگر متو فیك پر ایک حدیث حضرت کی موجود ہے و ھو ھذا

قا ل ﷺ للیھود ان عیسی لم یمت و انه را جع الیکم قبل یوم القیا مة (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۶۶)۔(یعنی آنحضرتﷺ نے یہودیوں کو مخاطب کر کے فرمایا بے شک حضرت عیسی فوت نہیں ہوئے اور تحقیق وہ پھر آویں گے تمہاری طرف پہلے دن قیامت کے)۔

اور بہت سے دلائل ہیں جو اپنے اپنے وقت پر بیان کرونگا انشاء اللہ۔ فقط۔

مرزائی مباحث کی دوسری تقریر

جناب فتح الدین قادیانی نے فرمایا:

متوفیك کے معنی سوائے موت کے اس جگہ نہیں ہیں۔ جو حدیث مولانا اللہ دتا صاحب نے بیان فرمائی ہے وہ مرسل ہے اس لئے قابل حجت نہیں اور ۲۵ جگہ قرآن شریف میں توفی کا لفظ آیا ہے وفات کے معنوں میں۔

جب کہ کل رسول فوت ہو گئے کیوں حضرت مسیح زندہ چھوڑے گئے۔ حضرت مسیح میں کیا فوقیت تھی۔

ہم عیسائیوں کو حضرت مسیح کو مار کر جھوٹا کرتے ہیں اور مولوی اللہ دتا صاحب ان کو سچا کرتے ہیں تاکہ عیسائی دلیری سے خدا مان لیں۔

حضرت ابن عباسؓ نے اس آیت میں فرمایا کہ

انّی متوفّیك و ممیتك۔

اور دلائل بہت ہیں جو پھر بیان کرونگا۔

محمدی مباحث کی دوسری تقریر

مولوی اللہ دتا صاحب نے فرمایا کہ معلوم نہیں کہ مولوی فتح الدین صاحب نے کیوں فرمایا کہ اس جگہ توفی کے معنی موت نہیں، اور کوئی دلیل پیش نہیں کی۔ اور مرسل حدیث کیوں قابل حجت نہیں۔ متوفی ایسا لفظ عربی کا ہے جس کے معنی لازمی ہرگز ہرگز موت ثابت نہیں بلکہ توفی کے معنی موت بھی ہیں مگر قرینہ سے بنتے ہیں جیسے ارشاد ہوا

هو الّذی یتوفون منکم و یذرون ازواجاً۔ (البقرہ:۲۳۴)

هو الّذی یتوفاکم باللیل (الانعام:۶۰)

معنی پہلی آیت کے:

یہی ہیں وہ لوگ جو فوت ہو جاتے ہیں تم میں سے اور چھوڑ جاتے ہیں بیویاں اپنی۔

معنی دوسری آیت کے یہ ہیں:

وہ ہے ذات اللہ کی جو سلاتا ہے تم کو رات میں آخر تک،

اور توفی کے معنی رفع کے بھی ہیں جیسا یتوفا ھم الموت یعنی اٹھا لے جاوے ان کو موت۔ موت کا لفظ قرینہ ہے۔ پھر فرمایا پورے دیں گے ہم ان کو اجر ان کے۔ غرض جہاں حضرت مسیح کے بارہ میں توفی آیا ہے وہاں موت قرینہ ہرگز نہیں۔ ۲۵ جگہ تو بے شک توفی کا لفظ آیا کہ موت ہے ساتھ قرینہ کے مگر بلا معنی موت ۲۸ جگہ قرآن میں توفی کا لفظ موجود ہے چنانچہ فہرست اس کی یہ ہے:

او فوا بعھدی اوف بعھد کم و ایّای فار ھبو ن (البقرة: ۴۰۔ پ ۱۔ ع ۵)۔

وما تنفقوا من خیر یوفّ الیکم و انتم لاتظلمو ن (البقرة: ۲۷۲۔ پ ۳ ع ۳۷)

ثمّ تو فّی کلّ نفس ما کسبت ۔ (البقرة: ۲۸۱ ۔ پ ۳ ع ۳۸)۔

و وفّیت کلّ نفس ما کسبت و ھم لا یظلمو ن ۔(آل عمران: ۲۵ ۔ پ ۳ ع ۳) ۔

اذ قا ل اللہ یا عیسی انّی متو فّیك و را فعك الیّ ۔(آل عمران: ۵۵ ۔ پ ۳ ع ۶) ۔

و من یغلل یأت بما غلّ یو م القیا مة ثمّ تو فّی کلّ نفس ما کسبت و ھم لا یظلمو ن ۔(آل عمران: ۱۶۱ ۔ پ ۴ ع ۱۷)

وانّما تو فّو ن اجو رکم یوم القیا مة(آل عمران: ۱۹۵۔ پ ۴ع ۱۹)

و الّتی یأتین الفا حشة من نسا ئکم فا ستشھدوا علیھنّ اربعة منکم فا ن شھدوا فا مسکو ھنّ فی البیو ت حتّی یتوفاھن المو ت ۔ (النساء : ۱۵ ۔پ ۴ ع ۳) ۔

فا مّا الّذین آ منوا و عملوا الصّا لحا ت فیو فّیھم اجو ر ھم و یز ید ھم من فضله ۔ (النساء: ۱۷۳۔پ ۶ ع ۲۴)۔

و ھو الّذی یتو فّا کم باللیل و یعلم ما جرحتم بالنّھار ثم

يبعثكم فيه ليقضى اجل مسمى ۔(الانعام: ٦٠ ۔ پ ٧ ع ٧) ۔
و لو ترى اذ يتوفّى الذين كفروا الملا ئكة يضربون وجوههم و ادبارهم و ذوقوا عذاب الحريق ۔(الانفال: ٥٠ ۔ پ ١٠ ع ٧)۔
و من اوفى بعهده من الله فاستبشروا ببعيكم الّذى بايعتم به و ذلك الفوز العظيم (التوبة: ١١١ پ ١١ ، ع ١٤)۔
من كان يريد الحيوة الدّنيا و زينتها نوفّ اليهم اعمالهم و هم فيها لا يبخسون (هود: ١٥ ۔ پ ١٢ ع ٢) ۔
و انّا لموفّوهم نصيبهم غير منقوص۔(هود: ١٠٩۔ پ١٢ ع ٩)۔
و ان كلّا لمّا ليوفينّهم ربك اعمالهم انه بما يعملون خبير ۔ (هود: ١١١۔ پ ١٢ ع ١٠)۔
الا ترون انى اوفى الكيل و انا خير المنزلين (يوسف: ٥٩ ۔پ ١٣ ع ٨) ۔
الذين يوفون بعهد الله و لا ينقضون الميثاق ۔(رعد : ٢٠ ۔پ ١٣ ع ٣) ۔
و اوفوا بعهد الله اذا عاهدتم و لا تنقضوا الايمان ۔(النحل : ٩١ ۔پ ١٤ ۔ ع ١٣)
يوم تأتى كل نفس تجادل عن نفسها و توفّى كل نفس ما عملت و هم لا يظلمون ۔(النحل: ١١١۔ پ١٤ ع ١٥) ۔
و اوفوا بالعهد انّ العهد كان مسؤلا (بنى اسرائيل: ٣٤۔پ١٥ ع ٤)
ثم ليقضوا تفثهم و ليوفوا نذورهم و ليطوّفوا بالبيت العتيق ۔ (الحج: ٢٩ ۔ پ ١٧ ع ٤) ۔
يومئذ يوفيهم الله دينهم الحق و يعلمون ان الله هو الحق المبين ۔ (نور: ٣٥ ۔ پ ١٨ ۔ ع٣) ۔
ان الذين يتلون الكتاب و اقاموا الصلوة و انفقوا مما

رزقناهم سرّا و علا نية یر جو ن تجا ر ہ لن تبور ۔لیو فّیهم اجو ر هم و یز ید هم من فضله انه غفور شکور۔(فا طر: ۲۹۔۳۰پ ۲۲ ع ٤)۔

قل یا عباد الذین آ منوا اتقو ا ر بّکم للذین ا حسنوا فی هذه الدنیا حسنة و ار ض الله واسعة انما یو فّی الصا برو ن ا جرهم بغیرحسا ب (الزمر:۱۰۔ پ ۲۳۔ ع ۲)۔

الله یتوفّی ا لا نفس حین مو تها و الّتی لم تمت فی منا مها فیمسك الّتی قضی علیها المو ت و یر سل ا لاخری الی اجل مسمی ۔ (الزمر:٤٢ ۔پ٢٤ ۔ ع ٥)

ووفیت کل نفس ما عملت و هو اعلم بما یفعلو ن ۔(الزمر: ۷۰ ۔ پ ٢٤ ۔ع ۷)۔

و لکل در جا ت مما عملوا و لیو فّیهم اعما لهم و هم لا یظلمو ن ۔(الا حقا ف: ۱۹ ، پ ٢٦ ع ۳)

اس فہرست سے ثا بت ہوا کہ تو فی کے معنی لا زمی نہ تو موت ہیں، اور نہ پورا، نہ بلند۔ غرضیکہ یہ لفظ بہت معنوں میں مشترکہ ہے سب معنی چھوڑ دیں فقط مرزا قادیانی کے معنی کئے ہوئے جو ہیں ان پر فیصلہ ہو چنانچہ مرزا قادیانی فرماتے ہیں:

یا عیسی انّی متو فّیك و را فعك الیّ

(یعنی اے عیسی میں پورا لوں گا تجھ کو اور اجر دوں تجھ کو) (براہین احمدیہ۔ص۵۲۰)

دیگر نورالدین حکیم اپنی کتاب تصدیق براہین میں کہتا ہے:

یا عیسی انّی متو فّیك و را فعك الیّ

(یعنی اے عیسی میں پورا لوں گا تجھ کو اور بلند کرونگا تجھ کو)۔

جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نورالدین بھیروی متو فّیك کے معنی پورا کرتے ہیں تو مولوی فتح الدین فرماویں کیا ان دونوں صاحبوں نے قرآن مجید اور صحیح بخاری کو دیکھا تھا یا نہیں اور مرسل حدیث اس وقت قابل حجت نہیں جب اس کی ضد میں صحیح حدیث ہو اگر آنحضرت ﷺ نے اس پر کوئی صحیح حدیث فرمائی ہو کہ انّی

متوفّیك سے مراد وفات مسیح ہے، تو پیش کرو ورنہ مرسل حدیث قابل حجت و دلیل محکم ہے یہ حدیث مؤید ہے احادیث صحیحہ کے لئے اس لئے حکم مرفوع کا رکھتی ہے۔

یہ جو فرمایا کہ عیسائی مسیح علیہ السلام کو خدا مان لیں گے۔ یہ خوب کہی یعنی جب تک موت ثابت نہ ہو آپ عیسائیوں کو جواب نہیں دے سکتے۔ یہ نہایت غلط ہے ہم انشاء اللہ عیسائیوں کو باوجود ماننے زندہ حضرت مسیح علیہ السلام جواب دے سکتے ہیں۔ قرآن شریف کے منکر ہو کر اور دین کو بگاڑ کر ہم جواب دینا نہیں چاہتے یہ عقیدہ آپ کو مبارک رہے ہم نے کب عیسائیوں کو دلیر کیا اہل اسلام کی کس کتاب سے عیسائی صاحبوں نے تمسک کر کے مسیح کی خدائی کا ثبوت پیش کیا۔

اور یہ جو فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ تمام جہان سے علیحدہ برتاؤ کیا سب نبیوں کو ماں باپ سے پیدا کیا مگر حضرت مسیح علیہ السلام کو بلا باپ۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ کی امت کے دعا کے لئے حضرت مسیح کو زندہ رکھا، قبل قیامت فوت ہوں گے اور مومن اس پر جنازہ پڑھیں گے و بس۔

پھر مولوی صاحب فتح الدین نے بہت مغالطہ دیا کہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ نے فرمایا انّی متوفّیك ممیتك۔ یہ الفاظ بخاری میں ہرگز نہیں۔ کیونکہ انی کا لفظ اس آیت کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جس آیت میں حضرت کا بیان ہے حالانکہ اس جگہ صحیح بخاری میں حضرت مسیح کا کوئی بھی ذکر نہیں۔ فافہم۔

غرضیکہ شام تک اسی طرح سے بحث ہوتی رہی مگر مرزائیوں نے ایک بھی سند قوی حضرت مسیح کی وفات میں ثابت کر کے نہ دکھائی۔

آخر فتح الدین نے اپنے رسالہ سے ایک آیت اثبات دعوی وفات مسیح میں پڑھی۔ مولوی اللہ دتا صاحب نے فوراً پکڑا کہ اگر یہ آیت تمام قرآن سے انہی لفظوں میں جو کہ آپ نے صفحہ ۱۹ سے ۲۰ تک پڑھی ہے دکھائیں تو میں ایک ہزار روپیہ انعام دونگا۔

جب قرآن شریف کھولا گیا تو ان لفظوں سے آیت ثابت نہ کر سکے اور ایسے نادم ہوئے کہ رات بھر آپس میں لڑائی ہوتی رہی۔ بلکہ فتح الدین کو اس کے ساتھیوں نے کہا کہ بہتر ہے کہ تم اس کتاب کو بند کر دو۔ اس نے کہا کہ دوصد روپئے کی کتابیں

میں کس طرح سے جلا دوں۔

اس پر فتح الدین مرزائی وفات مسیح کا ثبوت دینے سے عاری ہو گئے اور دلائل ختم ہو گئے تو خود بحث سے خروج کر کے ایک آیت سورہ نور کی پڑھ کر مرزا قادیانی کا مسیح ہونا ثابت کرنا شروع کر دیا تو مولانا صاحب اللہ دتا نے اپنے وقت میں اور اپنی تقریر میں مرزائیوں کو وہ زک دی کہ خدایا پناہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو۔

مولانا موصوف نے فرمایا ہمارے پاس تو ابھی دلائل حیات مسیح کے اتنے ہیں کہ دو روز اور بھی ہم بیان کریں تو خاتمہ نہ ہوگا، آپ نے بحث حیات وممات کو چھوڑ کر کیوں نزول کا مسئلہ شروع کر دیا۔ حالانکہ آپ نے اپنے گریز کو قبول نہیں کیا۔ یا اپنی ہار قبول کرو ورنہ بحث کرو۔ اسی لئے تو مولانا صاحب نے پہلے ہی سے فرما دیا تھا کہ بحث نزول میں ہو۔ اس وقت آپ نے قبول نہ کیا، اب خود ہی اپنا وار دسکہ چلا کر نزول کی طرف شروع ہو گئے۔

مرزائی سن کر حیران ہوئے اور چہروں پر زردی کے آثار نمودار ہوئے۔ آخر یہ صلاح قرار پائی کہ صبح کو آپ لوگ جلسہ کے معاون پرچہ تحریری دیں اور ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے مثیل مسیح ہونے کا ثبوت دیں گے۔ چنانچہ وہ پرچہ جو جواب مولانا صاحب کا ہے، آگے درج ہے۔

صبح کو پرچہ جمال الدین (قادیانی) کو دیا گیا۔ جمال الدین نے علیحدگی میں بیٹھ کر پرچہ کا جواب شروع کیا۔ ادھر مولوی اللہ دتہ اور فتح الدین (قادیانی) تقریر میں شاغل رہے۔ مولانا صاحب نے مرزا قادیانی کی پیش گوئی کی وہ قلعی کھولی جو مولوی صاحب کا حق تھا لوگوں کو پورے طور سے معلوم ہو گیا کہ مرزا قادیانی کے عقاید قرآن شریف اور حدیث صحیح اور اقوال صحابہ سے بالکل خلاف ہیں۔ غرضیکہ لوگوں پر مخفی نہ رہا کہ مرزا قادیانی بھی قرآن شریف کے اوپر عمل کرنے والے ہیں۔ آخر کار پرچے ہر دو عالم مجلس میں سنائے گئے۔ جو سوال مرزائیوں کے پیش ہوئے وہ ہر دو سوال ذیل میں درج ہیں:

مرزائیوں سے دوسوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخدمت شریف جناب مولوی صاحب فتح الدین و جمال الدین۔ دوسوال آپ کی خدمت میں حسب ذیل درج ہیں۔

۱۔ مرزا قادیانی کے کامل مسلم ہونے کا ثبوت۔

۲۔ مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ثبوت۔

نوٹ: ہر دوسوال کا جواب قرآن شریف وصحیح حدیث واقوال صحابہ کے سوا نہ ہم پوچھتے ہیں اور نہ ہماری تسلی ہے۔

راقمان قاضی محمد و محمد مہر الدین، علی محمد،
عبداللہ و رحیم بخش نمبردار ساکنان پکیوان۔

مرزائی جوابات

اس کا جواب جمال الدین قادیانی کی طرف سے جو آیا بعینہ لفظوں میں درج کیا جاتا ہے هو هذا

بسم اللہ الرحمن۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

واضح ہو کہ اس وقت از جانب قاضی محمد مہر الدین و علی محمد زرگر و عبداللہ درزی و رحیم بخش نمبردار ساکنان پکیوان کی طرف سے دوسوال پیش ہوئے۔

۱۔ مرزا قادیانی کے کامل مسلم ہونے کا ثبوت۔

۲۔ مرزا قادیانی کے مسیح موعود اور مہدی مسعود ہونے کا ثبوت۔

جواب سوال اول: ہم جناب مرزا اقوال سے دیتے ہیں، وہ یہ ہے:

زعناق فرقان و پیغمبریم بدیں آمدم و بدیں بگذریم

ہمارے مذہب کا لب لباب یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمارا اعتقاد جو ہم اس دنیاوی زندگی میں رکھتے ہیں جس کے ساتھ ہم بفضل وتوفیق باری تعالی اس عالم گزران سے کوچ کریں گے یہ ہے کہ حضرت سیدنا ومولانا محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم النبیین وختم المرسلین ہیں جن کے ہاتھ سے اکمال دین ہو چکا ہے اور نعمت عزیمہ اتمام کو پہنچ چکی جس کے

ذریعے سے انسان راہ راست کو اختیار کر کے خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے اور ہم پختہ یقین کے ساتھ اس پر ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن شریف خاتم کتب سماوی ہے اور ایک شوشہ یا نقطہ ان کی شرائع اور درود اور احکام اور اوامر سے زیادہ نہیں ہوسکتا اور نہ کم ہوسکتا ہے اور اب کوئی ایسی وحی یا ایسا الہام من جانب اللہ نہیں ہوسکتا کہ جو احکام قرآنی کی ترمیم یا تنسیخ یا کسی ایک حکم کی تبدیل یا تفسیر کرسکتا ہو اگر کوئی ایسا خیال کرے تو ہمارے نزدیک جماعت مومنین سے خارج اور ملحد اور کافر ہے (ازالہ اوہام۔ص ۱۳۷۔۱۳۹)

جواب سوال دوئم۔ مرزا قادیانی کا دعویٰ مثل مسیح ہے نہ کوئی اور تو ہم اس قسم کی مماثلت کو قرآن سے غور کرتے ہیں کہ قرآن شریف ایسی مماثلت کی اجازت دیتا ہے یا نہیں تو ثابت ہوتا ہے خصوصاً اور عموماً اجازت دیتا ہے۔ خصوصاً

انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا (مزمل:۱۵)(یعنی ہم نے تمہاری طرف رسول بھیجا شائد جیسا کہ فرعون کی طرف موسیٰ کو بھیجا)

تو یہاں محمد رسول اللہ ﷺ مثل موسیٰ ثابت ہوئے۔ اگر ان (حضور ﷺ) کو موسیٰ علیہ السلام کہا جاتا تو کچھ حرج کی بات نہیں عموماً یہ ہے کہ:

ضرب اللہ مثلاً للذین کفروا امرأت نوح و امرة لوط کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتھما فلم یغنیا عنھما من اللّٰہ شیئا و قیل ادخلا النّار مع الداخلین و ضرب اللّٰہ مثلاً للذین آمنوا امرأت فرعون اذ قالت رب ابن لی عندك فی الجنّة و نجّنی من فرعون و عمله و نجّنی من القوم الظّالمین و مریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیه من روحنا و صدقت بکلمات ربّھا و کتبه و کانت من القانتین (تحریم ۱۱۔۱۲)۔

یعنی یہاں کی مثال اللہ نے واسطے کفار نوح اور لوط کی بیوی کی وہ دو عورتیں ہیں ہمارے بندوں صالحوں کے نیچے۔ پس دونوں نے خیانت کی اور نہ فائدہ پہنچا ان دونوں کو اللہ سے کچھ، کہا گیا

گیا داخل ہو جاؤ آگ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ اور بیان کی مثال اللہ نے واسطے مومن کے عورت فرعون کی جس وقت کہا اے رب بنا واسطے میرے نزدیک اپنے گھر جنت میں اور نجات مجھ کو فرعون سے اور اس کے عمل سے اور نجات دے قوم ظالموں سے اور مریم بیٹی عمران کی جس نے محافظت کی شرم گاہ اپنی کی پس پھونکا ہم نے اس میں روح اپنی کو اور مانتی تھی اپنے رب کی باتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور تابعدار تھی۔

اور ان آیات شریف سے ثابت ہوا کہ مماثلت جائز اور عادت اللہ ہے۔ ماموراور مومن اور کفار ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں یہاں پر کافر اور مومن کے مقابلہ پر عورتوں کی مثال رکھی ہے اس میں اشارہ یہ ہے کہ عورتوں میں قوت الفالیہ (انفعالیہ؟) ہوتی ہے جو مرد کی قوت فاعلہ سے اثر لیتی ہے ایسا ہی مرد کے لئے وہ قوای دیئے گئے ہیں قبول کرنے کے جیسا خدا تعالیٰ فرماتا ہے

انّا ھد یناہ السبیل امّا شا کراً و امّا کفوراً (الدھر:۳)

(یعنی ہم نے ہدایت کی راہ کھول دی جو قبول کرے ہدایت کو یا قبول کرے کفر کو)۔

غرضیکہ مماثلت یہیں تک ثابت ہے کہ اگر کوئی اپنے آپ کو نیک اور متقی بنا دے اور خدا کی امانت کو نگاہ رکھے وہ ابن مریم ہو جاتا ہے اگر ابن مریم بن گیا تو کیا قصور ہے۔ پھر قرآن میں یہ بھی ثابت کر دیا ہے خلفاء کے مثل بھی ہوتے ہیں:

وعد اللّٰہ الذین آ منوا منکم و عملوا الصّا لحا ت لیستخلفنّھم فی الار ض کما استخلف الّذین من قبلھم (النور:۵۵)

(یعنی اللہ وعدہ کرتا ہے مومنوں سے کہ جو تم سے نیک ہوں وہ خلیفہ ہوں گے زمین میں جیسے خلیفے ان سے پہلے بنائے گئے)۔

خدا کا وعدہ ہے کہ امت محمدیہ کے ساتھ تم میں ایسے خلفاء ہوں گے جیسے بنی اسرائیل کے لئے اب سوچنا چاہیے کہ بنی اسرائیل میں کیسے خلیفے ہوئے ہیں وہ خلفائے حضرت موسیٰؑ سے چل کر حضرت عیسیٰؑ تک جاری رہے ہیں جو قریباً چودہ سو برس تک رہے حضرت عیسیٰؑ ان کے آخری خلیفہ تھے اسی طرح اس امت میں بھی بموجب وعدہ اللہ یہ چودھواں خلیفہ ہے صدی چہاردہم پر ہے جس کی تعداد باہم ملتی جلتی ہے غور سے مل جاتے ہیں ورنہ اس صدی پر یعنی حالت زور جو صدہا حملے اسلام اور بانی اسلام اور

قرآن پر کیئے گئے ہیں جو مخالفین کی کتابیں دیکھنی چاہیں کون خلیفہ ہے۔ واقعہ سابقہ متواترہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک صدی پر خلیفہ ہوتا چلا آیا ہے اور یہ صدی چہاردہم جس کے انیس سال گذر چکے ہیں اب تک کوئی نہیں ہے اس کی کیا وجہ ہے اور آیت شریفہ کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ:

کا نت بنو اسرا ئیل تسو سھم ا لا نبیاء ، کلّما ھلك نبیّ خلفه نبیّ و انّه لا نبیّ بعدی و سیکو ن خلفاء فیکثرو ن۔ قا لوا فما تأ مر نا؟ قا ل: فوا بیعة ا لاو لِ فا لا وّلِ، اعطو ھم حقّھم، فانّ اللہ سا ئلھم عمّا استر عا ھم۔ (صحیح بخاری حدیث نمبر ۳۴۵۵)

یعنی تھے بنی اسرائیل میں سیاست والے انبیاء جب ہلاک ہوگا نبی تو اس کے پیچھے نبی ہوگا اور اب بات یہ ہے کہ میرے پیچھے کوئی نبی نہیں ہوگا شتاب ہوگا خلفاء ہوں گے اور کثرت سے ہوں گے اور پورا کرو ان کی بیعت اول کو اور دو ان خلیفوں کو حق ان کا تحقیق ان کا حق اللہ تعالی پوچھنے والا ہے۔

جیسا کہ قرآن میں تین آیت زمانہ کی خبر دیتی ہے ایک گروہ آخر زمانہ میں ہوگا۔ سورہ جمعہ میں ہے

ھو الذی بعث فی ا لا میین رسو لا منھم یتلوا علیھم آ یا ته و یز کّیھم و یعلّمھم الکتا ب و الحکمة و ان کا نوا لفی ضلا ل مبین ۔ و آ خر ین لما یلحقوا بھم و ھو العزیز الحکیم (الجمعة ۲۔۳) وہی خدا ہے جس نے بھیجا ان پڑھوں میں رسول ان میں سے جو پڑھتا ہے ان پر آیات اس کے اور پاک کرتا ہے ان کو اور سکھاتا ہے ان کو کتاب اور حکمت۔ اگرچہ تھے گمراہی میں اس سے پہلے اور اٹھایا اس رسول کو ایک دوسرے لوگوں کے واسطے بھی انہیں میں سے جو ابھی تک نہیں ملے ان میں وہی زبردست حکمت والا ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں رسول اللہ ﷺ نے اصحابوں کے سوال کرنے سے کہ وہ کون ہوں گے تو آپ نے فرمایا ہے کہ مسلمانوں میں سے ہوں گے۔

سلمان اہل فارس تھا اور مرزا قادیانی بھی اہل فارس ہیں اور آیت کے بطن میں بحساب ابجد ۱۲۷۵ تعداد میں جو مرزا قادیانی کے سن بلوغت کا زمانہ ہے جو حکمت سے خالی نہیں

اور چوتھی آیت

هو الذی ارسل رسو له بالهدی و دین الحق لیظره علی الدین کله و لو کر ه المشر کو ن (الصف : ۹)

یعنی وہی خدا جس نے اپنے رسول کو ہدایت کے لئے بھیجا اور ساتھ دین حق کے تاکہ تمام دینوں پر غالب ہو۔ اگرچہ مشرکین کو برا معلوم ہو۔

اس آیت کی تفسیر میں بہت مفسر قائل ہیں کہ مسیح موعود کا زمانہ ہے اس وقت یہ غلبہ ہوگا اور رسول اللہ ﷺ دو کام کے لئے آئے ہیں۔ایک تکمیل ہدایت دوسری تکمیل اشاعت اور امر اول رسول اللہ ﷺ نے پورا کیا اور امر دوئم یہ زمانہ اخیر کے ساتھ مشتق ہے جو مسیح موعود کے ہاتھ پر پورا ہوگا تاکہ قرآن شریف کی تمام قوموں پر حجت پوری ہو جائے جب حجت پوری نہ ہوئی تو قیامت کا آنا غیر ممکن ہے کیونکہ خدا فرماتا ہے حتّٰی نبعث رسو لا ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے جب تک رسول حجت پوری نہیں کرتے ۔ اور اس طرح قانون بن جاتا ہے۔ اب ہی وہ زمانہ ہے جو ایسے آدمی کی ضرورت ہے ۔ ہر ایک اپنے اپنے جوش میں ہے آریوں کی اشاعت عیسائیوں کی اشاعت اور برہمو اور سناتن یہود وغیرہ جوش میں آ رہے ہیں ایسے وقت میں آ کر اپنے مذہب کی اچھائیاں بیان نہ کرے تو کون سا وقت ہے کہ اکھاڑا تیار ہے ڈھول بج رہے ہیں لوگوں کا اجتماع ہے، ایسے وقت میں پہلوان نکل کر مالی نہ لے تو کون سا اور وقت ہے ۔اور مسلمانوں میں اندرونی فساد وہابی حنفی خارجی شیعہ وغیرہ کے اس قدر تنازعات ہیں جو حد وحساب نہیں۔ اگر اس وقت نہ آتا تو کس وقت آتا۔ زمانہ دھائی دے رہا ہے کہ مصلح کے ضرورت ہے اور آیت شریفہ بالا میں ارشاد ہے اور علی الدین کله کا جملہ دلالت دے رہا ہے کہ مسیح اس وقت آئے گا بہت دینوں کا زور ہو گا اس آیت شریفہ کے موجب اور وقت کے لحاظ عیسی ہونے کا دعویدار نیک ہے اور علاوہ اس کے رسول اکرم ﷺ نے بھی ایسا ہی فیصلہ کیا ہے جو اس وقت سمجھا گیا ہے

حدیث

کیف انتم اذا نز ل ابن مر یم فیکم و اما مکم منکم (بخاری)

میں

كيف انتم اذا نزل فيكم ابن مريم فامكم منكم بكتاب رب تبارك و تعالى و سنت نبيكم (مسلم ج ا ص ۸۷)(یعنی کس طرح حال ہو گا تمہارا جب تم میں نازل ہوگا۔پس وہ امام تمہارا تم سے ہوگا)۔

حدیث میں وارد ہے، وہ تفسیر یہ ہے۔

دوسری میں ف جو خاص تفسیر کے لئے آیا کرتی ہے۔ میں اس کی مثال سورہ نمل تلك آيات القرآن و كتاب مبين،

حدیث دوئم

و الذى نفسى بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكماً عدلاً فيكسر الصليب و يقتل الخنزير و يضع الحرب و يفيض المال حتى لا يقبله احد حتى تكون السجدة الواحدة خير من الدنيا و ما فيها ثم يقول ابو هريره و اقرؤا ان شئتم .. الخ (بخاری ج ا ص ۴۹۰۔ مسلم ج ا ص ۸۷) قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے البتہ تحقیق عنقریب ابن مریم نازل ہوگا حاکم اور عادل ہوکر حکم کا معنی قرآن میں دو جھگڑے کا فیصلہ کنندہ۔

قرآن میں حکما من اهله و حکما من اهلها اور عادل کے معنی برابر کرنے کے ہیں یعنی دین کے اوائد نکال کر اعتدال پر لاوے اور صلیب کو توڑے گا اور اس سے صاف ثابت ہوتا ہے (نوٹ: مخالفین کے مقابلہ کے لئے آج کل مرزا قادیانی سے بڑھ کر مولوی صاحب ثناء اللہ امرتسری موجود ہیں۔ دیکھو آپ کی تصانیف اگر قسمت میں ہو) کہ اس وقت صلیب کا غلبہ ہوگا۔

دانش مند اس وقت سمجھ سکتا ہے کیا صلیب کا غلبہ نہیں اور صلیب کے توڑنے سے مراد یہ نہیں کہ جو گرجا پر ہوتا ہے اس کو توڑا جائے اس سے کچھ فائدہ نہیں اور اس کی تفسیر علماء نے کر چھوڑی ہے يبطل الدين نصرانية بالحجج و البراهين۔

سو اس کے توڑنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی نے حد کوئی چھوڑی ہے۔ بے شک اس سے پہلے علماء بھی اس کے ساتھ مقابلہ کرتے چلے آئے ہیں مگر جوان شیر نے جوان پر تیر چلائے ہیں جیسا کہ مسیح کا فوت ہو جانا اور اس کی قبر کا دکھانا دانش

مند سمجھ سکتا ہے اس کے سوا صلیب کبھی نہیں ٹوٹنے کی۔ یہی معنی ہے کہ اس کے دلوں سے صلیب کی عظمت ٹوٹ جائے (سبحان اللہ! کیا صلیب مرزا قادیانی نے توڑ دکھائی چنانچہ بحث عبداللہ آتھم دلیل اظہر من الشمس ہے جس سے مرزا قادیانی کو انعام ملا۔ فافہم معاونین جلسہ) اس واسطے کوئی مقابلہ پر نہیں آ سکتا۔ لاٹ پادری لاہور کے فتح مسیح گڑھی عبداللہ آتھم امریکہ میں ڈوئی صاحب وغیرہ سب شکست کھا گئے۔ (چھوٹا گھاس کے تار میں پھنس گیا اپنی مادہ کو کہنے لگا اس تنکے کو توڑ دو ورنہ میں ذرہ سی حرکت کرونگا تو جہاں درہم برہم ہو جائے گا۔ ایک چھوٹے سے جانور نے کہا تھا:

من پہلوانا تہمتن تتم
کہ از نعرہ کوہ جرز بر کنم

یعنی میں پہلوان رستم جیسا ہوں ایک نعرہ کروں کو پہاڑ کو ریزہ ریزہ کردوں

(جمال الدین قادیانی نے مرزا قادیانی کو ہر دو مثال کا مصداق کر دکھایا ہے۔ معاونین جلسہ) اور قرآنی ہدایت کے بموجب

یهلك من هلك عن بيّنه و يحى من حى عن بينه ،

کو کرے گا۔.. اگر حیوان سور کا قتل مراد ہے تو قرآن خلاف کہتا ہے

خلق السما وات و الارض وما بينهما لاعبين ،

یعنی آسمان زمین میں اور جو کچھ اس میں ہے بے ہودہ نہیں اور سور کب بے ہودہ ہے اور اس حقیقی مالک نے کسی حکمت پر پیدا کئے ہیں اس سے انسان ہی مراد ہے (واہ کیا خوب تاویل کی جمال الدین کے خیال میں سور کی پیدائش بے ہودہ نہیں مگر انسان کی پیدائش بے ہودہ چیز۔ معاونین جلسہ) جیسے خدا فرماتا ہے و جعل منهم القردة و الخنا زیر کے نیچے چلنا چاہیے سو ایسا انہوں نے قتل کیا ہے اظہر من الشمس ہے اور لڑائی کو اٹھائے گا یا جزیہ کو جزیہ کے معنی یہ کرتے ہیں مسیح جزیہ قبول نہیں کرے گا سب کو تہہ تیغ کر کے مسلمان کرے گا۔ یہ نیز قرآن شریف کے خلاف ہے سورہ توبہ میں ہے

حتى يعطوا الجزيه عن يد وهم صاغرون (توبہ:۲۹)

یعنی جب کافر جزیہ دیویں اس کو رہائی دے دو اور مسیح کا جزیہ قبول نہ کرنا، خدا کے اس حکم کو منسوخ کرے گا (جیسا کہ آپ نے کیا۔ باری تعالی فرماتے ہیں نماز اپنے وقتوں پر

ادا کی جائے مگر آپ مرزائیوں کے جتنے دن پکیوان میں رہے جمعہ کو عصر بھی اکٹھی کر کر کے اور مغرب عشاء کو جمع کر کے پڑھتے رہے اور اگراب ہے تو آپ نے قرآنی حکم کو منسوخ کیا معاونین) نعوذ باللہ! یہ کہا جاتا ہے کہ شریعت میں کمی نہیں کرے گا پھر خدائی حکم منسوخ ہوتا ہے اس لئے بجائے یضع الجزیہ کے یضع الحرب بروایت بخاری کہ وہ لڑائی نہیں کرے گا۔ نیز یہ کہ تمام لوگوں کو تہ تیغ کر کے مسلمان کرے گا خواہ ہندو ہوں یا عیسائی یا یہود یہ قرآن کے خلاف ہے

جاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

(آل عمران:۵۵)۔

واغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ (مائدہ:۱۴)

یعنی منکرو مسلمان اور یہود اور عیسائی قیامت تک رہیں گے۔

واہ کیا دلیل جس سے کہا جاتا ہے کہ تمام لوگ مسلمان کئے جاویں گے اور مال بڑھائے گا یہاں تک کہ قبول نہ کرے گا اگر اس کے معنی ظاہری مال مراد لیا جائے تو قرآن خلاف ہے۔ فرماتا ہے انّما اموالکم واولادکم فتنۃ کیا فتنہ کو تقسیم کرے گا۔

(جناب من! نہیں جو مسیح ہوگا فتح کو گھر میں داخل کرے گا جیسا کہ مرزا قادیانی دعوی مسیح ۱۵ ہزار ایک سال میں اندر لے گئے پھر لوگوں سے فساد شروع کر دیا چنانچہ روپئہ مذکورہ لوگوں سے لے کر محمد حسین سے مقدمہ شروع کر دیا فافہم۔ معاونین جلسہ ہذا)

دوسری جگہ:

ولو بسط اللہ الرزق علی من عبادہ لبغوا فی الارض (شوری: ۲۷) اگر خدا بندوں پر رزق کشادہ کرے تو لوگ سرکش ہوجاتے ہیں

بقلم خود جمال الدین (مرزائی) از پکیوان مورخہ یکم فروری ۱۹۰۲ء

(ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ ہم سائلوں نے سوال کیا کیا تھا اور مرزائی نے جواب کیا دیا۔ سوال صرف یہ تھا کہ مرزا قادیانی کے کامل مسلم ہونے کا ثبوت پیش کرے جس کا جواب مرزائی نے کچھ نہ دیا مرزا قادیانی کا ایمان ثابت نہ کیا نہ اسلام اور مسیح کا جواب وہ دیا جو کوئی بھی صاحب علم اس پرچہ کو پڑھ کر یہ نہ کہے گا کہ ان دلائل مندرجہ پرچہ سے مرزا قادیانی مسیح ہیں جو طول بلا طائل سے اوراق سیاہ کئے اور مرزا غلام

احمد قادیانی کا مسیح ہونا ہرگز ہرگز ثابت نہ ہوا۔ جلسہ ناظرین نے پکار کر کہہ دیا کہ یہ تقریر سچائی کے میدان سے باہر ہے۔ ناظرین ذرہ آگے جناب مولانا اللہ دتا کا پرچہ بھی خدا کیلئے ملاحظہ فرماویں تاکہ اس ملمع کی قلعی کھل جائے۔ فقط معاونین جلسہ)

محمدی جواب الجواب

مولانا اللہ دتا خیاط نے باین الفاظ جواب دیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً۔

سب حاضرین جلسہ کی خدمت میں عموماً اور مومنین پکیوان کی خدمت شریف میں خصوصاً یہ عاجز انکسار اللہ دتا بڑی عاجزی سے ملتمس ہے کہ منجانب محبان قاضی محمد مہرالدین وعلی محمد وغیرہ بخدمت جمال الدین قادیانی و فتح الدین صاحبان دو سوال مندرجہ ذیل پیش ہوئے۔

۱۔ مرزا قادیانی کا کامل مسلمان ہونا ثابت کرو۔

۲۔ مرزا قادیانی کا مسیح موعود مہدی مسعود ہونا ثابت کرو۔

دلائل از روئے قرآن وحدیث واقوال صحابہ سے ہو۔

نمبر اول کا جواب جمال الدین نے یہ دیا:

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

اس کا جواب من جانب خاکسار (اللہ دتا) یہ ہے:

میں افسوس سے کہتا ہوں کہ سائلوں کا سوال کیا تھا اور جواب کیا۔ سائلوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کے کامل مسلمان ہونے کا سوال کیا تھا۔ ایمان اور اسلام میں بڑا فرق ہے چنانچہ قرآن شریف میں ہے

احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنّا و ھم لا یفتنون

(العنکبوت: ۱)(کیا گمان کیا ہے لوگوں نے یہ کہ چھوڑے جاویں گے اتنے ہی پر کہ ایمان لائے ہم اور وہ آزمائے نہ جائیں)

اے میرے پیارے دوستو! اس آیت شریف کی طرف غور فرماؤ اور انصاف سے سوچو کہ فرمانا پروردگار کا یہ کہ گمان کرلیا لوگوں نے اسی پر کہ ہم آمنا کہنے سے

فلاح پا جاویں گے یعنی لا اله الا الله محمد رسول الله کہنے سے، حالانکہ وہ آزمائے نہ جاویں کہ کلمہ تو پڑھا آگے عمل بھی کیا یا نہیں۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

قالت الاعراب آمنّا ، قل لم تؤمنوا و لکن قولوا اسلمنا و لمّا یدخل الایمان فی قلوبکم و ان تطیعوا الله و رسوله لا یلتکم من اعمالکم شیئاً۔ ان الله غفور رحیم

(الحجرات:۱۴)(کہا گنواروں نے کہ ایمان لائے ہم۔ کہہ یا رسول اللہ، نہ ایمان لاؤ تم ولکن کہو مسلمان ہوئے ہم۔ اور ابھی نہیں داخل ہوا ایمان بیچ دلوں تمہارے کے اور اگر فرمانبرداری کرو اللہ کی اور رسول اس کے کی)۔

ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ ایمان اور اسلام میں بڑا فرق ہے۔ ایمان کہتے ہیں صرف قرآن اور رسول کو مان لینے کو اور اسلام کے معنی ہیں فرمان برداری کے بھی اپنا جان و مال اللہ کے راہ میں فدا کرنا۔ پھر قرآن شریف میں ارشاد ہوا

اتقوا الله حق تقاته و لا تموتن الّا و انتم مسلمون۔

(آل عمران : ۱۰۲) (ترجمہ: ڈرو اللہ سے حق ڈرنے اس کے کا اور نہ مرو اس حالت میں کہ تم مسلمان ہو)

غرضیکہ اسلام اور ایمان میں بڑا بھاری فرق ہے جیسا کہ یہاں ہوا ایک حدیث میں آیا ہے

عن ابن عمر قال قال رسول الله بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله و ان محمداً عبده و رسوله و اقام الصلوة و ایتاء الزکوة و الحج و صوم رمضان (متفق علیہ۔ مشکوة) حضرت ابن عمر سے مروی ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے کلمہ، قائم کرنا نماز کا، اور دینا زکوۃ کا اور حج کرنا اور روزہ رکھنا رمضان کا۔

اس حدیث سے صاف ثابت ہوا کہ جو شخص باوجود قدرت ہونے کے کسی ایک بنا کو بھی ترک کرے، تو اس پر کامل مسلم کا لفظ عائد نہیں ہو سکتا۔ اور مثلاً ایمان میں داخل ہو چکا اگر نماز نہیں پڑھتا تو وہ مسلم کامل نہیں بلکہ اسلام میں نقص ہے۔

اگر صاحب نصاب ہے پھر زکوۃ نہیں دیتا، اور راستہ کے خرچ اور سواری کی قدرت رکھتا ہو، مگر حج نہیں کرتا، اور رمضان میں تندرست اور حاضر اپنے گھر میں ہے، تو روزہ نہیں رکھتا۔ ان صورتوں میں جو شخص باوجود قدرت ہونے کے ان بنائے خمس سے کسی ایک کو بھی ترک کرے گا اس پر کامل مسلم کا لفظ عائد کرنا ایسا محال ہے جیسا کہ اونٹ کا سوئی کے سوراخ سے گذرنا محال ہے۔

و بناء علیہ مرزا قادیانی نے چونکہ باوجود قدرت ہونے کے حج نہیں کیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی اپنی کتاب (ضمیمہ انجام آتھم ص ۲۸) میں فرماتے ہیں۔

اس سال میں مجھے ۱۵ ہزار روپیہ وصول ہوا جس کو شک ہو ڈاک خانہ کی رسیدیں دیکھ لیوے۔

(کیوں نہیں جی) اب جاننا چاہیے کہ مرزا قادیانی نے کیوں حج نہیں کیا علاوہ اپنے اور کئی شخصوں کو حج کرا سکتے تھے۔

نہایت غضب کی بات ہے مسلم کامل تو ثابت نہ ہوا مسیح موعود ثابت کرنے کے لئے قائم ہو گئے۔ یہ جو کلمہ کی قید لگا کر مرزا قادیانی کو کامل مسلم ثابت کیا ہے بالکل غلط ہے دیکھو صحیح بخاری

وقیل لوھب بن منبہ: أليس مفتاح الجنة لا اله الا الله۔ قال بلى ولكن ليس مفتاح الّا له اسنان، فا نجئت بمفتاح له فتِح لك والّا لم يفتح لك ۔(صحيح بخاری کتاب الجنائز باب من کان آخر کلامه لااله الّا الله)۔

(وہب بن منبہ سے کسی نے کہا لا اله الا الله جنت کی کنجی نہیں ہے۔ اس نے کہا کیوں نہیں لیکن کوئی ایسی کنجی نہیں جس کے دندان نہ ہو۔ اگر تو ایسی کنجی لائے گا جس کے دندانے ہوں گے تو تیرے لئے دروازہ جنت کا کھولا جائے گا ورنہ تیرے لئے نہیں کھولا جائے گا)

اس حدیث سے بھی یہی ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی کے پاس چابی تو ہے مگر دندان نہیں۔ دندان تو حج ہی تھا جس کے ادا کرنے کا ارادہ بھی نہیں کرتے۔ افسوس گھنٹہ گھر کے بنانے کے لئے تو دس ہزار خرچ کرنے کو تیار، اور حج کے لئے دو تین سو بھی خرچ نہیں کر سکتے۔

اب میں وہ حدیثیں پیش کرتا ہوں جن سے حج نہ کرنے والے کے لئے مسلم کا لقب ہرگز ہرگز موزوں نہیں ہوسکتا۔ و هو هذا

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ جلدی تیاری کرو حج کے لئے چنانچہ الفاظ حدیث سے ثابت ہے

عن سعيد بن جبير عن ابن عباس ، عن الفضل او احدهما عن الآخر قال: قال رسول الله ﷺ : من اراد الحج فليتعجّل ، فانّه قد يمرض المريض ، تضل الضالة ، و تعرض الحاجة (سنن ابن ماجه حديث نمبر ۲۸۸۳)

ابن حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے انہوں نے فضل بن عباس اپنے بڑے بھائی سے روایت کی یا ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کی کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص حج کرنے کا قصد رکھتا ہو وہ جلدی کرے یہ نہ کرے کہ سامان ہوئے پھر بھی ہر سال دوسرے سال پر ٹالتا رہے کیونکہ کبھی آدمی علیل ہو جاتا ہے کبھی کوئی چیز گم ہو جاتی ہے یعنی ممکن ہے کہ حج کے لئے جو روپیہ جمع کیا ہو وہ گم ہو جاوے کبھی کوئی ضرورت درپیش ہو جائے

اور یوں انسان حج کو نہیں جا سکتا تو احتمال ہے کہ دیر کرنے میں یہ واقعات درپیش ہوں اور حج نہ کرے اور مر جاوے تو ایک فرض کا تارک ہو کر مرے

اس حدیث کو امام احمدؒ نے بھی نکالا۔

اور امام احمد نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً نکالا جلدی کرو حج میں کوئی تم میں سے نہیں جانتا اس کو کیا پیش آئے گا۔

اور امام احمد اور ابو یعلی اور سعید بن منصور اور بیہقی نے ابو امام سے مرفوعاً نکالا جس کو کوئی بیماری یا ضرورت یا مشقت یا ظالم حاکم حج سے نہ روکے اور وہ بغیر حج کے مر جاوے تو یہودی یا نصرانی ہو کر مرے۔

اور ترمذی نے حضرت علیؓ سے نکالا مرفوعاً جو شخص زاد راحلہ کا مالک ہو اور اس قدر کہ بیت اللہ تک اس کو پہنچا دیوے پھر وہ حج نہ کرے تو اس پر کچھ نہیں اگر وہ یہودی یا نصرانی ہو کر مرے کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا

و لله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا۔

یعنی لوگوں پر حج واجب ہے اللہ کے لئے حج کرنا خانہ کعبہ کا جس کو طاقت ہو وہاں تک راہ طے کرنے کی (سنن ترمذی۔ باب الحج)

(عن علی قال قال رسول اللہ : من ملك زا داً (و) را حلةً تبلّغه الی بیت اللہ و لم یحج فلا علیه ان یموت یهو دیاً اونصرا نیاً و ذلك (انّ) اللہ یقول فی کتابه ؛ و لله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً (سنن ترمذی۔ حدیث نمبر ۸۱۲)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اس کو ابن عدی نے نکالا اور سعید بن منصور نے اپنی سنن میں حسن بصریؒ سے نکالا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں نے قصد کیا کہ لوگوں کو بھیجوں ان شہروں کی طرف اور وہ دیکھیں جو مالدار ہو اور اس نے حج نہ کیا ہو تو اس پر جزیہ مقرر کریں وہ مسلمان نہیں ہے۔

اور بیہقی نے بھی ایسا ہی نکالا۔

اہل حدیث اور مالکؒ اور ابو حنیفہؒ اور احمدؒ اور بعض شافعیہ کا بھی یہی قول ہے کہ استطاعت ہوتے حج فوراً واجب ہے۔

اور حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ تارک حج کو یہودی اور نصرانی سے تشبیہ دی کیونکہ عرب کے مشرک حج کرتے ہیں اور یہود و نصاری نہیں کرتے۔

سنن ابو داؤد نے نکالا مرفوعاً جو شخص باوجود استطاعت کے حج نہ کرے وہ پورا مسلمان نہیں وہ یہودی یا نصرانی ہے۔

سنن نسائی نے نکالا جو شخص باوجود قدرت کے حج نہ کرے وہ کافر ہے۔

صحیح بخاری نے نکالا مرفوعاً جو شخص باوجود قدرت کے حج نہ کرے وہ مشرک ہے۔

صحیح مسلم نے نکالا حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ سے جو شخص مالدار ہو اور حج نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔۔

سفر سعادت میں شیخ عبد الحق دہلویؒ فرماتے ہیں

جو شخص مالدار ہو اور حج نہ کرے وہ کافر ہے۔

مشکوۃ میں ہے جو شخص حج نہ کرے وہ یہودی ہے۔

ان روایات مذکورہ بالا سے معلوم ہوا کہ حج نہ کرنے والا باوجود استطاعت کے کافر مشرک وغیرہ وغیرہ

اب ناظرین وسامعین جلسہ سوچ لیں اور خیال کریں کہ مرزا قادیانی کامل مسلم ہیں یا نہیں۔

اب یہ سوال ہوسکتا ہے کہ راستہ بند ہے اس لئے مرزا قادیانی نے حج نہیں کیا اس لئے ان روایات کے تحت میں نہیں آسکتے۔

جواب یہ ہے کہ ہجری ۱۳۱۷ھ سے لے کر ہجری ۱۳۱۹ھ تک حج کا راستہ کھلا رہا۔ پھر مرزا غلام احمد قادیانی نے کیوں بیت اللہ کا قصد نہ کیا۔ جناب مولوی عبدالاول خلف مولانا عبداللہ غزنوی اسی سال میں حج کوتشریف لے گئے۔ نیز مولوی عبدالواحد داماد مولوی حکیم نوالدین ومولوی عبدالرحیم غزنوی پچھلے سال حج کر کے آئے۔ کیا مرزا غلام احمد قادیانی کے لئے ہی راستہ بند ہے؟ لہذا یہ سوال کرنا بے ہودہ ثابت ہوا۔

دوسرے یہ سوال ہوسکتا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے عرب لوگ مخالف ہیں، ممکن ہے کہ قتل کردیں۔

جواب اس کا یہ ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب (انجام آتھم۔ ص ۵۵) میں لکھا ہے:

انت فیهم بمنزلة موسی

یہ الہام ہے۔ یعنی الہام ہوا کہ اے مرزا غلام احمد قادیانی تو لوگوں میں بمنزلہ موسی ہے اور لوگ سب فرعونی۔

جب مرزا قادیانی، حضرت موسیٰؑ کی گدی کے مالک ہیں تو موسی علیہ السلام کی طرح خوف نہ کرتے۔ جب اللہ تعالی نے حضرت موسی کو رسول کیا، تو حضرت ہارون آپ کے مددگار رتھے اور فرعون اپنے وقت میں خدائی کا دم مارتا تھا۔ اور فوج فرعون کی کثرت سے تھی۔ ولیکن حضرت موسیٰؑ نے اس کی فوج کا ہرگز خوف نہ کیا۔ بلکہ فرعون کے سامنے جاکر اپنے من جانب اللہ رسول ہونے کو بیان کیا۔ اور اللہ تعالی کی مدد سے فوق پایا۔ اللہ تعالی نے حضرت موسیٰؑ کے مقابلہ میں فرعون کوغرق کیا۔

علی ہذا القیاس اگر مرزا غلام احمد قادیانی کا الہام مذکورہ بالا من جانب اللہ

ہے، تو پھر عرب کے لوگوں کا خوف کیا

منبر حضرت موسیٰ والا مرزے ملیا یارا
تے طرف عرب دے حج کرن نوں جائے نہ ڈردا مارا
جے کر منبر موسیٰ والا مرزے ملیا بھائی
پھر وانگ موسیٰ دے خوف نہ کردا حج روائی

پھر (انجام آتھم ۔ص ۵۵) میں ہے :

انّی ناصرك انّی حافظك

یعنی الہام ہوا کہ میں تیرا مددگار اور نگہبان ہوں۔

جاننا چاہیے کہ جس کا ناصر اور حافظ خدا تعالیٰ ہو، پھر اس کو خوف کا ہے کا رہا۔ جب کہ مرزا قادیانی ہی کا الہام پر ایمان نہیں تو غیروں کو کس طرح تسلی ہو۔

جد مرزے دا اپنے ہی الہام اوپر شک ریہا
پھر کیوں کر غیراں ہو تسلی ملہم شکی ریہا

غرضیکہ مرزا غلام احمد قادیانی کسی طرح کامل مسلم نہیں ہو سکتے جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ فافہم

پھر جمال الدین قادیانی نے لکھا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی خاتم النبیین کا قائل ہے۔ وغیرہ۔

یہ بالکل غلط ہے۔ یا یوں کہ سراسر دھوکا بلکہ معاملہ ہی برعکس ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تالیف سے چند حوالے پیش کرتا ہوں کہ ناظرین و سامعین کو معلوم ہو جائے۔ وہ یہ ہیں:

اس میں شک نہیں کہ یہ عاجز خدا کی طرف سے اس امت کے لئے (یعنی مرزائیوں کے لئے نہ امت محمدیہ کے لئے۔ اللہ دتا) محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہوتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسول اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔ اور اس سے انکار کرنے والا مستوجب سزا ٹھہرتا

ہے۔ (توضیح المرام۔ص ۱۸)

اگر یہ عذر ہو کہ نبوت مسدود ہے اور وحی جو انبیاء پر نازل ہوئی ہے اس پر مہر لگ چکی ہے، میں کہتا ہوں کہ نہ من کل الوجوہ باب نبوت مسدود ہے، نہ ہر ایک طور سے وحی پر مہر لگائی گئی۔ بلکہ جزئی طور پر وحی اور نبوت کا اس امت مرحومہ کے لئے ہمیشہ دروازہ کھلا ہے (توضیح المرام۔ص ۱۸)

اس لئے خداوند تعالی نے اس عاجز (مرزا قادیانی) کا نام امتی بھی رکھا اور نبی بھی (ازالہ اوہام۔ص ۵۳۳)

انّی مرسلك الی قوم المفسدین (انجام آتھم۔ص ۷۹)

خدا نے مجھے آدم صفی اللہ کہا، مثل نوح کہا، مثل یوسف کہا، مثل داؤد کہا، مثل ابراہیم کہا، مثل موسیٰ کہا۔ (ازالہ اوہام۔ص ۲۵۳)

ان حوالہ جات سے صاف ثابت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نبی اللہ ہیں اسی لئے تو فرماتے ہیں جو مجھ سے انکار کرے مستوجب سزا ٹھہرتا ہے۔

اے لو مسلم بنتا بنتا نبی رسول بن گیا۔ رسول کیا بلکہ خدا۔ نعوذ باللہ۔ یہ کیسا اعتقاد ہے لکھتے ہیں:

تجھے ایک حلیم لڑکے کی خوش خبری دی جاتی ہے وہ حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا کہ خدا آسمان سے اترا (انجام آتھم۔ص ۶۲)

سامعین جلسہ ہذا کی خدمت میں عرض ہے کہ دیکھو جمال الدین قادیانی نے آپ لوگوں کو کیسا دھوکا دیا کہ مرزا قادیانی ختم نبوت کا قائل ہے۔ ہائے توبہ

ہاتھی کے دانت دکھانے کے اور کھانے کے اور

مرزا قادیانی نبوت کا قائل نہیں بلکہ نبوت کا دم مارتا ہے۔ کیوں نہ ہو ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیشین گوئی تو پوری ہونی تھی جیسا کہ حدیث میں آیا ہے

عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ لا تقوم السّاعة حتّی ینبعِث کذّابون دجّالون قریب من ثلاثین کلّهم یزعم انّه رسول الله (سنن ترمذی۔ حدیث نمبر ۲۲۱۸)۔

(روایت ہے حضرت ابی ہریرہؓ سے۔ کہا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے قیامت قائم نہ ہوگی جب تک

نہ اٹھیں کذابوں دجالوں قریب تیس شخصوں کے۔ ہر ایک ان میں سے دعوی کرتا ہوگا کہ میں رسول اللہ ہوں)۔

اس باب میں حضرت جابرؓ بن سمرہ اور حضرت ابن عمرؓ سے بھی مروی ہے۔ یہ حدیث حسن ہے صحیح ہے۔

راقم لکھتا ہے ان میں سے اسود عنسی، مسیلمہ کذاب صاحب یمامہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے ہاتھ میں دو کنگن ہیں سونے کے پھر پھیرنے لگے آپ کو پھر حکم ہوا کہ پھونک دو اس کو پھر پھونک دیا آپ نے اور وہ اڑ گئے ۔سو تاویل کی آپ ﷺ نے کہ یہ دونوں کنگنوں سے مراد کا ذبان مذکور ہیں۔ پس اسود عنسی ایک مرد شعبدہ باز تھا اور دو شیطان اس کے مسخر تھے کہ احوال مردم سے خبر دیتے تھے ایک شفیق دوسرا اسحیق نامی اور ایک خر معلم اس کے ساتھ تھا کہ جب اسے کہتے کہ اپنے رب کو سجدہ کر اسے سجدہ کرتا تھا اس لئے اسے ذوالحمار کہتے تھے اہل نجران مرتد ہو کر اس کے مطیع ہوئے اور وہ اس میں سے چھ سو آدمی لے کر صنعاء میں اترا اور فیروز کے ہاتھ سے مارا گیا۔ نام اس کا عینیہ بن کعب تھا۔ دوسرا مسیلمہ کذاب کہ قاتل حمزہ کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور جہنم میں پہنچا اور وہ ملعون سجع ہائے ناموزوں کرتا تھا اور مقابلہ قرآن کا قصد کرتا تھا چنانچہ یہ عبارت کفر اشاعت اسی کی ہے

الفيل ما لفيل له خر طو م طو يل ان زنبك من خلق ر بنا الجليل

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی فرماتے ہیں:

انّا انز لناه قر يباً من القا ديا ن (ازالہ اوہام۔ص ۷۷)

۳۔ ان میں ابن صیاد ہے مگر اسے دجال کبیر نہ کہیں اور حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں ترجیح بھی اس کو دی ہے کہ وہ دجال کبیر نہیں چنانچہ روایت حضرت تمیم داریؓ کی بھی اس پر دال ہے

۴۔۔ طلیحہ بن خویلد اسدی جو بنی اسد میں ظاہر ہوا کہ نواح خیبر میں اور غطفانی نے اس کی مدد کی اور بعد دعوی نبوت کے تائب ہوا اور رجوع کیا اسلام کی طرف زمانہ ابوبکر صدیقؓ میں۔

۵۔سجاح بنت سوید عورت نے دعوی نبوت کیا۔تمام قبیلہ بنوتمیم اس کی نصرت پر مجتمع ہو گیا۔وہ مسیلمہ کذاب کے نکاح میں آئی اور اپنی نبوت باطلہ اپنے خصم کو بخش دی۔اور اپنی مہر میں نماز عصر اپنی امت ملعونہ پر سے معاف کر دی۔رشاطی نے کہا کہ بنوتمیم اب تک نماز عصر نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ یہ مہر ہماری کریمہ کا اس کو ہم اپنے ہاتھ سے نہ دیں گے۔پھر سجاح زمان حضرت معاویہؓ میں مشرف باسلام ہوئی۔

٦۔مختار ثقفی، حضرت عبداللہ ابن زبیرؓ کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔اس کا دعوی تھا کہ مجھ پر وحی آتی ہے اور میں رسول اللہ ﷺ کا مختار ہوں۔چنانچہ اسماءؓ سے مروی ہے کہ فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ نکلیں گے ثقیف سے تین کذاب وزیال وبیہر ۔روایت کیا اس کو ابونعیم بن صماوی نے،اور ایک روایت میں ہے کہ نکلے گا ثقیف سے کذاب و بیہر۔ مراد کذاب سے مختار بن عبد ثقفی ہے اور مراد ہیبر سے حجاج بن یوسف۔

۷۔متنبّی شاعر مشہور بعد دعوی نبوت تائب ہوا۔

۸۔بہبود کہ معتمد باللہ کے زمانہ میں ظاہر ہوا۔اس کا دعوی تھا کہ مجھے خلق کی طرف بھیجا ہے مگر رسالت کو ردّ کیا اور دعوی کرتا تھا کہ مجھے مغیبات پر اطلاع حاصل ہے۔

۹۔یحی رکدویہ قرمطی کے مکتفی باللہ کی خلافت میں ظاہر ہوا۔

۱۰۔بعد اس کے بھائی اس کا ظاہر ہوا حسین اس کے بعد ابن عم اس کا عیسی بن مہرویہ کے اس نے گمان کیا کہ آیت یا یھا المد ثر خطاب اس کو ہے (چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی فرماتے ہیں مبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد۔آیت سورہ صف میرے حق میں ہے)اور غلام منطوق کو اپنے نوکر کے ساتھ مسمّی کر کے ملک شام پر غالب ہوا اور بہت تباہی اور خرابی کی اور لوگوں نے اس کے لئے منابر پر بددعا کی وہ مارا گیا لعنة الله عليه۔ زمانہ مقتدر میں۔

۱۲۔ابوطاہر قرمطی ظاہر ہوا کہ حجر اسود کو کعبہ سے کھود کر لے گیا زمانہ راضی باللہ میں۔

۱۳۔محمد بن علی شلسانی ظاہر ہوا۔اسے ابن ابی العراق کہتے تھے اور اس نے مشہور کیا کہ مدعی الوہیت اور زندہ کرتا ہے مردہ کو۔پس ایک جماعت میں مقتول ومصلوب ہوا خلافت مطیع باللہ میں۔

۱۴۔ایک قوم ظاہر ہوئی قائل تناسخ اور ان میں ایک جوان تھا کہ گمان کرتا تھا کہ روح

حضرت علی نے اس میں انتقال کیا ہے اور اس کی بیوی حضرت فاطمہ کے انتقال روح کی مدعی تھی اپنی میں اور اس نے یہ بھی گمان کیا تھا کہ میں جبرائیل ہوں پھر بعد زدوکوب کے اس نے اپنے کو سیدوں میں منسوب کیا اور بحکم معز الدولہ رہا ہوا۔

۱۵۔ اور خلافت مستنظر میں ایک شخص ظاہر ہوا نواحی لو میں اور دعوی نبوت کیا اور ایک جماعت اس کے ساتھ ہوگئی مگر وہ بعد گرفتاری مقتول ہوا اور ایک جماعت نے مردوں عورتوں کی مغرب میں ظہور کیا۔

۱۶۔ ان میں ایک مرد تھا موسوم بہ لا۔ اور مدعی تھا کہ حدیث میں لا وارد ہے لا نبی بعدی۔ اس لا سے میں مراد ہوں یعنی مسمی باسم لا نبی ہے۔

۱۷۔ اور انہی میں ہے غازاری سافر کہ ابوجعفر کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔

۱۸ انہیں میں ایک عورت ہے کہ مدعیہ نبوت تھی جب اسے کہتے کہ حضرتﷺ نے فرمایا ہے لا نبی بعدی۔ وہ کہتی حضرتﷺ نے نفی کی ہے نبی کی۔ نہ نبیہ کی، اور میں نبیہ ہوں۔

۱۹۔ بیت المقدس میں ایک یہودی نے دعوی کیا کہ مسیح ابن مریم میں ہوں (جیسا کہ زمانہ حال میں مرزا قادیانی موجود ہیں) وہ مرد خوش بیان شیریں زبان تھا جب اسے گرفتار کرنا چاہا بھاگ گیا بعد گرفتاری کے مسلمان ہوا۔

۲۰۔ اور ایک مرد نے دعوی مہدی ہونے کا کیا ہندوستان میں۔

۲۱۔ اکبر بادشاہ ظاہر ہوا اور دعوی نبوت بلکہ خدائی کا کیا۔ چنانچہ ایک شاعر نے کہا

خدا پناہ دہد از جلیس بد مذہب
خراب کردہ ابو الفضل شاہ اکبر را

۲۲۔ رتن ہندی میں ہے اس نے دعوی صحابیت کیا حالانکہ ظہور اس کا قرن سادس میں ہوا اور بہت سے خرافات لوگوں نے اس کے باب میں لکھے ہیں اور وہ ایک جھوٹا خبیث تھا مدعی نبوت تھا۔

۲۳۔ اسحاق اخرس آخر میں خلافت سفاح کے ظاہر ہوا اور دعوی نبوت کیا اور خلق کثیر اس کی تابع ہوئی اور بصرہ وغیرہ میں غالب ہوا آخر مقتول ہوا۔

۲۴۔ اور فارس میں یحی سباطی خلافت معز میں بلاد تیونس میں مدعی نبوت ہوا اور بذریعہ

شعبدہ احیاء اموات ابرص وغیرہ کو اپنا معجزہ قرار دیا۔

۲۵۔ ایک مرد راعی نے ایک عصا بنایا اور مسلک موی اختیار کیا اور عصاء نظر خلائق میں اژدہا ہو جاتا تھا اور نظار گی مسحور ہو جاتی تھی۔

۲۶۔ اور مامون کے زمانہ میں عبداللہ بن میمون نے دعوی نبوت کیا مامون نے اس کو قید کیا یہاں تک کہ قید میں دارالبوار کو داخل ہوا۔

۲۷۔ دجال، بالاتفاق علماء زمانہ عصر نے لکھا ہے غلام احمد قادیانی تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور میں نکلا۔ نعوذ باللہ۔ اس نے نبوت اور مرسل وومہدی ومثل موسی و مثل ابراہیم، یوسف، نوح، آدم سب کا مثیل۔ جیسے یہ مرسل من جانب اللہ تھے، ویسے ہی اس کا دعوی کہ میں من جانب اللہ ہوں۔ اور نبوت کوئی ختم نہیں ہوئی جیسا کہ پیچھے ثابت کیا گیا۔

کہتا ہے کہ جو احادیث نزول ابن مریم کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں وہ ابن مریم یہ عاجز ہے نہ حضرت عیسی کیونکہ وہ فوت ہو گیا۔ اور اس کا یہ دعوی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو اس جسم کے ساتھ معراج نہیں ہوا۔ اس کا یہ دعوی ہے کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کو بعض آیات کی تفسیر سے جبریل نے اچھی طرح مطلع نہیں کیا لیکن خدا نے مجھے مطلع کر دیا (ازالہ اوہام۔ ص ۶۹۱)

اور اس کا یہ دعوی ہے کہ قبر میں کوئی عذاب نہیں اور یہ بھی لکھتا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر تمام عمر میں جبریل نازل نہیں ہوئے اور اس بات کا بھی مدعی ہے کہ نبیوں کی پیشین گوئیاں غلط نکلتی ہیں و علی ھذا القیاس

اب حاضرین جلسہ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جمال الدین (قادیانی) کا یہ کہنا کہ مرزا غلام احمد قادیانی قائل ختم نبوت ہے کیسا راستی سے بعید ہے۔

اسی طرح سے عام لوگوں کو دھوکا دے کر مجبور کرتے ہیں کہ ہم قرآن پر عمل کرتے ہیں۔ یہ بالکل دھوکے کی ٹٹی ہے۔

اسی طرح سے دجال جو اوپر مذکور ہوئے مدعی تھے۔ اور اسی طرح سے ایک یہودی نے بھی دعوی ابن مریم کا کیا جیسا کہ فہرست دجالوں میں اوپر گزر چکا غرض کہ مرزا قادیانی کسی طرح سے ختم نبوت کا قائل نہیں ہوسکتا۔

اپنے جواب ...میں جمال الدین قادیانی نے مرزا قادیانی کو مسیح موعود ثابت کرنا چاہا اور لکھا کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں جیسا کہ آنحضرت ﷺ مثل موسی ہیں، اور یہ آیت سند لایا

انّا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولاً (مزمل: ۱۵)۔ یعنی تحقیق بھیجا ہم نے طرف تمہارے رسول شاہد جیسا کہ بھیجا ہم نے طرف فرعون کے رسول یعنی موسی۔

اس آیت سے مماثلت آنحضرت ﷺ کی ہرگز ہرگز ثابت نہیں اور نہ آنحضرت ﷺ موسی کے مثیل ہیں۔ بلکہ جیسے حضرت موسی صاحب شریعت تھے ویسے حضرت محمد ﷺ صاحب شریعت بلکہ اشرف الانبیاء ہیں جیسا کہ قرآن شریف

تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ و رفع بعضھم درجات۔ یہ رسول فضیلت دی ہم نے بعض ان کے کو اوپر بعض کے بعض ان میں سے وہ ہیں جو کلام کی اللہ نے (جیسے موسی) اور بعض وہ ہیں کہ بلند کئے ان کے اللہ نے درجے (جیسے آنحضرت ﷺ)۔

اس آیت شریفہ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول، رسول کا مثیل نہیں ہوتا اور خاص کر آنحضرت ﷺ تو کسی رسول کے مثیل ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ ایک ایک زمانہ میں کئی کئی رسول اور نبی ہوتے رہے ہیں مگر جناب محمد مصطفیٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ تو سارے جہان کے لئے رسول ہو کر آئے۔ تو یہ رتبہ نہ حضرت موسی کو ملا اور نہ حضرت عیسی کو بلکہ معاملہ برعکس چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے

ولو کان موسی حیّا ما وسعہ الّا اتّباعی

(رواہ احمد و بیہقی فی شعب الایمان۔ مشکوۃ ص ۲۳۔۲۴) (اور اگر ہوتا موسی زندہ تو نہ چارہ تھا اس کو سوا اس کے کہ میری پیروی کرتا)۔

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ حضرت موسیٰؑ کے مثیل نہ تھے ایسا ہی شیخ ابن تیمیہ، کتاب اولیاء الرحمٰن صفحہ ۸۴ میں فرماتے ہیں:

محمد لم یماثلہ و فیھا احد لا ابراھیم و لا موسی فضلاً حق ان یماثلہ فیھا۔ آخر تک۔ محمد رسول اللہ کی ولایت تو اس قدر عالی شان ہے کہ کوئی بھی

اس میں آپ کا مماثل نہیں نہ ابراہیم نہ موسیٰ۔

اس سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ مثیل موسیٰ نہ تھے۔

پھر جمال الدین قادیانی نے دو عورتوں کا قصہ بیان کیا جس کا کوئی محل موقع اور نہ سائلوں کا جواب اس سے پایا جاتا ہے۔ اس لئے وہ ناظرین وسامعین پر چھوڑتا ہوں میں اپنا تضیع اوقات اور اوراق سیاہ کرنا نہیں چاہتا۔

پھر جمال الدین نے مرزا قادیانی کے مثیل مسیح ہونے میں یہ آیت پیش کی

وعد اللّٰہ الّذین آ منوا منکم و عملوا الصّا لحا ت لیستخلفنّھم فی ا لا ر ض (النور:۵۵) یعنی اللہ وعدہ کرتا ہے مومنوں سے کہ جو تم سے نیک ہوں البتہ خلیفہ کرونگا ان کو بیچ زمین کے)

جواب: اس آیت کی تفسیر میں ابی بن کعبؓ کہتے ہیں۔ پورا کیا اللہ نے وعدہ اپنا اور غالب کیا مسلمانوں کو عرب کے جزیرہ پر انہوں نے فتح کی دور سے دور مشرق اور مغرب کے شہر اور انہوں نے توڑ دی سلطنت اکاسرہ کی اور مالک ہوئے اس کے خزانوں کے اور مستوی ہوئے دنیا پر

اور حضرت ابیؓ بن کعب کہتے ہیں کہ اس آیت میں بڑی روشن دلیل ہے ابو بکر صدیقؓ کی اور باقی خلفاء راشدین کی خلافت کی صحت پر آنحضرت ﷺ کے بعد کیونکہ مسلمانوں میں سے جو حاکم ایمان لائے انہوں نے نیک کام کئے وہ یہی تھے انہیں کے زمانہ میں فتوحات عظیمہ ہاتھ آئیں اور انہیں کے زمانے میں کسریٰ اور قیصر کے خزانے مسلمانوں کے قبضے میں آئے اور انہیں کے عہد میں حاصل ہوا امن اور تمکین اور دین کا ظہور۔ سفینہ کہتے ہیں میں نے سنا حضرت ﷺ سے فرماتے تھے خلافت میرے بعد تیس سال تک رہے گی۔

راوی کہتا ہے پھر حضرت سفینہ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کو دو سال بتایا اور حضرت عمر فاروقؓ کی خلافت کو دس سال؛ حضرت اور عثمانؓ کی خلافت کو بارہ سال اور حضرت علیؓ کی خلافت کو چھ سال۔ (آخیر ابوداؤد وترمذی مشکوۃ ص ۲۵۵)

ایک اور حدیث میں آیا ہے:

و عن سفینہ قا ل سمعت نبی ﷺ یقو ل الخلا فۃ ثلاثو ن

سنة ثم تكو ن ملك ۔(حضرت سفینہ سے مروی ہے کہ کہا، سنا میں نے نبی ﷺ سے، فرماتے تھے خلافت رہے گی تیس سال، پھر بادشاہ ہوں گے)۔

اب حاضرین جلسہ ہذا کی خدمت میں التماس ہے کہ جمال الدین قادیانی نے آیت کریمہ زیر بحث میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خلیفہ ہونے میں کون سی دلیل پیش کی اب صرف واو کی ضرورت ہے۔

پھر جمال الدین نے حدیث بخاری کی نقل کی اور ایک جگہ قرآن شریف سے سورہ جمعہ سے تین آیتیں لکھیں لیکن ان سب کا جواب اوپر گذرا جو ہم نے بڑی تفصیل سے ادا کیا جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں۔

پھر جمال الدین قادیانی نے ان تین آیات سے مرزا قادیانی کو اہل فارس ثابت کیا اور ایک حدیث کی سند پیش کی جیسا کہ اس کے جواب میں نیچے مرقوم ہے۔

جواب: ثریا ان چند ستاروں کا نام ہے جو نہایت متصل ہیں جیسے گل دستہ اس حدیث میں فارسیوں کی باریک بینی اور استعداد ایمانی بیان فرمائی۔ سو حقیقت میں ملک فارس میں بڑے بڑے کمال والے امام محدث پیدا ہوئے جیسے امام محمد بن اسماعیل بخاری و مسلم وغیرہ جنہوں نے اپنے کمال اور باریک پن سے صحیح حدیثوں کو چھانٹا اور دین میں ایسا کمال حاصل کیا کہ اس سبب سے تمام دنیا میں پیشوا اور مقتدا سمجھے گئے۔ کہا قرطبی نے کہ جیسے حضرت ﷺ نے فرمایا تھا اسی طرح ظاہر واقع ہوا اس واسطے ان مین ایسے لوگ پائے گئے جو مشہور ہوا ذکر ان کا حدیث کے حافظوں اور ناقدوں سے اور یہ ایسا کمال ہوا کہ ان کے سوا بہت ان کے اس میں شریک نہیں اور اختلاف ہے اہل نسبت کا فارس کی اصل میں۔ بعضے کہتے ہیں ان کی نسبت کیومرت تک پہنچتی ہے اور وہ آدم ہے اور بعضے کہتے ہیں یافث بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں لاوی بن سام بن نوح کی اولاد سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ وہ فارس بن یاسور بن سام کی اولاد سے ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ بدرام بن ارفخش بن سام کی اولاد ہیں۔ اس کے دس اور چند بیٹے تھے سب سوار بہادر تھے تو نام رکھا گیا ان کا فارس واسطے سواری کرنے کے، فتح الباری۔ تفسیر سورۃ الجمعہ۔

اس دلیل سے ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز ہرگز اہل فارس ثابت

نہیں ہو سکتے وہ کون سی بہادری مرزا قادیانی نے کی اور کب سواروں میں مرزا قادیانی گئے اور اہل فارس میں کس طرح داخل ہو سکتے ہیں آریہ کے مقدمہ قتل لیکھ رام میں پولیس کی مدد مانگتے رہے اگرچہ عرض قبول نہ ہوئی دہلی گئے تو پولیس کی مدد کی ضرورت پڑی۔

افسوس ہے جمال الدین قادیانی کے دلائل پیش کرنے پر جس نے ناحق مرزا قادیانی کو اہل فارس میں شمار کیا۔

پھر جمال الدین قادیانی نے لکھا ہے کہ بحساب ابجد مرزا غلام احمد قادیانی تیرھویں صدی کے مسیح ہیں۔

جواب : اول تو مرزا قادیانی کے خلاف لکھا ہے کیونکہ مرزا قادیانی نے (ازالہ اوہام۔ص ۱۸۶) میں لکھا ہے کہ

بحساب ابجد میرے ۱۳۰۰ عدد ہیں

جمال الدین قادیانی ۱۲۷۵ لکھتا ہے۔

حقیقت میں ۱۳۰۰ ہی ہیں

لیکن یہاں پر مرزا قادیانی کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ مرزا قادیانی کے نام کے تیرہ سو عدد پورے ہوتے ہیں اس واسطے مرزا قادیانی ابجد اور مسیح موعود ہے تو کیا اگر کسی اور کے نام کے بھی تیرہ سو عدد پورے نکل آویں تو وہ بھی تیرھویں سدی کا مجدد اور مسیح موعود اور مہدی مسعود ہوگا ؟ اگر یہی بات ہے تو لیجئے سنئے ان کے نام کے بھی تیرہ سو عدد ہیں

مہدی کاذب محمد احمد برسوڈانی۔ ۱۳۰۰

سید احمد پیر لشکر نیچر علی گڑھی۔ ۱۳۰۰

مرزا امام الدین ابوادتا لال بیگیاں کادیانی۔ ۱۳۰۰

مولوی حکیم نورالدین متہام بھیروی۔ ۱۳۰۰

مولوی کامل سید نذیر حسین دہلوی۔ ۱۳۰۰

مولوی محمد حسین ہوشیار بٹالوی۔ ۱۳۰۰

علی ہذا القیاس۔ جس قدر چاہوں اور ناموں کے عدد تیرہ سو کرتا چلا جاؤں۔ لیکن کیا اس سے ثابت ہو جائے گا کہ فلاں کس مجدد یا مسیح یا مسیح موعود یا مہدی مسعود ہو سکتا ہے

ہرگزنہیں۔

پھر آگے چل کر جمال الدین نے حضرت مسیح کے نزول کو بیان کیا قرآن اور حدیث اور اقوال صحابہ سے ثابت کرتا ہوں وہی مسیح نازل ہوگا جو آسمان پر زندہ اب تک موجود ہے و ھو ھذا

قرآن شریف میں ہے و انّه لعلم للسا عة اور تحقیق وہ یعنی حضرت عیسی نشانی ہے قیامت کی۔ پس نہ شک کرو بیچ اس کے۔ اس رکوع میں سب عیسی ابن مریم کا ذکر ہے اور ہ کی ضمیر بھی حضرت عیسی کی طرف راجع ہے چنانچہ آنحضرت ﷺ کے اصحابوں سے ثابت ہے

ا خر جه الفر یا بی و سعید بن منصور و مسدود و عبد بن حمید و ابی بن حا تم و طبرا نی من طرق عن ابن عباس قوله و انه لعلم للسا عة قا ل خرو ج عیسی قبل یو م القیا مة و اخر ج عبد بن حمید عن ابی هر یره و انّه لعلم للسّا عة قا ل خرو ج عیسی یمکث فی ا لا ر ض ار بعین سنة تکو ن تلك الار بعو ن ار بع سنین یحجّ و یعمر و ا خر ج عبد بن حمید و ابن جر یر عن مجا هد و انّه لعلم للسّا عة قا ل آ یا ته و للساعة خرو ج عیسی بن مر یم قبل یو م القیا مة و ا خر ج عبد بن حمید و ابن جر یر عن الحسن و انه لعلم للسّا عة قا ل نزو ل عیسی و ا خر ج ابن جر یر من طرق عن ابن عباس و انّه لعلم للسّا عة قا ل نز و ل عیسی (تفسیر در منثور)

حاصل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ اور مجاہد اور حسن سے بطرق متعددہ مروی ہے کہ ضمیر انہ جو آیت و انه لعلم للسا عة میں ہے عیسی کے نزول کی طرف پھرتی ہے۔

ان روایات سے ثابت ہوا کہ از روئے قرآن شریف و اقوال صحابہ حضرت مسیح بن مریم ہی نازل ہوں گے نہ مرزا اور احادیث اس بارہ میں بہت ہیں جو آگے بیان ہوتا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:

عن ابی ھر یرہ قا ل قال رسو ل اللہ ﷺ والذی نفسی بیدہ لتو شکن ان ینز ل فیکم ابن مر یم حکماً عد لًا فیکسر الصلیب و یقتل الخنز یر و یضع الجز یۃ و یفیض الما ل حتی لا یقبلہ ا حداً حتی تکو ن السجدۃ الوا حدۃ خیر من الد نیا و ما فیھا ثم یقو ل ابو ھر یرہ واقرؤا ان شئتم و ان من اھل الکتا ب ا لا لیو منن بہ قبل مو تہ (بخاری۔ص۳۹۰)

حضرت ابو ہر یرہ سے روا یت ہے کہ فر ما یا رسول اللہ ﷺ نے قسم ہے اس ذا ت کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے عنقریب ابن مریم حاکم عادل اتریں گے صلیب کو توڑیں گے اور خنز یر کو قتل کر یں گے جز یہ موقوف کر یں گے اور دیں گے مال یہاں تک کہ قبول نہ کرے گا کوئی یہاں تک کہ سجدہ ایک بہتر ہوگا دنیا سے اور جو کچھ بیچ اس کے ہے۔ پھر کہا ابو ہر یرہ نے اگر چاہو تم تصدیق نزول ابن مریم کی تو یہ آیت دلیل ہے.. و ان من اھل الکتا ب الخ

دوسری حدیث:

عن ابی ھر یرہ انّ النبی ﷺ قا ل لیس بینی و بینہ یعنی عیسی علیہ السلا م نبیّ، و انّہ نا ز ل۔ فا ذا رأیتمو ہ فاعرفوہ: ر جل مر بوع الی الحمرۃ و البیا ض بین ممصّر تین کأ نّ رأسہ یقطر و ان لم یصبہ بلل۔ فیقا تل الناس علی ا لاسلا م فید قّ الصّلیب و یقتل الخنز یر و یضع الجز یۃ و یھلک اللہ فی زما نہ الملل کلّھا ا لا اسلا م و یھلک المسیح الدّ جّا ل فیمکث فی ا لا ر ض ار بعین سنۃ ثمّ یتو فّی فیصلّ علیہ المسلمو ن (سنن ابوداؤد۔حدیث نمبر۴۳۲۴)

(ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فر ما یا میرے اور عیسی کے درمیان کوئی نبی نہ ہو گا بے شک عیسیؑ اتریں گے جب تم دیکھو ان کو تو اس طرح پہچان لو وہ ایک شخص ہیں متوسط قد و قامت کے، رنگ ان کا سرخی اور سفیدی کے درمیان ہے اور وہ زرد کپڑے ہلکے رنگ کے پہنے ہوں گے اور اس کے بالوں میں سے پانی ٹپکتا معلوم ہوگا اگر چہ وہ تر بھی نہ ہوں گے وہ لوگوں سے جہاد کریں گے اسلام قبول کرنے کے لئے اور توڑ ڈالیں گے صلیب اور قتل کریں گے خنز یر

کو اور موقوف کر دیں گے جزیہ کو کافروں سے یا اسلام لاویں یا قتل ہوں اور تباہ کر دے گا اللہ ان کے زمانہ میں سب ادیان کو سوا اسلام کے، ہلاک کریں گے دجال کو پھر دنیا میں رہیں گے چالیس برس بعد ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان پر جنازہ پڑھیں گے)

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ وہی مسیح جو بنی اسرائیل کی طرف رسول ہو کر آئے تھے یعنی مسیح انجیلی۔

اب حاضرین جلسہ کی خدمت میں التماس ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے شرح کر دی کہ میرے اور مسیح کے درمیان کوئی نبی نہ ہوگا اور وہی نازل ہوں گے تو پھر مرزا قادیانی جو کہ قادیان میں اب پیدا ہوا کس طرح مثیل مسیح ہو سکتا ہے حالانکہ کوئی حدیث اس بارہ میں حضرت نے نہیں فرمائی کہ مسیح نہیں نازل ہوگا بلکہ اس کا مثیل نازل ہوگا جب کہ ایسی کوئی حدیث نہیں تو ہم مرزا غلام احمد قادیانی کو کس دلیل سے مثیل مسیح مان لیں۔ اور لطف یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت مسیح ابن مریم کی قبر بھی بیان فرما دی جیسا کہ

اخرجه البخاری فی تاریخه و طبرانی عن عبد الله بن سلام قال یدفن عیسی بن مریم مع رسول الله ﷺ و صاحبیه فیکون قبره رابعاً

اخراج کیا بخاری نے بیچ تاریخ اپنی کے اور طبرانی نے عبداللہ بن سلام سے فرمایا عبداللہ بن سلام نے دفن کئے جاویں گے عیسیٰ بیٹے مریم کے ساتھ محمد ﷺ کے اور شیخین کے پس ہوگی قبر ان کی چوتھی۔

اخرجه ترمذی حسنه عن محمد بن یوسف بن عبد الله بن سلام عن ابیه عن جده قال مکتوب فی التوراة صفت محمد و عیسی بن مریم یدفن معه (درمنثور۔ ج ۲ ص ۲۳۵)۔ (اور اخراج کیا ترمذی نے ساتھ تحسین کے فرمایا عبداللہ بن سلام نے کہ صفت محمد ﷺ کی تورات میں موجود ہے کہ یہ بھی تورات میں ہے کہ عیسیٰ بن مریم آنحضرت ﷺ کے ساتھ مدفون ہوں گے)

عن عائشه قالت: قلت یا رسول الله ﷺ انی اری انّی اعیش بعدك فتاذّن لی ان ادفن الی جنبك ۔ فقال ﷺ انّی لی بذلك

الموضع ما فيه موضع قبري قبر ابی بكر و عمر و عيسى بن مريم

فرمایا حضرت عائشہ نے کہ میں نے آنحضرت ﷺ کی خدمت مبارک میں عرض کی مجھے معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کے بعد زندہ رہوں گی اگر اجازت ہوتو میں آپکے پاس مدفون ہوں۔فرمایا آنحضرت ﷺ نے کہ میرے پاس تو ابوبکر اور عمر اور عیسی کی قبر کے سوا اور جگہ نہیں ہے۔

عن حنظلة الاسلمی قال سمعت ابا هريره يحدث النبی و قال والذی نفسی بیده ليهلّن ابن مریم بفج الروحاء حاجاً او معتمراً او يثنينهما (مسلم، ج ا ص ۴۰۸) (حنظلہ جو قبیلہ بنو اسلم سے ہیں انہوں نے ابو ہریرہ سے سنا کہ نبی ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ البتہ بلاشبہ اور بے شک عیسی ابن مریم روحا کی گھاٹی میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے لبیک پکاریں گے حج یا عمرہ یا قران کا یا دونوں کی لبیک پکاریں گے روایت کیا اس کو مسلم بیچ کتاب حج کے)

ان احادیث سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح کی قبر مدینہ میں ہوگی اور حضرت مسیح حج کریں گے جیسا کہ اوپر بیان ہوا اور یہ بھی ثابت ہوا کہ احادیث مذکورہ بالا کا مصداق مرزا قادیانی کبھی نہیں ہوسکتا حج کا بیان اوپر بہت ہو چکا اب قبر کی طرف خیال کرنا چاہیے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا مسیح کی قبر مدینہ میں ہوگی جیسا کہ بیان ہوا اور مرزا قادیانی مسیح کی قبر تین جگہ فرماتے ہیں۔

ہاں مسیح اپنے قطن گلیل میں جا کر فوت ہوا۔ (ازالہ اوہام۔ص ۲۵۳)

مسیح کی قبر بلاد شام میں ہے جس کی پرستش عیسائی لوگ کرتے ہیں (ست بچن حاشیہ در حاشیہ۔ص ۱۶۴)

اب تحقیق سے معلوم ہوا کہ مسیح کی قبر ملک کشمیر موضع سری نگر میں ہے (راز حقیقت۔ص ۲۰)

اب غور کا مقام ہے کہ دیکھنا چاہیے کہ جو شخص اللہ اور رسول اور صحابہ کا خلاف کرے وہ بھی کامل مسلم ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں جب کامل مسلم نہیں تو چہ جائے کہ ہم مثیل مسیح مان لیں۔اب حاضرین جلسہ کی خدمت مبارک میں فیصلہ چھوڑتا ہوں۔

فقط :اللہ دتہ سکنہ سوہل حال پکیوان یکم فروری ۱۹۰۲ء

اب ناظرین وسامعین داد دیں کہ آیا مرزائیوں کا ثبوت کیا نکما اور خام ثابت ہوا مولوی صاحب نے ایسی قلعی کھولی جس سے مرزا قادیانی کا مسیح ہونا تو درکنار دجال ثابت کر دکھایا اس لئے میدان مولانا (اللہ دتا) کے حق میں سمجھا گیا جب جلسہ ختم ہو چکا تو حافظ نور محمد سکنہ دھڑ گوار نے ایک نظم تصنیف کی جو بعینہ ذیل میں نقل کی جاتی ہے و ھو ھذا

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً و مصلیاً

منظوم روداد مباحثہ از حافظ نور محمد

سکنہ دھڑ گوار متصل کلانور تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور

ہر دم شکر اللہ دا کریئے دن تے رات کل صباحیں
ارحم کل رحیما اکرم بعد تیرے کوئی ناہیں
تو ہیں زمین آسمان بنایا تھماں باجھ ٹکایا
عرش معلیٰ خاص تساڈا وچ قرآن دسایا
نال قرآنی ثابت ہویا خاص ربے دا
جو کوئی اس تھیں منکر ہووے دوزخ وچ سڑ دا
بعد درود رسول محمد ہر دم باجھ شماراں
آل اصحاب اماماں ولیاں رحمت ابر بہاراں
میں بدھ دیہاڑے گھر اپنے وچ نال خوشی دے آیا
وچ اہل اطفالاں بیٹھا ہویا غم اندوہ گوایا

اس جگہ دا دل میرے وچ خاص ارادہ آیا
اس جا خاص ضروری جانا شوق و لے وچ دھایا
اچران نو دو یار برادر آگئے پاس اسائیں
نام انہاں نے دسے اپنے عاجز بندے تائیں
خدمت اتے تواضع کیتی پاس بٹھایا سائی
حال حقیقت دسی انہاں جاں میں پچھیا بھائی
نال تساں ہے جانا ساڈے اساں ضرورت آئی
مرزایاندا آون ہے آج پنڈ اساڈے بھائی
بحث ہوسی اس جاگہ اندر عالم بھائی آون
ایسے خاطر تساں بلایا لوکیں بہتے چاہون
اس کارن میں وچ پکیویں آیا ٹر کر بھائی
جان میں آ کر دیکھیا اوتھے عالم ناہی کاہی
دل دے اندر فکر پیا ہن بحث ضروری ہوسی
بھائی مددگار نہ کوئی مدد کھڑا دیسی
پھر میں مدد خاص اللہ دی دل اپنے وچ چائی
حافظ ناصر تو ہیں میرا تجھ بن ہور نہ کائی
سب بھایاں نو نال دلیری عاجز آکھ سنایا
ہے رب مالک ساڈا بھائیو کیوں دل فکریں لایا
مگروں خبر ہوئی پھر مینو ہے اک عالم آیا
خوشی ہوئی دل وچ زیادہ اللہ فضل کمایا
پھر اس عالم تو پچھیا اس نے آکھ سنایا بھائی
بحث کرن دی مرزائیاں سنگ میں وچ طاقت ناہی
اس عاجز نے آکھ سنایا ساریاں بھایاں تائیں
بے شک بندہ بحث کرے گا خطرہ کرنا ناہیں

فجرے ویلے اٹھدیاں ہویاں سی میں تہ اٹھایا
اللہ مالک کر تو مدد تجھ بن ہور نہ آیا
اچراں نوں پھر عالم فاضل اکمل کامل آیا
اللہ دتا نام انہاں دا سوہل سکونت آیا
مرزایاندے دل دے اندر ڈھاڈا خوف پیا سی
دشمن ساڈا حاضر ہویا سانوں مار گواسی
ایہ گھر ساڈے دا واقف سارا پتہ لگاوے
اگلیاں پچھلیاں سب کلاماں واضح کر سمجھاوے
کل کتاباں ساڈیاں والی خبر انہاں نوں آئی
صفحہ نشان تے سطراں گن گن ہن ایہ دس سی بھائی
اچران نوں پھر اللہ صاحب مدد غیب پہنچائی
کل کتاب صحاح ستہ دی حاضر ہوئی بھائی
نام فیروزالدین انہاندا سب کتاب بسایا
وچ حویلی فاضل والی آ کر ڈھیر لگایا
مسلماناں نوں خوشی ہوئی سی حدوں باہجہ شماراں
چار چو فیروں خلقت رب دی آئی وانگوں ڈاراں
بحثاندی تجویزاں کر دیاں ساریاں نند پکایا
موت حیات مسیح دا مسئلہ چھڈو سبھاں الایا
پھڑو نزول مسیح دا شوق سبھاں دل آیا
مرزائیاں ول پرچہ بھیجیا صاف انکار سنایا
اس مسئلے تیں سب مرزائی صاف انکار لیائے
حیات ممات دے مسئلے دے ول حملے کر کر آئے
پرچہ پھر دوبارہ بھیجیا مرزائیاں دے تائیں
بحث نزول مسیح دی ہووے ہورا راہ نائیں

ایہ گل مول نہ منی انہاں ظاہر آکھ سنایا
بحث حیات ممات ہو وے مرزائیاں فرمایا
اس کارن انکار کریندے سی مرزائی بھائی
ایسے وچ گنجائش انہاں پلے ہوئے نہ رائی
تاں پھر مولوی اللہ دتے منی بحث ایہ بھائی
شروع ہو ئی پھر مرزائیاں نو کڈ کڈ سند دکھائی
اول خاص کتاب اللہ دی مولوی پکڑی ساہی
پا سپارہ سورت دسیا ہور رکوع بھائی
اٹھائی جاگہ وچ قرآنی کڈ کڈ پتے بتائے
مرزائیاں دل خوف سدھایا حیرانی وچ آئے
یعنی وچ قرآن اٹھائی جاگہ رب فرمایا
توفی معنی بندہ پورا تے ہور پکڑن آیا
ہور کتا ب بخاری و چو ں ثا بت کیتا بھا ئی
حضرت عیسی بے شک زندہ ثا بت شک نہ را ئی
مسلم ابو داؤد بخاری ابن ماجہ تھیں یارا
حیات مسیح دی ثابت کیتی مجلس وچ آشکارا
تے مرزا دی تصنیفوں کیتے لفظ توفی معنی
موت توفی معنی ناہیں سن اے مرد یگانے
متوفی دے معنی کیتے مرزا پورا بھائی
مو لوی ثابت کر دکھلایا شک نہ اس وچ رائی
غرض قرآن حدیثوں تے ہور مرزا دی تصنیفوں
حیات مسیح دی ثابت کیتی تصنیفوں تالیفوں
بحث کریندیاں فتح دین نے ایسا ہتھ دکھایا
جھگڑا چھڈ حیات مماتی طرف خلافت آیا

یعنی دارو سکہ جو کچھ پاس انہاں دے آیا
دن سا رے و چ مر پٹ انہاں اوہو سان چلایا
جیوں کر ہٹی وچوں سکے سودا پاس کیدے
در در تیرے کر دا پھر دا سو دے کتو ں نہ مل دے
یعنی سند وفات مسیحوں عاری ہویا بھائی
پکڑ کتاباں مڑ مڑ دیکھے سند نہ لبھ دی کائی
آخر رجوع خلافت دے ول فتح الدین نے کیتا
چھڈ کے بحث حیات مماتی اتوں آیا میتا
تاں پھر مولوی اللہ دتے مجلس دے وچ کیہا
فتح اسانوں اللہ دتی ہن کچھ شک نہ ریہا
آپے بحث حیات مماتی کیتی تساں پیارے
تے آپے ختم تساں نے کیتی کی ایہہ راز نیارے
اس تھیں فتح اسانوں ہوئی سمجھیں دل وچ یارا
فتح الدین منہ زردی جھلی شک نہیں دلدارا
جمال الدین امام الدین نے فتح الدین نو کیہا
ہویا گریز ساڈا اس جا مشکل ویلا ایہا
خیر الدین نے فتح الدین نو مجلس وچ فرمایا
ذکر خلافت کرنا ناسی ایہہ تو ظلم کمایا
رات پئی پھر ستّے سارے گھریں آرام کیتا سی
مرزائیاں دے دل دے اندر ایہو فکر ریہا سی
فجر ہوئی تاں پیش گوئیاں دا سارا ذکر سنایا
مر زے دی تصنیفاں وچوں صفحہ نشان دکھایا
پیش گو ئی کوئی مر زے والی پوری مول نہ ہوئی
سب مرزائی جھوٹے ہوئے سچا ریہا نہ کوئی

سب شرمندہ لازم ہوئے انگل منہ وچہ پاون
آکھن نج پکیویں آئے روون تے پچھتاون
پاس اساڈے کجھ نہ ریہا کی دکھلائی بھائیاں
ہر ہر مسئلے اندر سانوں ڈاہڈیاں ہاراں آیاں
چھوڑ تمامی بحث زبانی طرف تحریراں آئے
لے کر پرچہ وچ حویلی ڈیرے جدا لگائے
جو کجھ پرچے اندر لکھیا او بھی حال سناواں
دو سوال انہاں نوں کیتے واضح کر سمجھاواں
اول مرزا کامل مسلم ثابت کیتا جاوے
قرآن حدیثوں اس مسئلے دی سند اماموں آوے
دوجا مسئلہ مرزا صاحب جو بن مسیح سدھاوے
ایہہ بھی سند قرآن حدیثوں طلب اسانو بھاوے
سائل علی محمد تے عبد اللہ درزی یارا
قاضی محمد مہر الدین رحیم بخش دلدارا
سوال جواب دوہاندا جا کے پیچھے دیکھیں یارا
مرزائیاں نے جو کجھ لکھیا حال سبھو آشکارا
سائلاں اوہ جوابی پرچہ مولوی نوں دکھلایا
دیو جواب شتابی سانو عاجزی نال الایا
او بھی درج پچھاڑی کیتا پڑھ کے دیکھ پیا رے
جس تھیں زک مرزائیاں آیا چھٹے فضل بہو ہائے
فتح ہوئی اسلامی بھائیو مرزائیاں رسوائی
آریہ ہندو سکھ تمامیاں اچی گل مچائی
مرزائی سب ہار کھلوتے گلاں کرن تمامی
خوشی ہوئی وچ مسلماناں دے مرزائیاں حیرانی

فضل الدین جو نمبردار پکیویں اندر آیا
فرمایا ہن فتح اساڈی مرزائیاں نوں جھٹلایا
کجھ توفیق نہ آئی مینو شعر کہن دی بھائی
سب بھائیاں دی خاطر عاجز ایہہ تصنیف بنائی
انی ماہ شوال مہینا ایہہ تاریخ پچھانو
تیراں سو انّی ہجری اس وچ شک نہ جانو
اٹھارہ ماگھ مہینہ ہندی اکتی عیسوری یارا
انی سو سن دو پچھانو جلسہ ہویا بھارا
عاجز مفتی نور محمد کردا عرض پیارے
موضع دہیڑ سکونت میری جس ایہ سچ نتارے
گورداسپورا ہے صدر اساڈا تے تحصیل بٹالہ
عاجز نام ہے نور محمد حق ہو لا دل والہ
جو کچھ بحث ہوئی ہے او ہو عرض الایا
اپنی طرفوں وادہا گھاٹا ہرگز مول نہ پایا
یا رب مسلماناں دے تائیں سدھے راہ چلائیں
مرزا تے مرزائیاں کولوں مدد نال بچائیں
۱۹ شوال ۱۳۱۹ھ مطابق ۱۹۰۲ء

جمال الدین قادیانی وغیرہ کے اشتہار کا جواب
(جو کہ انہوں نے دربارہ مباحثہ پکیوان کے نکالا ہے)

بھائیونان گوشت بڑی شئے ہے

چونکہ مجھ کو موضع پکیوان میں دوبارہ جانے کا اتفاق ہوا۔ مجھ کو معاونین جلسہ نے مضمون مباحثہ کے چھپوانے پر مجبور کیا اور کہا کہ ہم میں سے کوئی اس تکلیف کو

برداشت نہیں کرسکتا، لہذا میں نے یہ کام اپنے ذمہ لے لیا۔

جب میں موضع مذکور سے واپس آیا تو مجھ کو مرزائیوں کا اشتہار دستیاب ہوا، تو میں نے مناسب سمجھ کر اس کا جواب بھی مختصر ساتھ ہی مشتہر کر دیا تا کہ دوبارہ تکلیف نہ اٹھانی پڑے۔ اب اس کا جواب قولہ، اقول کے ساتھ دیتا ہوں۔

قولہ (جمال دین قادیانی): پکیوان والوں کی طرف سے میاں اللہ دتا قوم چینہ اور حافظ نور محمد اور مولوی عنایت اللہ اور منشی فیروز الدین اور منشی نبی بخش مباحث مقرر ہوئے۔

اقول (اللہ دتا خیاط): بنیاد ہی جھوٹ پر قائم کی۔ الٰہی توبہ! حافظ نور محمد نے کوئی تقریر، کوئی تحریر، مقابلہ میں نہیں کی۔

مولوی عنایت اللہ صاحب نے بھی کوئی تقریر تحریر نہیں کی۔

اس لئے وہ آیت جو خداوند نے جھوٹوں کے لئے فرمائی ہے اسی پر فیصلہ چھوڑتے ہیں اظہار آیت کی ضرورت نہیں۔

یہ جو منشی فیروز الدین و نبی بخش کو لکھا، یہ صاحب بعد نماز جمعہ جلسہ میں حاضر ہوئے حالانکہ قبل نماز جمعہ میری طرف سے دو تحریری پرچے اور ایک تقریر ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ بھی دروغ بے فروغ ہے۔

اب انصاف پسند اتنے ہی جھوٹ سے سمجھ سکتے ہیں کہ جس عمارت کی بنیاد ریت کی ہوگی اس کو کب تک قیام ہوگا۔ نادان کشمیری خدا کے خوف سے نہیں ڈرتے۔

قولہ (جمال دین قادیانی): اگر حضرت مسیح ماالمسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں مستثنیٰ ہوئے تو آنحضرت ﷺ بھی ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل میں کیوں مستثنیٰ نہ ٹھہرے۔

اقول (اللہ دتا خیاط)۔ دونوں آیتیں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئیں۔ اور پہلی آیت میں آنحضرت ﷺ کو بحکم عام سمجھایا گیا کہ تمام رسول گذرے۔ دوسری آیت میں حضرت مسیح کو باری تعالیٰ نے مستثنیٰ کیا۔ اگر حضرت مسیح کی حیات اس آیت سے نہ لی جائے تو وفات مسیح پر آیت اول کی دلیل پیش کرنی باطل سمجھی جائے گی کیونکہ آیت نمبر دو صاف بتلا رہی ہے کہ جب تک آنحضرت ﷺ زندہ رہے اور بہ وقت نزول قرآن مسیح

نہیں گزرے۔

ہاں اگر بعد نزول قرآن اور بعد انتقال سرور عالم، مسیح فوت ہو گئے ہوں تو یہ الگ ی بات ہے۔

اگر آیت نمبر دو میں مسیح کو مستثنیٰ نہ کیا جاتا تو جاہلوں کو کچھ چارہ جوئی کی شائد گنجائش مل جاتی مگر ایسا نہ ہوا، کیونکہ باری تعالی چونکہ عالم الغیب ہیں، جانتے تھے کہ کسی زمانہ میں ایسے عقل فروش پیدا ہوں گے جو خلت کے لفظ سے وفات مسیح سمجھ لیں گے تو فرما دیا

ما المسيح عيسى ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل

قولہ: (جمال دین قادیانی) مسیح بن مریم کی ہلاکت کا ارادہ کیا۔ یعنی جب ہم نے مسیح کے مارنے کا ارادہ کیا۔

اقول (اللہ دتا خیاط): معنی ہی غلط کئے آیت اس طرح ہے

ان اراد ان يهلك المسيح ابن مريم ۔

(یعنی اگر چاہے (اللہ) یہ کہ ہلاک کرے مسیح بن مریم کو)

تھوڑی علم والے مترجم قرآن شریف دیکھ سکتے ہیں کہ مرزائیوں کے معنی درست ہیں یا جو میں نے کئے ہیں تو مطلب آیت زیر بحث کا یہ ہوا کہ ابھی اللہ تعالی نے ارادہ کیا ہی نہیں، تو آیت

ما لمسيح عيسى بن مريم

اور: ان اراد ان يهلك المسيح ابن مريم

دونوں آیات سے حضرت مسیح کی حیات ثابت ہوگئی حق پسند کو پورا اطمینان ہوسکتا ہے متعصب کو دفتر بھی کافی نہیں کیونکہ دونوں آیتیں آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئیں جس سے بخوبی واضح ہوسکتا ہے کہ بہ وقت نزول قرآن حضرت مسیح زندہ تھے بلکہ آپ کے مارنے کا اللہ نے ارادہ بھی نہیں کیا۔

قولہ (جمال دین قادیانی): جو فعل توفی اور اللہ تعالی اس کا فاعل اور ذوالروح اس کا مفعول ہو تو اس کے معنی بجز قبض روح کے کوئی اور خواہ قرآن شریف یا صحاح ستہ یا کسی اور کتاب حدیث یا لغت سے ثابت کر دکھاویں تو ہم ۲۵ روپیہ انعام دینے کو تیار

ہیں۔

اقول (اللہ دتا خیاط): مرزائیو! بہت خوب لیجئے سنئے

دلیل اول۔اللہ تعالی فرماتے ہیں:

هو الّذی یتو فّا کم با للیل

اس جگہ اللہ تعالی فاعل اور بندگان خدا مفعول ہیں اور معنی نیند ثابت ہوئی۔

تو فی وزن ہے تفعل کا اور تو فی مخرج ہے یتو فی کا

دلیل دوم :یا عیسی انّی متو فّیك۔

خدا فاعل اور حضرت مسیح مفعول اور معنی پورا یا پوری نعمت دونگا یا پورا اجر دونگا

(دیکھو براہین احمدیہ۔ص ۵۲۰)

دلیل سوئم: فلمّا تو فّیتنی۔

خدا فاعل اور حضرت مسیح مفعول، معنی رفعتنی تفسیر ابن عباس

اور نظائر بہت ہیں۔جیسے

تو فّیته ما لی۔پکڑا میں نے اس سے مال۔(تفسیر جامع البیان)

تو فّیتها فلان درا همی (تفسیر کبیر ص ۶۹) علی ہذا القیاس

اگر کہیں متو فیك اور تو فیتنی دلیل ہے وفات مسیح کی تو جواب اس کا یہ ہے کہ کوئی دعوی بلا ثبوت قابل سماعت نہیں ہوتا۔اگر تو آپ نص قطعی سے وفات ثابت کر دیں گے تو ہم آپ کو پچاس روپئہ انعام دیں گے۔اگر اعتبار نہ ہو تو ہم کسی معتبر آدمی کے پاس جمع کر دیتے ہیں مگر پہلے آپ پچیس روپئہ دے دو ورنہ سمجھ لو کہ تمہارے پاس وفات مسیح میں کوئی دلیل نہیں فا فهم

قولہ (جمال دین قادیانی): اس طرف سے کہا گیا کہ ایسا نہیں ہے بلا قرینہ موت کے معنی ہیں

یتو فّو ن منکم و یذ رو ن ازوا جاً (البقرة : ۲۳٤)

اقول (اللہ دتا خیاط): خدا پناہ دے ایسے جہل مرکب سے۔

اہل علم پر مخفی نہ ہوگا کہ یذ رو ن قرینہ ہے مرزائیوں کو اگر شرم ہو تو آئندہ کبھی علمیت کا دم نہ ماریں اگر تمہارے مسلک کے مطابق اس آیت میں قرینہ نہیں تو چلو اسی پر فیصلہ

کرلو، وبس۔

قولہ(جمال دین قادیانی): من استطاع الیہ سبیلاً یعنی حج اس کے لئے فرض ہے جس کے لئے راستہ امن کا ہو۔

اقول(اللہ دتا خیاط): ہائے توبہ مرزائی خدا کو بھی دھوکہ دینے سے عذر نہیں کرتے۔

ناظرین خیال فرماویں گے راستہ کا امن کس لفظ کے معنی ہیں۔ معنی یہ ہیں:

جو کوئی قدرت رکھتا ہو طرف بیت اللہ کے جانے کی۔

آنحضرت ﷺ کے اصحاب متعدد سے مروی ہے کہ جس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کو بیت اللہ تک پہنچا سکے اس پر حج فرض ہے اس آیت میں نہ تو راستہ کے امن کا ذکر ہے اور نہ آنحضرت ﷺ سے کوئی حدیث پائی گئی ہے کہ اس آیت سے راستہ کا امن مراد ہے نہ حضرت ﷺ کے کسی اصحاب سے ثابت ہے یوں ہی گھر کا قانون ایجاد کر مارا کہ راستہ کا امن ضروری ہے اور آیت بے تعلق لکھ دی۔

قولہ(جمال دین قادیانی): نادان یہ نہیں سمجھتے کہ رسول اکرم ﷺ کو بھی باوجود الہام يعصمك من الناس اپنے گرد حفاظت رکھتے تھے۔

اقول(اللہ دتا خیاط): ناظرین پر مخفی نہ رہا ہوگا کہ مرزائی، رسول مقبول ﷺ پر کیا صریح جھوٹ بولتے ہیں اور عذر نہیں کرتے۔ ان طمع کے پرندوں کو مرزا قادیانی کے نان گوشت نے اندھا کر چھوڑا ہے۔ بغیر سوچے سمجھے مرزا قادیانی کی تائید کے لئے جو چاہتے ہیں لکھ مارتے ہیں۔ اب میں اس آیت کریمہ کا مطلب بیان کرتا ہوں:

جب یہ آیت شریفہ يعصمك من الناس آپ پر الہام ہوئی تو آپ نے اپنے خیمہ سے نکل کر فرمایا کہ میں اپنی حفاظت کے لئے پہرہ رکھتا تھا اب عزوجل نے میری حفاظت اپنے ذمہ لے لی ہے اس لئے مجھ کو کسی پہرہ کی ضرورت نہ رہی۔

نادان کشمیری نے بچوں کو دھوکہ دے کر خلق اللہ کو گمراہ کرنا چاہا مگر یاد رکھیں منکروں کے مقابلہ پر خدا تعالیٰ نے وہ پہلوان بھی پیدا کر رکھے ہیں جو میدان میں نکلتے ہی فوراً دبوچ لیتے ہیں۔

قولہ(جمال دین قادیانی): پکیوان کے لوگ بے جا حرکت کرنے کو تیار تھے

اتنے میں چوہدری لا ہب سہگنہ اور لالہ درگا داس اور موضع بر بلا والوں نے کہا کہ اگر آپ کرو گے تو اس طرف سے بھی اچھا نہ دیکھو گے وغیرہ۔

اقول (اللہ دتا خیاط): لعنت الله علی الکا ذبین اگر سچے ہو تو لکھو۔ اجی جھوٹ کے پتلو! کیوں جھوٹ پر کمر بستہ ہو۔ پکیوان کے باشندوں کی توصیف میں کیا بیان کروں، وہ لوگ تو ایسے خلیق ہیں جن کی نظیر ضلع گورداسپور میں مل نہیں سکتی، کیا سکھ کیا آریہ اور کیا مسلمان، ایسے شریف اور بھلے مانس جن کی شرافت کی حد نہیں۔ نادانو! اگر مجھ سے دریافت کرنا چاہو تو شہاب الدین جو ہمارے اعتقاد کا مخالف ہے، وہ بھی ان شریفوں کی صحبت سے شریف بن گیا۔ تم نے ناحق ان بے چاروں اور کم زبانوں پر جھوٹ باندھا۔ خدا تم کو اس کی جزا دے اور ہم زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے۔

ارے بھلے مانس! جب تم نے بروز ہفتہ صبح کو گندی گالیاں، حرام زادہ، بدمعاش، بے شرم وغیرہ وغیرہ الفاظ منہ سے نکالے، اگرچہ تم اپنے آپ کو ہی سمجھتے ہونگے اگر حرکت بے جا کا ان شریفوں کے دل میں خیال ہوتا تو وہ وقت تھا حالانکہ نمبر دار صاحب مذکور اور بر ملا والے ہرگز موجود نہ تھے اور کب نمبر دار صاحب اور لالہ درگاہ صاحب اور بر بلا والوں نے یہ کہا کہ اس طرف سے بھی اچھا نہ ہوگا آخر تو مرنا ہے ایسے جھوٹ سے تم کو کیا حاصل ہوا۔ جلد توبہ کرو۔

قولہ (جمال دین قادیانی): بر بلا والے مرزا کی جماعت میں داخل ہو گئے اور قاضی محمد مہر الدین بھی مرزا قادیانی کی جماعت میں داخل ہو گئے۔ وغیرہ

(نوٹ: مرزائیوں نے قاضی محمد مہر الدین کا نام ناحق لکھ مارا۔ اس لئے ہم نے کارڈ بھیجا جس کا جواب آیا: مولوی صاحب اللہ دتا۔ آپ کا کارڈ آیا۔ برخوردار مہر الدین نے اپنا نام بزمرہ مرزائیاں درج نہیں کرایا ہے۔ یہ انہوں نے جھوٹ رقم کیا ہے۔ بلکہ بر بلا خورد میں سے بھی کوئی شخص مرزا قادیانی کا پیرو نہیں ہوا۔ یہ جو اشتہار میں لکھا ہے کہ بر بلا کے دوسو آدمی مرزا قادیانی کے معتقد ہو گئے ہیں حالانکہ بر بلا میں دوسو کی تعداد ہی نہیں ہے، یہ ایک ظاہر جھوٹ ہے۔ جس قدر اشتہار میں نام درج تھے سب جھوٹ ہے۔ بلکہ آپ کے کارڈ کے پہنچنے کے پہلے برخوردار مہر الدین نے قادیان خط بدیں مضمون لکھا ہے کہ میرا نام اشتہار میں کیوں لکھا ہے۔ اس کا جواب دو ورنہ جھوٹ کے بارہ میں سلوک ہوگا۔ راقم قاضی عمر بخش والد مہر الدین سکنہ پکیوان)

اقول (اللہ دتا خیاط): یہ بھی دروغ بے فروغ ہے۔ بر بلا والے ہرگز مرزا غلام

احمد قادیانی کی جماعت میں داخل نہیں ہوئے۔شہادت سے ثابت کرتا ہوں۔ جب میں دوبارہ پکیوان کو گیا،تو جاتا ہوا میں موضع اعوان متصل بر بلا ٹھہرا اور چودھری حاکم نے میری صبح کی ضیافت کی۔ میرے ساتھ دو شاگرد تھے۔ میں نے کھانا کھانے کے بعد عرض کی کہ چوہدری صاحب اب میں پکیوان کو جاتا ہوں،تو چوہدری صاحب نے مجھ کو جانے نہ دیا اور رات کو وعظ سننے کے لئے فرمایا۔ میں نے بموجب ارشاد چوہدری صاحب پکیوان جانے کی صلاح کو ملتوی رکھا۔ جب شام کو مغرب کی نماز کے لئے مسجد پہنچے،تو پکیوان کے چند آدمی قاضی محمد مہرالدین لے کر آ گیا نماز کی تیاری تھی تو اسی اثنا میں مرزا کرامت بیگ موضع بر بلا کوردمو چند آدمی کلانور سے آئے اور داخل جماعت ہو کر نماز ادا کی۔تب میں نے بعد نماز مرزا کرامت بیگ سے دریافت کیا کہ فرماویں آپ نے مرزا قادیانی کی بیعت کر لی اور آپ لوگ مرزا کی جماعت میں داخل ہو گئے۔تو انہوں نے مولوی جی یہ بات بالکل غلط ہے۔ہم مرزا قادیانی کی جماعت میں داخل نہیں ہوئے۔ بلکہ مرزائیوں نے ہماری طرف شہاب الدین کو بھیجا تھا کہ اپنے نام لکھ دیں،تو ہم لوگوں نے اپنے نام لکھ دینے سے انکار کیا۔ ہاں روٹی ان کو ضرور کھلائی گئی۔ میں نے پھر کہا کہ آپ نے ان کو بلایا تا کرامت بیگ صاحب نے فرمایا ہم نے ان کو ہرگز نہیں بلایا ایک ہندو موضع قادیان میں ہمارے گاؤں کا بیاہا ہوا ہے اس کے ملنے کو آئے ہم نے ان کی ضیافت بے شک کی ہے کیونکہ ہم مہمان نواز ہیں۔

اس شہادت سے ثابت ہوا کہ مرزائیوں نے شہاب الدین مرزائی پکیوان سے نام ان صاحبوں کو لکھا کر اشتہار میں لکھ مارے۔ اگر اتنا پکھنڈ بھی نہ کرتے تو مرزا غلام احمد قادیانی کو قادیان جا کر کیا منہ دکھاتے،اور مرزا قادیانی کے لنگر سے نان گوشت کیسے مل سکتا تھا۔

اگر جمال الدین بوجہ قصور حافظہ یہ کہہ دے کہ ہم مرزا قادیانی کے لنگر سے نان گوشت نہیں کھاتے تو ان کی یاددہانی کے لئے بتا دیتا ہوں کہ:

۱۸ جون ۱۸۹۱ء کو میں سری گو بند پور کو جاتا ہوا قادیان ٹھہرا،اور ان دنوں میں ایک عیسائی کسی جگہ سے قادیان آیا ہوا تھا اور حکیم نورالدین سے ساتواں پارہ ترجمہ سے پڑھتا تھا۔ اتنے میں مرزا قادیانی نے ایک آدمی بھیجا کہ کھانا تیار ہے،اس لئے سب

مرزائی موجود ہوئے ۔ جمال الدین میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ساتھ لے چلا۔ جب ایک گلی کے اندر داخل ہوئے تو مرزا قادیانی ایک برآمدے میں دستر خوان بچھائے ہوئے نان رکھ دیئے ہوئے گوشت پیالوں میں بھروائے ہوئے مریدوں کے منتظر تھے اور درمیان میں ایک بادیہ دودھ کا رکھا ہوا، اور ایک ڈبل روٹی اور ایک پیالی میں چینی یعنی کھنڈ تھی ۔عیسائی تو ڈبل روٹی پر بیٹھ گئے۔ باقی مرید بھی کھانے کو تیار تھے، تو مرزا قادیانی اور میاں نور الدین حکیم اور جمال الدین نے مجھ کو کہا کہ آپ بھی کھاویں ۔میں نے مرزا قادیانی کو مخاطب کر کے کہا کہ میں آپ کا کھانا نہیں کھا سکتا کیونکہ مجھ کو کراہت آتی ہے ۔مرزا قادیانی تو برا بھلا کہنے کو تیار تھے مگر نور الدین چونکہ وہ متحمل مزاج ہیں بولے اچھا آپ کی مرضی ۔ القصہ جب مرید کھانا کھا چکے تو جمال الدین نے درخواست کی یا حضرت میں جانے کو تیار ہوں مجھ کو روٹی دی جائے۔تب مرزا قادیانی ایک بڑا بادیہ گوشت کا بھروایا اور (۲۲،۲۳) نان مرحمت فرمائے تو کشمیری بچہ لے کر رفو چکر ہو گیا۔

اس سے میرے عنوان کی تصدیق ہوئی کہ بھائیو نان گوشت بڑی شئے ہے۔ غرضیکہ بر بلا والوں کے نام لکھ کر مرزا قادیانی کی تسلی نہ کرتے تو پھر آپ ہر ایک طرح سے محروم رہتے تھے اسی لئے تو مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان بیٹھے ہیں۔

یہ عقیدہ مرزائیوں کو مبارک ہو اس اشتہار کا جواب کچھ طوالت سے ادا کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ پرچہ مباحثہ میں مفصل حال چھپ چکا ہے وہاں ملاحظہ ہو۔

فقط : والسلام : العبد اللہ دتہ سکنہ موضع سوہل پرگنہ گورداسپور

ایک مرزائی چیلنج کا جواب

زیر نظر دور میں ردّ قادیانیت کے محاذ پر جو بزرگ کام کر رہے تھے ان میں مولوی علی محمد صاحب خیاط بھی شامل ہیں۔آپ وعظ ونصیحت اور مناظرانہ سرگرمیوں میں مسلمانوں کی طرف سے حصہ لیتے تھے۔ ایک مرزائی نے اشتہار دیا ہے کہ اس نے ایک خواب کی بنا پر مرزا صاحب قادیانی کو مسیح موعود وغیرہ تسلیم کیا ہے اور اگر کسی کو اس کے خواب کی صداقت وحقیت پر شک ہو تو وہ اس کا اظہار کرے۔ نتیجتاً اسے

اپنے بیٹے کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑے گا۔

مولانا علی محمد خیاط نے اس چیلنج کو قبول کیا۔ یہ روداد مباحثہ پکیوان کی روداد کے ساتھ شائع ہوئی تھی جسے ذیل میں نقل کیا جارہا ہے۔ بہاء

مولانا علی محمد خیاط لکھتے ہیں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

شیخ عبدالرحمٰن سکنہ بوہڑ متصل قادیان کے اشتہار کا جواب

مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۰۲ء کو شیخ مذکور نے ایک اشتہار شائع کیا ہے اور اس کے صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں کہ

میں نے بذریعہ خواب مرزا قادیانی کو مسیح موعود مان لیا ہے۔

اور آگے چل کر بڑے زور وشور سے دعوی کیا ہے کہ

اگر کوئی صاحب میرے اس خواب کو افتراء خیال کرے گا تو اس کا لڑکا ضرور فوت ہو جائے گا۔

اس لئے میں نے یکم فروری سنہ حال (۱۹۰۲ء) کو بذریعہ خط شیخ صاحب کی خدمت شریف میں عرض کر دی کہ میں آپ کے خواب کا منکر ہوں۔ اور میرے خیال میں آپ کی خواب منہاج شیطان کے ہے، کیونکہ خواب تین قسم کی ہوتی ہے:

ایک رحمانی، دوسری شیطانی، تیسری خیالی۔

یہ مسئلہ اتفاقی ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی بھی ازالہ اوہام خود میں لکھ چکے ہیں۔

خواب رحمانی وہ ہوتی ہے جو قرآن شریف اور حدیث مرفوع کے مطابق ہو اور شیطانی جو اسکے خلاف ہو، اور خیالی وہ جو دن کو کرتا یا بنتا رہے وہی رات کو دیکھے۔

غرضیکہ آپ کی خواب یا تو شیطانی ہے، ورنہ خیالی ہونے میں تو ہرگز شک نہیں۔ شیطانی تو اس واسطے معلوم ہوتی ہے کہ آپ نے لکھا ہے کہ مجھ کو آسمان دکھایا گیا اور آسمان سے تکیہ آنحضرت ﷺ لگائے ہوئے اور مرزا غلام احمد قادیانی پاس بیٹھے ہوئے تھے۔

حضرت امام غزالی فرماتے ہیں کہ شیطان کو عرش اور لوح محفوظ کی صورت بن جانے کی قدرت ہے جس کے مشاہدہ سے آپ جیسا ملہم یہ گمان کرتا ہے کہ میں نے عرش اور لوح محفوظ سے علم حاصل کیا ہے اور واقعہ میں وہ منہاج شیطان کے ہوتا ہے۔

اگر آپ کو خواب میں جتلایا جائے کہ شراب اور خنزیر اور باقی محرمات اشیاء تم پر حلال اور جائز ہو گئیں تو کیا خلق خدا آپ کی خواب پر ایمان لے آویں اور وہ قرآن شریف اور حدیث نبوی کو بالائے طاق رکھ دیں نہیں۔ صاحب یہ ہرگز نہیں ہوتے۔

اور خیالی اس واسطے کہ آپ کی نشست و برخاست ہمیشہ مرزا قادیانی سے ہے۔ اور آپ یہ سنتے رہے ہیں کہ مرزا قادیانی مسیح موعود ہیں اور اکثر اشتہاروں کے گھوڑے مرزا قادیانی کے مرید اڑاتے ہی رہتے ہیں اور آپ پڑھتے رہتے ہیں۔ شائد وہی خیال آپ کے دماغ میں سما گیا۔ رات کو دیکھا، دن کو فوراً قادیان جا کر اشتہار چھپوایا کہ مجھ کو الہام ہوا کہ مرزا قادیانی مسیح ہیں۔

لو جی! پنجابی مثل کا واقعہ ہونا بچشم خود دیکھنے میں آ گیا (ٹڈیاں نوں لگ گئے)

اب الہاموں کا بازار گرم ہے جس کا جی چاہے ملہم بن جائے۔ مگر یاد رکھیں کہ اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ اب تو زمانہ جہاں دیدہ ہے۔ ایسے ملہموں کی شہادت کون دانا مان سکتا ہے جس کی نظیر صحابہ سے ہرگز نہیں ملتی۔

میں نے مولوی نور احمد سکنہ لودی ننگل علاقہ تھانہ فتح گڈھ اور مولوی عبد الکریم سیالکوٹی حال قادیان اور حکیم نور الدین بھیروی حال قادیان اور جمال الدین سکنہ سیکھوان وغیرہ وغیرہ سے بذریعہ خطوط استفسار کیا کہ اس طرح کے الہاموں کا وجود اگر صحابہ سے ثابت ہے تو جواب دو، ورنہ اپنے مریدوں کو متنبہ کر دو کہ آئندہ کے لئے اوراق سیاہ نہ کریں۔ مگر آج تک ان صاحبوں میں سے کسی ایک نے بھی مجھ کو جواب نہیں دیا حالانکہ عرصہ دراز گذر چکا ہے۔

خیر آمدم برسر مطلب کہ آپ کی خواب کسی طرح سے خواب رحمانی نہیں ہو سکتی۔ یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے یہ بھی حدیث مرفوع کے خلاف ہے

عن الحسن فی قوله تعالی انی متوفیك قال للیهود ان

عیسی لم یمت و انه را جع الیکم قبل یو م القیا مة
(تفسیر ابن کثیر۔ج ا ص ۳۶۶) آنحضرت ﷺ نے یہودیوں کو فرمایا کہ بے شک حضرت عیسی نہیں مرے اور تحقیق وہ پھر آویں گے تمہاری طرف پہلے دن قیامت کے۔

یہ حدیث مؤید ہے قرآن شریف اور احادیث صحیحہ کے۔

پھر آپ نے جو لکھا کہ جو منکر ہوگا میری خواب کا اس کا لڑکا فوت ہو جائے گا،سو میں نے آپ کو یکم فروری کو اطلاع دی تھی کہ

میں دس یوم کی میعاد دیتا ہوں۔ چونکہ خداوند کریم قادر ہیں اگر آپ کی خواب سچی ہو تو میرا لڑکا مسمی عبدالعزیز جو ۳ سال کی عمر کا ہے حالانکہ یہ میرا لڑکا ایک ہی ہے فوت ہو جائے۔ اگر تاریخ مقررہ تک فوت نہ ہوا،تو آپ کو چاہیے کہ مرزا قادیانی سے توبہ کر کے مسلمانوں میں آئیں

اب میں آپ کو بذریعہ اس اشتہار مطلع کرتا ہوں کہ میعاد گذر چکی جو دس فروری تک تھی۔آج ۱۸ فروری ہے اور میرا لڑکا صحیح سلامت تندرست موجود ہے۔آپ پر میری طرف سے حجت قاطع پوری ہوئی۔اگر آپ مرزا غلام احمد سے اب بھی دست بردار نہ ہوں گے تو میرا اور آپ کا فیصلہ خداوند کے سپرد ہے و ما علینا الا البلا غ

اب میں ہر خاص و عام کی خدمت بابرکت میں عرض کرتا ہوں کہ مرزائیوں کے اشتہاروں اور قسموں پر ہرگز اعتماد نہ کریں کیونکہ یہ صاحب لوگوں کو قسمیں کھا کر مجبور کرتے ہیں کہ ہماری خوابوں اور الہاموں پر ایمان لاویں ورنہ اس کا بیٹا مر جائے گا یا تو ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھو ورنہ بیٹا ضرور مرے گا دیکھو یہ کیسی سخت قید لگاتے ہیں اور جبر سے جھوٹ تسلیم کراتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جھوٹ پر ایمان لانا کفر ہے۔اب کم علم بے چارے کیا کریں۔ایک طرف بیٹے کی ہمدردی اور دوسری طرف آنحضرت ﷺ وعید فرماتے ہیں۔مگر جن کو اللہ پر تقوی ہے وہ میری طرح فوراً کہہ دیتے ہیں کہ قرآن شریف کو تو ہم سچا جانتے اور مانتے ہیں اور تمہارا دعوی غلط ۔فقط۔ و السلا م علی من اتبع الھدی۔

المشتھر : علی محمد قوم خیاط موضع سوہل پرگنہ گورداسپور۔

مرزا کی قلعی کھل گئی

یعنی سری نگر کشمیر اور مسیح قادیانی

جس کو محمد عبدالعزیز خواجہ، دبیر انجمن نصرت الحق حنفیہ امرتسر نے
دبیر ہند پریس امرت سر میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔حامداً و مصلیاً
جاء الحق وزھق الباطل انّ الباطل کان زھوقا

ناظرین رسالہ پر مخفی نہ رہے کہ پچھلے دنوں مرزا سندھی بیگ عرف غلام احمد قادیانی نے ایک عربی کتاب تالیف کی تھی جس کا اس نے بجوائے:
برعکس نہند نام زنگی کافور: الھدیٰ رکھا تھا۔
اس نے اپنی عادت قدیمہ کے مطابق اس کتاب میں جو دروغ بیانی کی ہے اس کو تصریح کی ضرورت نہیں، کیونکہ ایسی دروغ بیانیوں کی تردید بارہا ہو چکی ہے۔ لیکن کتاب مذکور کے اخیر میں سخت بے باکی سے یہ ظاہر کیا ہے کہ اہل کشمیر نے شہادت دی ہے کہ خانیار میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ اور شاہدین کی فہرست میں علماء اور کے نام لکھے ہیں:

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

(مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد:

ثم ھاجر عیسی لیستقری و یجمع شتات قبائل من بنی اسرائیل و شعوباً۔ فبلغ کشمیر و القی عصا التسیار فی تلک الخطة۔ الی ان مات و دفن فی محلة خانیار مع بعض الاحبة۔ و ان تحقق ان رسم الکتبة لتعریف القبور کان فی زمن المسیح ، و لا اخال الا کذلک بالعلم الصحیح۔ لا فتی العقل ان

قبره عليه السلا م لا يخلو من هذه ا آثار ـ و ان كشِفت لظهر كثير من الشواهد و بيّنا ت من ا لا سرار ـ فبد عوا الله ان يجعل كذ لك و يقطع دا بر الكفار ـ

و اذا اخذ نا عكس قبر المسيح فكا ن هكذا و من ر آ ه فكأنه ر أى قبر مسيح

(الہدیٰ ـ ص ۱۱۷ ـ ۱۱۸)

اور مرزا صاحب قادیانی نے لکھا ہے:

ثم بعد ذا لك نكتب اسماء ر جا ل ثقاة من سكّان تلك البلدة الذين شهدوا انه قبه نبى الله عيسى يوز آ سف من غير الشك و الشبهة ـ و هو هؤلا ء...

یہاں کل ۲۷ گواہوں کے نام لکھے ہیں اور پھر حاشئے میں لکھا ہے:

كا نت هذه الشهدا ء الو فا و لكنا قنعنا بهذا القدر و كلهم عما ئد القوم و مشاهير هم و صلحاء هم (الہدیٰ ـ ص ۱۲۰)

اس میں کچھ شک نہیں کہ مرزا کو نہ خوف خدا ہے، نہ وہ شرم کرتا ہے۔ پھر بھی تعجب ہے کہ وہ اتنا بھی خیال نہیں کرتا کہ ایسے کذب اور بہتان کے ظاہر ہونے پر جو رسوائی اور ذلت ہوگی اس کا کیا علاج۔ آخر بے شرمی اور بے حیائی کی کوئی حد بھی ہے۔

جناب مولانا مولوی پیر ابوالحسن غلام مصطفیٰ صاحب نے ایک خط بدریافت اس امر کے کہ آیا مرزا کا یہ بیان صحیح ہے، حاجی محی الدین شاہ ساکن سری نگر محلّہ سرائے بل کو لکھا۔

اس کے جواب میں ایک طویل تحریر معہ دستخط و مواہیر علماء و سادات کشمیر وغیرہ مولوی صاحب موصوف کی خدمت میں روانہ کی، جو رسالہ کی صورت میں ہدیہ ناظرین ہے۔

ناظرین پر یہ ظاہر کر دینا بھی ضروری ہے کہ خانیار میں ایک شخص مسمی (یوز آسف) کی قبر ہے جس کی نسبت کشمیر میں مختلف روایات مشہور ہیں جیسا کہ رسالہ ہذا کے مطالعہ سے ظاہر ہوگا۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ یہ شخص شولا پت نامی مقام کا رہنے والا تھا۔ اور ایک راجہ کا بیٹا تھا، جو سیر کرتے کرتے کشمیر میں پہنچا تھا۔ اس کی سوانح عمری عربی زبان میں لکھی جا چکی تھی، جس کا اردو ترجمہ بنام یوز آسف ہے، مطبع حیدرآباد میں

طبع ہوا۔ مگر مرزا خواہ مخواہ اس کو حضرت عیسیٰ بنا تا ہے جس کی کوئی سند نہیں۔

اگر اصل تحریر کشمیر کی کوئی صاحب دیکھنا چاہیں تو جناب مولانا ابوالحسن غلام مصطفیٰ کی خدمت میں بمقام محلّہ گھمیاراں جا کر ملاحظہ کر سکتے ہیں

الملتمس: غلام احمد۔ عافاہ اللہ و ایّد۔ امرتسری۔ یکم ستمبر ۱۹۰۲ء

(ایک عیسائی سے قادیان میں گفتگو کرتے ہوئے مرزا صاحب قادیانی نے فرمایا:

مسیح کی قبر سری نگر کان یار کے محلّہ میں ثابت ہوگئی ہے۔ اور یہ وہ بات ہے جو دنیا کو ایک زلزلہ میں ڈال دے گی کیوں کہ اگر مسیح صلیب پر مرے تھے تو یہ قبر کہاں سے آگئی؟.. میں خود وہاں نہیں گیا لیکن میں نے اپنا ایک مخلص ثقہ مرید وہاں بھیجا تھا۔ وہ وہاں ایک عرصہ تک رہا اور اس نے پوری تحقیق کر کے پانچ سو معتبر آدمیوں کے دستخط کرائے جنہوں نے اس قبر کی تصدیق کی۔ وہ لوگ اس کا شاہ زادہ نبی کہتے ہیں اور عیسی صاحب کی قبر کے نام سے بھی پکارتے ہیں۔ آج سے گیارہ سو سال پہلے اکمال الدین ایک کتاب چھپی ہے وہ بعینہ انجیل ہے وہ کتاب یوز آسف کی طرف منسوب ہے۔ اس نے اس کا کمال بشری یعنی انجیل رکھا ہے۔ یہی تمثیلیں، یہی قصے، یہی اخلاقی باتیں جو انجیل میں پائی جاتی ہیں اور بسا اوقات عبارتوں کی عبارتیں انجیل سے ملتی ہیں۔ اب یہ ثابت شدہ بات ہے کہ یوز آسف کی قبر ہے اور یوز آسف وہی ہے جس کو یسوع کہتے ہیں۔ اور آسف کے معنے ہیں پراگندہ جماعتوں کو جمع کرنے والا۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کا کام بھی بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو جمع کرنا تھا اور اہل کشمیر بہ اتفاق اہل تحقیق بنی اسرائیل ہیں اس لئے ان کا یہاں آنا ضروری تھا۔..اخبار الحکم قادیان۔ ۲۴ مئی ۱۹۰۱ء ص ۲)

سری نگر کشمیر اور مسیح قادیانی

بذریعہ مسکین حاجی محی الدین ساکن محلّہ سرائے بل ضلع امیراکدال

ہر خاص و عام کو اس معاملہ کی اصلیت سے واقف و آگاہ کرنا ضروری ہے کہ ایک شخص مسمی خلیفہ نورالدین جلد ساز (جو کہ میرزا غلام احمد کادیانی اور حکیم نورالدین کا خاص چیلہ ہے) قریب دو تین سال کا عرصہ ہوا کہ کشمیر میں آیا تھا۔ اس نے یہاں کے لوگوں کے پاس ایک استفتاء اس مضمون پر پیش کیا کہ محلّہ روضہ بل میں کس کی قبر ہے۔ یعنی کسی نبی

کی ہے یا غیر کی۔

یہاں کے لوگوں کو سوائے اس کے کچھ علم نہیں کہ خواجہ اعظم صاحب دیدہ مری اپنی تاریخ میں اس بارہ کے اندر در ذکر سید نصیرالدین خانیاری کے، اس قدر لکھا ہے کہ (میگویند کہ در آنجا پیغمبرے یوز آصف نام مدفون است) اور یہی نورالدین کے استفتاء کا جواب لکھا گیا۔

بلکہ میر کمال الدین صاحب اندرابی نے، جو یہاں کے مشاہیر سادات و علماء سے ہیں، اسی استفتاء پر لکھا ہے کہ

> جس قدر تاریخ کی عبارت سے مفہوم ہوتا ہے، یا ہم لوگوں کو علم ہے، اس میں کوئی خاص پیغمبر عیسی علیہ السلام مراد نہیں ہوسکتا اور لفظ (گویند) سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ خود مورخ کو بھی یوز آصف کی قبر ہونے میں یقین اور اعتبار نہیں۔

انشاء اللہ تعالی اور اختلاف اقوال جو درحق یوز آصف تواریخوں میں درج ہے، آئندہ سطروں میں اختصار کے طور پر لکھا جائے گا۔

یہ گذارش لائق دیکھنے اور سننے کے ہے۔

عالمان علماء سادات ومشائخان واشراف سری نگر کشمیر بخدمت ساکنان ہند و پنجاب وغیرہ ظاہر کرتے ہیں کہ مرزا کادیانی نے ایک عربی رسالہ موسومہ (الهدی و التبصرة لمن یری) چھپوایا ہے۔ اس میں ایک فہرست درج کی ہے کہ بعض لوگ کشمیر کے باشندے حضرت عیسی علیہ السلام کی محلّہ روضہ بل میں قبر ہونے کی شہادت دیتے ہیں

اما طرفہ یہ ہے کہ اکثر وہ لوگ جنہوں نے اس کاغذ استفتاء پر مہر یا نشانہ ثبت کیا ہے، بالکل ناواقف و ناخواندہ ہیں۔ ان کے نام یہاں درج ہوتے ہیں:

۱۔ عبدالجبار معروف جبار خان ملازم خواجہ ثناء اللہ شال۔

۲۔ احمد خان ناستواری اسلام آبادی۔

۳۔ محمد سلطان معروف میر سلطان رجوری کدل۔

۴۔ ممہ جو (زیرہ زرد آلوفروش) صراف کدل۔

۵۔ محمد عظیم معروف عظیم جو، شیعہ محمد بیگ ساکن مدینہ صاحب۔

۶۔احمد کلہ منڈی بلی۔
۷۔حبیب جلد ساز متصل مسجد جامع۔
۸عبداللہ شیخ وڈی کدلی۔
۹۔حبیب بیگ میوہ فروش حبہ کدلی۔
۱۰۔احمد نانبائی زینہ کدلی۔
۱۱۔مہدہ زرگر مور کچہ بلی۔
۱۲۔عبداللہ شالہ پرونٹھی پچھنی والا ساکن شیر گڈ۔
۱۳خضر میوہ فروش مالیکدلی۔
۱۴۔عیسی وانی بوڑکدلی۔
۱۵۔ عبدالرحیم نابالغ عرف ڈار ساکن کھونہ موہ۔
۱۶۔خضر جو، تارفروش رعنا واری۔
۱۷۔مہر عبداللہ فرزند اکبر درویش (عبداللہ ناستوارفروش بچہ اکبر درویش)
۔۱۸محمد شاہ محلّہ ڈڈی کدلی۔
۱۹۔محمد حجام.....کدلی
۲۰۔ غنی جو، پیشہ رنگریز۔
۲۱۔قمرالدین ناسنواری زینہ کدلی۔
۲۲۔ اسمال جو،۔
۲۳۔محمد صدیق پاپوش دوز۔
۲۴۔شمس داری۔
۲۵۔قادر وانی اندرداری۔
۲۶۔سکندر جو، ایضاً۔
۲۷۔لسہ بٹ ایضاً
۲۸۔محمد حاجی کلال دوری اسمال مسگر، دری بلی۔
۲۹۔عبدالقادر جو، کیموہ۔
۳۰۔احمد چھیٹ ساز، کلال دوری۔

۳۱۔محمد جو، زرگر فتح کدلی۔
۳۲۔عزیز مسگر اندرواری۔
۳۳۔احمد مسگر، دری بلی۔
۳۴۔محمد جو، دری بلی۔
۳۵۔اسد جو، زینہ کدل۔

یہ اشخاص مذکورہ عبارت استفتاء سے بالکل بے خبر ہیں۔ درحالت بے علمی و ناواقفی ان لوگوں نے مہر اور نشانی کی ہے۔

علاوہ اوس کے رسالہ مذکورہ کو دیکھ کر ان لوگوں سے اس بارہ میں استفسار کیا گیا، کسی ایک متنفس نے اس پر اقرار نہیں کیا کہ ہم نے حضرت عیسی کے قبر ہونے پر مہر یا نشانی یا تصدیق کیا ہے جیسا کہ میرزا رسالہ الهدی و التبصرة لمن یری میں تحریر کرتا ہے یوسف آصف سے عیسی مسیح مراد ہے۔ یہ صاف وسفید کادیانی کا جھوٹ اور جھوٹ باز ہونا معلوم ہوتا ہے فلعنة الله علی الکا ذبین، اور جھوٹی تہمت اہل کشمیر کی نسبت ہے۔

اور دیکھو یہ امر کس قدر خلاف صداقت و دیانت ہے کہ یہاں کے باشندوں کو ناحق بدنام کیا جاوے۔ اگر میرزا خود یہاں آکر، یا اس کے پیرؤوں میں سے کوئی حاضر ہوکر ایک بھرے مجمع میں دو گواہ جن کے نام میرزا نے رسالہ مذکورہ میں شائع کئے ہیں ثبوت میں پیش کرے، یعنی وہ یہ کہدیں کہ ہم نے بلا شک وشبہ حضرت عیسی کی قبر ہونے پر محلّہ مذکور میں مہر یا نشانہ کیا ہے، تو ہم سب باشندگان کشمیر حلفاً کہتے ہیں کہ میرزا کادیانی کے دعوی کو تسلیم کرلیں گے۔ ورنہ ایسی شرمناک کاروائیوں اور عبارت کے تغیر وتبدل وتزئید کرنے سے یا خود پسند باتیں اڑانے سے میرزا عیسی نہیں بن سکتا ۔نعم ما قیل

بنمائے بصاحب نظرے گوہر خود را
عیسی نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند

اقوال مختلفہ

درکتاب اسرار الاخبار نقل است کہ شخصے از سلاطین زادہ ہا بود۔ چون راہ زہد و تقوی پیمود۔ برسالت مردم کشمیر مبعوث شد۔ پس در کشمیر آمدہ بدعوت خلائق اشتغال نمودہ۔ بعد رحلت در محلّہ انز مرد آسودنامش یوز آصف پیغمبر۔

اما صاحب وقائع ملک کشمیر کہ درعہد سلطان زین العابدین بود۔ روایت میکند کہ سلطان از جانب خود سید عبداللہ بیھقی را با تحائف و نفائس فراواں بطور سفارت نزد خدیو مصر فرستاد بابت استحکام رابطہ محبت و اخلاص سلسلہ جنبانی نمود۔ پس خدیو مصر از جانب خود، یوز اسپ، نام شخصے را کہ از احفاد حضرت موسیٰ علیہ السلام کہ بکمالات صوری و معنوی فرید دہر یگانہ عصر بود۔ نزد سلطان زین العابدین بطریق رسالت مامور ساخت۔ چوں سفیر مذکور وارد خطہ دلپذیر گشت، با سلطان رابطہء اخلاص درست کردہ و مراسم رسالت بجا آوردہ، واپس بوطن خود رجعت نمود۔ بعد چندگاہ بمرافقت سید نصیر الدین بیھقی کہ از احفاد سید علاء الدین پہقی است، از طرف سلطان در نزد مکہ شریف بطور رسالت و وکالت رفتہ بود باز آمدہ از جانب شریف مکہ بنام سلطان نامہ کہ از پند و نصائح مشحون بو آوردند و درمیان نامہء سورہ واقعہ بخط کوفہ کہ مملو از خوف ورجاست ملفوف بود کہ مطابق مضمون ہمیں سورہء عمل باید کرد پس یوز اسپ بموانست و مجالست سید نصیر الدین عمر خود دریں جا بسر برد۔ فقط واز مرقد شریف او ایمائے نوشت و مردم شیعہ اعتقادے دارند کہ یوز آسف از اولاد حضرت امام جعفر صادق است رضی اللہ عنہ موجب آں در آنجا آمد و رفت میدارند و بہ نسبت او قصہ ہائے می نگارند و بعضی میگوئند کہ پائین قبر شریف سید نصیر الدین قبر خلیفہ ایشان است

باوجود اختلاف اقوال کے میرزا کادیانی نے تاریخ خواجہ اعظم شاہ صاحب دیدہ مری پر بھروسہ کر کے ایک نقشہ قبر بھی، جو محلّہ روضہ بل میں واقع ہے، اپنی کتاب الهدى و التبصرة لمن يرى میں دکھلایا ہے۔ اور ان کو یہ معلوم نہیں کہ یہ استدلال بھی انکا

ریت کی دیوار کی طرح قائم نہیں رہ سکتا کیونکہ اسی تاریخ میں یوز آصف کے بیان میں لکھا ہے کہ قبر یوز آسف محلّہ انزی مر میں برلب نالہ مار واقع ہے۔ اور محلّہ روضہ بل سے محلّہ انزی مر تک کئی محلّہ درمیان ہیں۔ اور طرفہ یہ ہے کہ میرزا کی محولہ قبر برلب نالہ مار بھی واقع نہیں۔ ذرا عینک لگا کر تاریخ مذکور ملاحظہ فرماویں۔ اگر اس سے معذور ہوں تو حکیم نورالدین سے دریافت فرمالیں کہ وہ عرصہ دراز تک یہاں رہے ہیں۔

اور عبداللہ لون سے یہ اشتہار دلوانا اگر اہل کشمیر میرزا کو مسیح موعود تسلیم نہ کریں گے تو ان کے ملک کو بھی طاعون تباہ کر ڈالے گا اور ایسی وحشت ناک خبریں پھیلانے سے لوگوں کو گھبراہٹ میں ڈالنا کیا قانونی جرم نہیں ہے۔ پچھلے واقعات یاد کر کے اون کو ایسی کارروائیوں میں محتاط رہنا چاہیے۔

اغلاط میرزا قادیانی کی

یہ کتاب الھدی و التبصرة لمن یری صفحہ ۱۱۷ سطر ۸ میں یوز آصف یا یوز اسپ است، جیسا کہ تاریخ اعظمی وغیرہ تاریخوں میں درج ہیں، میرزا نے خود غرضی سے اپنا مطلب پورا کرنے کی غرض سے یوز آسف لکھا ہے۔ بجائے حرف صاد کے حرف سین لکھا، بجائے لفظ اسپ حرف پی کے بدل حرف فا قرار دیا ہے۔ صاحبان علم و ہنر غور سے دیکھیں کہ آصف اور اسپ اور آسف کے معنی میں کتنی تفاوت ہے۔

ایضاً صفحہ ۱۱۷ سطر ۱۸ میں و دفن فی محلة خانیار مع بعض الاحبه یعنی حضرت عیسی علیہ السلام کشمیر میں جا کر فوت ہوا، محلّہ خانیار میں ساتھ چند یار کے مدفون ہے۔

محلّہ خانیار میں کوئی زیارت حضرت عیسی علیہ السلام کا نہیں ہے۔ فقط محلّہ مذکورہ میں سوائے زیارت سید شاہ محمد فاضل قادری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے احفاد کے اور مولوی مبارک محبوب سبحانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ موجود ہیں۔

اور صفحہ ۱۱۷ نقشہ مقام روضہ بل کا دکھا دیا ہے۔ یعنی ایک قبر حضرت عیسی علیہ السلام کی دوسری ان کے اصحابی کی، باوجود اس کے سب تاریخوں میں لکھا ہے کہ اس

روضہ میں سید نصیر الدین پہقی مدفون ہے۔

اگر میرزا کا لکھنا تسلیم کیا جاوے تو اس کو سید نصیر الدین کی قبر بھی دکھانی ضروری ہے کہ ان کی قبر کہاں ہے۔

اور بیرون روضہ سید نصیر الدین مذکور عام لوگوں کا مزار ہے۔

اور میرزا قادیانی نے صفحہ ۱۱۹ میں حضرت عیسی علیہ السلام کی قبر کی تصدیق کرنے والوں کے نام لکھے ہیں۔

جن صاحبوں نے کاغذ استفتا پر جو خلیفہ نور الدین نے پیش کیا تھا، ان میں سے بعض صاحبوں نے اپنی مہر کے نیچے عبارت تاریخ اعظمی کی نسبت تردید لکھی ہے، ان کا نام درج فہرست صفحہ ۱۱۹ میں نہیں کیا ہے۔ حالانکہ وہ صاحبان بہت مشہور ہیں مثل میر کمال الدین صاحب اندرابی و میر محمد سعید صاحب اندرابی و پیر انور شاہ صاحب کادی کدلی، و مفتی غلام محمد حسین، وعلی شاہ ناستواری، و نور الدین چشتی، و مولوی محمد شاہ صاحب ترابی، حاجی عبدالرحیم احمد اکوٹی؟ حسن شاہ کاٹ۔

اب ہم اہل کشمیر کی شہادت دیتے ہیں کہ کشمیر میں ہرگز عیسی کی قبر نہیں اور اپنی مہریں اور دستخط ثبت کرتے ہیں۔

مہر: غلام یسین حسن قادری،

مہر: محمد محی الدین صاحب۔

مہر: میر واعظ رسول صاحب کشمیری۔

مہر: نور الدین چشتی ساکن کردہ؟ دارہ۔

مہر: واعظ احمد اللہ برادر میر واعظ درج فہرست رسالہ الہدی

مہر: سید سیف الدین صاحب ابن حضرت سید سعید اندرابی محدث کشمیری۔

مہر: محمد سعید اندرابی عفی عنہ۔

مہر مفتی شریف الدین عفی عنہ درج رسالہ الہدی۔

مہر: ملک غلام مصطفیٰ۔

مہر: مولوی اسد اللہ صاحب دار ساکن محلّہ عالیکول۔

مہر: مفتی محمد شاہ جامعی۔

مہر: فقیر عبدالسلام شاہ۔

مہر۔محمد سیف الدین عفی عنہ۔

مہر۔ملک دلاور شاہ گماشتہ سرجن صاحب۔

مہر۔ملک نامدار شاہ۔

مہر۔خواجہ غلام حسن باندے متولی زیارت حضرت بل۔

مہر۔میر کمال الدین۔

محمد سعد الدین عتیق۔

مہر۔علی شاہ زینہ کدلی۔

مہر۔سید مصطفیٰ ساکن بال حاجی راتھر۔

مہر۔سید لطف اللہ پل حاجی راتھر۔

مہر۔محمد عبدالغنی بسوری ملا رتھ۔

العبد۔سید ولی اللہ بیہقی پل حاجی راتھر۔

مہر۔عبداللہ دکاندار گنج بازار۔

العبد،مولوی غلام محمد وفائی مفتی محلّہ انزمرہ۔

مہر۔اسد میر نسوار فروش زینہ کدلی۔

العبد۔منشی ثناء اللہ محلّہ انزمر۔

مہر۔احد اللہ کوٹھی دار نوپٹہ۔

مہر۔غلام الدین مخدومی۔

العبد۔مولوی احمد اللہ ترالی۔

العبد۔عبدالکریم مخدومی

العبد۔فقیر محمد فلاشور۔

مہر۔پیر جو ہمسایہ روضہ بل

مہر۔پیر محمد افضل ساکن زینہ کدل۔

مہر۔پیر مجید اندرواری درج فہرست رسالہ الہدی۔

مہر۔میر واعظ غلام احمد ساکن سرائے بل۔

العبد۔ حسین شاہ زیرک مدرس مدرسہ نصرۃ الاسلام بقلم خود۔
العبد۔ منشی جعفر علی بقلم خود۔
مہر۔ مولوی نور الدین .. مدرس شاخ مدرسہ نصرۃ الاسلام بقلم خود۔
مہر۔ حکیم بیگ ساکن ازمرہ۔
العبد۔ مولوی سلام الدین نحوی عفی عنہ مدرس شاخ مدرسہ نصرۃ الاسلام ملک یار عز نصرہ و امام مسجد محلّہ ڈلحن یار بقلم خود۔
العبد۔ حسام الدین محمد مدرس مدرسہ نصرۃ الاسلام ابن امیرا بابا گورگاری محلّہ کہ درج رسالہ الھدی و التبصرۃ لمن یری بقلم خود۔
العبد۔ غلام محی الدین امام مسجد روضہ بل۔
مہر۔ حافظ غلام محمد صاحب امام ساکن خانقاہ معلیٰ۔
مہر۔ خواجہ بنیر جو، تاجر ساکن روضہ بل
العبد۔ رحیم جو، درزی مجاور روضہ بل بقلم خود۔
العبد۔ فقیر پیر نور الدین قریشی ساکن بٹہ مالتہ۔
مہر۔ عبد الرحیم عرف کنائی کوٹھی دار متولی مقام روضہ بل۔
مہر۔ غفار ساکن نور باغ۔
العبد۔ غلام نقشبندی ساکن خانقاہ معلیٰ بقلم خود۔
العبد۔ نور الدین وکیل ساکن عیدگاہ درج رسالہ الہدی بقلم خود،
مہر۔ مولوی حبیب اللہ ساکن خانقاہ معلیٰ۔
مہر۔ لالہ میر متولی۔
مہر۔ غلام محمد خانقاہی،
مہر۔ واعظ عبد اللہ متصل میرزا کامل بیگ خان بدخشی۔
مہر۔ محمد حسین امام مسجد مقام زین العابدین محلّہ کاڈیار۔
مہر۔ واعظ عبد القادر ساکن محلّہ بہاء الدین صاحب۔
العبد۔ محمد علی نوری زینہ کدلی عفی عنہ بقلم خود۔
العبد۔ غلام علی عفی عنہ بقلم خود

العبد۔بنہ شاہ امام مسجد گاؤ کدل درج رسالہ الہدی۔
العبد۔ واعظ احسن شاہ ساکن راجوری کدل بقلم خود۔
مہر۔غلام محمد متولی ساکن خانیار معرف نامہ ساکن کانیار معرنامہ ہندو۔
مہر۔عبدالغنی واعظ ساکن امیر کدال۔
مہر۔غلام علی ساکن مدینہ صاحب۔
العبد۔ واعظ عزیز اللہ ساکن محلّہ خانیار بقلم خود۔
العبد۔ قادر شاہ اشائی بقلم خود۔
العبد۔ پیر حبیب اللہ ریشی ساکن جد کدال۔
العبد۔ غلام محمد زرگر ساکن واڑہ پورہ بقلم خود۔
مہر۔علی شاہ صاحب۔
العبد محمد شاہ از احفاد سجادہ نشین میر نازک نیازی قادری بقلم خود۔
مہر۔ حافظ عزیز الدین ساکن محلّہ گرگاوی۔
مہر۔عبدالقادر بزاز دکاندار مہاراج رنبیر گنج۔
مہر۔غلام محی الدین صاحب تاجر وریئس۔
مہر۔خواجہ محمد شاہ بانڈی۔
العبد۔محمد حسین وفائی مفتی۔
مہر۔خلیل۔
مہر۔احداللہ کوٹھی دار ساکن گوٹھ۔
العبد۔سعید الدین احمد عفی عنہ امام خانقاہ فیض پناہ حضرات نقشبندیہ بقلم خود۔
مہر۔محمد سیف الدین خواجہ بازاری قریب خانیار۔

از کتب تاریخ معلوم نمی شود کہ حضرت عیسی مسیح در کشمیر مدفون است۔ اگر کسے دعوی آن کند دعوی او باطل است بلکہ از نص قرآن و احادیث معلوم و ثابت است کہ حضرت عیسی بر آسمان اندر و در آخر زمان نزول فرمائند۔

مہر۔خضر جو ساکن نوہٹہ۔
العبد۔محمد شاہ امام خانقاہ حضرت شیخ العالم قدس سرہ بقلم خود۔

العبد۔ غلام محمد کوٹھی دار دو کا ندار.. بقلم خود۔
العبد۔ عبد الغنی عفی عنہ فلا شپور بقلم خود۔
العبد۔ انور شاہ عفی عنہ۔
العبد۔ مولوی حمید اللہ عبد اللہ عفی عنہ بقلم خود۔
العبد۔ حافظ غلام رسول۔
مہر۔ سلام الدین۔
العبد۔ عبد الکریم عفی عنہ۔
العبد۔ محمد جلال الدین عفی عنہ احمد اکدلی بقلم خود۔
بقلم خود غلام نبی نقشبندی وغیرہ وغیرہ

ثنائی سفر کادیان ۱۹۰۳ء

(منظوم پنجابی)

جس میں مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری

کا حسب دعوت مرزا کادیانی، کادیان گاؤں میں پہنچنا

اور مرزا مذکور کا فرار کرنا مذکور ہے

مصنفہ: مولوی عبد اللہ صاحب بٹالوی وارد لہلاں ضلع گورداسپور
مع تمہید مرقومہ: مولوی اللہ دتا صاحب خیاط ساکن موضع سوہل ضلع گرداسپور
(مطبع اہل حدیث امرتسر میں بماہ ذی الحجہ ۱۳۲۰ھ طبع ہوا)

(اس کتابچے میں شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری کے سفر قادیان جنوری ۱۹۰۳ء کی سرگذشت ایک ایسے آدمی کے قلم سے درج ہے جو آپ کے ساتھ اس سفر میں موجود تھا۔ اور پھر اس سفر کے دوران کادیان پہنچنے سے پہلے لودی ننگل میں مولانا ثناء اللہ کی جو بحث مرزائیوں سے ہوئی اس کا بیان و

سرگذشت بھی ہے۔ اور جو جو لوگ شیخ الاسلام مولانا امرتسری کے ساتھ قادیان گئے ان کے نام بھی اس میں موجود ہیں۔ اور یہ سب لوگ تحریک ختم نبوت کے ابتدائی دور کے ایسے مخلص اور قابل قدر کارکن ہیں جنہیں ہم فراموش کر چکے ہیں۔ بہاء)

اول حمد خداوند تائیں جو دنیاں دا سائیں
حمد ثنا تعریفاں کلی لائق اس دے تائیں
خالق مالک رازق واحد لا شریک یگاناں
نیکاں بداں برابر روزی دیوے رب جہاناں
پتھر وچہ جو کیڑا رہندا رازق رزق پہنچا وے
رات دنے اوہ سبزی کھاندا جو لکھیا سو پاوے
پاک محمد سرور عالم تے سردار جہاناں
جس پر اللہ نازل کیتا ایہہ قرآن خزاناں
راضی ہو خلیفیاں اوتے مالک ملک جہاناں
آئمہ مجتہداں تے آل نبی پر لکھ سلاماں
وچہ حدیث نبی فرمایا پڑھ کے ویکھ بخاری
باب العلم سپارہ پہلا کیتا فضل غفاری
عالم میرے وارث اے پر ورثہ علم پچھانوں
وچہ نبوت حق نہ عالم بات ختم ات جانوں
جے عالم نہوندے رہندا دین نہ ہرگز کائی
رب رکھوالے دین نبی دے رکھے بھائی
وچہ حال زمانے پیدا کیتا عالم رب جہاناں
پیدا کرکے اس دے تائیں دتا علم خزانہ
اوہ ابو الوفا ثناء اللہ ہے امرتسر وچہ بھائی
عالم تے ہیں مولوی فاضل شک نہ اس وچہ رائی
سیف اللہ بھی نام اونہاندا ہے تلوار خدائی
قتل مخالف جھب کریندا نال دلیل صفائی

ایہہ شمشیر برہنہ ہو کر کرے مقابلہ یارا
دشمن دین رسول اللہ دے کردا پارا پارا
ایہہ عالم فاضل اکمل کامل ہے مشہور جہاناں
سن سن وعظ کلام اینہاندی گھائل ہوون جاناں
علم تحصیل کیتا جد اینہاں کیتی سوچ پیارے
جو اکثر لوکاں دین اساں پر کیتے حملے بھارے
تا دکھیا مولانا صاحب نے آریہ والے آئے
کیتے حملے دین اساں پر جو دل اونہاں بھائے
اللہ ہمت دتی انہاں بیڑا ترت اوٹھایا
سیر کتاباں کردیاں ہویاں ستھیارتھ دس پایا
(کتاب ستھیارتھ پرکاش تصنیف سوامی دیانند جی بانی آریہ سماج)
پاک کلام قرآن الٰہی اس وچہ شک نہ کوئی
اس پر معترض صاحب نے حجت کیتی ہوئی
سیف اللہ ثناء اللہ صاحب قلم اٹھائی یارا
دتا خوب جواب انہاں نوں پڑھ دیکھیں دلدارا
اظہار الحق اس نام کتاب الہامی بھی اس کہندے
اک روپیہ قیمت جس دی دیکھیاں شک نہ رہندے
پڑھن والے نوں راحت پہنچے سینہ ٹھنڈا ہووے
اپنا اتے بیگانہ ہرکوئی پڑھ پڑھ کے خوش ہووے
نور احمد جو لودی ننگل ہے مرزائی بھارا
اس نے ایہہ کتاب عاجز تھیں لئی تے آکھیا یارا
میں قربان اونہاں پر جہناں ایہہ کتاب بنائی
علم حلم دی حد نہیں ہے سچ آکھیا ایہ مرزائی
وچہ فتح گڈھ نور احمد نے اینویں آکھ سنایا
زرگراں دی ہٹی اوتے نہ میں دلوں بنایا

میری غرض جو اس تقریروں ظاہر آکھ سناواں
آریاں نال مخاطب آہے باتاں سچ سناواں
خاطر دین الٰہی چلے ایس طریقے یارا
پر وچہ دین محمد آیا مفسد سب تھیں بھارا
اس نے بہت فساد اٹھایا کادیاں دے وچہ رہندا
اس طرفے انہاں نظر اوٹھائی سمجھیا جو کجھ کہندا
تاں پھر قلمی واگ انہاں نے کادیاں دے ول چاہی
یا اللہ توں ناصر میرا مدد کریں الٰہی
وچہ تفسیر ثنائی اینہاں ردّ کیتا کجھ یارا
جس تھیں زک ہوئی مرزے نوں سچ سمجھیں دلدارا
اس دا کجھ جواب نہ دتا مرزا جی نے بھائی
پھر کجھ عرصہ بعد انہاں نے ہور کتاب بنائی
الہامات مرزا اوس نام کتاب پیارے
اک ہزار روپئہ پاون وقت جواب سوہارے
یعنی جیکر مرزا جی ایہہ دلیری کرن پیارے
دین جواب کتاب میری دا پاون مبلغ سارے
پر مرزا دی طاقت کتھوں ہون مقابل بھائی
برجستہ تقریراں دا ایہہ کرن جواب ادائی
سال گذشتہ پورا ہویا مرزا بولیا ناہیں
دس سو مبلغ لیون کارن قلم اوٹھائی ناہیں
مول جواب نا مرزا جی نوں آیا سمجھ پیارے
قلم مرزے دی ٹٹ گئی تے بھل گئے للکارے
جو للکارا کادیاں دے وچہ مرزا بیٹھا مریندا
دیکھ کتاب تفسیر ثنائی دم دم پیا جھوریندا
برجستہ تقریراں ایہہ سیف اللہ کدھروں لیایا

جنہاں میرے دل دے اندر ڈاڈھا زخم لگایا
رعشہ ہتھ میرے نوں ہویا دیکھ کتاب ثنائی
کی جواب دیاں میں اس دا بات نہ بنے بنائی
پھر مرزا نوں معلم ناہیں حضرت نے فرمایا
پھر مشکوۃ تے دیکھ حوالہ خود نہ دلوں بنایا

حدیث شریف: عن ابراهيم بن عبد الرحمن العذری قال قال رسول الله ﷺ يحمل هذا العلم من كل خلفٍ عدو له ينفون عنه تحريف الغالين و تاويل الجاهلين (رواہ بیہقی درمشکوۃ ص ۲۸)۔

ترجمہ: روایت ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن عذری سے کہا، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: لیں گے اس علم کو ہر جماعت آئندہ سے نیک لوگ کہ دور کریں گے اس علم سے تحریف حد سے بڑھنے والوں کی اور جھوٹ باندھنا باطلوں کا اور تاویل جاہلوں کی۔

بیہقی راہوں وچہ مشکوۃ دے ابراہیم لیاوے
بیٹا عبد الرحمٰن عذری تھیں ایہہ حدیث سناوے
کیہا رسول اللہ ﷺ نے سانوں ایہا ذکر سنایا
علم اساڈا پکڑن گے خود آنحضرت ﷺ فرمایا
ہر جماعت آون والی وچوں سمجھیں بھائی
نیک اسدے جو دور کرن گے جو بدلن گمراہی
حد نہیں ودھنے والیاں تائیں کرسن چور پیارے
جھوٹھے باطل تاویلاں جو جاہل کرنے ہارے
یعنی اک جماعت وچوں مرد اجیہا ہوسی
ڈنگا رستہ کڈھن والیاں دے مقابل کھلوسی
جو دین اپنے نوں نال تاویلاں ڈھال بناوے یارا
مجھولاں دیاں تاویلاں اوہ کرے ناکارا
مرزا جی نے دین اساڈا نال تاویلاں بھائی
پرزا پرزا کر دکھلایا جھوٹ نہ اس وچہ رائی

پیش گوئی ایہ حضرت والی پوری ہوگئی یارا
سیف اللہ رب پیدا کیتا سچ سمجھ دلدارا
ایہہ تاویلاں سیف اللہ نے مُڈھوں پٹ گوائیاں
روحانی انّھے اچھے ہوون دیوے رب بینائیاں
ایہہ رسالہ سرمہ چشماں شک نہیں کجھ یارا
بھرو سلائی اکھیں پاؤ پڑھو رسالہ سارا
خاطر بھائیاں اس دا بھی میں حال سنا واں بھائی
کیونکر کادیں جاون ہویا دیواں سچ گواہی
اٹھائی اکتوبر اتے سی دو عیسوی دا سنہ آیا
موضع مد تحصیل اجنالہ سیف اللہ دہایا
عبداللہ کشمیری سرور شاہ اک مولوی آہا یارا
اونہاں نے اوتھے شور مچایا سچ سمجھ دلدارا
پنڈاں اندر اوس جا اونہاں شور شرابا کیتا
آہے نیک اوہ لوگ تمامی کرن گلاں رل میتا
امرتسر وچہ جاہو جلدی سیف اللہ دے تائیں
آکھو جا کر پنڈ اساڈا روہڑا دا ہے دریائیں
بنو ملاح تے بیڑا ساڈا جلدی پار لنگھاؤ
مرزائیاں آ رولا پایا رہڑ دے بنے لاؤ
سیف اللہ ثناء اللہ نے دل وچہ سوچیا سائی
وچہ مشکوۃ رسول اللہ ﷺ نے میری فتح بتائی
میں ہی جا کر فتح کر یساں لوک بچاواں سارے
لے کر نام خدا سچے دا جا کیتے للکارے
مرزائیاں نوں بھائی نے اٹھ نٹھے کر دہائی
جس نوں اوہ مدوں پچھے بھیج کوئی خیر خواہی
قصہ کوتاہ تمغہ ملیا مغلوبی مرزائیاں

آ کر کادیں زار کریندے دتیاں سخت دوہائیاں
سیف اللہ نے تیغ دلیلی ایسی آن چلائی
ہو مغلوب نتانے دونویں اٹھ نٹھے کر دہائی
مرزے حکمت عملی کیتی جھپ پیارے
اعجاز احمدی اک رسالہ کیتا طبع سوہارے
اس دے صفحہ گیارہ اندر مرزا نے لکھوایا
اصل عبارت لکھ دکھاواں پاسوں مول نہ پایا
جہڑیاں باتاں سیف اللہ سی اندر مد کریندا
اصلی بات نہ ظاہر کیتی ہور ہی رہیا کریندا
مد اندر اس یاراں میریاں تائیں سی زچ کیتا
تاں میں سچ پچھاناں اس دا کادیں آوے میتا
میری پیش گوئی کوئی آ کر دکھلاوے
اک اک پیش گوئی دا میتھوں مبلغ سو سو پاوے
یکہ ریل کرایہ دیواں آون جاون والا
پڑھو کتاب اعجاز احمدی جھوٹھے دا منہ کالا
تیئی صفحہ اندر پھیر لکھیا مرزا جی نے یارا
شعر بنا دکھاواں تینوں پڑھ بیٹھا دلدارا
موضع مد اندر سیف اللہ مرزایاں نوں کیہا
پیش گوئیاں مرزا دیاں جھوٹھیاں ڈر کے مول نہ رہیا
اس نوں میں بلاواں نالے قسم خدا دی دیواں
تحقیق کرے اوہ کادیں آ کر دیکھ اکھیں خود لیواں
پھر سینتی صفحہ اعجاز احمدی پڑھ کے دیکھ پیارے
پرزہ تیز چلایا تیزی کیتی سخت سوہارے
ایسی گپ اڑائی مرزے لکھیا اوس نے یارا
ثناء اللہ نہ کادیں آوے کیتا دعوی بھارا

ہر گز کادیں آوے ناہیں معجزہ ایہ سنایا
اِیڈ دلیری مرزے کیتی گولہ گپ چلایا
پر پیش گوئی جو حضرت والی کیوں نہ ہووے پوری
ثناء اللہ جا کادیں پہنچا دیکھو فضل غفوری
ایہہ نشان مرزا دا اعلیٰ سیف اللہ نے یارا
بھن مروڑ تروڑ گوایا کرکے پارا پارا
سارا حالا کادیاں والہ کر کے نظم پیارے
پر مضمون اشعار بنائے عبداللہ نے سارے
اوہ مولوی عبداللہ صاحب خاص وٹالے والا
حال وارد ہے موضع لہلاں سمجھیں پتہ سوکھالا
سفر کادیان اندر شامل آہا مولوی یارا
اس کارن ہے ایہہ قصہ لکھنے سچ سمجھ دلدارا
بلکہ سیف اللہ سنگ اپنا وعدہ عہد پکایا
ایس سفر نوں شعراں اندر چاہیے نظم کرایا
حکم ہووے میں نظم بناواں حالا سب لکھاواں
خط سارے میں نظمی کر کے رب تھیں مقصد پاواں
اس کارن عبد اللہ صاحب جلدی قلم اوٹھائی
کر تیار رسالہ سارا طبع کرایا بھائی
پڑھو رسالہ اگے اس دے پاؤ لطف سوائے
منصف ہو کر پکڑ ترازو جے میں جھوٹ الائے
شیرزبانی سیف اللہ دے پڑھ کر دیکھ پیارے
تے سخت لسانی کادیانی دی کیوں کر دیکھ پکارے
ایہہ رسالہ پڑھ کر جہڑا کادیانی دے تائیں
نبی رسول قبول کرے گا سڑ سی دوزخ بھائیں

یا اللہ میں بندہ تیرا تیرے در سوالی
کریں عطائیں رحمت سائیں مینوں پھیر نہ خالی
اللہ دتا غریب نتاناں عیبی کرے ندائیں
عفو کرم دا قطرہ کافی ہور ضرورت ناہیں

ربّ یسّر و لاتعسّر

آغاز سفر کادیان فتح یاب

بسم اللہ بسم اللہ شروع نام رحمٰن رحیموں
نحمدہ و نصلی حمد صلوات نبی تکریموں
یا اللہ میں مدد چاہاں تیری سنج صباحیں
کادیانی دے شر فسادوں سانوں رکھ پناہیں
اس دا اثر جو شراں والا پوے نا اساں کدائیں
امت احمد رکھ سلامت تو ہیں اساں پناہیں
یا اللہ امداد تیری تھیں بات ہووے میں پوری
کادیانوالے سفر جو ہندی ہے ایہہ بات ضروری
تاہیں میں اس نام کتاب جو کادیاں سفر رکھایا
کادیں گئے تے مرزا نسّا دیکھو فضل سوایا
کادیانی ہے بڑا فسادی لوکاں نوں بہکاوے
دعوی کرے مسیح موعود تے مہدی نام سداوے
کر الہام تے پیش گوئیاں اوہ لوکاں نوں دہمکاوے
پیش گوئی جو کرے میں جھوٹھی سو انعامی پاوے
ایہہ الفاظ جو صفحہ گیارہ تئیس دے وچہ آئے
مولانا ثناء اللہ دے حق وچہ اوس لکھائے

لکھیا جے کر مولوی صاحب کا دیاں دے وچہ آون
پیش گوئی اک جھوٹھی کرن تا سو انعامی پاون
پھیر کتاب ایسے دے اندر سینتی صفحہ لکھاوے
پڑتال کرن نوں ہرگز میرے پاس نہ مولوی آوے
پیش گوئی پر مرزے نے ہن زور بہتیرے لائے
مولوی کون تے ہور جو کیہڑا مجھ مقابل آئے
اے صاحبو انصاف کرو تے نظر کتابی پاؤ
پھیر دیہو انصاف اسانوں جھگڑے مول نہ چاؤ
دیکھو کتنے روز جو دے کر طلب مولانا کیتی
کادیں گئے نا ہویا مقابل ظاہر کی بد نیتی
پر اللہ فضل کرم تھیں اپنے بندیانوں وڈیاوے
فضل کرے جس بندے اوپر جمیاں کون گھٹاوے
مولوی صاحب حامی دین نبی دے ہیں جو پورے
کافر فاسق فاجر جیہڑے دینوں جان پریرے
جنہاں شوق محبت ڈاہڈی دین نبی دی آئی
خوش دل ہو کے مدد کر دے پاون فضل الہی

(نقل از اعجاز احمدی۔ص ۱۱۔اگر یہ سچے ہیں تو کادیان میں آ کر کسی پیش گوئی کو جھوٹھی تو ثابت کر دیں اور ہر ایک پیش گوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جاوے گا۔اور آمدورفت کا کرایہ علیحدہ۔الخ

کتاب مذکور کے صفحہ ۲۳ سطر دو سے لے کر سطر بیس تک خدا کی قسم دے کر مرزا قادیانی،مولانا امرتسری کو مدعو کرتے ہیں اور ایک لاکھ پندرہ ہزار روپیہ دینے کا خطاب کرتے ہیں۔الخ

کتاب مذکورہ صفحہ ۳۷ سطر اٹھارہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں:

اور واضح ہو کہ مولوی صاحب ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہوں گے۔ا۔وہ کادیان میں تمام پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس ہرگز نہیں آویں گے۔الخ)

دین نبی دی مددت کارن کادیاں دے ول آئے
مولوی صاحب سن احباباں مرزے جو بلوائے

پہلے آن فتح گڈھ اترے سن احباب تماماں
لودی ننگل والیاں سنیاں انہاں کجھ کلاماں
لودی ننگل والیاں نوں بھی طلب مولانا آ ہی
لودی ننگل گئے تے نورے آئی منہ سیاہی
لودی ننگل والی بحثوں مطلب سنو سناواں
کادیاں والی بحث وچوں ایہہ پہلے بحث الاواں
مولانا نوں دیکھ جو نورا نسّے کاؤں گولیلے
اس کذاب جو گھر وچہ بہہ کے جھوٹھے پاپڑ ویلے
حق جتھے آ ظاہر ہووے جھوٹھ اوتھوں اوٹھ نسّے
جھوٹھے تائیں طعنے جھڑکاں لعنت دم دم وسّے
جہڑے لوگ مباحثے دے وچہ اونہاں خط لکھایا
پہلاں نورا نسّا بحثوں کر مجبور بلایا
مولانا تقریر جو کیتی نال فصیح زبانوں
عالم تھیں تا اجہل تائیں آوے سمجھ بیانوں
سن تقریر ہویا متحیّر اڈیاں منہ ہوائیاں
رعشہ بدن تے ہونٹیں خشکی عقلوں وانگ سودائیاں
کیا مجال جو شمس قمر دیاں کرے ٹٹاناں ریساں
چھپڑی دا کی قدر اوتھے جتھے وگے سمندر حدیثاں
رنگت منہ دی اڑی ہوئی رعشہ بدن جو کنبے
حلق سکا تے ہونٹیں خشکی آب پیوے جیوں بنبے
میں میں وانگوں بکری کردا سامنے شیر دساوے
کرے جو حملہ میرے اوپر چیرے پھاڑے کھاوے
بعد اونہاں تقریر جو آخر نورے کرنی چاہی
کھڑا ہوون تھیں اگّے اوسدے منہ پر زردی آئی

چہرے رنگ سیاہی پکڑی تے متحیر ہویا
گویا جان کندن دا ویلا اوس تے نازل ہویا
او او گلاں کردا نورا جیویں کوئی سودائی
ثمرہ ایہہ تعلیم نبوت اے جھوٹھے مرزائی
کنبدا کنبدا بولیا نورا جسہ جلدی سمجھ نہ آئی
تہڑ کن ہتھ زبانوں ٹھٹھلا ہوئی عقل سودائی
جو کچھ چنگا مندا اس تھیں سریا سنیاں لوکاں
مولانا اس دی تقریروں کرن لگے اوٹھ رو کان
آخر ہو لاچارے نورا میدانوں اٹھ نٹھا
آکھن لوکیں او میاں نورا واہ داہڑی سر گھٹا
اس شیخی تے گپاں مارے کرو مقابل میرا
جاتا اسان جو کوڑا مکیاں کوچ کیتوئی ڈیرا
نسّے نالے کہندا جاوے کادیاں تھیں ہن آون
لین خبر تسادی چنگی خوب تماش دیکھاون
نسّا نسّا نسّا گیا گھر ڈیوڑھی جا وڑیا
فتح دتی رب مولوی صاحب دیکھ خدا کم اڑیا
دیویں فتح طفیل محمد ﷺ میں عبداللہ تائیں
خاص تیرے تھیں منگن والا ہاں میں سنج صباحیں
اوس مباحثے دے وچہ آہے اکثر لوگ بہتیرے
صاحب عزت عالم فاضل منصف بہت چگیرے
ہے ایہہ امر ضروری اونہاں نام میں لکھ دیکھا واں
زک اوٹھائی وچہ جنہاں دے نورے نوں بتلا واں
مولانا ثناء اللہ حبیب اللہ بھی کہندے
دوست جانی دلبر حامی ساتھ مولانا رہندے

مولوی علی محمد اللہ دتا فضل الدینوں
ماہر علم قرآن حدیثوں ساکن سوہل یقینوں
عبد القادر رحیم بخش تے قائم علی پٹواری
مولوی عبد الحی تے زین العابدین لاہوری
اشٹام نویس غلام محمد مولوی محمد فاضل
جامع مسجد ہین امام تے عالم تے با عادل
حاجی ہے رمضانی عبد الرحمٰن جمال الدین
محمد بشیر محمد جان تے ساتھ بہاء الدین
حکیم محمد شاہ تے عبد الرحمٰن پچھانی
چوہدری جان محمد عبد الرؤف فتح گڈہ جانی
محمد صدیق تے ابراہیم باشندے امرتسر دے
مولانا ثناء اللہ تھیں طلب علم دی کردے
نبی بخش سکنہ داؤد داس مجلس دے وچہ ساہی
بھی تصدیق کنندہ عاجز ہے عبد اللہ بھائی
فضل خدا تھیں فتح مولانا پا بٹالے آئے
یکے ہو اسوار تے کادیں قدم مبارک پائے
کجھ بٹالے وچوں صاحب ساتھ مولانا چلّے
حافظ صاحب خدا بخش بھی چلے کادیں وتّے
مولوی علی محمد اللہ دتا بھی سنگ گیا
مصنف ایس رسالے دا بھی ساتھ مولانا رہیا
جمال دین حبیب اللہ تے ابراہیم بھی نالے
محمد صدیق تے فضل دین بھی کادیں جاون والے
دوست ہور بہتیرے گئے ساتھ مولانا بھائی
خوف طویلوں نام نہ لکھے ایہہ گل سچی آئی

حاصل مطلب اٹھویں جنوری لودی ننگل آئے
تے دسویں جنوری کادیں آ کر محکم ڈیرے لائے

پہلا ثنائی مراسلہ

سوم راج ہے آریہ مذہب اوس مکان جو دتا
مولوی صاحب سن احباباں ڈیرا اس وچہ کیتا

(شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ صاحب پہلے مسجد میں جا اترے۔ اور آپ مرزا جی کی دعوت کے منتظر تھے۔ انہوں نے تو کیا دعوت دینی تھی۔ ادھر آریہ صاحب جنہوں نے مولوی ثناء اللہ صاحب کی شہرت سنی ہوئی تھی بڑی خاطر سے اپنے مکان پر لے گئے اور مکان اوپر نیچے خالی کرا دیا۔ حقیقت میں یہ بھی مرزا قادیانی کی ذلت ہے کہ اون کے مہمان کو غیر قوم نے جگہ دی)

سبھناں رل اشارہ کیتا رقعہ اج لکھاؤ
جھوٹی پیش گوئی کرنے نوں جواب کیا پھر پاؤ
پڑھ بسم اللہ مولوی صاحب رقعہ اک لکھایا
اگے ہے مضمون رقعہ دا ظاہر لکھ دکھایا
خدمت وچہ جناب رئیس جو کادیں مرزا اے
نام غلام احمد سردار جو کادیاں دے وچہ پائے
دعوت حسب تساڈی تھیں میں حاضر کادیں آیا
تئیس گیارہ صفحے اعجاز احمدی وچہ بولایا
کادیں ہن میں حاضر صاحب دعوت تساں قبولی
رمضان مبارک مانع اج تک رہیا نہ جان فضولی
ورنہ اتنی دیر نہ ہوندی حاضر ہوندا اگے
قسم خدا دی کھاندا ہاں میں جو والی سب جگّے
مینوں کجھ خصومت ناہیں ہرگز نال تساڈے
مول عناد نا نال تساڈے جانو پک ارادے

حسب وعدے خود اپنے دی تسیں بخشو اساں اجازت
لوکاں وچہ میں پیش گوئی دی ظاہر کراں خیانت
کرساں ظاہر جو دل میرے وچہ پیش گوئی تکذیبوں
پیش گوئی نوں سچا کرنا ایہہ حق تساں نصیبوں

مرزا جی کا جوابی مراسلہ

خدمت وچہ جو مولوی صاحب ثناء اللہ دے
پونچے ایہہ مضمون جوابی طرف کفاہ اللہ دے
رقعہ توہاڈا پہونچیا سانوں پڑھ کر مطلب پایا
جیکر نیت آپ لوکاں دی دل صادق بھی آیا
اپنے شک شبہ پیش گوئی دی نسبت خوب پچھا ون
یا انہاں ساتھ جو ہورا ہور بھی نسبت خوب ملاویں
جو دعوے دے سنگ تعلق رکھن رفع کراویں
خوش قسمت جے آپ لوکاں دی تا ایہہ مطلب پاویں
بھاویں میں کئی سال ہو گئے ایہ گل جانی میتا
کتاب اپنی انجام آتھم وچہ ظاہر شائع کیتا
میں نا ایس گروہ مخالف سنگ مباحثہ کرساں
کیوں جو ایس نتیجہ اوڑک گندی گالیاں جرساں

(جھوٹ اور بہانہ ہے کیونکہ اس سے پیچھے ۲ مئی ۱۹۰۰ء کے اشتہار معیار الاخیار میں مرزا غلام احمد قادیانی نے علماء کو مباحثہ کیلئے بلایا ہے)

سوا کلمات اوباشانہ دے سننے وچہ نہ آئے
تے ظاہر کجھ نہ فائدہ ہویا ایہہ مراتب پائے
ان لوکاں سے بحث نا مینوں ہرگز کرنی آئی
سو وہ طریق ہے بحثوں دور درازی جانوں بھائی

آپ اس مرحلہ صاف کرن نوں پہلے ہو اقراری
تے منہاج نبوت تھیں نا باہر ہونا انکاری
ہرگز نہیں مجاز ہووے گی کرن کلام زبانی
آپ صرف اک سطر یا دو تک کرو تحریر بیانی
جو میرا ایہہ اعتراض ہے پیش گوئی پر حل کراواں
پھر عین جواب مفصل میں سب مجلس وچہ سنا واں
تیسری ایہہ جو شرط ہووے گی اک دن اک سوالوں
کرنا اک اعتراض صرف جو ہووے پیش خیالوں
کیوں جو آپ اطلاع نہ دے کر آئے مانند چوراں
کم فرصت ہے انہاں دنا وچہ کم بباعث ہوراں
یاد رہے جو ایہہ بھی ہرگز ہووے نہ کدائیں
کالانعا م عوام دے ربرو آپ نہ وعظ سنائیں
بلکہ آپ نے بالکل کوئی بات شروع نا کرنی
منہ بند رکھنا صم بکم ہو چپاتی پھڑنی
گھنٹے تن جواب میں اوس دا دیواں نال صفائی
تے متنبہ اک اک گھنٹے بعد تینوں کرساں بھائی
جے کر نہیں تسلی ہوئی لکھ کر ہور پھڑاؤ
آپ دا کم نا ہووے گا جو لوکاں وچہ سناؤ
ایسے طرح تمام وساوس دور کریندے جاؤ
لیکن جے کر چاہو بحث دے رنگ دے وچہ لے جاؤ
آپ نوں اوس دا موقع ہرگز مول نہ دتا جائے
بولنا آپ دا بند ضروری انستے پک پکائے
سوچ کرو پھر دیکھو بہتر ہو گا ایہ طریقہ
سطر دو سطراں لکھو زیادہ کرو نہ ہور فصیتا

اول اک اعتراض جو تیرے ہے نزدیک اکابر
پیش گوئی پر سب سے وڈا ہو اعتراض برابر
میں وچہ مجمع عام دے اوس دا دیواں جواب نرالا
جیسا ہیں مذکور مفصل لکھ چکا ہوں بالا
دوسرے دن نوں دوسری پیش گوئی جو لکھ دیکھا ویں
ایسے طرح لکھ پیش کریں تے مطلب سارا پاویں
آپ دی نہیں مجال ہووے گی بات زبانوں بولو
اپنوں میں بھی قسم خدا دی دیواں سچ سچ تولو
پکا عہد جو نال قسم اج اعتراض لکھاؤ
دو تن سطراں جلدی لکھ کر ساڈے ول پہونچاؤ
تے وقت مقرر کرکے مسجد مجمع کیتا جاوے
آپ نوں پھر اوس مجلس اندر جلد بولایا جاوے
عام مجالس اندر آپ دے شیطانی وسواساں
دور کریں گے کوشش کرکے ہونا نا حراساں

ثنائی جواب

الحمد لله و السلام علی عباده الذین ا صطفی

سب تعریف اللہ نوں ہے پالنہار جہاناں
تے نبی صلی اللہ نوں ہو صلوات سلاماں
اتے سلام ہو ان لوکانوں جو ہن بہت پسندے
خالی رہن سلاموں اوہو جنہاں عقائد گندے
رقعہ ایہہ طولانی آپ دا پہونچیا میرے تائیں
پڑھنے تھیں سب مطلب اوس دا پایا جا بجائیں

مگر افسوس گمان تیرا جو رکھن لوک تمامی
اوہ ہی اج ظاہر ہویا جو مڈ اصل مدامی
جناب عالی جو آپ نے مینوں دعوت حسب بولایا
وچہ اعجاز جو احمدی صفحہ گیارہ تئیس لکھایا
صاف الفاظاں تھیں میں پہلے رقعہ وچہ لکھایا
ان ورقاں دا میں احوال لکھ سنایا
اتنی طول کلامی دے وچہ آپ تحریر جو کیتا
العادة طبیعة ثانیه دا ثبوت ہے دیتا
جھوٹی پیش گوئی کرنے نوں میں ہن کادیں آیا
اس رقعہ وچہ ہور دا ہور جو ہے مضمون دسیایا
آپ مینوں اک دو سطراں لکھ پابندی کردے
تے اپنے لئی تن گھنٹے دیاں خود تجویزاں کر دے
تلك اذا قسمة ضیزی ایہہ تقسیم خسارا
بھلا تحقیق دا رستہ ایہہ کیا ہو منصف دس یارا
اک سطر یا دو سطراں تک لکھن حق ہمارا
گھنٹے تن تہاڈے کارن واہ انصاف تمہارا
اس تھیں صاف سمجھ ہے سک دا کیا وڈا کیا باوا
دعوت دے کر آپ مجھے ہیں کر دے ہو پچھتاوا
اپنی دعوت تھیں انکاری تحقیقوں مکھ موڑو
جس دی بابت آپ مجھے ہن دعوت دے کر توڑو
مرزا جی کیا دو سطراں ہن لکھنے نوں فرماؤ
آپ مینوں گھر اپنے اوتے حاضر ہوں بولاؤ
دعوت کیتی اس خاطر توں جس تھیں امرتسر میں
بیٹھا ہی کر سکدا تھا کچھ چکا ہوں جو کر میں

مگر میں اپنی سفر صعوبت بابت تدہ بتاواں
واپس جانا مول نہ بہتر جب تک مطلب پاواں
نیل مرام بغیر نہ جاواں پاواں مقصد پورا
واپس جانا نہیں مناسب کج کم رکھ ادھورا
ایس لئی ایہہ بے انصافی تیری اساں قبولی
دو سطراں ہی لکھاں گا میں تیری رہی فضولی
آپ بلا شک تن گھنٹے تک کر تقریر سناویں
مگران تھوڑی عرض کراں میں اوہ ا منّا لاویں
دو تن سطراں مجلس دے وچہ ہو کر کھڑا سناواں
گھنٹے بعد میں دو تن سطراں لکھ کر خوب الاواں
نہایت دس منٹ تک تیرے بعد جوابوں
نسبت رائے ظاہر کرساں بھی کچھ گھٹ حسابوں
مجمع عام پسند نا کردے آپ کدائیں
اک طریقہ بہت ہے جو دوہاں فرقیاں تائیں
میرا کادیں آنا تسیں چوراں طرح الاہو
کاروائی اج شروع ہو جاوے وہماں وچہ نا پینا
مختصر اک سوال لکھاں میں تیرے جواب آنے پر
باقی لعنت بابت عرض کراں میں لے ہن توں پڑھ
جو کچھ ذکر حدیثاں دے وچہ لعنت بابت آیا
اک دو نقل حدیثیاں کرکے حاشیہ پر دکھلایا
ختم جواب روانہ کیتا تیری طرف پیارے
گیارہ جنوری پہنچا تینوں دے جواب سوہارے

محمد احسن کا جواب بحکم مرزا جی

مولوی صاحب ثناء اللہ جو آپ دا رقعہ آیا
حضرت اقدس امام زمان دی خدمت پیش کرایا
ہے مضمون اس رقعہ اندر محض عناد فسادی
اتے تعصب ملیا ہویا بھی کچھ بغض عنادی
مطلب حق تھیں دور دساوے اس دا ظاہر بھائی
بعد المشرقین جو دوری لہندے چڑھ دے آئی
لہذا حضرت اقدس طرفوں ایہہ جواب ہے کافی
آپ نوں حق منظور نہیں تے نا تحقیق انصافی
طالب حق دے لئی طریقہ حضرت پاک بتایا
کیا وہ کافی نہیں طریقہ پہلے جو فرمایا
لہذا آپ دی اصلاحوں جو طرز مناظرہ شانو
آپ نے جو تحریر لکھی وہ نا منظوری جانو
ایہہ بھی نا منظور کرن جو جلسہ ہو محدودوں
بلکہ کہن جو لوکیں آون قادیں چار حدودوں
اہل انصاف جو منصف ہو کر میری عرض سنیوں
پڑھ مضمون رسالے سندا داد انصافوں دیون
نال تامل لفظ بلفظوں پڑھ کر مطلب پاون
کادیانی دے جال فریباں وچہ پھس نہ جاون
گیارہ تئیس صفحہ دے اندر لکھیا جے کر آوے
پیش گوئی اک کرے جو جھوٹی مبلغ سولے جاوے
آون جاون خرچ انہاندا میرے ذمہ سارا
لاف زبانوں مار منافق ادا نا کرے نکارا

کتنے زوروں شوروں طلب مولانا کیتی
سینتی صفحہ اعجاز احمدی وچہ بشارت دتی
کادیاں اندر مولویصاحب ہر گز ناہین آ وے
عاج خدا جو میرا ہے اوہ ایہہ الہام بتاوے
رب جہاناں دے اس جھوٹے عاج دی گردن توڑی
تے آکھیا اکلا ہاں میں نا کوئی میری جوڑی
مولوی صاحب ثناء اللہ نوں ایہہ بشارت ہوئی
کادیانی دی توں ہن جاکر جھوٹی کر پیش گوئی
ہو دلیر جو کادیاں اوپر ڈھڈی دہائی کیتی
سچ خدا دی طرفوں سی الہام خبر جو دتی
حامی دین نبی دے ہو کر کادیں پونچ پیارے
کرو مقابل میرا آ کر جیکر ہو سچیارے
مولوی صاحب کادین آئے جد اوس سنیا یارا
زردی چہرے ورتی تے متحیر رعشہ سہارا
ایہہ از غیبی بجلی میرے سر پر ایسی دہائی
جو کر توت میری سی لوکاں دے وچہ ساڑ گوائی
سینتی صفحے والی پیش گوئی نوں ظاہر کرسی
جو کچھ پاج ملما میرا لوکاں اگے دھر سی
ظاہر شکست ہوسی ہن سانوں کیا تجویزاں کریئے
عاجی رب اگے سر دھریے تے کچھ عرضاں کریے
اے عاجی لگ پچھے تیرے میں ایمان گوایا
اس ویلے امداد کریں توں میں سوالی آیا
عاجی کہیا نا ہو مقابل توں اس دے سنگ یارا
ایہہ شمشیر برہنہ تینوں کر سی پارا پارا

صاف جواب دتا پھر مرزے بحث نا کرساں بھائی
نا وچہ میدان مقابل ہو کر کراں کلام نا کائی
فتح جو مولوی صاحب پائی کادیاں دے وچہ ظاہر
بول اسلامی بالا ہویا ہے اس دم جو ظاہر
پیش گوئی جو سینتی صفحے والی جھوٹھی ہوئی
حامی ہووے اللہ جس دا کیا کرے پھر کوئی
جو کوئی ایسے پچھے لگے ایمان مفت گواوے
ایتھے اوتھے دوہیں جہانیں ثمرہ بدی دا پاوے
بس عبداللہ اتنا کافی نا کر طول کلاموں
مرزے دا جو تابع ہووے خارج ہے اسلاموں

حالات عیسی رسول ربانی

و تردید اوہام قادیانی

مولفہ: مولوی محمد عبداللہ چکڑالوی اہل الذکر والقرآن
حسب فرمائش شیخ محمد چٹو مالک و مہتمم رسالہ اشاعۃ القرآن لاہور
مطبوعہ اسلام سٹیم پریس لاہور

تمہید

اگرچہ مضمون متعلقہ رسالہ عصمت الانبیاء علیحدہ طور پر اشاعۃ القرآن میں سلسلہ وار اکثر متواتر چھپتا رہا ہے، اسی مضمون کے ذیل میں ہی یہ مضمون
حالات عیسی رسول اللہ سلام علیہ
کا بھی حسب ترتیب درج ہونا چاہیے تھا۔ لیکن چونکہ اکثر لوگوں میں ان دنوں عیسی کی

ولادت اوران کی حیات ومماۃ وغیرہ کے مسائل کی نسبت آپس میں بہت سی گفتگوئیں درپیش ہیں ،اور علاوہ ازیں کئی ایک کج فہم نادان، علم قرآن سے بے خبر، ایسے مسائل میں بہک کر بعض مدعیان رسالت مصنوعی ومسیحیت فرضی کے دام تزویر میں پھنس جاتے ہیں اور کئی ایک ایسے ہیں جو کہ غلط طور پر اپنے آپ کو صرف لاز آف نیچر Laws of Nature کا معتقد کہلانے سے اس عظیم الشان جلیل القدر رسول کی شان ورتبہ کا بھی کچھ خیال نہیں کرتے، بلکہ سخت دل ظالم موذی یہودیوں کی طرح گوناگوں بہتان و افتراء وطوفان ہائے بے تمیزی کے کلمات آپ کی شان والا شان کے بارہ میں بلاخوف خدا بک دیتے ہیں ۔ پھر لطف یہ ہے کہ ہر ایک ان میں سے بجائے خود قرآن دانی کا مدعی بن کر اپنے ناپاک وغلیظ خیالات کا منبع استخراج واستنباط بھی (معاذ اللہ) کلام اللہ المجید ہی کو بتلاتا ہے (کلا وحاشا)، اس لئے بوجہ اصرار وتقاضائے جملہ ذی فہم مومنین اھل الذکر و القرآن یہ مضمون حالات عیسی رسول اللہ سلام علیہ کا شروع کیا جاتا ہے جو کہ فقط قرآن مجید ہی کا بیان ہے، نہ کہ ادھر ادھر کی روایات وحکایات سے لبریز کیا گیا ہے جیسا کہ عموماً لوگ فسانہ سازیاں کرتے رہتے ہیں ۔

مضمون ہذا سے خاص بعبارت النص قرآن مجید، خاص کر کہ جن جن امورات پر بہت ہی زیادہ روشنی پڑنے کی توقع وامید کی جاسکتی ہے ۔ وہ یہ ہیں :

اول : عیسی رسول اللہ سلام علیہ کی ولادت بے شک بے باپ بطور خرق عادت ظہور میں آئی ۔ اور خاص اسی روز ولادت ہی میں اپنی والدہ ماجدہ کی گود میں ہی آپ نے اپنی قوم کے لوگوں سے بات چیت کر کے اپنی والدہ صاحبہ کی پاک دامنی ظاہر فرمائی ۔

دوم : عیسی کو بھی نبوت وکتاب اللہ انجیل (حسب احکام کتاب اللہ المجید جو رسل و انبیاء کے بارہ میں ہیں) چالیس سال کی عمر گذر جانے پر ہی عطا ہوئی تھی اس سے پیشتر نہیں ۔

سوم : عیسی رسول اللہ ہرگز قتل نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کو ہرگز پھانسی کے قریب تک بھی لایا گیا بلکہ خدا تعالی نے ان کو صاف صاف بلا کسی قسم کے ضرر وتکلیف کے موذیوں ظالموں سے بالکل بچا کر کسی اور جگہ اسی دنیا میں سکونت پذیر فرما دیا ۔

چہارم: عیسیٰ رسول اللہ تا دم حال اسی پردہ عالم پر بقید حیات صحیح وسالم حالت میں زندہ موجود ہیں گو ہم کو خبر نہیں کہ وہ کس جگہ اور کس جزیرہ وغیرہ میں ہیں۔ مگر وقت مقررہ پر ان کو اللہ تعالیٰ لوگوں میں ضرور ہی ظاہر کرے گا۔

پنجم: دابۃ من الارض جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے کہ زمانہ قیامت میں اسکا ظہور ہوگا اس سے صرف عیسیٰ رسول اللہ ہی کے ظہور کی ہے وغیرہ۔

مفصلہ بالا چند جستہ جستہ نوٹوں کے سوا دیگر بہت سے اقسام کے شکوک و شبہات وتوہمات باطلہ وغیرہ جو خاص عیسیٰ رسول اللہ اور ان کی والدہ مکرمہ بی بی مریم کی پاک اور عصمت مآب ذات کے متعلق نہ صرف یہود و نصاریٰ بلکہ مختلف فرقہائے اسلامی میں بھی منتشر ہیں ان کی تردید من کل الوجوہ ہو کر اصل حقیقت حال جو کہ صرف عبارات نص قرآن مجید سے ظاہر و باہر ہوتیہے کما حقہ اتم واکمل طور پر منکشف واظہر من الشمس ہو جائے گی۔

اولوالابصار و اولوا الالباب کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس مضمون قرآنی کو نہایت ہی غور و تفکر و تفقہ و تدبر سے مطالعہ فرمائیں۔

بہرحال مضمون مذکور الصدر درج ذیل ہے

و اذ قالت الملائكة يا مريم انّ الله اصطفاك وطهّرك و اصطفاكِ على نساء العالمين ۔ يا مريم اقتنى لربّك واسجدى و اركعى مع الرّاكعين ۔ ذلك من انباء الغيب نوحيه اليك وما كنت لديهم اذ يلقون اقلامهم ايّهم يكفل مريم و ما كنت لديهم اذ يختصمون ۔ اذ قالت الملائكة يا مريم انّ الله يبشّرك كلمة مّنه اسمه المسيح عيسى ابن مريم وجيهاً فى الدّنيا و الآخرة و من المقرّبين ۔ و يكلّم النّاس فى المهد و كهلا و من الصّالحين ، قالت ربّ انّى يكون لى ولد و لم يمسسنى بشر ۔ قال كذلكِ اللّه يخلق ما يشاء اذا قضى امراً فانّما يقول له كن فيكون ۔ و يعلّمه الكتاب و الحكمة و التّوراة و الانجيل ۔ و رسولاً الى بنى اسرائيل أنّى قد

جئتكم بآ ية مّن ر بّكم، انّى ا خلق لكم من الطّين كهيئة الطّير فأنفخ فيه فيكو ن طيراً با ذن اللّه و أبرى ىء ا لا كمه و الابرص و أحى المو تى با ذن اللّه و أنبّئكم بما تأكلو ن و ما تدّ خرو ن في بيو تكم ، انّ في ذ لك لآ ية لّكم ان كنتم مؤمنين ۔ و مصدقاً لما بين يد ىّ من التّو راة و لِأحلّ لكم بعض الذى حرِّم عليكم و جئتكم بآ ية مّن ربّكم فا تّقوا الله و اطيعو ن ۔ انّ الله ر بّى و ر بّكم فا عبدو ه هذا صراط مستقيم ۔ فلمّا ا حسّ عيسى منهم الكفر قا ل من انصا رى الى اللّه قا ل الحوا ر يّو ن نحن انصا ر اللّه ء امنّا با لله و اشهد بأنّا مسلمو ن ۔ ر بّنا ء امنا بما انز لت و اتبعنا الرسو ل فاكتبنا مع الشا هدين ۔ و مكروا و مكر الله و الله خير الماكرين (آ ل عمرا ن :٤٢-٥٤)۔

اور بیان کر یہ کہ تحقیق کہا فرشتہ جبریل نے (بذریعہ زکریا کے کہ) اے مریم تحقیق اللہ نے تیری ماں کی نذر قبول فرما کر منظور فرمالیا تجھ کو اور ہر طرف پاک صاف رکھا تجھ کو خصوصاً برگزیدہ کیا تجھ کو اوپر تیرے زمانہ کی عورتوں کے (بالقوہ عیسیٰ کی والدہ ہونے سے) اے مریم نماز میں قیام کیا کر اللہ کے حضور میں اور سجدہ ہی کرتا ہے اس کا کہ ہو پس وہ ہو جاتا ہے اور سکھاوے گا اس (تیرے فرزند رسول) کو اللہ تعالیٰ نہائت ہی عمدہ لکھنا اور ہر ایک منزلہ من اللہ کتاب خصوصاً تورات کتاب اللہ اور انجیل کتاب اللہ اور اپنا رسول مقرر کرے گا۔ اس کو اللہ تعالیٰ درمیان بنی اسرائیل کے (اور وہ ان سے یہ کہے گا کہ) تحقیق میں لایا تمہارے پاس ہر ایک عظیم الشان حکم تمہارے پروردگار کی طرف سے اس لئے کہ تحقیق میں درست کروں واسطے تمہارے اچھی طرح سے تمہاری فطرت وخلقت کو مثل درست کرنے حالت چار مخصوص شکاری پرندوں (باز، باشہ، شاہین، چرخ) کے یعنی ایمانی روح پھونکوں میں بیچ فطرت تمہاری کے پس وہ فرمان بردار ہو جائے اللہ تعالیٰ کی مثل فرمان بردار

ہونے ان چاروں مخصوص شکاری پرندوں کے (اور میں یہ سب کچھ کروں) مطابق ارشاد کتاب اللہ کے اور میں بینا کروں ایمانی اندھوں کو، اور خالص نرالا مومن بناؤں ایمانی پھلہری والوں کو، خصوصاً زندہ کروں میں ایمانی مردوں کو مطابق ارشاد کتاب اللہ کے اور اللہ تعالی جانب سے پہنچاؤں تم کو حل وحرمت کے احکام کہ جن چیزوں کا کھانا تم کو حلال ہو اور جن چیزوں کا ذخیرہ کرنا تم کو جائز ہو۔ اپنے گھروں میں، تحقیق بیچ ان حکموں کے بہت بڑے فائدے ہیں واسطے تمہارے اگر تم کتاب اللہ پر ایمان رکھو۔ اور وہ یہ بھی کہے گا کہ میں بالکل تصدیق کرنے والا ہوں ہر ایک مسئلہ مباح تک کا بھی جو مجھ سے پہلے منزل من اللہ ہوئے ہیں۔ جملہ کتب منزلہ من اللہ میں خصوصاً تورات کتاب اللہ کے ہر ایک مسئلہ کا اور ضرور ہی حلال بیان کروں واسطے تمہاری بعض چیزیں جو کہ بند کی گئی تھیں تم پر (تمہاری بغاوت کی سزا میں) اور عموماً لایا میں تمہارے پاس بہت سے عظیم الشان احکام تمہارے پروردگار کی طرف سے۔ پس بچو مخالفت کتاب اللہ یعنی میرے ساتھ موافقت رکھو صرف کتاب اللہ ہی پر عمل کرنے میں کیونکہ تحقیق اللہ تعالی ہی میرا پروردگار ہے اور وہی تمہارا بھی پروردگار رہے پس خاص اسی کی تعظیم کیا کرو عبادت و حکومت وغیرہ سب امور میں۔ خاص یہی اعتقاد رکھنا اللہ تعالی کی رضا مندی کا رستہ ہے جو کہ بالکل سیدھا اور پختہ ہے (لیکن دعوت عیسی پر مخالفوں نے ان کی شب خونی کا ارادہ کرلیا) پس جب معلوم کیا عیسی نے ان سے وہ ارادہ شب خونی تو کہا کہ کون مددگار میرا در بارہ اشاعت کتاب اللہ کے اس وقت کہہ دیا خالص کتاب اللہ کے مومنوں نے کہ ہم ہیں مددگار اشاعت کتاب اللہ میں۔ کیونکہ ہم ایمان رکھتے ہیں صرف کتاب اللہ ہی پر۔ سو تو گواہ رہ ہمارے اس دعوی پر کہ ہم فرمانبردار ہیں محض کتاب اللہ ہی کے (اور یہ کہنے لگے) کہ اے پروردگار ہمارے ہم ایمان رکھتے ہیں صرف تیری ہی نازل کی ہوئی ایک کتاب پر یعنی موافقت کرتے ہیں ہم تیرے رسول عیسی کی۔ پس تو شمار کر ہم کو کتاب اللہ کے ماننے والوں میں۔ پھر مخالفوں نے تدبیر کی عیسی پر شب

خونی کی اور تدبیر کی اللہ تعالیٰ نے ان کے باطل پیشوا کے قتل کی بجائے عیسیٰ سلام علیہ کی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نہایت ہی بڑھ کر غالب ہوتا ہے تمام تدبیر کرنے والوں پر۔

حواشی متعلقہ آیات مندرجہ بالا

۱۔ آیت ہذا کا تعلق و ربط ماقبل

فتقبّلها ربّها بقبول حسن و انبتها نباتاً حسناً و كفّلها زكريا كلما دخل عليها زكريا المحراب وجد عندها رزقا، قال يا مريم انّى لكِ هذا قالت هو من عند الله ان الله يرزق من يشاء بغير حساب (آل عمران: ۳۷)

کے ساتھ اس طور پر ہے کہ ماقبل مریم کا مجتبیٰ و مصطفیٰ ہونا مختصر طور پر مذکور اس جگہ آیت ہذا میں اس کی تفصیل و تشریح و توضیح ہے۔

۲۔ الملائكة سے مراد اس جگہ بھی خاص ایک ہی فرشتہ جبریل ہے صیغہ جمع کا صرف واسطے تعظیم کے آیا ہے۔ اس مدعا کی تفصیل و تشریح ماقبل متصل ہی فنادته الملائكة و هو قائم يصلى فى المحراب کے ذیل میں کما حقہ اتم و اکمل طور پر لکھی جا چکی ہے، وہاں دیکھو تاکہ اس کا حال واضح و روشن ہو جائے۔

آیت و اذ قالت الملائكة کے ترجمہ میں بذریعہ زکریا کی قید اس لئے ضروری ہے کہ باقی آیات کتاب اللہ اس بات کی موید ہیں کیونکہ مریم کا ہرگز ہرگز کوئی حق نہیں ہے کہ اس پر بالا وحی جبریل آ کر اس کے ساتھ بلا واسطہ بات چیت کرے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

انّا اوحينا اليك كما اوحينا الى نوح والنّبيين من بعده و اوحينا الى ابراهيم و اسماعيل و اسحاق و يعقوب و الاسباط و عيسى و ايوب و يونس و هارون و سليمان و اٰتينا داؤد زبوراً (النساء: ۱۶۳)

آیت ہذا سے بعبارت النص قرآن مجید صریح صاف طور پر ثابت ہے کہ جبریل رسل و انبیاء پر ہی نازل ہوتا رہا ہے۔ ماسوائے رسل و انبیاء کے کسی اور بشر کا

کوئی حق نہیں ہے کہ اس پر فرشتہ جبریل نازل ہو، اور اس کے ساتھ بلا واسطہ کوئی بات چیت کر سکے۔ خصوصاً کوئی عورت رسول و نبی نہیں ہوئی یہ صرف مردوں ہی کا حق ہے کہ وہ اللہ تعالی کے رسل انبیاء ہوں۔ کما قال اللہ تبارک وتعالی:

و ما ارسلنا من قبلك الا ر جالًا نو حی الیهم فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمو ن (النحل :٤٣)

اسی طرح موسی سلام علیہ کی والدہ ماجدہ کے حق میں بھی و او حینا الی ام موسی مذکور ہے۔ چونکہ وہ بھی رسل انبیاء میں سے نہیں ہے وہاں بھی یہی فرض ہے کہ یہ سمجھا جائے کہ کسی رسول ہی کے ذریعہ اسکو بھی یہ حکم پہنچایا گیا تھا جیسا کہ قرآن مجید میں جملہ بنی آدم، یا بنی آ دم میں مخاطب ہوئے ہیں بذریعہ محمد رسول اللہ ﷺ کے اور یا ایها الذین ھا دوا اور یا اهل الکتا ب اور یا ایها الناس اور یا ایها الذین آ منوا وغیرہ۔ اس قسم کی جملہ آیات میں بذریعہ و وسیلہ محمد رسول اللہ ﷺ تمام لوگ مخاطب ہیں لیکن با لا با لا بلا واسطہ اور کوئی شخص بھی مخاطب نہیں بلکہ بذ ریعہ و وسیلہ محمد رسول اللہ ﷺ کے مخاطب ہیں۔ ویسا ہی فرعون بوسیلہ حضرت موسی مخاطب ہے:

ا لآ ن و قد عصیت قبل و کنت من المفسدین (یو نس:۹۱)

اور اسی طرح ابلیس کو بھی معرفت رسول اس زمانہ کے مخاطب کیا گیا ہے

قا ل ما منعك ا لّا تسجد اذ امر تك، قا ل انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین (الاعرا ف :۱۲)۔

قا ل یا ابلیس ما منعك ان تسجد لما خلقت بیدیّ أ ستکبر ت ام کنت من العا لین۔ قا ل انا خیر منه خلقتنی من نار و خلقته من طین (ص : ۸۵۔۸٦)

غرض کہ بہت جگہ سے بادی النظر میں سرسری طور پر یہ وہم وخیال ہوسکتا ہے کہ سوائے رسل انبیاء کے اور لوگ بھی بلا واسطہ مخاطب و مکلّف ہوئے ہیں لیکن تدبر و تفکر وتفقہ وتذکر سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو جا تا ہے کہ سوائے رسل انبیاء کے اور کوئی شخص مردوں میں سے یا عورتو ں میں سے ہرگز ہرگز مستحق نہیں ہوا کہ اس کے ساتھ بالا خود ہی رب العالمین کلام کرے یا بذریعہ جبریل کوئی بات چیت کرے۔

جہاں کہیں یہ مظنہ عوام الناس کو ہوا ہے، سراسر ان کی نادانی و بے خبری کا ثمرہ ونتیجہ ظاہر ہوا ہے۔ یہ بالکل غلط اور باطل خیال ہے ان لوگوں کا جو کہ سوائے رسل انبیاء کے کسی غیر شخص کو بھی محل وحی والہام من اللہ کا سمجھیں

سبحان ر بّك ربّ العزّة عما يصفون وسلا م على المر سلين و الحمد لله ربّ العا لمين ۔(الصا فا ت : ۱۸۰۔۱۸۲)

اگر بالفرض والتقدیر مانا جائے کہ موسیٰ کلیم اللہ کی طرح ابلیس اور فرعون کے ساتھ بھی اللہ تعالیٰ نے بلا واسطہ بالا بالا کلام کیا ہے تو یہ ضرور ہی ماننا پڑے گا کہ ابلیس علیہ اللعنۃ بھی کلیم اللہ ہے اور فرعون خبیث بھی کلیم اللہ ہے ۔تو اس دعویٰ قرآن مجید کی کہ تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم اللهکی سراسر تکذیب اور بالکل تردید ہوئے گا۔معاذ اللہ حاشاللہ

کوئی شخص الی یوم القیامۃ ،قرآن مجید سے یہ ہرگز ثابت نہ کرسکے گا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تمام عمر میں مرتے دم تک صرف ایک دن کوئی ایک بات بھی اللہ کی بالا بالا بلا واسطہ جبریل ذرہ بھر کبھی ہوئی ہو جملہ آیات قرآن مجید سے صرف یہی امر ثابت ہوتا ہے کہ بذریعہ جبریل ،محمد رسول اللہ ﷺ پر وحی (صرف قرآن مجید ہی) منزل من اللہ ہوتا رہا ہے اور بس۔

ایک آیت بلکہ ایک حرف بھی قرآن مجید سے آپ پر بلا واسطہ جبریل ہرگز ہرگز منزل من اللہ نہیں ہوا ۔یعنی بالا بالا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو ایک حرف بھی نہیں فرمایا۔ جب یہ حال ہوا تو افسوس صد افسوس ہے ان مسلمانوں پر جو کہ ابلیس علیہ اللعنت وفرعون خبیث کو کلیم اللہ ہونے کا ایسا رتبہ دیتے ہیں جو کہ بعض رسل انبیاء بالخصوص محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی حاصل نہیں تھا۔

آیات مذکورہ بالا سے بدرجہ عین الیقین وحق الیقین ظاہر وباہر ہے کہ سوائے رسل انبیاء کے کسی شخص کا کسی طرح کچھ بھی حق نہیں ہوسکتا کہ وہ کلیم اللہ ہوسکے یا کہ بذریعہ جبریل فرشتہ کے اس کے ساتھ کوئی بات چیت اللہ تعالیٰ کرے۔

جو لوگ قرآن مجید سے بے خبر وناواقف ہیں وہ یوں ہی اپنی طرف سے من گھڑت خانہ ساز بیہودہ گوئی و بدکلامی تقریری وتحریری کرتے ہیں فا عتبروا يا

اولی الا بصار

۳۔ و طھّر ك مطابق

قل انما انا بشر مثلکم (الکھف : ۱۱۰)

و ما ارسلنا قبلك من المر سلين الا انهم ليا كلو ن الطعا م و يمشو ن فی ا لاسواق(الفرقان : ۲۰)

چونکہ مریم بشروں ہی میں سے تھیں اس لئے اس جگہ طہارت کا معنی وہی ہوسکتا ہے جو کہ بشروں کی شان کے مطابق ہو۔ پاخانہ پیشاب حیض ونفاس وغیرہ وغیرہ اس قسم کے بشری عیبوں ونقصانوں سے ہرگز ہرگز وہ پاک نہیں تھیں۔ ہاں البتہ ایمانی خباثت ونجاست وشقاوت و بغاوت سے من کل الوجوہ ہر طرح اور بالکل وہ پاک اور صاف تھیں۔

۴۔ علی نساء العا لمین ۔اس جگہ العا لمین کاالف لام عوض مضاف الیہ ہے۔

۵ ۔ الرا کعین میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی کتاب اللہ ہے۔

۶ ۔ الغیب ۔ میں بھی الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی کتاب اللہ ہے۔

۷ ۔ المسیح میں الف لام استغراقی صفاتی ہے جس کا معنی ،نہایت ہی بڑھ کر ہرطرح ، ہے۔

۸ ۔و جیھاً میں تنوین تعظیم وتکثیر کے لئے ہے۔

۹۔الد نیا میں الف لام عہدی حضوری ہے جس کا معنی ،اس ، ہے۔

۱۰۔ المقرّ بین میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی اللہ تعالی ہے۔

۱۱ ۔ یکلّم النّاس میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جسکا معنی اپنی قوم ہے۔

اس بیان کی تفصیل وتشریح دوسری جگہ قرآن مجید میں مذکور وموجود ہے۔ کما

قال تبارک وتعالیٰ:

و اذ کر فی الکتا ب مر یم اذ ا نتبذ ت من اھلھا مکا ناً شر قیّاً۔ فا تّخذت من دو نھم حجا باً فار سلنا الیھا رو حنا فتمثّل لھابشراً سو یّاً ۔ قا لت انّی اعو ذ بالرّ حمن منك ان کنت تقیّاً ۔ قا ل انّما انا رسو ل ر بّكِ لِأَھب لكِ غلا ماً زکیّاً ۔ قا لت انّی یکو ن لی غلا م و لم یمسسنی بشر و لم اك بغیّاً ۔ قا ل کذ لكِ قا ل ربّك ھو علیّ ھیّن و لنجعله ء ا یة للناس و ر حمة منّا و کان امراً مقضیاً ۔ فحملته فا نتبذ ت به مکا ناً قصیّاً ۔ فأجا ء ھا المخا ض الی جذ ع النّخلة قا لت یا لیتنی متّ قبل ھذا و کنت نسیاً منسیّاً ۔ فنا دا ھا من تحتھا ا لّا تحز نی قد جعل ربّكِ تحتكِ سر یّاً ۔ و ھزّی الیكِ بجذ ع النّخلة تساقط علیك ر طباً جنیاً۔ فکلی و اشر بی و قرّی عیناً فامّا تر ینّ من البشر ا حداً فقو لی انّی نذر ت للرّ حمن صو ماً فلن اکلّم الیو م انسیّاً ۔ فأتت به قو مھا تحمله قا لوا یا مر یم لقد جئت شیئاً فر یّاً ۔ یا ا خت ھا رو ن ما کان ابو كِ امرأ سو ء و ما کا نت امكِ بغیّاً ۔ فأشا ر ت الیه فقا لوا کیف نکلّم من کا ن فی المھد صبیّاً ۔ قا ل انّی عبد الله ء ا تا نی الکتا ب و جعلنی نبیّاً ۔ و جعلنی مبار کاً این ماکنت و او صا نی بالصلوۃ و الزکوۃ ما دمت حیّاً ۔ و برّا بو ا لد تی و لم یجعلنی جبّا راً شقیّاً والسلا م علیّ یو م و لد ت و یو م امو ت و یو م ابعث حیّاً۔ ذلك عیسی بن مر یم قو ل الحقّ الّذی فیه یمترو ن ۔ ما کا ن للّه ان یّتّخذ من ولد سبحا نه اذا قضی امراً فا نّما یقو ل له کن فیکو ن ۔ و انّ الله ر بّی و ربّکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم ۔ فا ختلف ا لا حزا ب من بینھم فو یل للذین کفروا من مشھد یو م عظیم ۔ اسمع بھم و ابصر یو م یأتو ننا لکنّ

الظا لمو ن الیو م فی ضلا ل مبین (مریم:١٦۔٢٨)
اور اے پیغمبر ذکر کر (یعنی لکھ) تو بیچ اس کتاب (قرآن) کے مریم کا حال کہ تحقیق کنارہ ہوئی وہ اپنے لوگوں سے ایک علیحدہ مکان میں جو کہ مسجد کے مشرق میں تھا۔ پھر اس نے بنا لیا ان لوگوں کی طرف سے کوئی پردہ اپنے لئے۔ پس بھیجا ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتہ جبریل کو (براہ زکریا کے) تو شکل نظر آئی مریم کو ایک نامحرم شخص کی جو کہ بالکل پورا آدمی تھا (کوئی بچہ وغیرہ نہ تھا۔ اس کو دیکھ کر مریم) کہنے لگی کہ تحقیق میں پناہ مانگتی ہوں ساتھ مدد اللہ تعالی کے تجھ سے اگر چہ تو ہووے بھاری پرہیز گار بھی۔ جبریل نے (بذریعہ زکریا نبی) کہا کہ میں تو بس تیرے پروردگار کا ہی بھیجا ہوا (فرشتہ) ہوں اس لئے کہ ضرور ہی تجھ کو بشارت سنا جاؤں ایک عظیم الشان فرزند کی جو بالکل پاک خصلتوں والا ہوگا۔ (اس پر) مریم بولی کہ کون سی صورت سے ہو جاوے گا میرے ہاں وہ عظیم الشان لڑکا حالانکہ نہیں چھوا مجھ کو نکاح والے کسی مرد نے اور نہیں ہوئی ہے مجھ سے بالکل بدکاری۔ (جبریل نے بذریعہ زکریا کے) کہا کہ وہ پیدا ہو جائے گا بیچ اسی غیر معمولی حالت کے کیونکہ فرمایا ہے رب تیرے نے کہ یہ غیر معمولی طور پر پیدا کرنا بھی ہمارے اوپر بالکل ہی آسان ہے اور (اس میں حکمت یہ ہے کہ) کریں گے ہم اس کو نشان قدرت اپنی کا واسطے تمام لوگوں کے اور وہ ہوگا (لوگوں کے حق میں) بھاری رحمت (کا ذریعہ) ہماری طرف سے اس واسطے کہ ہوتا ہے ہر ایک ارادہ میرا ضرور ہی پورا ہو چکا ہوا۔ پس فوراً مریم کو حمل ہو گیا اس بیٹے کا سو اسی وقت وہ کنارہ ہوئی واسطے وضع کرنے اس حمل کے اپنے گھر میں بالکل الگ جگہ پر پس لے آئی اس کو حاجت اپنے جننے کی وہیں کے ایک درخت کھجور کی جڑھ میں (جب اس کو بچہ پیدا ہو گیا تو شرم ساری کے مارے) کہنے لگی کہ اے کاش! میں مردہ ہوتی پہلے اس (عار و شہرت) کے اور ہو جاتی میں بالکل بھولی ہوئی۔ اور ہر طرح سے بسری ہوئی۔ اور آواز دی اس کو (اسی نوزائیدہ بچے عیسی نے) اس کے نیچے سے یہ کہ (میرے سبب سے) تو آزردہ خاطر نہ ہو کیونکہ تحقیق پیدا کیا ہے تیرے پروردگار

نے تیرے نیچے سردار دین کا اور ہلا اپنی طرف کو اچھی طرح سے اس درخت کھجور کی جڑھ کو تا کہ گرا وے وہ تجھ پر بہت ہی عمدہ اور بالکل تازہ بتازہ کھجوریں۔ پس کھا اور پی اور مجھے دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر۔ پھر اگر تو دیکھے اپنے آدمیوں میں سے کسی بڑے سے بڑے آدمی کو بھی تو خالی اشارہ ہی کر دیجئو کہ تحقیق میں نے منت مان رکھی ہے واسطے اللہ تبارک وتعالی کے بات چیت نہ کرنے کی۔ سو ہرگز نہ بات چیت کرونگی میں آج کے دن کسی بڑے سے بڑے انسان سے بھی۔ پس اسی وقت لائی اس (بچہ کو) اپنی قوم کے پاس گود میں لئے ہوئے۔ وہ لوگ (دیکھتے ہی) کہنے لگے کہ اے مریم! تحقیق تو لے کر آئی ہے یہ حقیر چیز جو نہایت ہی بدتر ہے اے بہن ہارون کی۔ نہ تھا باپ تیرا ہرگز برا آدمی اور نہیں تھی ماں تیری بالکل بدکار (تجھ سے یہ بدکاری کیوں ہوئی)۔ پس اشارہ کیا مریم نے اپنے بچہ کی طرف (کہ اسی سے پوچھ لو)۔ وہ بولے کہ ہم کیونکر بات کریں اس سے جو ہے تیری گود میں بالکل تازہ جنا ہوا بچہ۔ (اس پر وہ بچہ عیسی خود ہی) بول اٹھا کہ تحقیق میں بندہ ہوں اللہ تعالی کا وہ دے گا مجھ کو کتاب اپنی (انجیل) اور مجھ کو بنائے گا نبی اپنا اور کرے گا مجھ کو بڑی برکت والا جہاں کہیں کہ میں رہوں۔ اور حکم دیوے گا مجھ کو ضرور ہی کتاب اللہ کی نماز اور اسی کی بتائی ہوئی زکوۃ کا جب تک کہ میں زندہ رہوں آخر دم تک، اور بنائے گا مجھ کو نہایت ہی بڑھ کر خدمت گزار اپنی ماں کا اور نہیں ہونے دے گا ہرگز مجھ کو سخت و بے رحم دل اور کسی طرح بھی بدعمل۔ اور رحمت اللہ تعالی کی ہے مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں۔ اور جس دن میں اٹھایا جاؤنگا بالکل زندہ ہو کر۔ یہی بچہ غیر معمولی طور سے پیدا کیا ہوا عیسی بیٹا مریم کا ہے۔ قبول کرو تم قول اللہ تعالی کا اس عیسی کے حق میں جس کی پیدائش کے بارہ میں لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ نہیں شایان ہرگز اللہ تعالی کو یہ کہ بناوے کسی طرح کوئی فرزند اپنا۔ وہ ہر طرح پاک ہے جب وہ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے اور کوئی بات نہیں کہ صرف ارادہ ہی کرتا ہے اس کا کہ ہو پس وہ کام ہو جاتا ہے۔ اور

(عیسی نے یہ بھی کہا) کہ تحقیق اللہ میرا پروردگار ہے اور تمہارا بھی وہی پروردگار ہے پس صرف اسی کی ہی تعظیم کرو۔ یہی راستہ ہے اللہ تعالی کا جو کہ ہر طرح سیدھا اور پختہ ہے۔ پھر بھی اختلاف کرتے ہیں گروہ یہود و نصاری وغیرہ کے آپس میں۔ پس عذاب دوزخ ضرور ہی ملے گا۔ ان لوگوں کو جو کافر ہوتے ہیں عیسی کے بارے میں بیچ حاضری دن قیامت کے جو بہت ہی بڑا سخت عذابوں والا ہوگا۔ یہ لوگ کیسے ہی بڑھ کر سنتے ہوں گے اور کیسے ہی بڑھ کر دیکھتے ہوں گے۔ جس دن آئیں گے ہمارے حضور میں لیکن یہ ظالم لوگ آج کے دن بھٹک رہے ہیں باطل پیشواؤں کی گمراہی میں جو بالکل کھلی ڈھلی ہے۔

حواشی متعلقہ آیات مندرجہ بالا

۱۔ و اذکر فی الکتاب مریم۔ تمام قرآن مجید میں جہاں کہیں واذکر فی الکتاب مذکور ہے، وہاں سب جگہ محض لکھنا ہی مراد ہوتا ہے کیونکہ کتاب میں ذکر کرنا سوائے لکھنے کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ اس میں مخاطب محمد رسول اللہ ﷺ ہیں خاص ان ہی کو حکم ہوا ہے کہ اپنے ہاتھوں ہی سے مریم کا حال اس قرآن مجید میں درج کر لیں۔ اس سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ آپ ہی نے خود اپنے ہاتھ سے قرآن مجید کو لکھا ہے اس بیان کی تفصیل وتشریح میں بذیل آیت ذلك الكتاب لا ريب فيه مفصل وشرح تحریر ہوچکی ہے وہاں دیکھ لو۔

۲۔ اذ انتبذت من اهلها مكاناً شرقياً اس جگہ مکاناً میں تنوین واسطے افراد کے ہے اس واسطے یہاں اس لفظ کے معنی ایک علیحدہ مکان ہیں۔

اور شرقیاً میں تنوین عوض مضاف الیہ ہے جس کے معنی مسجد ہیں۔

ج۔ حجاباً میں تنوین عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی اپنے لئے ہے۔

د۔ فارسلنا روحنا اس کی تفصیل وتشریح دوسری جگہ قرآن میں موجود ہے:

قل نزله روح القدس من ربك۔ (النحل ۱۰۲)۔

نزل به الروح الامین۔ (الشعراء: ۱۹۳)۔

غرضیکہ آیات قرآن سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ اس جگہ روح سے

مراد خاص جبریل ہی ہے اور بس۔

۵۔ اس جگہ الفاظ ، بذریعہ زکریا ، کی قید لگانی اشد ضروری ہے کیونکہ ذیل کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ روح القدس نے مریم کو بیٹے کی بشارت دی اور بیٹے کے حالات اسی رکوع چہارم وپنجم میں پے در پے متصل ذکر کئے گئے جو کہ سب کے سب بطور پیش گوئیوں کے مغیبات میں سے ہیں۔ مریم کا ہرگز حق نہ تھا کہ اس کو بالا بالا براہ راست بلاواسطہ زکریا ، جبریل یہ پیش گوئیاں بتاتا یا سناتا کیونکہ یہ خاص رسل انبیاء کا حق ہوتا ہے اور جملہ رسل انبیاء رجال ہی ہوئے ہیں کوئی ان میں سے عورت پیغمبر نہیں ہوئی چونکہ بی بی مریم بھی ایک عورت تھی اس لئے وہ ہرگز رسول نہیں ہوسکتی۔ جب کہ پیش گوئیاں خاص رسل انبیاء کا حق ہوا تو پھر مریم کس طرح اس عہدہ رسالت کی مستحق ہوسکتی ہے کلا وحاشا ہرگز نہیں۔

اب وہ آیات لکھی جاتی ہیں جن سے اس مدعا کا ثبوت ملتا ہے

وما ار سلنا من قبلك الا ر جا لًا نو حی الیهم فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمو ن (النحل: ٤٣)

عا لم الغیب فلایظهر علی غیبه ا حداً ۔ الا من ار تضی من رسو ل (الجنّ: ٢٦-٢٧)

و ما كا ن اللّه لیطلعكم علی الغیب و لكنّ الله یجتبی من رسله من یشاء (آل عمرا ن :١٧٩)

آیات مذکورہ بالا سے اظہر من الشّمس طور پر ظاہر و باہر ہے کہ جملہ رسل انبیاء تمام معشر الجن والانس سے خاص اور صرف رجال ہی ہوتے ہیں کبھی کوئی عورت کسی طرح بھی پیغمبری و رسالت کی مستحق نہیں ہوئی۔ اور یہ بھی ظاہر و باہر ہے کہ سوائے اللہ کے رسول کے کسی غیر پر مغیبات کا اظہار و انکشاف کبھی نہیں ہوا۔ حتی کہ جملہ معشر الجن والانس و ملائکہ مقربین الملاء الاعلی میں سے سوائے رسل انبیاء کے اور کوئی شخص اس بات کا مستحق نہیں ہوسکتا کہ اس کو کسی امر کی نسبت بذریعہ پیش گوئی کوئی آئندہ حال بتایا جائے پس بذریعہ عین الیقین وحق الیقین ثابت ہوتا ہے کہ مریم کو بواسطہ زکریا کے ہی سب کچھ کہا گیا اور بس۔

ایسا ہی حال ظاہر ہے آیات ذیل سے

ما منعك الّا تسجد اذ امر تك۔ قا ل انا خير منه خلقتنى من نار و خلقته من طين (الاعراف ؛ ۱۲)

۲ ۔ ء لآ ن و قد عصيت قبل و كنت من المفسدين۔ فا ليو م ننجيك ببد نك لتكو نن لمن خلفك آ ية (يو نس:۹۲)

۳۔ و اوحينا الى ام موسى ان ار ضعيه (القصص :۷)

٤۔و اذ او حيت الى الحوا ريين ان آ منوا بى و برسو لى (الما ئدة : ۱۱۱)

جملہ آ یا ت مذ کورہ با لا سے بعبا رت النص قر آ ن مجید ثا بت ہے کہ غیرو ں کے ساتھ اللہ تعا لی کی با ت بذ ر یعہ رسل انبیاء کے ہوا کر تی ہے اور بس ۔ بوجہ من الو جوہ کو ئی شخص ہر گز مستحق نہیں ہوسکتا کہ اس کے سا تھ بلا وا سطہ با ت چیت ر با نی ہو ۔

فتمثّل لها بشراً سو يّاً۔ اس جگہ بشراً میں تنو ین نو عیت کے لئے ہے جس کے معنی نا محرم ہیں اور سو یّاً میں تنو ین حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کے معنی با لکل ہیں ۔یعنی نہ تو وہ لڑ کا تھا اور نہ ہی بوڑ ھا ضعیف ۔ ور نہ وہ اس طرح سے اس کو نہ جھڑ کتی ۔

سوا ل : بذ ر یعہ زکر یا ہی مر یم کو یہ بشا رت کیو ں نہ سنا ئی گئی اور جبر یل بذات خود ان کے سا منے کیوں حا ضر ہو ئے ۔

جوا ب : مر یم سے اس حا لت غیر معمو لہ میں فر زند کا بلا با پ کے پیدا ہو نا نہا یت ہی بڑ ھ کر خوارق عا د ت تھا اور ہر گز معمو لی طور پر نہ تھا۔ اگر با لفرض بذ ر یعہ زکر یا اس کو بشارت دی جا تی تو اس قدر اس کی تسلی و اطمینا ن نہ ہوتا جس قدر کہ اس کو جبر یل کو د یکھ کر اور اپنے کا نو ں سے ان کی بشارت سن کر ہوا ۔

پس رب العا لمین نے بمقتضا ئے تر بیت و مصلحت یہی خا ص صورت معین و مقرر فر ما ئی تا کہ مر یم خود ہی آ نکھوں سے انہیں د یکھ لے اور اپنے کا نو ں سے ان کی بشارت کو سن لے ۔اور خا ص یہی مصلحت و حکمت ر با نی ہے، ور نہ بلا ریب صرف بذر یعہ زکر یا ہی مر یم کو بشارت دی جا تی جبر یل ہر گز اس موقع پر حا ضر نہ ہو تے اور نہ

ان کو مریم دیکھنے پاتیں۔

یہ بھی احتمال تھا کہ اگر ناگاہ مریم کو حمل ہو جاتا سوائے دیکھنے جبریل اور ان کی کلام سننے کے، تو وہ بباعث اس کی شہرت وشرم ساری و بدنامی و عار کے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنے لگتیں۔ یا کہ حمل مذکور کو گرانے کی فکر کرتیں وغیرہ۔

اس قسم کے احتمالات کا مظنہ بھی ہوسکتا تھا۔ علیم بذات الصدور نے خود ہی مرحمت ومکرمت فرمائی یعنی اس کو اپنی آنکھوں ہی سے جبریل کو دکھا دیا اور اس کے اپنے کانوں ہی سے ان کی بشارت کو سنوا دیا۔

تقیّاً میں تنوین تعظیم کے لئے ہے جس کے معنی بھاری ہے۔

غلاماً زکیا میں غلاماً کی تنوین تعظیم کی ہے اور زکیّاً کی موکدات حکم میں سے۔

و لم یمسسنی بشر۔ میں بشر کی تنوین عوض مضاف الیہ ہے۔

و لم اك بغیّاً۔ میں بغیاً کی تنوین موکدات حکم سے ہے۔

ھو علی ھیّن میں ھین کی تنوین موکدات حکم میں سے ہے۔

آیۃً للنّاس میں آیۃً کی تنوین عوض مضاف الیہ ہے۔

ورحمۃً مّنّا میں رحمۃ کی تنوین تعظیم کی ہے۔

وکان امراً مقضیاً میں امراً کی تنوین عوض مضاف الیہ ہے اور مقضیّاً کی تنوین حروف موکدات میں سے۔

مکاناً قصیاً میں مکاناً کی تنوین عوض مضاف الیہ ہے اور قصیاً کی تنوین موکدات سے۔

المخاض میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے۔

جذع النّخل میں النّخلہ کا الف لام عہدی حضوری ہے۔

نسیاً منسیّاً میں ہر دو تنوینیں موکدات سے ہیں۔

سریاً کی تنوین عوض مضاف الیہ ہے۔

رطباً جنیّاً میں رطباً کی تنوین تعظیم کی ہے اور جنیّاً کی تنوین موکدات سے ہے۔

من البشر احداً میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے اور احداً کی تنوین تعظیم کی ہے۔یعنی اگر بالفرض تیرا باپ زکریا بھی بذات خود تیرے پاس تشریف لائیں اور تجھ سے کچھ دریافت کریں، تو ہرگز ہرگز ان کے ساتھ بھی تو کچھ بات چیت نہ کرنا ۔چہ جائے کہ عوام الناس میں سے کوئی شخص تم سے کچھ آکر پوچھے۔

الیوم انسیّاً یہاں انسیّاً میں بھی تنوین وہی تعظیم کی ہے جو کہ احداً میں مذکور ہوئی ہے۔الیوم میں الف لام عہدی حضوری ہے۔

لقد جئت شیئا فریّاً اس جگہ شیئاً کی تنوین تحقیر کیلئے ہے اور فریّاً کی تنوین موکدات حکم سے ہے۔

آتانی الکتاب سے لے کر ذلك عیسی بن مریم کے مابین جس قدر صیغے ماضی کے ذکر کئے گئے ہیں صرف تحقق وقوع کے لئے ذکر ہوئے ہیں۔قرآن مجید میں یہ صفت مجاز بکثرت موجود ہے۔بطور مشت نمونہ خروار چند آیات قیامت کے بارہ میں جو نازل ہیں اس جگہ لکھی جاتی ہیں: کما قال اللہ تبارک وتعالی

ونادی اصحاب الجنّة اصحاب النّار ۔ (الاعراف:٤٤)

ونادی اصحاب النّار اصحاب الجنّة ، (الاعراف:٥٠)

ونادی اصحاب الاعراف (الاعراف:٤٨)

کذلك وزوّجناهم بحور عین (الدخان: ٥٤)،

وحلوا اساور من فضه ، (الدهر:٢١)

کمن هو خالد فی النّار وسقوا ماء حمیماً (محمد: ١٥)

وغیرہ بہت سی آیات بینات قیامت کے بارہ میں بصیغہ ماضی مذکور وموجود ہیں۔اولوا الابصار خود ہی قرآن مجید سے ملاحظہ کر سکتے ہیں کتاب مطول ومختصر المعانی میں مستقل طور پر اس مسئلہ کا بیان ایک خاص باب قائم کرکے لکھا ہوا ہے غرض کہ جہاں کہیں متکلم کو فصیح بلیغ تحقق وقوع مدنظر ہو تو وہاں ضروری وہ بجائے مضارع مستقبل کے صیغہ ماضی استعمال کرتا ہے چونکہ قرآن مجید بھی فصاحت وبلاغت میں من کل الوجوہ ہر طرح بے مثل وبے نظیر ہے، اس میں بھی بہت جگہ بجائے مضارع مستقبل کیصیغہ ماضی بغرض تحقق وقوع مستعمل ہوا ہے ویسا ہی مانحن فیہ آیت آتانی الکتاب واجعلنی

نبیاً تمام آیت میں جو صیغہ ہائے ماضی بجائے مستقبل بغرض تحقق وقوع مستعمل ہوئے ہیں ورنہ اس حالت میں تو نہ تو آپ کے پاس کتاب تھی اور نہ ہنوز کوئی نبوت ہی ملی تھی جملہ معشر الجن والانس میں سے کوئی شخص بھی چالیس سال سے پہلے پہلے مستحق نبوت ہرگز ہرگز نہیں ہوا: کما قال اللہ تعالیٰ:

و ما ار سلنا من قبلك ر جا لًا نو حی الیهم فا سئلوا اهل الذ کر ان کنتم لا تعلمو ن۔ (النحل: ۴۳)

ر جا لًا میں تنوین موکدات حکم میں سے ہے یعنی من کل الوجوہ کما حقہ اتم و اکمل طور پر رجل ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل دوسری جگہ موجود ہے۔ حتی ا ذا بلغ اشده و بلغ ار بعین سنة۔ کو دیکھو اور پڑھو

حیّاً کی تنوین موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی آخر دم تک ہے۔

و لم یجعلنی جباراً شقیا۔

جباراً اور شقیا میں ہر دو تنوینیں موکدات میں سے ہیں۔

و یو م ابعث حیّا۔ اس جگہ حیا میں تنوین موکدات حکم میں سے ہے۔

خلاصہ آیات بالا:۔

آیات بالا مذکورات سے عبارت نص قرآن مجید صریح وصاف اتم واکمل طور پر ظاہر و باہر ہے کہ جس روز عیسی پیدا ہوئے خاص اسی روز اور اسی دن انہوں نے اپنی قوم کے لوگوں کے ساتھ بطور معجزہ وخوارق عادت نہایت ہی عمدہ کلام یعنی بات چیت کی جو کہ طاقت وقدرت انسانی سے ایسی حالت صغرسنی میں کرنی محال بلکہ ناممکن ہے۔ بطور پیش گوئی جبریل نے بحکم عالم الغیب والشہادت علیم بذات الصدور مریم کو آگاہ کیا اور فرمایا و یکلّم الناس فی المهد یعنی اول ہی روز بطور خوارق عادت وہ تیری قوم کے لوگوں کے ساتھ کلام یعنی بات چیت کرے گا اور لوگوں کے بہتان وافتراء ونفرت وحیرت کو من کل الوجوہ دفع ورفع فرمائے گا۔ چنانچہ ویسا ہی ہوا جیسا کہ پارہ ۶ کی آیات سے اظہر من الشّمس ہو چکا ہے ایسی حالت ناچاری وخاکساری میں کلام یا بات چیت کرنی عیسی ہی کا خاصہ ہے۔ ماسوائے آپ کے جملہ رسل انبیاء میں سے اور کسی شخص کو اس قسم کا معجزہ وخوارق عادت ہرگز ہرگز ظاہر نہیں ہوا۔

تلك الرّسل فضّلنا بعضهم علی بعض منهم من کلّم اللّٰہ و رفع بعضھم در جا ت و ء اتینا عیسی بن مر یم البیّنا ت و ایّد نا ہ برو ح القدس.. (البقرۃ : ۲۵۳)

المھد میں میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی ، تیری ، ہے۔

و کھلاً میں تنو ین تعظیم کے لئے ہے جس کا معنی عظیم الشان جلیل القدر ہے۔

مطا بق

اللہ نزّ ل ا حسن الحد یث کتا باً متشا بھاً مثا نی تقشعرّ منہ جلو د الذین یکشو ن ر بھم .. (الز مر :۲۳)

چونکہ قر آ ن مجید کا یہ بھی بھاری دعوی ہے کہ جملہ آ یا ت اس کی آ پس میں مطابق وموا فق ومصدق ملتی جلتی ہو تی ہیں، اس لئے اس جگہ ما نحن فیہ آ یت و یکلم الناس فی المھد میں بھی منا سبت ومشا بہت کو مد نظر ر کھنا اشد ضروری ہے۔ یعنی بعبارت النص قر آ ن مجید قطعی اور یقینی طور پر یہ ثا بت ہے کہ جس طرح یکلم الناس فی المھد کی پیش گو ئی با لکل خوارق عا دت و بطور معجز ہ ہے، اسی طر ح و کھلاً کی بھی پیش گو ئی بدرجہ عین الیقین وحق الیقین با لکل خوارق عا دت و بور معجزہ مذکور ہو ئی ہے جو کہ جملہ رسل انبیاء میں سے کسی شخص کو بھی یہ فضیلت مرحمت ومکر مت ہر گز ہر گز نہیں ہوئی ۔صرف عیسی ہی کو اس فضیلت کا محل ومورد ٹھہرا یا گیا ہے۔

معمو لی کھل میں تو سب لوگ کلام لو گو ں کے سا تھ کر تے ر ہتے ہیں۔ دہر یہ، آ ریہ، مجوسی ، یہودی، عیسا ئی ،آ ر یہ و غیرہ ہر ایک بشر اپنے خو یشو ں اور غیروں کے سا تھ تما م تا م طور پر با ت چیت کر تا ر ہتا ہے ،اور کسی شخص کی اس میں کو ئی خصوصیت نہیں ۔ پس اگر با لفرض معمو لی کھل میں عیسی بھی لو گو ں سے کلام کر یں تو کون سی خصوصیت عیسی کی ہو گی ۔ بلکہ معا ذ اللہ حا شا للہ ایسی معمو لی بات کی پیش گو ئی کر نی تو سرا سر فضول ولغو اور بے ہودہ پن میں دا خل ہے۔کلا و حا شا ۔ یہ وہم وخیال کرنا ہر گز ہر گز درست و جا ئز نہیں بلکہ سرا سر سفا ہت ہی سفا ہت ہے۔ منصف مزا ج حق پر ست خود تد بر و تفکر کر سکتا ہے کہ یہ کو ئی عجیب وغر یب کھل ہے جس میں یا جس سے فضیلت عیسی تصور کی جا ئے اور ان کی ما ں مر یم کو بذر یعہ جبر یل پیش گو ئی و بشارت

سنائی جائے چونکہ قرآن مجید کا یہ بھی بھاری دعوی ہے کہ جملہ آیات کی تفصیل وتشریح خود ہی رب العالمین نے فرما دی ہے۔ کما قال تعالیٰ:

قد فصلنا الآ یات لقوم یعلمون (الانعام:۹۷)۔

و لقد جئنا هم بکتاب فصّلناه علی علم هدی و رحمة لقوم یؤمنون (الاعراف:۵۲)،

کتاب احکمت آیاته ثمّ فصّلت من لّدن حکیم خبیر (هود:۱)

پس آیات بالا مذکورات سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ رب العالمین نے خود ہی تمام آیات کی تفصیل وتشریح اتم واکمل طور پر کردی ہے۔ سواب کھلا کی تفصیل وتشریح بھی صرف قرآن مجید ہی سے دریافت کرنی اوجب وافرض ہے۔

وعد الله حقاً ومن اصدق من الله قیلا (النساء:۱۲۲)۔

ومن اصدق من الله حدیثاً، (النساء:۸۷)

اور: فبایّ حدیثٍ بعد الله و آیاته یؤمنون (الجاثیة:۶)۔

اولم یکفهم انّاانزلنا علیك الکتاب یتلی علیهم (العنکبوت:۵۱)

غرض کی اس کی تفصیل وتشریح دوسری جگہ قرآن مجید میں جماحقہ اتم واکمل طور پر مذکور وموجود ہے

برہان وفرقان اول:

کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ:

انّ هذا القرآن یقصّ علی بنی اسرائیل اکثر الذی هم فیه یختلفون۔ و انّه لهدی و رحمة للمومنین۔ انّ ربّك یقضی بینهم بحکمه و هو العزیز العلیم۔ فتوکّل علی الله انّك علی الحقّ المبین۔ انّك لا تسمع الموتی و لا تسمع الصّمّ الدّعاء اذا ولّوا مدبرین۔ و ما انت بهادی العمی عن ضلالتهم ان تسمع الّا من یؤمن بآیاتنا فهم مسلمون۔ و اذا وقع القول

علیهم اخرجنا لهم دابة من الارض تکلّمهم انّ النّاس کانوا بآیاتنا لا یوقنون (النمل : ۷۶-۸۲)

تحقیق یہ قرآن مجید ظاہر کرتا ہے بنی اسرائیل (یہود و نصاریٰ پر) بہت سی ایسی باتیں جن میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ سابقہ کتب منزلہ من اللہ کی ...اور سنو کہ جس وقت قریب الوقوع ہوگا وعدہ قیامت کا بنی اسرائیل وغیرہ لوگوں پر ظاہر کریں گے ہم واسطے تردید کرنے ان (افراط و تفریط کے) عظیم الشان آدمی زمین پر چلنے پھرنے والا، ان کے ملک میں اور وہ وعظ و نصیحت کرے گا ان کو کہ تمہارے فرقہ کے لوگ ہم رسولوں کی تبلیغ کردہ آیات کتاب اللہ پر یقین نہیں رکھتے تھے۔

چونکہ ماقبل انّ هذاالقرآن یقص علی بنی اسرائیل رکوع ہذا ہی میں بنی اسرائیل کا ذکر ہے اور باقی آیات قرآن مجید سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ بنی اسرائیل سے مراد ہر دو فرقہ یہود و نصاریٰ ہی ہوتے ہیں، تو منجملہ ان کے اختلافوں کے جو وہ سابقہ کتب منزل من اللہ میں کرتے ہیں، ایک یہ اختلاف بھی ہے کہ عیسیٰ کے بارہ میں ہر دو گروہ افراط و تفریط میں پڑے ہوئے ہیں۔

فرقہ یہود تو آپؑ کے حق میں سخت توہین و تفریط کرتے ہیں۔ معاذ اللہ حاشا للہ آپ کے حق میں سخت بدزبانی و بدکلامی کی باتیں بکتے ہیں۔ چہ جائے کہ رسالت و نبوت کے قائل ہوں۔ بلکہ بجائے اس کے بہت کچھ بیہودہ گوئی و بدزبانی کرتے رہتے ہیں۔

اسی طرح دوسرا فرقہ قوم نصاریٰ کے لوگ بھی آپؑ کی شان کی نسبت نہایت ہی بڑھ کر افراط میں پڑے ہوئے ہیں۔ کما قال تبارک وتعالیٰ :

لقد کفر الذین قالوا انّ الله ثالث ثلاثة (المائدة:۷۳)

اور : و قالت النصاری المسیح ابن الله ـ

چونکہ قرآن مجید کا یہ بھاری فرض ہے کہ بنی اسرائیل کے ہر دو مذکورہ بالا فرقے یہود و نصاریٰ کی مخالفت کو رفع دفع کرے اور ان کو ہدایت وارشاد الصراط المستقیم کی فرمائے مطابق :

ان ھذا القر آ ن یقصّ علی بنی اسرا ئیل اکثر الذی ھم فیه یختلفو ن۔(النمل :۷٦)

سو حضرت عیسی کے بارہ میں بھی رب العالمین نے ہر دو فرقوں کی غلطی و افراط وتفریط کو رفع دفع فرمایا۔اور کہا:

و اذا وقع القو ل علیھم ا خر جنا لھم دا بة من ا لا رض تکلّمھم انّ النّاس کا نوا بآ یا تنا لا یو قنو ن (النمل :۸۲)

یعنی قرب قیامت میں عیسی کو ہم ظاہر کریں گے اس لئے کہ وہ بنی اسرائیل (یہود و نصاری) کی خباثت ونجاست کو مردود ومطرود کرے اور ان کو کتاب اللہ المجید کی آیات پڑھ کر سنا دے تا کہ وہ شرمسار و ذلیل وخوار ہوں ۔اور یہودیوں کو بھی بکوشش بلیغ حتی المقدور کما حقہ اتم واکمل طور پر توبیخ وتبکیت کریں گے تا کہ ان کی وہ تفریط وتوہین بالکل مرجوم وملعون ہو جائے اور اسی طرح قوم نصاری کو بھی آیات کتاب اللہ پڑھ کر وعظ و نصیحت فرماویں گے تا کہ ان کی افراط اور مشرکانہ خیالات سب کے سب مردود ومطرود ہو جاویں۔غرض کہ قرآن ہی سے ہر دو فریقین یہود ونصاری کو ہدایت وارشاد فرمائیں گے اور ان کے باطل خیالات کی پوری پوری تردید وتکذیب کریں گے۔

سوال: عیسی کو دا بة کہنے میں کون سی حکمت ومصلحت ربانی قرآنی ہے۔

جواب: چونکہ نصاری لوگ بباعث جہالت وسفاہت آپ کو ابن اللہ و ثالث ثلا ثه وہم وخیال کرتے ہیں اس لئے رب العالمین نے لفظ دا به بجائے عیسی بن مریم کے ذکر فرمایا تا کہ عباد الرحمٰن عموماً وخصوصاً سب لوگوں کو اظہر من الشّمس ہو جائے کہ نصاری کا یہ وہم وخیال سراسر باطل ہے کیونکہ وہ باقی بنی آدم کی طرح مثل خصوصاً بنی اسرائیل میں سے صرف ایک عظیم الشان آدمی زمین پر چلنے پھرنے والا ہی ہے اور بس ۔ بوجہ من الوجوہ اس میں کسی طرح ذرہ بھر بھی مظنہ الوہیت وغیرہ کا ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ وہ صرف ایک بندہ عاجز انسان ہی انسان ہے۔

علی ہذا القیاس یہودیوں کو بھی لفظ دا به میں شرمسار کیا گیا ہے کہ وہ تو تمہاری مثل تم میں سے ہی ایک بنی آدم ہے جو تمہاری ہی طرح زمین پر چلنے پھرنے والا ہے،بوجہ من الوجوہ کسی طرح تم سے عزت وشان میں کم درجہ کا نہیں ہے۔ جس

قدر تم بیہودہ گوئی و بدکلامی وتوہین وتفریط اس کے حق میں کرتے ہو، وہ سراسر تمہاری خباثت ونجاست ہی کا ثمرہ ونتیجہ ہے۔

اگر بالفرض بجائے اخرجنا لھم دابة من الارض کے اخرجنا لھم عیسی ابن مریم من الارض ہوتا تو اس قدر فریقین کو تعریض وتوبیخ وتبکیت وتنبیہ نہ ہوتی۔

غرض کہ لفظ دابة ذکر کرنے میں نہایت ہی بڑھ کر بھاری حکمت ربانی ہے جو کہ ذکر کی گئی ہے کیونکہ جملہ کتب منزلہ من اللہ کا خلاصہ یہی ہوتا ہے کہ اللہ الصمد۔ لم یلد و لم یولد۔ و لم یکن لہ کفوا احد کی توحید وتحمید وتسبیح و تقدیس عباد الرحمٰن پر ظاہر ہو۔

لفظ دابة ذکر کرنے میں بھی بھاری توحید و تقدیس رب العزت کی ہے کہ عیسی من کل الوجوہ ہر طرح ظاہراً و باطناً بندہ عاجز انسان ہی انسان ہیں۔ ان میں فضیلت صرف یہی ہے کہ وہ اللہ تعالی کے رسول ہیں۔ جس طرح کہ اور رسل انبیاء بھی سب کے سب بشر ہی بشر اور انسان ہی انسان تھے، اسی طرح عیسی بھی محض بشر ہی بشر ہیں۔ سوائے رسالت ونبوت کے ان میں اور کوئی زاید فضیلت وشرافت و بزرگی نہیں ہے۔

اولوا الالباب و اولوا الابصار خود ہی تدبر وتفکر وتفقہ کر سکتے ہیں کہ پیشگوئی و بشارت علام الغیوب رب العالمین کی جو بذریعہ جبریل مریم کو سنائی گئی یعنی و یکلّم الناس فی المھد و کھلا اس سے کچھ تو ظاہر ہو چکی۔ چنانچہ عبارت النص قرآن مجید سے و یکلّم النّاس فی المھد کے ترجمہ میں ہم تحریر کر چکے ہیں اور و کھلا کی پیش گوئی و بشارت آج تک ظاہر نہیں ہوئی۔

جملہ آیات قرآن مجید سے کسی جگہ بھی اشارۃً یا کنایۃً بھی وہم وخیال تک نہیں ہوسکتا کہ عیسی نے بطور معجزہ وخوارق عادت فی المھد کی مثل کلام لوگوں کے ساتھ غیر معمولہ کہولت کی حالت میں بھی کی ہو۔ ما سوائے اس صورت کے جو ... میں ذکر مذکور ہے اور کوئی بھی تخیل ومفہوم نہیں ہوسکتی خصوصاً آیت تکلمھم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون (النمل : ۸۲) سے تو قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا

ہے کہ وہ دابۃ بلا ریب اللہ کا رسول ہی ہوگا کیونکہ آیات کتاب اللہ کی اصلی تبلیغ کرنے والے رسل انبیاء ہی ہوتے رہے ہیں۔ آیات کتاب اللہ کی نسبت اصالتاً و استقلالاً بلا ریب رسل انبیاء ہی کی طرف ہوسکتی ہے۔ یعنی خاص وہی کہہ سکتے ہیں کہ ہماری تبلیغ کردہ آیات کتاب اللہ ما سوائے رسل انبیاء کے اور کون شخص اصالتاً واستقلالاً مدعی رسالت وتبلیغ کردہ آیات ہوسکتا ہے جو لوگ قرآن کو کلام الٰہی مانتے ہیں وہ تو خواہ مخواہ بلا چون و چرا اس بیان سے چنیں و چناں ولیت ولعل کر ہی نہیں سکتے کیونکہ وہ پیش گوئی و بشارت کھلاً والی جب تک خاص عبارت النص قرآن مجید سے ظاہر نہ ہو تب تک وہ پوری نہیں ہوگی اور وعدہ ربانی میں نقص وخلاف ماننا پڑے گا معاذ اللہ حاشا للہ! اگر کوئی شخص وہم وخیال بھی کرے کہ عیسی چونکہ کھلا کی حالت میں بھی کلام کرتے رہے تھے، اس لئے یہ پیش گوئی بھی پوری ہوچکی ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ جملہ بنی آدم بلکہ تمام رسل انبیاء خصوصاً نوح ہمیشہ اپنی حالت کھلا میں محل ومورد ہیں تو پھر عیسی کی بزعم سائل ومعترض کون سی خصوصیت ہوسکتی ہے جو کہ خوارق عادت وبطور معجزہ وپیش گوئی کی بشارت کی لائق ہو سکے کلا وحاشا۔ یہ وہم وخیال کرنا سراسر ثمرہ و نتیجہ نادانی وکم فہمی قرآن مجید ہی کا ہے اور بس۔ بدرجہ عین الیقین وحق الیقین عبارت النص قرآن مجید سے صریح وصاف طور پر ظاہر وباہر ہے کہ و یکلّم النّاس فی المھد و کھلا میں ہر دو کلام میں مروجہ ومعمولی طور پر نہیں ہیں بلکہ بلا ریب ہر دو کلام بطور معجزہ وخوارق عادت ہی بطور پیش گوئی مریم کو بشارت دی گئی ہے۔

بائے بسم اللہ سورہ فاتحہ سے لے کر سورہ الناس کے آخری سین تک جملہ آیات کتاب اللہ سے کسی جگہ اشارۃً یا کنایۃً وہم وخیال تک بھی نہیں ہوسکتا کہ و کھلا کی پیش گوئی ظہور میں آچکی ہو منصف مزاج حق پرست کو ناچار ومضطر و بے قرار ہوکر ماننا پڑے گا کہ و کھلا کی پیش گوئی اسی وقت ظاہر ہوگی جو کہ پارہ ۲۰ میں مذکور و موجود ہے کیونکہ اس کے متصل ہی مابعد تو قیامت ہی قیامت کا ذکر ہے یعنی یہ آیات مذکور ہیں:

و یوم نحشر من کل امۃ فوجاً ممن یکذّب بآیاتنا فھم یوزعون۔ حتی اذا جاء و قال أکذّبتم بآیاتی و لم تحبطوا

بها علماً امّا ذا کنتم تعملو ن ۔ ووقع القو ل علیهم بما ظلموا فهم لا ینطقون (النمل : ۸۳-۸۵)

ان آ یات با لا سے بعبارت نص قر آ ن صریح صاف طور پر ثا بت ہے کہ متصل ہی متصل قیا مت وقوع میں آ جا ئے گی ۔ پس اس حالت میں اس دا بۃ کے ظہور کے بعد تو ہر گز مظنہ و وہم وخیال نہیں ہوسکتا کہ پھر کسی اور وقت میں و کھلاً کی بشارت و پیش گو ئی ظا ہر ہو ۔ چونکہ و کھلاً کی پیش گو ئی کا ظا ہر ہو نا مطا بق

ان الله لا یخلف المیعا د (آل عمران:۹)

اور ما یبد ل القو ل لدیّ ۔(ق:۲۹)

اور لا تبد یل لکلما ت الله (یو نس ؛٦٤)

اور لا مبدل لکلما ته (الا نعام :۱۱۵)

کے نہا یت ضروری ہے اس لئے جملہ عبا د الرحمٰن پر او جب و افرض ہے کہ وہ خاص قر آ ن مجید ہی کو سوچیں اور سمجھیں ۔ اگر کسی جگہ سے معلوم ہو جا ئے کہ یہ پیش گو ئی پوری ہو چکی ہے تو فبہا ، ورنہ سوا ئے اس کے اور کیا سمجھا جا ئے کہ وہ پیش گو ئی ابھی تک ظا ہر پوری نہیں ہو ئی لیکن ضرور وہ آ ئندہ پوری ہو نے وا لی ہے ۔

ہاں اگر با لفرض قر آ ن مجید کو کلام الٰہی نہ ما نا جا وے اور کسی جھو ٹے متکلم کی گپ تصور کی جا وے اور کہا جا ئے کہ یہ بات ہی با طل ہے ، اور سر ے سے ہی اس کی بات کو جھوٹا اور لغو اور بے ہو دہ اور با طل سمجھا جا ئے ، تو پھر البتہ گنجا ئش ہو سکتی ہے کہ اس پیش گو ئی کو بھی جھوٹا اور با طل تصور کیا جا ئے ۔

ورنہ جو لوگ قر آ ن کو کلام الٰہی ما نتے ہیں ان کو تو خوا ہ مخوا ہ بلا چون و چرا ما ننا ہی پڑ ے گا کہ بلا ریب عبارت نص قر آ ن مجید سے صریح صاف طور پر ثا بت ہو تا ہے کہ عیسیٰ نے خوارق عا دت بطور معجزہ اپنی والدہ ما جدہ کی گو د میں فی الواقع و نفس الا مر کلام پر نظا م کی ہے ، خصوصاً خاص اسی دن میں کہ جس روز آ پ پیدا ہو ئے تھے اور اسی طرح خوارق عا دت بطور معجزہ عظیم الشا ن جلیل القدر کہل غیر معمولہ و عجیبہ میں بھی آ پ ضرور ہی کلام پر نظا م فر ما ئیں گے ۔

بوجہ من الو جو ہ کسی طرح ذرہ بھر بھی ما بین ان کلا موں کے فرق نہ ہو گا کھل

بھی بطور معجزہ وخوارق عادت ہی آپ سے ظہور میں آئے گا جیسا کہ و اذا وقع القول علیھم ..میں بزمانہ قرب قیامت اس آخری پیش گوئی و کھلا والی کا پورا ہونا مذکور ہے۔

اگرچہ اولوا الابصار واولوا الالباب کے حق میں تو اسی قدر بیان کافی ووافی و شافی و عافی ہے لیکن عوام الناس کے واسطے زیادہ تفصیل وتشریح وتوضیح وتضریع بآیات کتاب اللہ المجید کرنی انسب والزم ہے مطابق:

و لا یا تو نك بمثل الّا جئنا ك بالحق و ا حسن تفسیراً (الفرقان :۳۳)۔

(اور نہ پیش کریں گے ہرگز لوگ تیرے سامنے کسی قسم کا سوال واعتراض مگر اس کا جواب باصواب ہم نے دے رکھا ہے۔تجھ کو قرآن مجید میں ہی ٹھیک ٹھیک اور بہت اچھی طرح کھول کر من کل الوجوہ)

اب خاص عبارت نص قرآن مجید ہی سے اس دابۃ کی تفصیل وتشریح بھی لکھی جاتی ہے..

ان ار ید ا لّا الا صلا ح مااستطعت و ما تو فیقی ا لا با للہ علیہ تو کلت و الیہ انیب

برہان وفرقان ثانی

قال اللہ تبارک وتعالی:

و لما ضر ب ابن مر یم مثلاً اذا قومك منه یصدون۔ و قالوا ء آلھتنا خیر ام ھو۔ ما ضر بوہ لك الّا جد لاً ۔ بل ھم قو م خصمو ن ۔ان ھو الّا عبد انعمنا علیه و جعلنا ہ مثلا لبنی اسرا ئیل۔ و لو نشا ء لجعلنا منکم ملا ئکة فی ا لا ر ض یخلفو ن ۔ و انّه لعلم للسّا عة فلا تمتر نّ بھا و اتّبعو ن ھذا صرا ط مستقیم۔ و لا یصدّنکم الشّیطا ن انّه لکم عدو مّبین ۔و لمّا جاء ہ عیسی با لبیّنا ت قا ل قد جئتکم بالحکمة و لا بیّن

لكم بعض الّذی تختلفو ن فیه فا تّقوا الله و اطیعو ن۔ انّ الله هو ر بّی و ر بّكم فا عبدوه هذا صرا ط مستقیم۔ فاختلف الا حزا ب من بینهم فو یل للذین ظلموا من عذا ب یو م الیم (الز خر ف :٥٧۔٦٤)۔

جب بیان کیا جائے حال بیٹے مریم کا، معبود ہو جانے میں دیگر باطل معبودو ں کے ساتھ تو (اے پیغمبر) نا گا ہ تیری قوم اس مثال سے کھلکھلا پڑتی ہے ... اور تحقیق وہ عیسیٰ بیٹا مریم کا البتہ عظیم الشان قطعی و یقینی علامت ہے قرب قیامت کی پس ہرگز شک نہ کرو تم اس علامت کے ظہور کا ایمان و اذ عان و ایقان رکھو۔ یہی اعتقا د رکھنا راستہ ہدایت کا ہے جو کہ ہر طرح سیدھا و پختہ ہے۔ اور ایسا ہرگز نہ ہو کہ رو کے تم کو اس عقیدے سے کوئی شیطان معشر ا لجن و ا لانس میں سے (بلکہ کسی شیطا ن کا بھی کہنا مت ماننا) کیونکہ وہ شیطا ن تمہارے حق میں بڑا بھاری دشمن ہے کھلم کھلا (کہ وہ تکذیب قرآنی تم سے کرا تا ہے) پس ظا ہر ہو گا عیسیٰ زمانہ قرب قیامت میں ساتھ روشن آیات کتاب اللہ کے، تو وہ کہے گا کہ تحقیق میں پیش کرتا ہوں تمہارے سامنے آیات کتاب اللہ خصو صاً ضروری ہی بیان کرتا ہوں تمہاری خیر خواہی کے لئے بعض وہ باتیں جن میں مخالفت کرتے رہے ہوتم، کتب منزلہ من اللہ سے۔ پس بچو مخالفت کتاب اللہ سے۔ یعنی تم بھی میرے موافق ومطابق ہی اعتقا د رکھو (اور مجھے ابن اللہ و ثالث ثلا ثہ مت کہو کیونکہ) تحقیق اللہ تعالیٰ ... میرا پروردگار ہے جیسا کہ وہ تمہارا پروردگار ہے پس اسی کی تعظیم کیا کرو (میری مت کرو) یہی رستہ ہدایت کا ہے جو کہ بالکل سیدھا و پختہ ہے۔ پھر بھی بنی اسرائیل یہودونصاری کے گروہ آپس میں اختلاف رکھیں گے (اور سب کے سب متفق نہیں ہوں گے) آپس میں بہت ہی سخت خرابی ہو گی، بعض مومن ہو جاویں گے اور بعض ویسے ہی ظالم بنے رہیں گے، ان لوگوں کو جو ظالم بنے رہیں گے عذاب روز قیامت سے جونہایت ہی دکھ دینے والا ہو گا۔

آیات بالا مذکورات کی قدرے اور بھی تشریح وتوضیح کرنی اس جگہ اشد

ضروری ہے تا کہ جملہ عباد الرحمٰن عموماً وخصوصاً بہ فیض قرآنی کامیاب ہوں۔ و باللہ التوفیق

قرآن مجید میں ایک جگہ کفار مشرکین پر سخت توبیخ وتبکیت کی گئی ہے اور ان کو اور ان کے باطل معبودوں کو دوزخ کا ایندھن قرار دیا ہے کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ:

انکم و ما تعبدو ن من دو ن الله حصب جهنم (الا نبیاء:۹۸)

انّ الذین سبقت لهم منّا الحسنی او لئك عنها مبعدو ن ۔ لا یسمعون حسیسها و هم فی ما اشتهت انفسهم خا لدو ن

(الا نبیاء : ۱۰۱۔۱۰۲)

چونکہ ان آیات میں کفار مشرکین اور باطل معبودان کے ہر دو فریق حصب جہنم کا محل و مورد ٹھہرائے گئے ہیں اگرچہ اس میں صریح صاف طور پر ان الذین سبقت لهم منا الحسنی میں پاک لوگ مستثنیٰ ہو چکے ہیں۔ لیکن مخالف متعصب بباعث غرض فساد وشرارت جان بوجھ کر پھر بھی اندھے بہرے ہو جاتے ہیں اور بے محل و بے موقع سوال واعتراض کرنے لگ جاتے ہیں اس لئے علیم بذات الصدور نے ایسے لوگوں کی تکذیب وتردید فرمائی کہ جو لوگ بغرض مغالطہ ومجادلہ عیسیٰ کو باطل معبودوں کے ساتھ ملا کر جہنمی اور دوزخ میں رہنے والا قرار دیویں تو کفار مشرکین اس صورت مجادلہ ومکابرہ میں بہت ہی خوش ہوتے اور ہنسی کھلّی مچاتے ہیں پس اے پیغمبر تو ان لوگوں کو کہہ دے کہ عیسیٰ تو اللہ تعالیٰ کا پاک بندہ معصوم بلکہ رسول مجتبیٰ و مصطفیٰ ہے اور ان الذین سبقت لهم منّا الحسنی کا محل و مورد ہے وغیرہ۔ اس کے اوصاف وفضائل بیان کر کے یہ بھی کہہ دے کہ

و انه لعلم للسا عة فلا تمترن بها و اتّبعو ن هذا صرا ط مستقیم۔ و لا یصدّنکم الشّیطا ن انّه لکم عدو مّبین ۔و لمّا جاء ہ عیسی با لبیّنا ت قا ل قد جئتکم بالحکمة و لا بیّن لکم بعض الّذی تختلفو ن فیه فا تّقوا الله و اطیعو ن (الزخرف :۶۱۔۶۳)

یعنی یہ سراسر تمہاری سفاہت وضلالت وحماقت و جہالت ہے کہ تم اس کو

حصب جہنم کا محل و مورد کہتے ہو حالانکہ وہ توان الذین سبقت لھم منا الحسنی میں اوروں سے مستثنٰی و ممتاز ہے۔

چونکہ ہم اول یہ دعوی کر چکے ہیں کہ جن آیات میں دابہ کا ذکر ہے ان کی تفصیل وتشریح وتوضیح دوسری جگہ قرآن (پ ۲۵۔ رکوع ۱۲) میں موجود ہے اور اسی دعوی کو پورا کرنے کے لئے ہم چند آیات پارہ مذکور و لما ضرب ابن مریم مثلاً سے فویل للذین ظلموا من عذاب یوم الیم تک بمعہ ترجمہ لکھ چکے ہیں۔ اب ہمارا یہ فرض ہے کہ آیات (پ۲۰ ع۲) میں دابہ کا ذکر مذکور ہے ان کا مقابلہ ان آیات سے کریں جو کہ پارہ ۲۵ ع ۱۲ کے حوالہ سے ابھی اوپر ہم بغرض تشریح وتفصیل درج کر چکے ہیں تاکہ منصف مزاج حق پرست ناظرین کو اظہر من الشمس ہو جاوے کہ فی الواقع نفس الامر میں یہ دعوی صحیح و درست ہو وہو ہذا:

قبل ازیں کہ ہم آیات کا مقابلہ کریں ناظرین کو اس قدر آگاہ کر دیتے ہیں کہ ہم جس جگہ بیان اول بولیں وہاں وہ آیات مراد ہونگے جو پارہ ۲۰ ع ۲ میں مذکور ہیں یعنی جن میں اخرجنا لھم دابۃ من الارض کا ذکر ہے اور جہاں ہم بیان ثانی کا لفظ لکھیں تو وہاں خاص وہ آیات مراد ہوں گی جو کہ پ ۲۵ ع ۱۲ میں موجود ہیں یعنی جن میں و انہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا کا ذکر ہے۔

جاننا چاہیے کہ بیان اول میں یہ الفاظ ہیں

ان ھذا القرآن یقص علی بنی اسرائیل اکثر الذی ھم فیہ یختلفون۔

اس کی تشریح وتفصیل دوسری جگہ بیان ثانی میں اس کی طرح ذکر کی گئی ہے

و لما جاء عیسی بالبینات قال قد جئتکم بالحکمۃ ولا بین لکم بعض الذی تختلفون فیہ

یعنی بیان اول کی آیت نمبر و مندرجہ صدر میں تو خالی دعوی ہی ہے کہ بنی اسرائیل کے اختلاف بذریعہ قرآن مجید رفع دفع کئے جاتے ہیں اور بیان ثانی آیت نمبر۲ میں فی الواقع اس دعوی کا پورا ہونا ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح سے وہ اختلاف رفع دفع ہوئے ہیں۔ یہاں یہ امر واضح رہے کہ الفاظ کی تقدیم وتاخیر کا مدار صرف فن

فصاحت و بلاغت پر موقوف ہوتا ہے یہاں اس کی تفصیل کرنے میں سرا سر طوالت و ملالت ہی کا اندیشہ ہے اس لئے یہ بحث اس جگہ متروک ہے اور ولا بین لکم میں مخاطب خاص بنی اسرائیل ہی ہیں کیونکہ اس کے ماقبل و جعلناہ مثلاً لبنی اسرا ئیل ہی مذکور ہے۔ یعنی بیان اول میں بھی یہ دعوی ہے کہ بنی اسرائیل کے اختلافات قرآن مجید رفع دفع کرتا ہے اور بیان ثانی میں بھی خاص بنی اسرائیل ہی کے اختلافات کا رفع دفع ہونا مذکور ہے۔

پھر بیان اول میں یہ کلمات مذکور ہیں کہ:

۴۔و اذا وقع القول علیھم اخرجنا لھم دابۃ من الارض

جس کی تفصیل وتشریح بیان ثانی میں اس طرح نازل ہوئی ہے:

و انہ لعلم للساعۃ فلا تمترن بھا ... عدو مبین

یعنی بیان اول میں تو قرب قیامت کے علامات میں بنی اسرائیل کو ایک عظیم الشان بنی آدم کے ظاہر ہونے کی پیش گوئی کی ہے چونکہ وہاں اس آدمی کا نام اور پورا پورا نشان نہ تھا اس لئے رب العالمین ہی کا حق تھا کہ وہ خود ہی اس آدمی کا نام اور پورا پورا نشان اتم واکمل طور پر ذکر فرماوے، اس لئے اس نے آدمی کے نام ونشان کی تفصیل وتشریح پوری پوری کی گئی ہے۔ بیان ثانی کی آیت میں جب کہ انہ لعلم للساعۃ میں ضمیر ہ کا مرجع ماقبل ابن مریم مذکور وموجود ہے تو دابۃ من الارض کی پوری پوری تشریح کی گئی یعنی بیان اول میں تو قرب قیامت کی نشانی بنی اسرائیل کو ایک عظیم الشان آدمی کا ظاہر ہونا مختصر طور پر ذکر کیا گیا ہے اور بیاں ثانی میں اس آدمی کا نام اور پورا نشان بیان فرمایا گیا ہے۔

اور بیان اول میں یہ الفاظ ذکر کئے گئے ہیں۔

۵۔ تکلمھم ان الناس کانوا بآیاتنا لا یوقنون۔

چونکہ یہاں مختصر طور پر بیان ہے کہ وہ دابۃ بنی اسرائیل کو وعظ ونصیحت کرے گا یعنی کتاب اللہ المجید پڑھ کر سنائے گا اور سمجھائے گا لیکن اس میں تشریح وتفصیل نہیں ہے کہ وہ کون سی آیات ہوں گی جو کہ دابہ ان کو پڑھ کر سنائے گا یا سمجھائے گا اسلئے قرآن ہی کا فرض ہے کہ ان آیات کی تفصیل وتوضیح بھی کرے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا

ہے۔ سنئے

بیان ثانی میں صاف طور پر ان آیات کا پورا پورا پتہ ونشان بھی ذکر فرمایا گیا ہے اور وہ یہ ہیں:

۶۔ فا تقوا الله و اطیعو ن ان الله هو ر بی و ر بکم فا عبدوه هذا صراط مستقیم ۔

یعنی وہ بنی اسرائیل کے ہر دو گروہوں یہود ونصاریٰ کو قرب قیامت میں اس طرح وعظ ونصیحت کرے گا۔ کہ جملہ کتاب اللہ المجید قرآن کریم پر ایمان وایقان رکھو اس کی مخالفت سے بالکل بچتے رہو۔ خصوصاً جس طرح سے کہ میرا ایمان واسلام صرف کتاب اللہ پر ہی ہے تم بھی اسی طرح میرے ہی مطابق وموافق خاص کتاب اللہ ہی کے عامل و پابند بنے رہو۔ وہ قوم نصاریٰ کو اس طرح فرمائے گا کہ مجھے ابن اللہ یا ثالث ثلا ثہ والہ و بزرگ مت جانو، بلکہ صرف اپنے جیسا بشر، انسان، اللہ کا عاجز بندہ ہی تصور کرو۔ کیونکہ اللہ میرا پروردگار ہے نہ کہ باپ، جیسا کہ وہ تمہارا پروردگار ہے۔ کسی طرح میرے اور تمہارے درمیان اس بارہ میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی تعظیم کیا کرو

هو ر بی و ر بکم فا عبدوه هذا صرا ط مستقیم

مجھے خالی اپنے جیسا بشیر ذلیل حقیر عاجز بندہ بے اختیار و نا چار تصور کیا کرو ۔یہی اعتقاد واسلام وایمان وایقان میرے حق میں رکھنا ۔ اللہ کی رضا مندی کا سیدھا و پختہ رستہ ہے۔

ویسا ہی بنی اسرائیل کے گروہ یہود کو بھی اسی طرح جملہ قرآن مجید ہی کی ترغیب وتحریص فرمائے گا کہ تم کل احکام کتاب اللہ پر ایمان واسلام رکھو اور مخالفت کتاب اللہ سے بالکل بچتے رہو۔ خصوصاً میری ہی طرح سے صرف قرآن مجید ہی کے مومن ومسلم بنے رہو، اور فقط اسی کتاب اللہ ہی پر عمل درآمد رکھو، اور مجھے اپنے جیسا بنی آدم، ہم جنس، ایک بشر، انسان، عاجز بندہ تصور کرو۔ بوجہ من الوجوہ میرے حق میں کسی طرح تفریط وتوہین و بدکلامی و بدزبانی و بداعتقادی وغیرہ نہ کیا کرو۔

غرض کہ بنی اسرائیل کے ہر دونوں گروہوں کو مطابق ہدایت وارشاد کتاب

اللہ المجید عیسی وعظ ونصیحت فرمائیں گے۔خصوصاً اپنے بارہ میں افراط وتفریط فریقین کی بالکل مردود ومطرود کریں گے۔

اولی الالباب واولی الابصار بغرض انصاف واصلاح مابین بیان اول و بیان ثانی خود ہی مقابلہ کرلیویں، تاکہ اصلی حقی حال ان کو واضح وروشن ہوجائے۔

خلاصۃ المرام الغرض یہ ہے کہ بیان اول و بیان ثانی کے جملہ آیات بینات میں تفصیل وتشریح وتوضیح وتفسیر ہے۔

آیت و یکلم الناس فی المهد وکھلا (پ۳۔ع۱۳) کے آخری جزو و کھلا کی بلا ریب جس طرح و یکلم الناس فی المهد کا ظاہر ہونا بطور معجزہ وخوارق عادت قرآن مجید سے ثابت ہو چکا ہے اسی طرح سے و کھلاً کا ظہور بھی انشاء اللہ خاص قرب قیامت ہی میں ضرور اظہر من الشمّس طور پر بطریقہ معجزہ وخوارق عادت ثابت ہوجائے گا۔

اب تیسری دلیل دربارہ تفصیل وتشریح آیت و یکلم الناس فی المهد و کھلاً کی لکھی جاتی ہے۔ و باللہ التو فیق ۔و ھو ھذا

برہان وفرقان ثالث

قال اللہ تبارک وتعالی:

۱۔ و قولهم انا قتلنا المسیح عیسی ابن مر یم رسو ل الله و ما قتلو ہ و ما صلبوہ و لکن شبّه لهم و انّ الّذین اختلفوا فیه لفی شك منه ما لهم به من علم ا لا اتّباع الظّنّ و ما قتلوہ یقیناً .بل رفعه الله الیه و کا ن الله عزیزاً حکیماً ۔ و ان من اهل الکتا ب الا لیو مننّ به قبل مو ته و یو م القیا مة یکو ن علیهم شهیداً (پ۶)(النساء:۱۵۷۔۱۵۹)

بنی اسرائیل میں سے یہودی لوگ کہتے تھے کہ ہم نے (ہمارے بزرگوں نے) سولی پر قتل کر چھوڑا ہے مسیح عیسی بیٹے مریم کو جو کہ اللہ تعالی کا رسول بنتا تھا حالانکہ اصلی حال یہ ہے کہ نہ تو انہوں نے اس کو سولی پر قتل کیا اور نہ ہی اس

کو وہ خالی سولی پر چڑھا سکے، لیکن ضرور ہی (ان ہی لوگوں کا پیشوائے باطل) ہمشکل عیسیٰ ان کی نگاہ میں معلوم ہوا (پھر جو کچھ ہوا صرف اسی کے ساتھ ہوا) پس جو لوگ کہ اختلاف کرتے ہیں عیسیٰ کے بارہ میں وہ پڑے ہوئے ہیں بھاری شک میں بسبب اسی ہمشکل کے سولی پر قتل ہو جانے یا خالی سولی پر چڑھائے جانے کے نہیں ہے ان کے پاس اس دعویٰ قتل یا خالی صلیب عیسیٰ پر ہرگز کوئی دلیل مگر وہ پیروی کرتے ہیں اپنے ظن ہی ظن کی کیونکہ وہ خود بھی نہیں جانتے ہیں کہ انہوں نے عیسیٰ کو یقیناً سولی پر قتل نہیں کیا بلکہ (اصل حال یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے ان کو ان سے بچا کر اپنی حفاظت میں کسی اور جگہ اقامت پذیر کر دیا۔ کیونکہ ہمیشہ ہوتا ہے اللہ اپنے تمام ارادوں پر ہر طرح غالب اور ہر کام میں اس کی حکمت ہی حکمت ہوتی ہے (جب قیامت کے قریب عیسیٰ بنی اسرائیل پر ظاہر ہوں گے) تو جتنے اہل کتاب یہود و نصاریٰ اس وقت موجود ہوں گے ضرور ان کے مرنے سے پہلے پہلے سب کے سب ان کا یہ تمام قرآنی حال و مآل مان لیں گے۔ پس قیامت کے روز عیسیٰ ان یہود و نصاریٰ لوگوں پر اپنی دید و شنید کے گواہ ہوں گے۔

آیت ہذا سے عوام الناس یہ وہم و خیال کرتے ہیں کہ جب عیسیٰ ظاہر ہوں گے تو ان دنوں میں جملہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ وغیرہ عموماً و خصوصاً سب کے سب خالص مخلص حنیف مومن کتاب اللہ المجید اتم و اکمل طور پر ہی بن جائیں گے۔

یہ سراسر ان کی غلطی و خطا ہے کیونکہ کبھی بھی کسی زمانہ میں کسی رسول پر جملہ لوگ ایمان نہیں لائے۔ اور نہ ہی الی یوم القیامۃ ایسا ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کی بات کو بالاتفاق تمام روئے زمین کے لوگ مان لیں کیونکہ جملہ آیات کتاب اللہ المجید اس باطل وہم و خیال کی بالکل تردید و تکذیب کرتی ہیں کما قال اللہ تعالیٰ:

و قلیل من عبادی الشکور۔

قلیلاً ما تشکرو ن۔

اکثر ھم الفاسقون

خصوصاً عیسیٰ کے زمانہ قرب قیامت میں ظاہر ہونے کا حال بھی قرآن مجید

میں دوسری جگہ مذکور وموجود ہے جس سے اظہر من الشّمس طور پر ظاہر و باہر ہے کہ اس وقت بھی تمام اہل کتاب مومن کتاب اللہ کے نہیں بن جائیں گے کما قال اللہ:

فا ختلف الا حزا ب من بینهم فو یل للذین کفروا (پ۱۶)

یعنی اس وقت بھی وہ لوگ عیسیٰ سے مخالفت کریں گے سو جو لوگ ان میں سے کافر کتاب اللہ کے ہوں گے وہ مستحق عذاب جہنم کے ہو جائیں گے۔

چونکہ یہودیوں میں اختلاف تھا عیسیٰ کے بارہ میں، بعض تو یہ کہتے تھے کہ سولی پر ہی مر گیا اور بعض کہتے تھے کہ سولی سے کسی باعث مرنے سے بچ رہا۔ اس لئے رب العالمین نے دونوں فرقوں کی تردید وتکذیب کی اور فرمایا کہ نہ تو سولی پر قتل ہوا ہے اور نہ ہی وہ خالی سولی پر چڑھایا گیا ہے۔

پہلے لفظ و ما قتلوه میں ان لوگوں کی تردید ہے جو کہتے تھے کہ سولی پر مر گیا۔ اور و ما صلبوه میں ان لوگوں کی تکذیب وتردید ہے جن کا وہم وخیال یہ تھا کہ سولی پر چڑھایا گیا لیکن کسی نہ کسی باعث اس پر سے زندہ بچ نکلا۔

اللہ تعالیٰ نے دونوں کے وہم وخیال کو رد فرمایا کیونکہ رسل انبیاء کی حفاظت اللہ پر ...ہے۔ بوجہ من الوجوہ ان کے موذی ظالم ہرگز ہرگز قدرت وطاقت نہیں پا سکتے کہ ان کو بری نیت سے مس تک بھی کر سکیں (یعنی خالی ہاتھ سے ان کو چھو سکیں) چنانچہ پارہ ۱ میں آیت و یقتلو ن النبیین بغیر الحق میں اس مدعا کا ثبوت کما حقہ اتم واکمل طور پر دیا گیا ہے۔ وہاں دیکھنے سے پوری پوری تسلی واطمینان ہو سکتا ہے کہ بلا ریب رسل انبیاء پر کوئی شخص طاقت وقدرت نہیں رکھ سکتا کہ بری نیت یا برے خیال سے ان کو مس تک بھی کر سکے۔ صرف زبانی بدکلامی و بدگوئی برے لوگ کرتے رہے، اور آئندہ بھی قیامت تک کرتے ہیں۔ خصوصاً عیسیٰ کے واسطے تو بعبارت نص قرآن ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ کوئی شخص تجھ سے مس تک بھی نہ کر سکے گا۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

اذ قا ل الله یا عیسی انی متو فیك و را فعك اليّ و مطهر ك من الذین کفروا و جاعل الذین اتبعو ك فوق الذین کفروا الی یوم القیامة

آیت ہذا میں حضرت عیسیٰ کو تین وعدے دیئے گئے:

ایک، انی متو فیك ورا فعك الیّ ،
دوم، و مطهرك من الذین كفروا ،
سوم، و جا عل الذین اتبعو ك فوق الذین كفروا الی یو م القیا مه
ان میں سے دوسرے وعدہ و مطهر ك من الذین كفروا میں آپ کو یہ تسلی واطمینان دیا گیا ہے کہ ظالموں موذیوں کی مس تک سے بھی تم کو ہم پاک ومحفوظ رکھیں گے۔ معا ذ اللہ حا شا للہ! اگر یہ وہم وخیال کیا جائے کہ ظالموں موذیوں نے عیسیٰ کو خالی ہاتھ لگانے تک بھی قدرت پائی ہو، تو وہ دوسرا وعدہ بالکل جھوٹا ماننا پڑے گا کلاو حاشا! ان الله لا یخلف المیعاد
اللہ تعالیٰ جملہ عیبوں ونقصانوں سے خصوصاً عہد شکنی و وعدہ خلافی سے بالکل منزہ و بری ہے۔ آیت ہذا سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ بلا ریب آپ کو مسّ تک بھی کفار کی نہیں ہوئی تھی، چہ جائے کہ آپ کو پکڑ کر سولی پر چڑھا سکتے

و ما قدرواالله حق قدره ۔سبحا ن ر بك رب العزة عما یصفون و سلا م علی المر سلین و الحمد لله رب العا لمین

اس وعدہ و مطهر ك من الذن كفروا کا ایفاء واتمام دوسری جگہ قرآن مجید میں موجود ہے کما قال اللہ تعالیٰ:

یو م یجمع اللّه الرّسل فیقو ل ما ذا ا جبتم، قا لوا لا علم لنا انّك انت علا م الغیو ب ۔ اذ قا ل اللّه یا عیسی ابن مر یم اذ کر نعمتی علیك و علی وا لد تك اذ ایّد تّك برو ح القدس تکلّم النّاس فی المهد و کهلا، و اذ علّمتك الکتاب و الحکمة و التّورا ة و ا لا نجیل ۔ و اذ تخلق من الطّین کهیئة الطّیر فتنفخ فیها فتکو ن طیراً با ذ نی و تبریء ا لا کمة و ا لا برص با ذ نی و اذ تخر ج المو تی با ذ نی و اذ کففت بنی اسرا ئیل عنك اذ جئتهم با لبیّنا ت فقا ل الّذین کفروا منهم ان هذا ا لّا سحر مّبین ۔

و اذ او حیت الی ا لحوا ر یین ان ء ا منوا بی و برسو لی

قالوا ء امنّا و اشهد باننا مسلمو ن ۔ و اذ قا ل الحوار یین یاعیسی ابن مر یم هل یستطیع ر بّك ان یّنزل علینا ما ئدة من السّماء قا ل اتّقوا الله ان کنتم مؤمنین ۔ قالوا نر ید ان نأکل منها و تطمئنّ قلو بنا و نعلم ان قد صدقتنا و نکو ن علیها من الشّا هدین۔ قا ل عیسی ابن مر یم اللهم ر بّنا انز ل علینا ما ئدة من السّماء تکو ن لنا عیداً لاوّلنا و ء اخر نا و آیة مّنك و ار زقنا و انت خیر الرا زقین ۔ قا ل اللّه انّی منز لها علیکم فمن یکفر بعد منکم فا نّی اعذّبه عذا باً لا اعذّبه ا حداً من العا لمین ۔ و اذ قا ل الله یا عیسی بن مر یم أأنت قلت للنّاس اتّخذو نی و امّی الهین من دو ن اللّه قا ل سبحا نك ما یکو ن لی ان اقول ما لیس لی بحقّ، ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی و ا لا اعلم ما فی نفسك انّك انت علّا م الغیو ب ۔ ما قلت لهم الّا ما امر تنی به ان اعبدوا الله ر بّی و ربّکم و کنت علیهم شهیدا مّا دمت فیهم فلمّا تو فّیتنی کنت انت الرّ قیب علیهم و انت علی کلّ شی شهید ۔

(الما ئدة ۱۰۹۔۱۱۷)

ان آیات سے بعبارت النص قر آن مجید صریح طور پر ثابت ہے کہ قیا مت کے روز جملہ رسل انبیاء بدر گا ہ جبار وقہار رب العزت کئے جا ئیں گے خصوصاً عیسی کو بھی پیش کیا جا ئے گا۔ ان کو رب العزت اپنے انعا مات واحسا نات یاد کرا ئے گا۔ منجملہ ان احسانوں کے یہ احسان بھی جتلا ئے گا کہ:

و اذ کففت بنی اسرا ئیل عنك

یعنی یاد کرو وہ وقت جب کہ ہم نے با لکل روک لیا یہو دیوں کو تیرے پاس تک آ نے سے بھی ۔ چہ جا ئے کہ وہ تجھ کو ذرا چھو بھی سکتے۔

اس آ یت میں تفصیل وتشریح ہے و ما قتلو ہ و ماصلبوہ کی کیونکہ جب وہ عیسی کے قریب تک آ نے سے بھی بند کئے گئے تو پھر وہ کسی طرح قدرت و طاقت نہ پا

سکے کہ آپ کو سولی تک لے جا سکتے۔ یا مس تک بھی کر سکتے۔ یعنی خالی ہاتھ سے بھی چھو سکتے۔ چونکہ یہ یہودیوں کا سراسر بہتان و افتراء تھا اس لئے عالم الغیب والشہادت علیم بذات الصدور نے ان کو مردود و مرجوم کیا اور فرمایا و ما قتلوہ و ما صلبوہ و لکن شبہ لھم یعنی عیسی تو من کل الوجوہ یہودیوں کی شرارت و شقاوت کما حقہ اتم واکمل طور پر محفوظ و مامون رہے۔ ہاں مگر ضرور ہی ان یہودیوں نے غلطی سے اپنے باطل پیشوا ہی کو بزعم خود عیسی سمجھ کر سولی پر چڑھا دیا۔ اور صرف اسی اپنے باطل پیشوا ہم شکل عیسی کے ساتھ جو کچھ کیا سو کیا۔ شبہ صیغہ ماضی مجہول ہے باب تفعیل سے اسکا مصدر تشبیہ ہے کتب لغت میں تشبیہ کا معنی تمثیل و ہم شکل ہوتا ہے جو لوگ شبہ کا معنی شک شبہ کرتے ہیں سراسر غلطی کرتے ہیں۔

اب یہ سوال ہوسکتا ہے کہ کون شخص عیسی کا ہم شکل و مثیل ان یہودیوں کی نگاہ میں ہوا؟

جواب یہ ہے کہ اگر عیسی اس وقت قدرت رکھتے تو باطاعت و امتثال

فقا تلوا آئمۃ الکفر (پ۱۰)

کے خاص ان کے باطل پیشوا ہی کو قتل کرتے مطابق

جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا۔ (پ۲۵)

اور: و ان عا قبتم فعا قبوا بمثل ما عو قبتم بہ (پ۳)

جب کہ یہودیوں کو آئمۃ الایمان والاسلام (یعنی عیسی) کا قتل کرنا مطلوب و مقصود تھا تو بالمقابل حضرت عیسی بھی بحالت قدرت و طاقت مامور و مکلّف ہوئے کہ یہودیوں کے آئمۃ الکفر یعنی ان کے پیشوائے باطل ہی کو قتل کرتے جو کہ لوگوں کو بہکا کر بغرض شب خوب آپ پر چڑھا لایا تھا۔

چونکہ حضرت عیسی اس وقت بالکل عاجز و بے سروسامان تھے، اور طاقت و قدرت مقابلہ کی نہیں رکھتے تھے، اس لئے رب العالمین نے اپنے وعدوں کے مطابق حضرت عیسی کو بالکل ان یہودیوں کے شر و فساد سے محفوظ و مامون رکھا۔

علاوہ ازیں بطور قصاص حضرت عیسی کے عوض میں خاص انہی کے باطل پیشوا کو ماخوذ و محبوس کرا دیا۔ اور صرف اسی کو خود ان ہی کے ہاتھوں سے قتل کرایا، یا خالی سولی

پر چڑھوایا۔

غرض کہ باقی آیات کتاب اللہ سے تفصیل وتشریح معلوم ہوتی ہے کہ وہ شخص خاص آئمۃ الکفر یعنی ان کا پیشوائے باطل ہی تھا۔

اب باقی رہی یہ بات کہ حضرت عیسی ایسی سخت حالت میں کس طرح محفوظ و ماموں رہے اس بات کی توضیح وتشریح بل رفعه الله اليه کے ذیل میں بھی انشاءاللہ ذکر کی جائے گی۔

آیت و ان الذین ا ختلفوا فيه لفی شك منه (پ٦) کے لفظ منه میں جو ضمیر مجرور ہے، اس کا مرجع تشبیہ ہے جو کہ مصدر شبّہ کی ہے۔ چونکہ ہم شکل عیسی کا مصلوب ہوا، اور وہ ان یہودیوں کو روئے زمین پر بعدہ نہ مل سکا، اس لئے یہودیوں کو بھی حضرت عیسی کے قتل یا مصلوب ہونے کی نسبت شک پڑ گیا۔

یعنی اگر حضرت عیسی اس واقعہ کے بعد اپنے گھر میں موجود ہوتے، اور ان کا پتہ نشان پورا پورا مل جاتا، تو وہ لوگ خواہ مخواہ بلا چون و چرا تسلیم کر لیتے کہ عیسی قتل ہونے اور صلیب پر چڑھائے جانے سے ماموں ومحفوظ رہے ہیں بامداد واعانت قادر قیوم رب العزت کے، اور اپنے پیشوائے باطل کے قتل یا سولی پر چڑھائے جانے کا ان کو عین الیقین وحق الیقین ہو جاتا۔ اور ان کا پیشوائے باطل اس واقعہ کے بعد موجود رہتا، اور گم نہ ہو جاتا، تو جملہ عباد الرحمٰن سب کے سب محقق ومتیقن طور پر بھی اعتقاد و اذعان رکھتے کہ خاص عیسی ہی مقتول یا مصلوب ہوئے ہیں۔

چونکہ ہر دونوں (یعنی پیشوائے باطل یہودیاں اور عیسی) اس دن کے بعد آج تک مفقود ہی مفقود رہے ہیں بوجہ من الوجوہ بظاہر دونوں کا ان کو کوئی پتہ ونشان نہیں ملا، اس لئے فرقہ یہود و انه لفی شك منه کا محل ومورد بن گیا۔

اگر بالفرض وہ کتاب اللہ قرآن مجید پر ایمان لاتے تو ضرور ہی ناچار ومضطر وبیقرار و بے اختیار ہو کر تسلیم کر لیتے کہ خاص ہمارا ہی پیشوائے باطل مقتول ومصلوب ہوا ہے حضرت عیسی بامداد وتقویت وتائید ربانی بالکل محفوظ و ماموں رہے۔

یہاں و ان الذين اختلفوا لفی شك منه ما لهم به من علم میں هم کا مرجع خاص وہی یہودی لوگ ہیں جو کہ بالکل مکذب ومنکر قرآن مجید کے ہیں اور

صرف انہی یہودیوں اور ان کے ہم خیال لوگوں کو شک وشبہ اس واقعہ میں ہے کیونکہ بعبارت نص قرآن مجید ان آیات سے صریح صاف طور پر ثابت ہے کہ عیسی کے سولی پر قتل نہ ہونے یا خالی سولی پر چڑھائے جانے میں شک اہل اسلام و ایمان کو تو ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا صرف یہودی یا ان کے ہم خیال لوگ ہی اس امر میں شک وشبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

اور و ما قتلوہ یقیناً بل رفعه الله الیه و کان الله عزیزاً حکیماً

آیت ہذا کی تفصیل وتشریح دوسری جگہ قرآن میں مذکور وموجود ہے

و ایدناہ بروح القدس (پ۳) یعنی بذریعہ ووسیلہ جبریل کے اللہ تعالی نے آپ کو ان مخالفوں سے بچالیا۔

آیت ہذا کی تشریح وتفصیل (پ۱ع۱۱) آیت و ایدناہ بروح القدس کے ذیل میں سابقاً اتم واکمل طور پر لکھی جا چکی ہے۔ وہاں کے دیکھنے سے پوری تسلی و اطمینان ہوسکتا ہے۔

اور و مکروا و مکر الله و الله خیر الماکرین (۳) سے بھی صریح صاف طور پر ظاہر وباہر ہے کہ ان کی تدبیر کا الٹ ہی ہوا یعنی ان کی تدبیر وتجویز شب خونی واسطے قتل عیسی کے تھی بالمقابل قادر وقیوم نے ان کے پیشوائے باطل ہی کو خاص اسی کے ہاتھوں سے سولی پر قتل کرایا کیونکہ اللہ جملہ مخلوقات سے بڑھ کر ہر طرح مدبر ہے خصوصاً و اذ کففت بنی اسرائیل ... سے تو بدرجہ عین الیقین وحق الیقین ثابت ہوتا ہے کہ رب العالمین نے آپ کو ضرور ہی بنی اسرائیل کی شرارت سے بالکل بچا لیا حتی کہ وہ آپ کو خالی ہاتھ لگانے یا صرف چھونے تک بھی قدرت نہ پاسکے

پارہ ۶ رکوع ۳ کی جس قدر آیات و قولهم انا قتلنا المسیح سے لے کر و ان من اهل الکتاب تک اس جگہ لکھی جا چکی ہیں صرف ... کے لئے تحریر ہوئی ہیں ورنہ اصل مقصود ومطلوب آیت و ان من اهل الکتاب الا لیؤمنن به قبل موته ہی ہے۔

آیت ہذا سے بھی قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ عیسی ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔ کیونکہ اگر بالفرض فوت ہوگئے ہوتے جو جملہ اہل کتاب یہود ونصاری، جملہ

فرقہائے اسلام سب کے سب متفق ہو جاتے کہ عیسی نہ تو سولی پر قتل ہوئے، نہ خالی سولی تک لے جائے گئے بلکہ بالکل ان کو کسی نے چھوا تک بھی نہیں ہے۔ وہ ہر طرح اپنے مخالف یہودیوں کی شرارت سے منزہ و پاک ومحفوظ و مامون ہی رہے۔ چونکہ آج کے دن تک ان کا فوت ہونا قرآن کی کسی جگہ سے اشارۃً یا کنایۃً بھی تخیل وموہوم نہیں ہوسکتا تو ضرور بالضرور خاص آپ ہی

و انه لعلم للساعة

اور اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم ان الناس كانوا بآ

یاتنا لا یوقنون

کا ہی محل ومورد ہیں جیسا کہ اوپر مفصل بیان کیا چکا ہے۔

جو لوگ قبل موته میں ضمیر مجرور کا مرجع عیسی کو نہیں ٹھہراتے ان کی سراسر سفاہت و جہالت ہے کیونکہ ماقبل و ما قتلوه اور وما صلبوه اور ولكن شبه، اور اختلفوا فيه ، ما لهم به و ما قتلوه اور بل رفعه الله سات جگہ ہر ایک ضمیر کا مرجع خاص عیسی ہی ہیں اور اسی طرح ما بعد و يوم القيامة يكون عليهم شهيداً میں بھی ضمیر یکون اور شہیداً ہر دونوں کا مرجع بھی خاص عیسی ہی ہیں۔ چونکہ ماقبل و مابعد کے جملہ ضمائر کا مرجع خاص عیسی ہی ہیں تو قبل موته میں ضمیر مجرور کا مرجع کسی غیر کو بنانا سراسر سفاہت و جہالت وغباوت نہیں تو اور کیا ہے۔

علاوہ ازیں منصف مزاج حق پرست لوگ خود ہی تدبر وتفقہ کر سکتے ہیں کہ عین مرنے کے وقت کون شخص یہودیوں وغیرہ مشرکین کا فرین میں سے مومن ہو مرتا ہے؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

ہاں البتہ جیتے جی بحالت زندگانی تو کسی نہ کسی باعث یا اتفاق سے مومن و مسلم ہوتے ہی رہتے ہیں۔

غرض کہ و ان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته سے بھی بعبارت نص قرآن ظاہر باہر ہے کہ حضرت عیسی ابھی تک زندہ وسلامت اسی روئے زمین پر ہی موجود ہیں، اور قرب قیامت ہی میں ظاہر ہو کر یہود و نصاری کی افراط و تفریط کو بکوشش بلیغ حتی المقدور کما حقہ اتم واکمل طور پر رفع و دفع کریں گے، حتی کہ ہر دو

یوں فریقین کو قطعی و یقینی طور پر اظہر من الشّمس ہو جائے گا کہ حضرت عیسیٰ ابھی تک صرف بامداد و تائید و قدرت ربانی زندہ وسلامت اور ہر طرح موذیوں ظالموں یہودیوں کی شرارت وشقاوت سے امن وامان میں رہے ہیں وغیرہ جملہ آیات کتاب اللہ قرآن مجید جو جو حضرت عیسیٰ کے بارہ میں منزل من اللہ ہو چکی ہیں ان سب کو برحق اور سچ مان لیں گے نہ یہ کہ سب کے سب مومن ومسلم جملہ آیات کتاب اللہ کے بن جائیں گے یعنی صرف اسی قدر مان لیں گے کہ حضرت عیسیٰ اس وقت بلا ریب نہ تو سولی پر قتل ہوئے ہیں اور نہ ہی خالی سولی تک لے جائے گئے ہیں بلکہ ان کو بجسد عنصری زندہ صحیح سالم ویسے کے ویسے ہی یہودیوں میں سے قادر وقیوم نے بذریعہ روح القدس یعنی حضرت جبریل کے بچا لیا اور اپنی حفاظت میں لے لیا اس قدر تو تمام یہود ونصاری مان لیں گے نہ کہ جملہ آیات قرآن مجید پر خالص وحنیف ونرالے بن کر ایمان وایقان لے آئیں گے۔

آیت فاختلف الاحزاب (پ۲۵ ع ۱۲) سے اس مدعا کا ثبوت ظاہر باہر ہے چنانچہ ہم بھی اس آیت کو و یکلم الناس فی المھد و کھلا کی تفصیل میں ماقبل تحریر کر چکے ہیں۔

برہان وفرقان رابع :

اب چوتھی دلیل و یکلم الناس فی المھد و کھلا کے آخری جزو و کھلا کی تفصیل وتشریح کے بارہ میں لکھی جاتی ہے

و ما ارید ان اخالفکم الی ما انھاکم عنہ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت و ما توفیقی الا باللہ..

قال اللہ تبارک وتعالی :

یوم یجمع اللّٰہ الرّسل فیقول ما ذا اجبتم، قالوا لا علم لنا انّك انت علام الغیوب ۔ اذ قال اللّٰہ یا عیسی ابن مریم اذکر نعمتی علیك و علی والدتك اذ ایّدتّك بروح القدس تکلّم النّاس فی المھد و کھلا، و اذ علّمتك الکتاب و الحکمۃ و

التّورا ة و ا لا نجيل ۔ و اذ تخلق من الطّين كهيئة الطّير
فتنفخ فيها فتكو ن طيراً با ذ نی و تبریء ا لا كمة و ا لا برص
با ذ نی و اذ تخر ج المو تی با ذ نی و اذ كففت بنی اسرا ئيل
عنك اذ جئتهم با لبيّنا ت فقا ل الّذين كفروا منهم ان هذا ا لّا
سحر مّبين ۔ و اذ او حيت الی ا لحوا ر يين ان ء ا منوا بی و
برسو لی قا لوا ء امنّا و اشهد باننا مسلمو ن ۔ و اذ قا ل
الحوار يين ياعيسى ابن مر يم هل يستطيع ر بّك ان يّنزل
علينا ما ئدة من السّما ء قا ل اتّقوا الله ان كنتم مؤمنين ۔
قالوا نر يد ان نأكل منها و تطمئنّ قلو بنا و نعلم ان قد
صدقتنا و نكو ن عليها من الشّا هدين۔ قا ل عيسى ابن مر يم
اللهم ر بّنا انز ل علينا ما ئدة من السّما ء تكو ن لنا عيداً
لاوّلنا و ء اخر نا و آية مّنك و ار زقنا و انت خير الرا زقين ۔
قا ل اللّه انّی منز لها عليكم فمن يكفر بعد منكم فا نّی اعذّبه
عذا باً لا اعذّبه ا حداً من العا لمين ۔ و اذ قا ل الله يا عيسى
بن مر يم أأنت قلت للنّاس اتّخذو نی و امّی الهين من دو ن
اللّه قا ل سبحا نك ما يكو ن لی ان اقول ما ليس لی بحقّ، ان
كنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی و ا لا اعلم ما فی
نفسك انّك انت علّا م الغيو ب ۔ ما قلت لهم الّا ما امر تنی به
ان اعبدوا الله ر بّی و ربّكم و كنت عليهم شهيدا مّا دمت فيهم
فلمّا تو فّيتنی كنت انت الرّ قيب عليهم و انت علی كلّ شی
شهيد ۔ ا ن تعذّ بهم فا نّهم عبا د ك و ان تغفر لهم فا نّك انت
العزيز الحكيم ۔ قا ل اللّه هذا يو م ينفع الصّادقين صدقهم لهم
جنّا ت تجری من تحتها ا لا نهار خا لدين فيها ابداً ر ضی اللّه
عنهم و ر ضوا عنه ذلك الفو ز العظيم ۔للّه ملك السما وا ت و
الا ر ض ۔ و هو علی كلّ شیء قدير ۔ (المائدۃ: ۱۰۹۔۱۲۰)

ان آیات بالا مذکورات سے بعبارت نص قرآن مجید صریح صاف طور پر ظاہر و باہر ہے کہ بروز قیامت اللہ تعالیٰ جملہ رسل وانبیاء کو جمع کرے گا۔ پس فرمائے گا ما ذا اجبتم یعنی لوگوں نے تم کو کیا کیا جواب دیا؟

پھر خصوصاً حضرت عیسیٰ بن مریم کو بھی بروز قیامت حاضر کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی نعمتیں یاد کرائے گا خصوصاً اذ ایدتک بروح القدس بھی فرمائے گا ۔یعنی دنیا میں تجھے بذریعہ و وسیلہ روح القدس (جبریل) یہودیوں موذیوں سے میں نے بچا لیا تھا اور اپنی حفاظت میں لے لیا تھا وغیرہ وغیرہ نعمتیں شمار کر کے یہ بھی فرمائے گا کہ و اذ کففت بنی اسرائیل عنک اذ جئتھم بالبیّنات یعنی بنی اسرائیل کے ظالموں موذیوں کو جو تجھ پر بطور شب خونی حملہ کر کے آ گئے تھے خاص ہم ہی نے ان کو تجھے چھونے تک سے باز رکھا۔

اس آیت میں کیفیت اس باز رکھنے بنی اسرائیل کی مذکور ہے۔یعنی جب کہ بذریعہ حضرت جبریل تجھے ہم نے اس مکان سے صحیح سالم نکال کر بچا لیا تو وہ ظالم موذی بنی اسرائیل خواہ مخواہ بلا چون و چرا محل ومورد و اذ کففت بنی اسرائیل عنک کے ٹھہرائے گئے۔ایک ہی آن میں و اذ کففت بنی اسرائیل کا ظہور ہوا، اور خاص اس ہی ایک دن میں اذ ایّدتک بروح القدس کا فیضان بھی منزل من اللہ ہوا، جب کہ روح القدس (جبریل) نے آپ کو اس مکان سے نکال کر بچا لیا۔ تو وہ بنی اسرائیل خواہ مخواہ ہی تمہارے پکڑنے اور اپنے ارادہ فاسد کے پورا کرنے سے خائب و خاسر رہے۔ پھر پروردگار، حضرت عیسیٰ کو اسی روز قیامت ہی میں وہ وقت یاد دلائے گا کہ جب حواریوں نے آپ سے یہ سوال کرایا کہ

اللّٰھم ربنا انزل علینا مائدۃ من السماء تکون لنا عیداً لاوّلنا و اٰخرنا و آیۃ مّنک و ارزقنا و انت خیر الرازقین۔ قال اللّٰہ انّی منزلھا علیکم فمن یکفر بعد منکم فانّی اعذّبہ عذاباً لا اعذّبہ احداً من العالمین (المائدۃ:۱۱۴۔۱۱۵)

چونکہ اس سوال مائدہ میں عیسیٰ کی سخت بھاری خطا و غلطی تھی اس لئے جبار قہار کبیر متعال عزیز ذو انتقام آپ کو بروز قیامت یہ غلطی بھی یاد دلائے گا۔اس ذکر کرنے

میں بھی حکمت ومصلحت ربانی یہ ہوگی کہ باوجود ایسی سخت غلطی کے پھر بھی ہم نے تم کو معافی دے دی۔ چونکہ یہ معاف کرنا بھی ایک قسم کی بھاری نعمت اور احسان ہوتا ہے اس لئے دیگر نعمتوں میں اسے بھی آپ کو یاد دلایا جائے گا۔ بعدہ بروز قیامت ہی اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

و اذ قال الله یا عیسی بن مریم أأنت قلت للنّاس اتّخذونی و امّی الهین من دون اللّٰه قال سبحانك ما یکون لی ان اقول ما لیس لی بحقّ، ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی و لا اعلم ما فی نفسك انّك انت علّام الغیوب۔ ما قلت لهم الّا ما امرتنی به ان اعبدوا الله ربّی و ربّکم و کنت علیهم شهیدا مّا دمت فیهم فلمّا توفّیتنی کنت انت الرّقیب علیهم و انت علی کلّ شي شهید (المائدة: ۱۱۶-۱۱۷)

جس طرح باقی رسل انبیاء کرام سے اپنے اپنے زمانہ کے لوگوں کے حالات دریافت کئے جائیں گے اوران پر رسولوں کی شہادت وگواہی لی جائے گی، اسی طرح حضرت عیسیٰ سے بھی ان کے زمانہ کے لوگوں کے حالات دریافت فرمائے جائیں گے۔ یعنی آپ سے بھی شہادت وگواہی آپ کے زمانہ کے لوگوں کے حالات کی نسبت مطلوب مسؤل ہوگی تو آپ یہ شہادت اور گواہی دیں گے اور کہیں گے کنت علیهم شهیداً ما دمت فیهم یعنی کہ میں ان لوگوں کے حالات کی نسبت گواہی وشہادت دے سکتا ہوں مگر ان ہی دنوں کی بابت جب تک کہ میں ان میں موجود وحاضر رہا ہوں فلما توفیتنی سوجن دنوں تو نے مجھے ان لوگوں کے درمیان سے علیحدہ والگ کرلیا تھا یعنی ان سے بچا کر دوسری جگہ دنیا میں زندہ وصحیح سالم اپنی حفاظت میں اقامت پذیر فرما رکھا تھا، تو ان دنوں میں اگرچہ میں زندہ وموجود تھا لیکن چونکہ ان لوگوں میں حاضر وموجود نہ تھا اس لئے ان دنوں کی بابت شہادت چشم دید دینے سے معذور ہوں۔

ما دمت فیهم سے بعبارت نص قرآن مجید اظہر من الشّمس طور پر ظاہر و باہر ہے کہ کچھ مدت اپنی حالت زندگانی میں ہی عیسیٰ بنی اسرائیل یہود ونصاریٰ سے علیحدہ والگ کرکے کسی اور جگہ دنیا میں اسی روئے زمین پر ہی اقامت پذیر کئے گئے۔

چونکہ ان دنوں میں آپ لوگوں کے حالات سے بطور چشم دید واقف نہ تھے اس لئے شہادت و گواہی ادا کرنے سے اپنی عاجزی ومعذوری ظاہر فرمائیں گے۔

غرض کہ اول جتنی مدت بنی اسرائیل میں حاضر وموجود رہے انہی دنوں کی گواہی بھی آپ ادا کریں گے اور جب کہ قرب قیامت میں پھر آپ بنی اسرائیل کے دونوں فریقوں یعنی یہود ونصاری میں ظاہر ہوکر وعظ ونصیحت فرمائیں گے ان دنوں کی بابت شہادت وگواہی بھی آپ خواہ مخواہ بلا چون و چرا بیان کردیں گے۔

مابین جتنی مدت وعرصہ تک ان لوگوں سے الگ غیر حاضر رہیں گے، ان دنوں میں چونکہ آپ کی شہادت متعلق چشم دید کے نہیں ہوگی، صرف شنید ہی شنید ہوگی اس لئے ان ایام کی شہادت دینے سے آپ قاصر رہیں گے اور اپنا عذر بیان کردیں گے۔ فلمّا توفّیتنی سے مراد خاص وہی ایام ہیں جن میں آپ بنی اسرائیل کے دونوں فرقوں یہود ونصاری سے الگ وغیر حاضر رہیں گے۔

اس جگہ توفّی کا معنی جو لوگ موت کرتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں کیونکہ مرنے کے بعد کوئی شخص مکلّف نہیں رہتا۔ جملہ رسل انبیاء کرام میں سے کسی شخص سے بھی اس کے مرنے کے بعد کے حالات دریافت نہیں ہوں گے۔اور نہ ہی اس وقت کے لوگوں کی بابت اس سے کوئی شہادت یا گواہی طلب کی جائے گی۔اسی طرح عیسی بھی اپنے مرنے کے بعد کسی حکم کے مکلّف ومخاطب نہیں رہیں گے۔اس لئے رب العالمین ان سے بھی مرنے کے بعد کے حالات کی نسبت ہرگز ہرگز کچھ دریافت نہیں فرمائے گا۔ بلکہ جو شہادت وگواہی لوگوں کے حالات کی بابت ان سے مطلوب ومسؤل ہوگی وہ اسی مدت وعرصہ کی بابت ہوگی جب کہ وہ بحالت زندگانی دنیا میں لوگوں کے درمیان حاضر وموجود رہے ہوں گے خاص انہی ایام کے حالات آپ سے دریافت فرمائے جائیں۔

اگر اس جگہ توفّی کا معنی موت لیا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ حضرت عیسی سے اللہ تعالی بروز قیامت لوگوں کے وہ حالات بھی دریافت کرے گا جو کہ حضرت عیسی کے مرنے کے بعد بھی لوگوں میں واقع ہوئے تھے۔ معاذ اللہ حاشا للہ۔اس میں سراسر ظلم اور تکلیف مالا یطاق ہے لا تکلف نفس الّا وسعها (البقرۃ:۲۳۳)

کیونکہ مردے میں کون سا شعور وادراک ممکن ہوسکتا ہے کہ وہ لوگوں کے حالات معلوم کر سکے ۔ انّك میّت و انّهم میّتو ن (الزمر:۳۰) کو پڑھو اور سوچو کہ رسل انبیاء کی موت اور عوام کی موت میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں ہوتا۔ ہر دونوں پر جب کہ موت وارد ہو جاتی ہے تو وہ بالکل فنا و معدوم ہو جاتے ہیں ۔ جب یہ حال ہوا تو رب العالمین کس طرح سے حضرت عیسی کو مرنے کے بعد بھی مکلّف ومخاطب سمجھ کر اس وقت کی بابت بروز قیامت لوگوں کے حالات دریافت فرمائے گا۔ اگر بالفرض مانا جائے کہ اللہ تو حضرت عیسی سے خاص ان ہی کی زندگانی کے حالات دریافت فرمائے گا اور کہے گا کہ تو نے تو اپنی حیاتی میں لوگوں کے حالات کس طرح دیکھے اور سنے لیکن عیسی یہ جواب دیں گے کہ جن دنوں کہ میں لوگوں میں زندہ موجود تھا ان دنوں کی شہادت بیان کرسکتا ہوں اور جن دنوں میں تو نے مجھے مار چھوڑا تھا تو میرے مرنے کے بعد لوگوں نے جو جو کام کئے ان کی بابت میں کوئی شہادت ادا نہیں کرسکتا، تو اس صورت میں معاذ اللہ حضرت عیسی کی نہایت ہی بڑھ کر سفاہت و جہالت وغباوت وحماقت ماننی پڑے گی۔ کلا وحاشا! ہرگز ہرگز رسل انبیاء میں ایسی غباوت وسفاہت نہیں ہوا کرتی کہ سوال دیگر وجواب دیگر کے محل ومورد بنیں و کلا فضلنا علی العالمین ۔کو دیکھو اور پڑھو اور

تلك الرّسل فضّلنا بعضهم علی بعض منهم من کلّم الله و رفع بعضهم درجا ت و آتینا عیسی بن مریم البیّنا ت و ایّدناه بروح القدس (البقرہ:۲۵۳)

کو بغور ملاحظہ کرو تا کہ جملہ رسل انبیاء خصوصاً حضرت عیسی کی فضیلت و بزرگی تم پر اظہر من الشّمس ہو جائے۔

غرض کہ اس صوت میں خاص حضرت عیسی کی بھاری توہین وتحقیر ہے کہ رب العالمین تو ان سے کچھ سوال کرے اور وہ جواب کچھ کا کچھ دیویں، بمصداق سوال از آسمان جواب از ریسمان سبحا ن ربك رب العزة عما یصفو ن و سلا م علی المرسلین و الحمد لله ر ب العا لمین ۔

خلاصہ المرام الغرض یہ ہے کہ رب العالمین، حضرت عیسی سے صرف وہی حالات دریافت کریں گے جو کہ انہوں نے اپنی حالت زندگانی وحیاتی دنیا میں دیکھے سنے

ہوں گے اور حضرت عیسیٰ بھی بالکل مطابق وموافق سوال جبار قہار کبیر متعال جواب باصواب ہی عرض کریں گے۔ یعنی کہ وہ یہ التماس کریں گے کہ میری زندگی وحیاتی دنیا کے ایام دو حصوں پر منقسم ہیں۔ ایک تو وہ حصہ ہے کہ جن دنوں میں بنی اسرائیل کے لوگوں کے درمیان میں حاضر وموجود رہا۔ اور دوسرا حصہ میری زندگانی وحیاتی دنیا کا وہ ہے کہ جن دنوں میں تو نے مجھ کو ان لوگوں سے جدا والگ کر کے دوسری جگہ روئے زمین پر ہی اپنی حفاظت میں اقامت پذیر کر رکھا تھا۔ ان دنوں میں اگرچہ میں زندہ تو تھا لیکن چونکہ ان لوگوں کے درمیان بذات خود حاضر وموجود نہ تھا اس لئے ان دنوں کی بابت بچشم خود ان لوگوں کے حالات کی دید سے میں عاجز وقاصر رہا پس معذور بعذر کامل ہو کر اس شہادت وگواہی سے عاجز وقاصر ہوں۔

فلمّا توفّیتنی کا معنی اس جگہ صرف یہی ہوسکتا ہے کہ جن دنوں میں تو نے مجھے ان لوگوں سے جدا والگ کر لیا تھا۔ موت کا معنی اس جگہ بوجہ من الوجوہ کسی طرح بھی ممکن نہیں ہوسکتا جیسا کہ ہم مفصل ومشرح ابھی لکھ آئے ہیں۔

توفّی کا معنی کتب لغت منتہی الارب، ولسان العرب، قاموس، مصباح المنیر وغیرہ دیکھنے سے معلوم ومفہوم ہوسکتا ہے کہ سوائے مرنے کے جدا والگ کرنا، بند کر لینا، پکڑ لینا، کسی اور جگہ پر علیحدہ کر کے رکھنا، وغیرہ معنے بھی آتے ہیں۔ خصوصاً قرآن مجید میں بھی توفّی کا معنی سوائے مرنے کے اور معنوں میں بھی مذکور وموجود ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

۱۔ و هو الذی یتوفّاکم باللیل و یعلم ما جرحتم بالنهار۔
(الانعام: ٦٠)

آیت ہذا میں توفی کا معنی ہرگز موت نہیں ہوسکتا کیونکہ جملہ لوگ رات کو یک بارگی سب کے سب نہیں مر جاتے بلکہ اس جگہ صرف بندش ہی مراد ہے اور بس۔

۲۔ الله یتوفّی الانفس حین موتها و الّتی لم تمت فی منامها فیمسك الّتی قضی علیها الموت و یرسل الاخری الی اجل مّسمّی۔ (الزمر: ۴۲)

آیت ہذا میں بھی لفظ توفّی، منام پر استعمال کیا گیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ

منام (نیند) کی حالت میں بندش حواس کی ہوتی ہے نہ کہ موت آ جاتی ہے۔ اور

۳۔ و الّذین یتوفّو ن منکم و یذ رو ن ازوا جاً و صیّة لازواجھم متا عاً الی الحو ل غیر اخرا ج (البقرہ: ۲۴۱)۔

اس جگہ بھی تو فّی کا معنی بندش اور علیحد گی اور جدا ئیگی کے ہیں۔ موت کے معنی ہرگز نہیں ہو سکتے کیونکہ ما قبل (پ۲ ع۱۴) میں موت کا حکم گذر چکا ہے۔ اس مدعا کی تفصیل وتشریح آ یت

و الّذین یتوفو ن منکم و یذ رو ن ازوا جاً و صیة لاز وا جھم متا عاً الی الحو ل غیر اخرا ج (البقرہ: ۲۴۱)

کے ذیل میں لکھی جا چکی ہے۔ وہاں د یکھنے سے اطمینا ن کلی ہوسکتا ہے کہ تو فی کے معنی سوائے موت کے اور بھی قر آ ن مجید میں آ یت ہیں۔ اور

۴۔ و الّذین کذّ بوا بآ یا تنا و استکبروا عنھا او لئك اصحا ب النّار ھم فیھا خا لدو ن۔ فمن اظلم ممّن افتری علی اللّٰہ کذ باً او کذّ ب بآ یا تہ او لئك ینا لھم نصیبھم من الکتا ب حتّی اذا جا ء تھم ر سلنا یتو فّو نھم قا لوا این ما کنتم تد عو ن من دو ن اللہ قا لوا ضلّو ا عنّا و شھدوا علی انفسھم انّھم کا فر ین ۔ قا ل ا د خلو فی امم قد خلت من قبلکم من الجنّ و الا نس فی النّار.. (الاعراف:۳۶-۳۸)

یعنی بروز قیا مت کا فر مکذ بین آ یا ت کتا ب اللہ المجید دوز خ میں دا خل کئے جا ئیں گے اللہ تعا لی کے بھیجے ہو ئے فر شتے دوز خ کے دا روغے ان کو پکڑ یں گے اور زنجیرو ں میں جکڑ یں گے۔

اس جگہ بھی یتو فّو نھم کا معنی موت ہر گز نہیں ہوسکتا کیونکہ قیا مت میں موت ہر گز نہیں ہو گی لا یمو تو ن فیھا و لا یحیی (پ۳۰)، و یأتیہ المو ت من کل مکا ن و ما ھو بمیت کو پڑھو اور سو چو۔

پس قر ائن حا لیہ و مقا لیہ ما قبل و ما بعد سے بعبار ت النص قر آ ن مجید صر یح صاف طور پر ثا بت ہے کہ اس جگہ خاص قیا مت ہی کا حال ذ کر کیا گیا ہے۔

یہ چند آیات بطور مشتے نمونہ از خروارے یہاں پر لکھی گئی ہیں جن سے بعبارت نص قرآن مجید صریح صاف طور پر اظہر من الشمّس ہو جاتا ہے کہ توفّی کا لفظ قرآن مجید میں سوائے موت کے اور معنوں پر بھی مذکور وموجود ہے۔

قرآن مجید میں بہت سے آیات ہیں جن میں توفّی کا معنی بوجہ من الوجوہ ہرگز ہرگز موت نہیں ہوسکتا بخوف طوالت و ملالت مختصر طور پر یہ ذکر کیا گیا ہے۔ غرض کہ جس طرح قرآن مجید میں اور بہت جگہ توفّی کے معنی سوائے موت کے اور بھی بہت مذکور ہیں اسی طرح مانحن فیہ فلمّا توفّیتنی (پ ۷) میں بھی توفی کا معنی موت ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ صرف بنی اسرائیل کے لوگوں سے حضرت عیسیٰ کو زندہ اور صحیح سلامت بجسد عنصری جدا اور الگ کرنا بچالینا اور کسی اور جگہ اسی روئے زمین پر مقیم رکھنا مراد ہے اور بس۔

ان آیات سے بھی بدرجہ عین الیقین وحق الیقین واضح وروشن ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو بحالت زندگانی بجسد عنصری بنی اسرائیل کے ظالموں موذیوں کے فرقے سے رب العالمین نے علیحدہ اور الگ کر کے کسی اور جگہ اسی رویے زمین پر ان سے پوشیدہ ومخفی ان کو مقیم کر دیا ہوا ہے اور اس جگہ کا نام خاص حکمت کے واسطے ظاہر نہیں کیا اس مدعا کی تشریح عنقریب بعد میں ذکر ہوگی۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو خاص کسی وقت میں بمقتضائے حکمت ومصلحت ربانی ضرور ہی ظاہر کرے گا۔ اور وہ بنی اسرائیل کے ہر دو گروہوں یہود ونصاریٰ پر شہادت وگواہی پوری پوری کما حقہ اتم واکمل طور پر ادا کریں گے۔

یوم یجمع اللہ الرسل فیقول ماذا اجبتم سے لے کر فلما توفیتنی.. کل شیء شھید تک پڑھنے سے صریح اور صاف طور پر اظہر من الشمّس ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ پر بحالت زندگانی دو حالتیں گزرنے والی ہیں۔ ایک تو وہ جو کہ بل رفعہ اللہ الیہ سے آگے آگے ان پر گذر چکی ہے۔ اور دوسری ان کی وہ حالت ہوگی جو کہ قرب قیامت میں پھر بنی اسرائیل کے ہر دونوں فرقوں یہود ونصاریٰ کے پاس آکر وہ ظاہر ہوں گے اور ان کو مطابق ارشاد کتاب اللہ قرآن مجید کے ہدایت ودعوت کریں گے اور ہر طرح وعظ ونصیحت کریں گے۔ ان دنوں میں جو لوگ اپنی

کجروی سے تائب ہو جائیں گے وہ تو بلا ریب مومن بن جائیں گے اور جو لوگ بے نصیب ومحروم رہیں گے وہ بدستور سابق موردعتاب وغضب کے ہونگے ان دنوں میں جو جو حالات لوگوں کے آپ (حضرت عیسیٰ) دیکھیں گے اور معلوم کریں گے ان تمام حالات وواقعات وامورات کی بھی آپ شہادت وگواہی بروز قیامت بدرگاہ جبار قہار کبیر متعال خواہ مخواہ بلا چون وچرا بیان کردیں گے کیونکہ وہ ایام بھی بلا ریب ما دمت فیھم ہی میں داخل ہوں گے۔

بعض سوالات کے جوابات

اب ہم اپنے اصلی مطلوب ومقصود کی طرف انابت ورجوع کرتے ہیں۔ اعنی و یکلّم الناس فی المھدو کھلا کے آخری جزو وکہلا کی تفصیل وتشریح وتوضیح و تصریح بآیات کتاب اللہ المجید بیان کرچکے ہیں اولوا الالباب واولوا الابصار بنظر انصاف خود ملاحظہ ومعائنہ کرسکتے ہیں کہ ویکلّم الناس فی المھد و کھلا سے کیا مراد اور کیا مفہوم ہے۔

البتہ اس جگہ یہ سوال ہوسکتا ہے کہ جن دنوں میں عیسیٰ لوگوں میں ظاہر ہوں گے وہ رسول بن کر تشریف لائیں گے یا کہ عوام الناس کی طرح رونق افروز ہوں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ بدستور سابق اللہ کے برحق رسول ہی ہوں گے جس طرح وہ پہلے اللہ کے رسول تھے اسی طرح اس وقت بھی وہ اللہ کے رسول ہی ہوں گے کیونکہ بنی اسرائیلیوں سے چند مدت جدا یا علیحدہ رہنے میں بوجہ من الوجوہ ان کی رسالت و نبوت میں ذرہ بھر بھی کوئی خلل یا نقص وغیرہ عائد ہونے کا کچھ وہم وخیال تک بھی نہیں ہوسکتا۔ ہاں البتہ جو جو مسائل قرآن مجید میں زیادہ ہوں گے بہ نسبت سابقہ کتب منزلہ من اللہ کے وہ مسائل بھی آپ کو ماننے اوجب وافرض ہوں گے۔ پس ان مسائل میں آپ رسول نہ ہوں گے بلکہ شریعت محمدیہ کا اتباع واقتداء کریں گے جیسا کہ محمد رسول اللہ مطابق فبھدا ھم اقتدہ اور و اتبع سبیل من اناب جملہ رسل انبیاء خصوصاً عیسیٰ کا اقتداء واتباع کرتے رہے تھے۔

غرض کہ جس طرح محمد رسول اللہ سابقہ جملہ رسل انبیاء خصوصاً عیسیٰ کا اتباع و

اقتدی کرتے تھے اسی طرح جب عیسی قرب قیامت میں ظاہر ہوں گے تو آپ بھی دونوں اوصاف کے مستحق رہیں گے۔ بدستور سابق رسالت ونبوت کے بھی مستحق رہیں گے اور مطابق فبھدا ھم القتدہ اور و اتّبع سبیل من انا ب کے جملہ رسل انبیاء خصوصاً محمد رسول اللہ ﷺ کا اتباع واقتدا مرتے دم تک کرتے رہیں گے۔

سوال: اس صورت میں تو محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین نہ رہے بلکہ عیسی خاتم النبیین بن گئے۔

اس کا جواب یہ ہے اس صورت میں بھی خاص محمد رسول اللہ ہی خاتم النبیین رہیں گے بوجہ من الوجوہ کسی طرح عیسی خاتم النبیین ہرگز ہرگز نہیں بن سکیں گے کیونکہ عیسی پر ان دنوں میں علاوہ قرآن مجید کے ازسرنو ایک مسئلہ یا حکم مباح تک بھی منزل من اللہ نہیں ہوگا وہ تو صرف محض جملہ سابقہ کتب منزلہ من اللہ خصوصاً قرآن مجید ہی کے مکلّف و مامور ومقید و پابند رہیں گے، اگر بالفرض والتقدیر ان اخیری ایام میں عیسی پر علاوہ قرآن کے ازسرنو کوئی ایک بھی حکم منزل من اللہ ہونے کا ذکر ہوتا تو بدرجہ عین الیقین وحق الیقین وہی خاتم النبیین ہو جاتے لیکن چونکہ قرآن مجید میں

ما کا ن محمد ابا ا حد من ر جا لکم و لکن رسو ل اللہ و خا تم النبیین و کا ن اللہ بکل شیء علیما (الاحزاب:۴۰)

منزل من اللہ ہو چکا ہے تو ہرگز ہرگز یہ وہم وخیال بھی نہیں ہوسکتا کہ رب العالمین کسی اور شخص کو خاتم النبیین معین ومقرر فرمائے۔ خواہ عیسی ہوں خواہ کوئی اور

ان اللہ لا یخلف المیعا د (آل عمران:۹)

اور ما یبد ل القو ل لدیّ ۔(ق:۲۹)

اور لا تبد یل لکلما ت اللہ (یو نس ؛ ٦٤)

اور لا مبدل لکلما تہ (الا نعام:۱۱۵)

وغیرہ جملہ آیات کتاب اللہ سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ اللہ الصمد لم یلد و لم یو لد اپنے اقوال وکلمات کی تبدیلی ہرگز ہرگز کبھی نہیں کرتا اور نہ ہی کبھی کرے گا۔

سوال: باوجود کہ عیسی مکلّف و مامور فبھدا ھم اقتدہ اور وا تبع سبیل

من انا ب کے مرتے دم تک رہیں گے تو پھر مستحق رسالت و نبوت کے وہ کس طرح سے ہوں گے؟

جواب: تورات کتاب اللہ اور انجیل کتاب اللہ وغیرہ سابقہ کتب منزلہ من اللہ کے چونکہ اول ہی سے وہ رسول و نبی تھے پس ان تمام آیات و مسائل میں تو وہ بدستور سابق رسول اور نبی ہی رہیں گے اور جو جو مسائل قرآن مجید میں علاوہ سابقہ کتب منزلہ من اللہ کے از سر نو نازل ہوئے ہیں، اس قسم کے جملہ مسائل میں بلا ریب آپ اتباع واقتداء محمد رسول کا کریں گے۔ غرض کہ جس طرح محمد رسول اللہ رسالت و نبوت کے بھی مستحق تھے اور سابقہ رسل انبیاء کے اتباع و اقتداء کرنے میں بھی مکلّف و مامور تھے بعینہ اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی بہ نسبت سابقہ کتب منزلہ من اللہ کے رسول اور نبی بدستور سابق برحال برقرار رہیں گے۔ اور بہ نسبت ان مسائل کے جو کہ صرف قرآن مجید ہی میں مذکور وموجود ہیں علاوہ سابقہ کتب منزلہ من اللہ کے خاص انہی مسائل قرآنی میں آپ رسالت و نبوت کے مستحق نہیں ہوں گے جس طرح باقی عباد الرحمٰن میں سے کوئی شخص بھی ان مسائل میں مستحق رسالت و نبوت کا نہیں بن سکتا، اسی طرح آپ بھی اور عباد الرحمٰن کی طرح ان کا اتباع و اقتداء ہی کرتے رہیں گے۔

فا عتبروا یا او لی الا بصار ۔ و لیتذکر اولو ا لا لبا ب ۔ الحمد لله الذی هدا نا لهذا وما کنا لنهتدی لو لا ان هدا نا الله ۔ فبشر عباد الذین یستمعو ن القو ل فیتبعو ن ا حسنه او لئك الذ ین هدا هم الله و او لئك هم او لو الا لبا ب

۱۴۔ و من الصالحین میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے۔

۱۵۔ ولد ۔ اس جگہ تنوین تعظیم کے لئے جس کا معنی ایسا برگزیدہ ہے۔

۱۶۔ بشر میں اس جگہ تنوین حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی کسی حالت میں بھی یعنی نہ بحالت نکاح اور نہ ہی بحالت زنا، ہے۔

۱۷۔ کذ لك، ذلک کا مشار الیہ بعید ہوتا ہے برخلاف هذا کے، چونکہ مریم نے کہا تھا کہ اب انی یکو ن لی و لد و لم یمسسنی بشر یعنی خاص اسی حالت عجیبہ وغریبہ وبعیدہ وغیر معمولہ میں ہی فرزند پیدا ہو جائے گا یا کہ نکاح کی حالت میں، تو جبریل نے جواب میں صریح صاف طور پر فرما دیا کہ خاص اسی صورت و حالت عجیبہ و

غریبہ وغیرہ ہی میں تیرے ہاں بیٹا پیدا ہو جائے گا۔ ذلك سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ عیسی خاص اسی حالت غیر معہودہ وغیر معمولہ ہی میں پیدا ہوئے کیونکہ اللہ، یخلق ما یشاء پیدا کر ہی دکھاتا ہے جو کچھ کہ وہ چاہے۔

جو لوگ آیت کذ لك الله یخلق ما یشاء سے یہ وہم وخیال کرتے ہیں کہ مریم کو کہا گیا تھا کہ تجھے بشر مسّ کرے گا نکاح کے ساتھ، اور ویسا ہی ہوا کیونکہ یوسف نجار کے ساتھ مریم کا نکاح ہوا بعدہ یوسف نجار ہی سے مریم کو حمل ہوا اور اسی سبب سے وہ عیسی کو یوسف نجار ہی کا بیٹا تصور کرتے ہیں۔ اس وہم وخیال میں ان کی سراسر غلطی اور سخت خطا ہے کیونکہ قرآن مجید کا یہ بھاری دعوی ہے کہ جملہ آیات کی خود ہی تفصیل وتشریح کر دیتا ہے۔

قد فصلنا ا لآ یا ت لقوم یعلمو ن (الانعام :۹۷)۔

و لقد جئنا هم بکتا ب فصّلنا ہ علی علم هدی و ر حمة لقوم یؤمنو ن (ا لاعرا ف :۵۲)،

کتا ب احکمت آیا ته ثمّ فصّلت من لّد ن حکیم خبیر (هود :۱)

کتا ب فصلت آ یا ته ،

قد فصلنا ا لآ یا ت لقو م یفقهو ن ۔

فصلناه علی علم (پ۳)

تفصیل کل شیء

اس قسم کی آیات بکثرت قرآن میں مذکور وموجود ہیں جن سے صریح صاف طور ظاہر و باہر ہو جاتا ہے کہ جملہ آیات قرآن مجید کی تفصیل وتشریح وتوضیح وتفسیر بھی خاص قرآن مجید ہی میں ذکر کی گئی ہے جب کہ یہ دعوی قرآنی ہوا تو آیت ما نحن فیہ یعنی قا ل کذلك الله یخلق مایشا ء کی تفصیل وتشریح بھی صرف قرآن مجید ہی سے دریافت کرنا اشد ضروری ہے

جاننا چاہیے کہ سورۃ مریم میں زکریا کا حال اس طرح مذکور ہے:

ذکر ر حمت ر بّك عبده زکر یا ۔ ا ذ نا دی ر بّه نداء خفیّاً۔

قال ربّ انّی وهن العظم منّی و اشتعل الرّأس شیباً و لم اکن

بد عا ئك ربّ شقيّاً ۔ و انّی خفت الموا لی من ورا ء ی و کا نت امرأتی عاقر ا فهب لی من لد نك و ليّاً ۔ یر ثنی و یر ث من آ ل یعقو ب ، و اجعله ربّ ر ضيّاً ۔ یا زکر يّا انّا نبشّر ك بغلا م اسمه یحیی لم نجعل له من قبل سميّاً ۔ قال ر بّ انّی یکو ن لی غلا م و کا نت امر أتی عاقرا و قد بلغت من الکبر عتيّاً ۔ قال کذ لك قا ل ر بّك هو علیّ هيّن و قد خلقتك و من قبل ولم تك شيئا (مر یم : ۲ ۔ ۹)

ان آ یا ت سے بعبارت نص قر آ ن اظہر من الشمّس طور پر وا ضح و روشن ہے کہ قا در قیوم نے زکر یا کو ان کی خا ص اسی حا لت مذ کورہ ہی میں بطور معجزہ و خوارق عادت غیر معمولہ و غیر معہودہ صورت ہی میں فر زند یحی مرزوق و موہوب فر ما یا ۔ یہاں بھی قا ل کذ لك کا لفظ مذکور و مو جود ہے جیسا کہ مریم کے جوا ب میں لفظ قا ل کذلك ذ کر کیا گیا ہے ۔ اولوا الا لبا ب خود ہی تد بر و تفقہ کر سکتے ہیں کہ ما بین ان کے کسی طرح کوئی فرق ہوسکتا ہے ۔ کلا و حا شا ! ہر گز کو ئی فرق نہیں ۔ اور ابرا ہیم کی بیوی صاحبہ کے با رہ میں بھی اس قسم کے الفا ظ مذکور و مو جود ہیں :

و لقد جا ء ت رسلنا ابراهيم بالبشری قا لوا سلا ماً ۔ قا ل سلا م فما لبث ان جا ء ه بعجل حنيذ ۔ فلما ر أی ايد يهم لا تصل اليه نكر هم و اوجس منهم خيفه قا لوا لا تخف انّا ارسلنا الی قو م لوط۔ و امر أته قا ئمة فضحكت فبشّر نا ها باسحاق و من وراء اسحاق يعقو ب ۔ قا لت يا و يلتی أأ لد و انا عجوز و هذا بعلی شيخا ۔ انّ هذا لشیء عجيب ۔ قا لوا أتعجبين من امر الله ر حمت الله و بر کا ته عليكم اهل البيت انّه حميد مجيد (هود : ۶۹۔۷۳)

ان آ یا ت میں اگر چہ کذ لك کا لفظ مذ کور نہیں ہے مگر ان میں سے ہم یہ دکھا نا چا ہتے ہیں کہ ابرا ہیم اور ان کی بیوی صاحبہ ہر دونو ں کی حا لت فر زند پیدا ہو نے کے بارہ میں با لکل ما یوسی و نا امیدی کی تھی ۔ بوجہ من الو جوہ ان کو کو ئی بھی تو قع فر زند پیدا

ہونے کی نہیں تھی۔صرف قادر و قیوم نے اپنی قدرت کاملہ ہی سے ان کو فرزندار جمند مرحمت ومکرمت فرما دیا۔اب ہم وہ آیات لکھتے ہیں جن میں لفظ کذ لك کا بھی مذکور و موجود ہے۔کما قال اللہ تبارک وتعالی:

هل اتا ك حديث ضيف ابرا هيم المكر مين ۔ ا ذ د خلوا عليه فقا لوا سلا ماً قال سلا م قو م منكرو ن۔ فرا غ الى اهله فجاء بعجل سمين ۔ فقر به اليهم قا ل ألا تأكلو ن ۔ فاوجس منهم خيفة قا لوا لا تخف و بشروه بغلا م عليم۔ فاقلبت امر أ ته فى صرّة فصكّت و جهها و قا لت عجوز عقيم۔ قا لوا كذ لكِ قا ل ر بكِ انه هو الحكيم العليم (الذاریات:۲۴۔۳۰)

اس کذ لك کی تفصیل وتشریح بھی خاص وہی ہے جو کہ (پ۱۶ ع۴) آیت ذكر ر حمت ر بك عبده ذكر يا ... قا ل كذ لك قا ل ر بك هو على هين کے ذیل میں ہم ابھی اوپر تحریر کر چکے ہیں۔

اورآیت

و اذ قتلتم نفساً فا دار أتم فيها و الله مخر ج ما كنتم تكتمو ن ۔ فقلنا ا ضر بو ه ببعضها كذ لك يحى الله المو تى و ير يكم آ يا ته لعلكم تعقلو ن (البقرۃ:۷۲۔۷۳)

میں بھی لفظ کذ لك مذکور وموجود ہے اس کو بھی دیکھو اورغور کروتا کہ بی بی مریم کے بارہ میں بھی قا ل كذ لكِ الله يخلق ما يشا ء کی اصلی اصلی مراد و کیفیت معلوم ومفہوم ہو جائے۔ اور

انّ ر بّكم اللّه الّذى خلق السّما وا ت و ا لا ر ض فى ستّة ايّا م ثم استوى على العرش يغشى الليل النّهار يطلبه حثيثاً و الشّمس و القمر و النّجو م مسخّرا ت با مره ا لا له الخلق و الا مر تبارك اللّه ربّ العا لمين ۔ ادعوا ر بّكم تضرّعاً و خفية انّه لا يحبّ المعتدين ۔ و لا تفسدوا فى ا لا ر ض بعد اصلا حها و ادعوه خو فاً و طمعاً انّ ر حمت اللّه قريب من

المحسنین۔ و ھو الّذی یر سل الرّیا ح بشراً بین یدی ر حمته حتّی اذا اقلّت سحا با ثِقا لاً سقنا ہ لبلد میت فا نز لنا به الما ء فاخر جنا به من کلّ الثّمرا ت کذ لك نخر ج المو تی لعلّکم تذ کّرو ن (الاعراف:۵۴۔۵۷)

میں بھی کذ لك کا لفظ اسی طرح اسی معنی و مراد ہی میں مذکور و موجود ہے۔

خلاصۃ المرام الغرض یہ ہے کہ یہ چند آیات بطور مشتے نمونہ خروارے تحریر کئے گئے ہیں۔اس قسم کے آیات تمام قرآن مجید میں بہت ہی بڑھ کر اور بکثرت مذکورو موجود ہیں بخوف طوالت و ملالت اس جگہ درج نہیں کئے گئے۔ناظرین خود ہی ملاحظہ و معائنہ کر کے تدبر و تفقہ فرمائیں تاکہ قادر قیوم فعال لما یرید ان کے حال پر مرحمت و مکرمت من کل الوجوہ فرمائے خصوصاً پارہ ۳۔ رکوع ۱۳ کی آیت

قا ل کذ لك الله یخلق ما یشا ء اذا قضی امراً فا نما یقو ل له کن فیکو ن (آل عمرا ن : ۴۷)

کی اصلی اصلی اور حقی حقی مراد و مفہوم بھی ان کو مرزوق و موہوب کردے۔

مطابق آیات

و الذین جا ھدوا فینا لنھدینھم سبلنا و انّ الله مع المحسنین۔ (العنکبوت:۶۹) وغیرہ

۱۷۔ فا نما یقو ل له کن فیکو ن (آل عمرا ن : ۴۷)۔

چونکہ اللہ فعا ل لما یر ید صرف ارادہ ہی سے سب کچھ کر لیتا ہے اس لئے اس جگہ کن سے مراد محض ارادہ ہی ہے اور بس۔ مطابق قد فصلنا ا لآ یا ت (پ ۷ ع ۱۸) اور کتا ب فصلت آ یا ته کے آیت ہذا کی تفصیل وتشریح دوسری جگہ قرآن میں موجود ہے کما قال اللہ:

انما قو لنا لشیءٍ اذا ار د نا ہ ان نقو ل له کن فیکون ۔

آیت ہذا سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ جس جگہ قرآن میں کن کے کہنے کا ذکر ہے وہاں سب جگہ صرف کن کے کہنے کا ارادہ ہی مراد ہوتا ہے، نہ یہ کہ خدا ہمیشہ کن کن ہی کہتا رہتا ہے حاشا وکلا ہرگز نہیں۔اس جگہ بعض جاہل یہ سوال کر دیا کرتے ہیں:

سوال: جب کہ خدا تعالی کن کہنے سے سب کچھ کرسکتا ہے تو خواہ مخواہ اس نے زمین وآسمان بنانے میں ستة ایام یعنی چھ دن کیوں لگا دیئے؟ کیوں نہ کن ہی کہہ دیا؟ یا کیوں نہ تین دن ہی میں سب کچھ بنا دیا؟

جواب: کوئی ذی ہوش منصف مزاج حق پرست انکارنہیں کرسکتا کہ اس باطل خیال اور بے ہودہ سوال کی تردید کل مخلوقات یعنی انسان حیوانات نباتات اور جمادات کے وجود اور پیدائش سے ہو رہی ہے کیونکہ انسان گائے بھینس بکری شیر چیتا کتے بلے مرغ اور چڑیاں وغیرہ بھی کبھی صرف ایک دو تین روز میں پیدا نہیں ہو جاتیں بلکہ ہر ایک کی چیز کی میعاد پیدائش جدا جدا ہے کسی کی چار ماہ کسی کی نو ماہ کسی کی کم و بیش۔ وقس علی ہذا

اسی طرح جملہ نباتات، انگوریں، غلات، گندم، جو، چنے، ثمرات، انار، شہتوت، سنگترہ، خربوزہ اور خیارین وغیرہ کی پختگی اور تکمیل بھی ایک مدت مدید تک میں ہی ہوتی ہے ایسا ہی جملہ جمادات، پہاڑ، زمین، اینٹیں، پتھر اور مکانات وغیرہ کی تعمیرات وغیرہ بھی سب اپنے اپنے اوقات پر ہی ہوتی ہیں۔

آیت انما قولنا لشیء اذا اردناہ ان نقول له کن فیکون کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ نے ایک اپنا خاصہ بیان فرمایا ہے کہ جس سے جملہ مخلوق عاجز ہے یعنی وہ صرف ارادہ ہی سے سب کام کر لیتا ہے کسی اسباب کا محتاج نہیں ہے اور ماسوائے خدا تعالی کے جملہ مخلوقات اسباب کے ساتھ کام کرنے کے محتاج ہیں اور آیت ہذا سے یہ بھی مراد ہے کہ رب العالمین کن کے بولنے کا بھی محتاج نہیں ہے بلکہ جس وقت کن کہنے کا ارادہ کرتا ہے تو صرف اور محض اور فقط اس کے خاص ارادہ ہی سے جو چیز اس کو پیدا کرنی منظور ہو وہ موجود ہو جاتی ہے کسی اسباب غیر پر اس چیز کا ہونا موقوف نہیں ہوتا۔ پس اس کن کے کہنے میں میعاد کا وہم وخیال تک بھی نہیں ہو سکتا۔ اس میں صرف ارادہ ہی ارادہ کا ذکر ہے میعاد کا کوئی ذکر نہیں خواہ وہ چیز ایک دن میں موجود فی الخارج ہو خواہ دس سال میں۔ گویا اس کی میعاد بھی ارادہ ہی سے ہوتی ہے۔ فقط

۱۸۔ الکتاب۔ میں اس جگہ الف لام استغراقی صفاتی ہے جس کا معنی

نہایت ہی عمدہ ہے۔

قرآن مجید میں جہاں کہیں رسل انبیاء کے اوصاف بیان و مذکور ہوئے ہیں وہاں ان کے اوصاف میں صفت کتابت یعنی لکھنے کا وصف بھی بیان کیا گیا ہے غرض کہ جس طرح جملہ رسل انبیاء میں یہ صفت کتابت مرزوق وموہوب من اللہ ہوتی رہی ہے اسی طرح عیسی کو بھی وصف کتابت اعلی درجہ واول نمبر کا مرحمت ومکرمت من اللہ ہوا تھا جملہ رسل انبیاء میں سے کوئی رسول اس وصف کتاب سے محروم و بے نصیب نہیں رہا۔ بمقتضائے تربیت و مصلحت رب العالمین تمام رسولوں کو وصف کتابت عطا فرماتا رہا ہے تاکہ بوجہ من الوجوہ کسی طرح کتاب اللہ میں عیب ونقص کا وہم وخیال تک بھی نہ ہوسکے۔ اگر بالفرض کسی رسول میں وصف کتابت نہ ہوتا تو وہ رسول خواہ مخواہ کسی غیر کاتب کا محتاج ہوتا۔ ناچار ہوکر اس سے کتاب اللہ کو لکھواتا، تو ایسی صورت میں البتہ وہم و خیال نقص وغیرہ کا بھی ہوسکتا تھا۔ وصف کتابت میں بھاری حکمت ربانی یہی ہوتی ہے کہ ہرایک رسول اپنے ہاتھ ہی سے کتاب اللہ المجید کو لکھ کر شائع کرے تاکہ کسی شخص کو بھی عباد الرحمٰن سے بدظنی و بدگمانی نہ رہے۔

۱۹۔ الحکمة میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی ہرایک منزلہ من اللہ ہے یعنی عیسی کو جملہ کتب منزلہ من اللہ کی تعلیم بھی دی گئی تھی اس میں کوئی ان کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ جملہ رسل انبیاء کو تمام سابقہ کتب منزلہ من اللہ کا علم مرزوق و موہوب ہوتا رہا ہے۔ کوئی بھی ایسا رسول نہیں ہوا جس کو جملہ کتب منزلہ من اللہ کا علم نہ ہو چونکہ رسل انبیاء کے ہمیشہ تمام لوگوں کے ساتھ مناظرے مباحثے ہوا کرتے ہیں اس لئے رب العالمین ان کو جملہ کتب منزلہ من اللہ کا علم مرحمت ومکرمت فرماتا رہا ہے تاکہ کسی طرح وہ مجلس مناظرہ ومباحثہ میں ذلیل وخوار نہ ہوں۔ خصوصاً محمد رسول ﷺ کو بھی علم جملہ سابقہ کتب منزلہ من اللہ کا پورا پورا مرزوق وموہوب تھا۔ کما قال اللہ تعالی:

قل فأتوا بالتوراة فاتلوها ان کنتم صادقین۔

اگر بالفرض آپ کو علم کتاب اللہ توراۃ کا نہ ہوتا تو پھر کس طرح اہل کتاب کے ساتھ مناظرہ ومباحثہ کرسکتے اور پکار کر یہ کہہ سکتے کہ فاتوا بالتوراۃ ۔اور فرمایا اللہ تعالی نے

و سئل من ارسلنا من قبلك من ر سلنا (الزخرف: ۴۵)(پ۲۵ ع ۱۰)
یعنی اے پیغمبر جملہ سابقل کتب منزلہ من اللہ سے دریافت کرلیا کرو۔
اگر بالفرض آپ کو جملہ کتب منزلہ من اللہ کا علم کما حقہ اتم واکمل طور پر نہ ہوتا
تو آپ کس طرح ان سے دریافت کر سکتے۔
اگر یہ وہم وخیال کیا جائے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ان لوگوں سے پوچھ لیا
کر جن لوگوں کو ان کتابوں کا علم ہو تو اس میں معاذ اللہ حاشا اللہ آپ کو :

ومن یشر ك با لله فکا نّما خرّ من السّما ء فتخطّفه الطّیر او
تھوی به الرّ یح فی مکا ن سحیق (الحج:۳۱)(پ ۱۷ ع ۱۱)

کا مورد ومحل ٹھہرنا پڑے گا۔ یعنی کفار مشرکین مجرمین مفسدین ہی کو آپ کا ہادی ومرشد ومعلم ورہبر قرار دینا پڑے گا کلا وحاشا۔ ہرگز ہرگز ایسا براوہم وخیال کرنا جائز نہیں ہے۔ پس بدرجہ عین الیقین وحق الیقین اس کا معنی ومراد خاص یہی ہے کہ اے پیغمبر تم آنکھوں سے بھی دیکھ کر اور پڑھ کر تمام سابقہ کتب منزلہ من اللہ میں سے دریافت کرلیا کرو۔

۲۰۔ التو راۃ اور ا لا نجیل میں الف لام ہر دو جگہ عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی کتاب اللہ ہے یعنی وہ اصل تورات جو کہ فی الحقیقت کتاب اللہ ہے اور وہ اصل انجیل ہے کیونکہ فی الحقیقت، کتاب اللہ سے مفہوم ومراد وہی کتاب ہوسکتی ہے جو کہ دراصل کسی نبی ورسول پر منجملہ رسل انبیاء کے منزل من اللہ ہوچکی ہو۔

اکثر لوگ یہ سوال کیا کرتے ہیں کہ یہ مجموعہ اناجیل اربعہ واعمال وخطوط حوارئین وغیرہ جن کو عہد نامہ کہتے ہیں، اور مجموعہ صحائف تورات جس میں کتاب پیدائش وتواریخ وامثال ویرمیاہ ونحمیاہ وغیرہ پر مشتمل ہے جس کو عہد نامہ قدیم کہتے ہیں اور جو اس وقت عموماً پادریوں کے ہاتھوں میں سے متداول ہوکر زیر مشق واستعمال ہو رہے ہیں آیا اسی مجموعہ اناجیل وتوراۃ، تمہارے سے مراد التو راۃ و ا لا نجیل ہے ۔ یا کہ توراۃ والانجیل کو جو منزل من اللہ کتب ہیں۔ اس کا مفصل جواب تو کسی دوسرے موقع پر تشریح کے ساتھ لکھا جائے گا۔ بالفعل صرف اس پر اکتفا کیا جاتا ہے اس سے مراد فقط اور صرف اور محض وہی تورات کتاب اللہ اور انجیل کتاب اللہ سے ہے جو کہ در

اصل اور فی الحقیقت و فی الواقع منزل من اللہ ہوکر ہے باعث ہدایت وتربیت ہے۔

۲۱۔ رسو لاً میں تنوین عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی انا ہے

۲۲۔ الی ۔اس جگہ حرف الی ساتھ معنی فی کے ہے جیسے کہ لیجمعنکم الی یو م القیا مۃ (پ۷ع۸) میں دیکھو کتاب مغنی ا للبیب جلد اول باب تفسیر المفردات فصل الی ۔اور کتاب قاموس ومنتہی الارب ولسان العرب میں بھی الی کے معنی دیکھو۔

۲۳۔ من الطین ۔اس جگہ حرف من حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی اپنی طرح سے ہے

۲۴۔ الطین میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی تمہاری ہے۔ اور اس جگہ طین اصل میں الطّینۃ ہے بقاعدہ تخفیف حروف تا اس جگہ ساقط کیا گیا ہے اور طینت کا معنی کتب لغت قاموس منتہی الارب لسان العرب وغیرہ میں ساتھ معنی فطرت وخلقت کے آیا ہے۔پس کتب لغت کو دیکھو

۲۵ ۔ کھیئۃ الطیر میں الف لام عوض مضا ف الیہ ہے جس کا معنی چار مخصوص شکاری جانور ہے چونکہ اس مدعا کی تفصیل وتشریح وتفریع آیت

و اذ قا ل ابرا ھیم ر ب ار نی کیف تحی المو تی، قا ل او لم تؤمن ، قا ل بلی و لکن لیطمئن قلبی، قا ل فخذ ار بعۃ من الطّیر فصر ھنّ الیك ثمّ اجعل علی کل جبل مّنھنّ جز ءً ثمّ ادعھنّ یأتینك سعیاً و اعلم انّ اللہ عز یز حکیم (البقرۃ:۲۶۰)

کے ذیل میں بکوشش بلیغ اتم اکمل طور پر لکھی جا چکی ہے۔اس لئے اس جگہ بخوف طوالت وملالت صرف حوالہ ہی پر اکتفا کیا جا تا ہے۔

جولوگ آیت ہذا سے فی الواقع نفس الامر میں حضرت عیسی کے ذمہ مٹی یا گارے کے کھلونے پرندوں کی صورت بنانے اور پھر ان کو اڑانے کے بہتان وافتراء لگاتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں کیونکہ رسل انبیاء تو صرف ردشرک وکفر کے لئے ہی مبعوث من اللہ ہوتے رہے ہیں ان کا خاص تو یہی فرض ہوتا ہے کہ لوگوں کی فطرت اللہ وخلق اللہ کی اصلاح اور اعتدال میں کوشش کریں

فطر ت اللّٰه الّتی فطر النّاس علیھا لا تبد یل لخلق اللّٰه ذلك الدّین القیّم و لکنّ ا کثر النّاس لا یعلمو ن (الروم:۳۰)

نہ کہ جانوروں کے بت بنا بنا کر وہ خود ہی کفر اور شرک جاری کرتے پھریں۔ معاذ اللہ جملہ رسل انبیاء خصوصاً حضرت عیسیٰ بھی اس قسم کے کفریات وخرافات سے بالکل پاک اور منزہ اور مبرا تھے ان کا صرف یہی کام تھا کہ عباد الرحمٰن کی اپنی طاقت وقدرت کے مطابق فطرت اللہ وخلق اللہ کو سنواریں اور درست کریں اور مطابق

اد ع الی سبیل ر بّك بالحکمة و المو عظة الحسنة و جا د لھم با لّتی ھی ا حسن۔ (النحل:۱۲۵)۔

کے اس طرح محنت وحرج ومشقت وتکلیف اپنی جان پر گوارا کریں جس طرح کہ شکاری لوگ پرندوں کی تعلیم وتربیت میں گوناگوں رنگ برنگ کریں جس طرح کہ مشقت وحرج وتکلیف وغیرہ اپنے نفس پر گوارا کرتے ہیں عیسیٰ بھی لوگوں کو یہی ترغیب وتحریص کرتے تھے کہ میں تمہاری فطرت اللہ کو اس طرف درست کرونگا کہ جس طرح شکاری لوگ اپنے شکاری پرندوں کو تعلیم وتربیت سے درست کر لیتے ہیں حتی کہ جہاں کہیں وہ شکاری پرندے ہوں جب کبھی ان کو بلایا جاوے تو فوراً ...ان کے پاس حاضر ہو جاتے ہیں گویا کہ وہ شکاری پرندے باوجود ایسی سخت وحشت ونفرت کے جو ان کی جبلت میں ہوتی ہے صرف بباعث تعلیم وتربیت کے ایسے فرمان بردار ہو جاتے ہیں کہ مثال مردہ بدست زندہ کی بن جاتے ہیں خاص یہی مراد ومفہوم آیت انی ا خلق لکم من الطین کھیئة الطیر ..اور بس۔

۲۶۔ طیراً اصل میں کطیراً ہے اور ك اس جگہ حذف کیا ہوا ہے جیسا کہ

و ا ختار موسی قو مه سبعین ر جلاً لمیقا تنا (الاعراف:۱۵۵) میں من حرف محذوف ہے قو مه سے۔ وہاں بھی اصل میں من قو مه ہے۔ کتب نحو مغنی اللبیب وشرح ملا کے دیکھنے سے معلوم ہوجاتا ہے کہ حروف جار کسی مصلحت کی وجہ سے کسی کسی مقام پر کبھی کبھی حذف کئے جاتے ہیں اور طیراً میں تنوین عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی ان مخصوص چار شکاری ہے۔

چونکہ ابراہیم کو رب العالمین نے ہدایت وارشاد فرمایا تھا اور کہا تھا کہ

فخذ ار بعة من الطّير فصر هنّ اليك ثمّ اجعل على كل جبل مّنهنّ جزءً ثمّ ادعهن يأ تينك سعيا (البقرة:۲۶۰)

یعنی آپ مانند چار مخصوص شکاری پرندوں (باز باشہ چرخ شاہین) کے ایمانی مردوں کو تعلیم وتربیت فرمائیں تاکہ وہ بالکل فرمان بردار کتاب اللہ المجید کے بن جائیں جس طرح کہ وہ چاروں مخصوص شکاری پرندے بذریعہ وسیلہ تعلیم وتربیت اپنے اپنے شکاریوں کے تابعدار وفرمان بردار ہو جاتے ہیں پس آپ (حضرت ابراہیم) نے ہدایت وارشاد ربانی مردگان ایمانی کو تعلیم وتربیت فرمائی پھر عیسیٰ نے باطاعت و امتثال

او لئك الذين هدا هم الله،(الز مر :۱۸)

او لئك الذين هد ى الله فبهدا هم اقتده (الانعام:۹۰)

اور :و اتبع سبيل من انا ب اليّ (لقمان :۱۵)

اور:فا تبعوا ملة ابرا هيم حنيفاً (آل عمرا ن : ۹۵)،

اور :لقد كا ن لكم فيهم اسوة حسنة لمن كا ن ير جوا الله و اليو م ا لآ خر۔ (الممتحنة :۶)

کے اتباع واقتداءِ ابراہیم کا کیا اور فرمایا کہ

انی ا خلق لكم من الطين كهيئة الطير فا نفخ فيه فيكو ن طيراً با ذن الله (آل عمران:۴۹)

یعنی مطابق وموافق ابراہیم کے ہیں تمہاری فطرت وخلقت کو صحیح سالم اور درست کرونگا الی آخرہ خاص یہی مراد ومفہوم ہے

انی ا خلق لكم من الطين كهيئة الطير فا نفخ فيه فيكو ن طيراً با ذن الله

کا اور بس۔ فا عتبروا يا او لی ا لا بصار

۲۷۔ و ابری ا لا کمه میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی ایمانی اندھے ہیں۔اس جگہ ا لا کمه سے جسمانی اندھے ہرگز مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ رسل انبیا ڈاکٹر وطبیب جسمانی نہیں ہوا کرتے کہ وہ جسمانی اندھوں کا نوں کا علاج

معالجہ کرتے ہوں بلکہ وہ تو سراسر ایمانی حکیم ہوتے ہیں ایمانی بیماروں کی صحت وشفا کا حیلہ وتدبیر بذریعہ کتاب اللہ کیا کرتے ہیں قرآن مجید میں بہت جگہ کفار مشرکین کو اندھا کہا گیا ہے۔کما قال اللہ تعالی :

صم بکم عمی فهم لا یر جعو ن۔ (البقره :۱۸)

اور: ومثل الذین کفروا کمثل الذی ینعق بما لا یسمع اِلّا دعاء و نداء صم بکم عمی فهم لا یعقلو ن ۔(البقرۃ:۱۷۱)

اور: افأ نت تسمع الصم أو تهدی العمی و من کا ن فی ضلا ل مبین ۔(الز خر ف : ٤٠)

و ما انت بهاد العمی عن ضلا لتهم ۔(الروم:۵۳)

یہ چند آیات بطور نمونہ مشتے از خروار لکھے گئے ہیں ورنہ قرآن مجید میں اس قسم کی آیات بکثرت موجود ہیں جن میں کفار مشرکین وغیرہ مجرمین مفسدین کو اندھا کہا گیا ہے باوجودیکہ وہ جسمانی اندھے ہرگز نہ تھے اور نہ ہی ہوتے تھے صرف ایمانی اندھے ہی وہاں مراد ہیں۔غرض کہ جس طرح جملہ رسل انبیاء ایمانی اندھوں کو شفایاب کرتے چلے آئے ہیں اسی طرح عیسیٰ چونکہ اللہ کے رسول تھے اور ایمانی حکیم تھے اس لئے ان کا بھی بھاری فرض تھا کہ ایمانی اندھوں کو ہی صحت یاب وشفایاب کریں اور بس۔

۲۸ ۔ وا لا بر ص میں بھی الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی ایمانی ہے یہاں بھی جسمانی ابرص یعنی بدنی پھلہری والے ہرگز مراد نہیں ہو سکتے بلکہ محض ایمانی پھلہری والے مراد ہیں۔اور بس۔

یہاں بھی وہی دلائل موید ہیں جوکہ و ابریء ا لا کمه میں ابھی متصل ہی ذکر ہو چکے ہیں بخوف طواف وملالت یہاں ازسرنو نہیں لکھے گئے صرف حوالہ ہی پر اکتفا کیا گیا ہے۔ایمانی پھلہری والوں سے مراد وہ لوگ ہیں جوکہ نہ خالص کافر ہوں اور نہ خالص مومن بلکہ بین بین ہوں۔کما قال اللہ تعالی:

مذ بذ بین بین ذ لك لا الی هؤلا ء و لا الی هؤلاء و من یضلل الله فلن تجد له سبیلا ۔(النساء:۱۴۳۔ پ۵۔ع۱۸)

اور: و من الناس من یقو ل آ منا بالله و بالیو م الآ خر و ما هم بمؤ منین ۔(البقرة:۸)

اور: و یعجبك ا جسا مهم و ان یقو لوا تسمع لقو لهم کا نهم خشب مسندة (المنا فقون :٦٣)

اور: و من اهل المد ینة مر دوا علی النفاق لا نعلمهم نحن نعلمهم(التو بة:۱۰۱)

اس قسم کے آیات قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں جن سے بعبارت نص قرآن مجید صریح صاف طورظاہر و باہر ہوتا ہے کہ ہمیشہ ہر زمانہ میں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے چلے آئے ہیں اوراب بھی موجود ہیں اور آئندہ بھی الی یوم القیامۃ ہوتے رہیں گے کہ نہ تو وہ خالص کافر ہی ہوں اور نہ ہی وہ خالص مومن کتاب اللہ کے بلکہ بین بین جس طرح کہ آج کل کے زمانہ میں بہت سے ایسے لوگ مثلاً وہابی اہل حدیث حنفی شافعی ،مالکی، حنبلی ،خارجی ، شیعہ، اصولیہ، اخباریہ، زیدیہ، اسماعیلیہ، باطنیہ اور چشتی، نقش بندی ،سہروردی، قادری ،بابی، بہائی، نیچری ،مرزائی وغیرہ اپنی اپنی جگہ تو سب کے سب اپنے آپ کو مسلمان کہتے اور مسلمان ہی کہلاتے ہیں لیکن من حیث الایمان اور بحیثیت اعتقادات واعمال وغیرہ کے نہ تو وہ صرف کتاب اللہ قرآن مجید کے پورے اور پکے مومن ہی ہیں، اور نہ وہ بالفاظ صریح زبانی طور پر کتاب اللہ المجید کے ماننے سے اقرار کر کے اس سے مطلق ،منکر اور کافر کہلانا ہی پسند و گوارا کرتے ہیں بلکہ بجائے اس کے مختلف ٹٹیوں کی آڑ میں شکار کھیلتے رہتے ہیں۔یعنی زبانی جمع خرچ میں تو برائے نام قرآن مجید کے مسلمان ہیں،لیکن عموماً عبادات واطاعات وغیرہ جملہ امور دینی میں عمل درآمد ان کا اپنے اماموں ،مجتہدوں ، پیروں، مشائخوں، ولیوں، گدی نشینوں، باطل مرشدوں کے اقوال وحکایات وروایات واحادیث باطلہ ومفروضہ پر ہوتا ہے جو کہ کلہم محض خانہ ساز من گھڑت ہیں۔

پس ایسے ہی لوگوں کو قرآن مجید میں ا لا بر ص کہا گیا ہے یعنی ایمانی پھلہری والے لوگ جن کی مثال بعینہ ویسی ہی ہے جیسے کہ آدھے تیتر آدھے بٹیر، آدھے مسلمان آدھے کافر۔ یا یوں سمجھو کہ ان کی حالت ایمانی بالکل مبروص یعنی

پھلہری والوں کی طرح ہوتی ہے کہ کسی جگہ تو ان کے بدن پر سفید و شفاف داغ ہائے مرض برص اور کہیں کہیں ان کے بدن کی اصلی رنگت سیاہ یا گندمی وغیرہ برحال خود نمایاں وظاہر ہورہی ہو غرض کہ یہ لوگ کسی مسئلہ میں قرآن مجید کے مطابق وموافق بھی بن جاتے ہیں جو مسئلہ قرآنی کہ ان کے مذہب میں بھی ویسا ہی موجود ہو اور کسی حالت میں خالص حنیف نرالے مومن کتاب اللہ المجید ہی کے ہو جاتے ہیں اور کسی حالت میں بالکل کافر و مشرک کتاب اللہ کے بن جاتے ہیں کما قال اللہ تعالی:

مذ بذبین بین ذ لك لا الی هؤلا ء و لا الی هؤلاء و من یضلل الله فلن تجد له سبیلا ۔(النساء:۱۴۳۔، پ ۵۔ع ۱۸)

اور :و اذ ا لقوا الّذین آ منوا قا لوا آ منّا و اذا خلوا الی شیاطینهم قا لوا معکم انّما نحن مستهز ؤن ۔(البقرہ:۱۴)۔

جس طرح سابقہ جملہ رسل انبیاء کرام ایسے ایمانی پھلہری کے مریضوں کو شفایاب وتندرست کرتے رہے ہیں اسی طرح حضرت عیسی بھی محض ایمانی پھلہری کے بیماروں کو ہی صحت یاب وتندرست فرماتے تھے اور بس۔ بوجہ من الوجوہ عیسی کا کوئی ذرہ بھر حق نہ تھا کہ وہ طب جسمانی وڈاکٹری وغیرہ میں مداخلت بے جا کریں

فا عتبروا یا اولی ا لا بصار اور و لیتذ کر او لو ا لا لبا ب

۲۹۔ و ابریء ا لا کمه و ا لا بر ص وا حی المو تی با ذن الله۔

اس جگہ المو تی میں الف لام عوض مضاف ہے جس کا معنی ایمانی ہے۔

یہاں بھی جسمانی مردوں کا زندہ کرنا ہرگز ہرگز وہم وخیال تک نہیں ہوسکتا خاص ایمانی مردوں ہی کا زندہ کرنا مراد ہے جس طرح جملہ رسل انبیاء صرف محض ایمانی مردوں ہی کو زندہ کرنے کے لئے مبعوث ومرسل من اللہ ہوتے رہے ہیں اسی طرح حضرت عیسی بھی چونکہ اللہ تعالی کے رسول تھے اور حکیم ایمانی تھے اس لئے ان کا بھی بھاری فرض تھا کہ وہ بھی صرف ایمانی مردوں ہی کو زندہ کریں اور بس۔ قرآن مجید میں کفار مشرکین مجرمین مفسدین کو بہت جگہ ایمانی مردے بکثرت کہا گیا ہے کما ل قا ل تعا لی،

و لو شا ء الله لجعلهم امة وا حدة و لکن ید خل من یشا ء فی

ر حمته و الظا لمو ن ما لهم من و لی و لا نصیر ۔ ام اتخذوا من دو نه او لیا ء فا الله هو الو لی و هو یحی المو تی و هو علی کل شیء قدیر ۔(الشوریٰ:۸۔۹)۔

اور :انّا نحن نحی المو تی و نکتب ما قد موا و آ ثار هم ۔ (یس : ۳۶) ۔

اور : انك لا تسمع المو تی ۔(النمل:۸۰)۔

اور :رب ا ر نی کیف تحی المو تی (البقرہ:۲۶۰)۔

اور: یا ایها الذین آ منوا استجیبو لله و للرسو ل اذا دعا کم لما یحییکم ۔(الانفال:۲۴۔پ۹ع۱۷)

آ یت با لا مذکورات سے بعبارت النص قر آ ن مجید ا ظہر من الشمّس طور پر ظاہروبا ہر ہے کہ مخالفین کفار مجر مین مفسدین و غیرہ طا غین کو مردہ ایما نی کہا گیا ہے ہمیشہ ہر زما نہ میں اول سے جملہ رسل انبیاء ایما نی مر دو ں کے زندہ کر نے کے لئے مبعوث من اللہ ہو تے رہے ہیں اسی طرح عیسی بھی چونکہ ایما نی مردوں کے زندہ کر نے کے لئے مرسل ومبعوث من اللہ ہو تے تھے پھر وہ کیوں نہ ایما نی مردوں کو زندہ کر یں مطا بق ہدا یت وارشا د و تعلیم کتا ب اللہ المجید کے معا ذ اللہ حا شا للہ اگر بالفرض عیسی کسی جسما نی مردہ کو زندہ کر تے تو بدرجہ عین الیقین وحق الیقین وہ با نی کفر وشرک ہو جا تے الله الصمد و لم یلد و لم یو لد کفر وشرک جا ری کر نے سے با لکل پا ک ہے اس نے کبھی کسی زما نہ میں کفر وشرک جا ری نہیں کیا بلکہ کسی قسم کے کسی گناہ متعدی یا لا زمی کا کبھی بھی کو ئی امر صا در نہیں فر ما یا کما قا ل الله تعا لی:

انّ الله لا یأ مر بالفحشاء (الاعرا ف :۲۸)،

اور:ان الله یأ مر بالعد ل و الا حسا ن و ا یتا یء ذی القر بی و ینهی عن الفحشا ء و المنکر و البغی (النحل :۹۰)

ایأ مر کم با لکفر بعد اذ انتم مسلمو ن (آ ل عمران :۸۰)۔

اور:و ان تکفروا فان الله غنی عنکم ولا یر ضی لعبادہ الکفر (الز مر :۷) ۔وغیرہ۔

اس قسم کی آیات قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں جملہ آیات کتاب اللہ سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کبھی کسی زمانہ میں بھی رب العالمین نے کفرو شرک وغیرہ جراثیم وفواحش کو ہرگز جائز و جاری نہیں فرمایا۔ چہ جائے کہ عیسیٰ کو خود ہی کفرو شرک کا حکم فرماوے اور اس کو بانی و مربی شرک جاری کراوے۔ کلا وحاشا ہرگز ایسا م کبھی نہیں ہوا۔

جو لوگ فی الواقع جسمانی اندھوں کو بینا کرنے اور جسمانی پھلہری والوں کو چنگا کرنے اور جسمانی مردوں کے زندہ کرنے کا بہتان وافتراء عیسیٰ پر خصوصاً اللہ پر لگاتے ہیں وہ سخت غلطی کرتے ہیں:

ما قدروا الله حق قدره ۔(پ۱۷ع۱۷)۔

اور: من اظلم ممن افترى على الله كذباً

اور: ربنا لا تجعلنا مع القوم الظالمين ۔ و نجنا برحمتك من القوم الكافرين

۳۰۔ و انبّئكم۔ یہ لفظ اس جگہ پر و ابلغکم کے معنوں میں ہے، مطابق

يايّها الرسول بلّغ ما انزل اليك من ربّك، و ان لم تفعل فما بلّغت رسالته و اللّه يعصمك من النّاس انّ الله لايهدى القوم الكافرين (المائدۃ:٦٧)

جملہ رسل انبیاء کا خاص یہی حق ہوتا ہے کہ وہ خاص اللہ ہی کی صرف رسالت ونبوت ہی کی تبلیغ کریں اور بس۔

جو لوگ آیت ہذا سے یہ وہم وخیال کرتے ہیں کہ عیسیٰ کے پاس جو شخص کچھ چیز اپنے گھر سے کھا کر آتا تھا سو وہ اس کو معلوم کر لیتے اور بتلا دیتے تھے کہ تم فلانی چیز گھر سے اس وقت کھا کر آئے ہو اور اگر کسی شخص کے گھر میں کوئی چیز بطور ذخیرہ جمع ہوتی تو وہ بھی ازراہ غیب دانی کے بوجھ کر بتا دیتے تھے کہ تمہارے گھر میں اور گھر کے فلاں گوشہ میں فلانی چیز تم نے رکھی یا چھپائی ہوئی ہے بلکہ تمام لوگوں کو وہ الگ الگ طور پر یہ بھی بتا دیا کرتے تھے کہ تم اپنے گھر سے فلاں فلاں چیز کھا کر آئے ہو۔ اور فلاں فلاں چیز تمہارے گھروں کے فلاں فلاں گوشہ میں ذخیرہ پڑی ہوئی ہے یہ وہم و

خیال کرنا سراسر ان کی حماقت وسفاہت کا ثمرہ و نتیجہ ہے

ما قدروا الله حق قدره ۔ (الانعام :۹۱)

سبحا ن ر بك رب العزة عما يصفو ن۔ و سلا م على المر سلين۔ و الحمد لله رب العا لمين(الصا فا ت : ۱۸۰۔۱۸۲)

اور : فا علموا ان الله يحو ل بين المر ء و قلبه ۔ و انه اليه تحشرو ن (الانفال :۲٤)

(قل لا يعلم من فى السما وا ت و ا لا ر ض الغيب ا لا الله و ما يشعرو ن ايا ن يبعثو ن (النمل : ٦٥)

اور : و ما ادرى ما يفعل بى و لا بكم (الاحقا ف :۹)

اور: ان الله عليم بذات الصدور (لقمان :۲۳)

جملہ مذکورہ بالا آیات کتاب اللہ سے بعبارت النص قرآن مجید صریح طور پر ثابت ہے کہ غیب دانی صرف اللہ ہی کا خاصہ ہے ما سوائے علام الغیوب اور کوئی شخص بھی جملہ معشر الجن و الانس و ملائکہ مقربین الملا الاعلی میں سے بھی مستحق غیب دانی کا نہیں ہوسکتا ۔ چونکہ عیسی بھی منجملہ رسل انبیاء کے ہیں ،تو ان کا بھی کوئی حق نہ تھا کہ وہ غیبی کاموں میں مداخلت بے جا کر سکتے ۔ پس بدرجہ عین الیقین وحق الیقین آیت ہذا

و أنبّئكم بما تأكلو ن و ما تدّ خرو ن فى بيو تكم کا مفہوم ومراد یہی ہے کہ جو کہ ہم نے ترجمہ میں ظاہر و باہر کر دیا ہے۔

سوال : آیات قرآن مجید سے ثابت ہے کہ رسل انبیاء کو رب العالمین بعض بعض غیبوں پر مطلع کرتا رہا ہے کما قا ل الله تعا لى :

و ما كا ن الله ليطلعكم على الغيب و لكن الله يجتبى من رسله من يشا ء ...(آل عمران:۱۷۹)

اور عا لم الغیب فلايظهر على غيبه ا حداً ۔الا من ار تضى من رسول فا نه يسلك من بين يد يه و من خلفه ر صداً ۔ليعلم ان قد ابلغوا رسا لا ت ر بهم و ا حا ط بما لديهم و احصى كل شىء عدداً (الجن :۲٦۔۲۸)

ان ہر دو نمبروں کی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض رسل انبیاء کو بعض غیبوں پر واقف کیا جاتا رہا ہے

جواب: لیعلم ان قد ابلغوا رسا لا ت ر بھم سے قطعی اور یقینی طور پر ظاہر و باہر ہو چکا ہے کہ سوائے احکام دین اسلام کے اور کسی چیز پر رسل انبیاء آگاہ نہیں ہوتے۔ قرآن مجید میں بائے بسم اللہ سورہ فاتحہ سے کر سورہ والناس کے آخری سین تک ما بین جو جو حالات رسل انبیاء کے ذکر کئے گئے ہیں منجملہ ان کے غیب دانی رسل انبیاء کی بھی مذکور و موجود ہے وہ سب کے سب بیانات دین اسلام ہی کے احکام ہیں کسی جگہ ترغیب وتحریص منظور ہوتی ہے اور کسی جگہ ترہیب وتخویف مدنظر ہوتی ہے بوجہ من الوجوہ کسی طرح کسی رسول کو بھی کسی امر غیبی سے آگاہ و واقف نہیں کیا گیا جو کہ احکام دین اسلام سے علاوہ ہو غرض کہ جو لوگ یہ وہم وخیال کرتے ہیں کہ علیم بذات الصدور خود ہی عیسی کو علم غیبی مرزوق و موہوب کر دیتا تھا جس کے ذریعہ سے آپ لوگوں کی کھائی ہوئی چیزیں معلوم کر لیتے اور ان کے گھروں میں ذخیرہ شدہ اشیاء کو بتلا دیتے تھے ان ظالموں مفسدوں کا یہ بھارتی بہتان وافتراء اللہ پر ہوتا ہے و من ا ظلم ممن افتری علی اللہ کذ با

۳۱۔ و ما تد خرو ن فی بیو تکم

سوال: کس چیز کا ذخیرہ کرنا گھروں میں حلال و جائز ہوتا ہے اور کس چیز کا ذخیرہ کرنا حرام و ناجائز ہے؟

جواب: اس بیان کی تفصیل وتشریح دوسری جگہ قرآن مجید میں مفصل ومشرح طور پر مذکور و موجود ہے کما قال اللہ تعالی:

و الّذین یکنزو ن الذّ ھب و الفضّۃ و لا ینفقو نھا فی سبیل اللّٰہ فبشّر ھم بعذا ب الیم ۔ یو م یحمی علیھا فی نار جھنّم فتکوی بھا جبا ھھم و ظھور ھم ھذا ما کنز تم لا نفسکم فذوقوا بما کنتم تکنز بو ن ۔(التو بہ :٣٤)

ان آیات سے صریح صاف طور پر ظاہر و باہر ہوتا ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالی کے فرضی حقوق ادا کئے جائیں یعنی زکوۃ وصدقات وغیرہ ان کو ذخیرہ کرنا اور اپنے

گھروں میں جمع رکھنا جائز ہوتا ہے اور جن چیزوں میں سے فرضی حقوق ادا نہ کئے جائیں ان کا ذخیرہ کرنا اور گھروں میں سینت رکھنا بالکل حرام وممنوع ہے

و لا يحسبن الذ ين يبخلو ن بما آ تا هم الله من فضله هو خير لهم ۔ بل هو شر لهم سيطو قو ن ما بخلوا به يو م القيا مة (آ ل عمرا ن : ١٨٠)

آیت ہذا سے یہی صریح صاف طور پر واضح وروشن ہوتا ہے کہ جس مال یا چیز سے کتاب اللہ کے بتائے ہوئے حقوق نہ ادا کئے جائیں، بلا ریب اس مال کا ذخیرہ کرنا یا اس کو اپنے گھروں میں سینت کر جمع رکھنا باعث وموجب عذاب قیامت کا ہوتا ہے اس کو گھروں میں ذخیرہ کرنا یا جمع رکھنا کہاں جائز ہوا۔

۳۲۔ مصدقاً میں اس جگہ تنوین حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی بالکل ہے۔

۳۳۔ حرِّم عليكم آیت ہذا کی تفصیل وتشریح دوسری جگہ قرآن میں مذکور وموجود ہے۔ کما قال اللہ تعالی:

و على الذين هادوا حر منا كل ذى ظفر و من البقر و الغنم حر منا عليهم لحو مها ا لا ما حملت ظهور ها او الحوا يا او ما ا كتلط بعظم ذلك جز ينا هم ببغيهم و انا لصادقون (الا نعا م : ١٤٦۔

فبظلم من الذين ها دوا حر منا عليهم طيبا ت احلت لهم و بصدهم عن سبيل الله كثيراً (النساء : ١٦٠)

آیات بالا مذکورات سے صریح صاف طور پر ظاہر وباہر ہے کہ چند اشیاء یہودیوں پر بند کی گئی تھیں بباعث ان کے ظلم وستم و بغاوت وشقاوت کے فی الواقع نفس الامر میں وہ اشیاء بالکل حلال طیب تھیں محض سزا کے طور پر چند روزہ ان کو محروم و بے نصیب کیا گیا خاص طور پر وہی اشیاء جو کہ ان پر بطور سزا کے چند روز بند کی گئیں تھیں پھر معرفت عیسی کے حلال کی گئیں یعنی کہ خاص ان ہی اشیاء کی رخصت واجازت دی گئی آیت:

كلّ الطّعام كا ن حِلا لنبی اسرا ئيل الا ما حرّم اسرا ئيل علی نفسه (آل عمرا ن :۹۳)

کے ذیل میں انشاء اللہ پوری تشریح کی جاوے گی اس جگہ صرف اسی قدر بیان کرنے پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

۳۴۔ صراً میں تنوین عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی اللہ کیا گیا ہے۔

۳۵۔ الکفر میں اس جگہ الف لام عہدی علمی ہے جس کو عہدی ذہنی بھی کہا جاتا ہے اوراس کا معنی وہ ہے۔

۳۶۔ الی ،اس جگہ الی ساتھ معنی فی کے ہے جیسا کہ

الله لا اله ا لا هو ليجمعنكم الى يو م القيا مه (النسا:۸۷۔)

دیکھو مغنی اللبیب باب تفسیر المفردات فصل الی ۔ نیز کتاب قاموس، لسان العرب ،ومنتہی الارب۔

۳۷۔ الحوار یو ن میں الف لام عوض مضا ف الیہ ہے جس کے معنی کتاب اللہ کے ہیں۔

۳۸۔ آ منا با لله میں حرف باء حروف صلہ موکدات میں سے ہے جس کا معنی صرف ہے۔

۳۹۔ با نّا مسلمو ن ۔اس جگہ حرف با ساتھ معنی علی کے ہے جیسا کہ

و من ان تا منه بقنطار ..

اور و اذا مرّوا بهم يتغامرون ۔(المطففین :۳۰۔ پارہ۳۰ع۸)

دیکھو مغنی اللبیب تفسیر المفردات فصل حرف باء، نیز قاموس، ولسان العرب و،منتہی الارب۔

۴۰۔ الما کرین میں الف لام استغراقی افرادی ہے جس کا معنی تمام ہے۔

آیت ہذا سے بعبارت النص قرآن مجید صریح صاف طور پرا ظہر من الشّمس ہے کہ یہودیوں نے جو کہ ارادہ شبخونی وقتل عیسی کا کیا تھا، اس میں وہ بالکل بے مراد رہے اور حضرت عیسی ان کی خباثت ونجاست سے ہر طرح محفوظ و ماموں رہے۔

بالمقابل رب العالمین نے خاص ان ہی کے حق میں ذلت وخواری و

شرمساری و اہانت کی تدبیر فرمائی اور وہ تدبیر ربانی کما حقہ اتم و اکمل طور پر سرانجام باختتام ہوگئی۔ یعنی ان کے پیشوائے باطل کو خاص انہی کے ہاتھ سے سوائے عیسی کے سولی پر قتل کر ڈالا یا خالی سولی پر چڑھوا دیا۔

و اللہ خیر الماکرین سے خاص یہی مدعا ثابت ہے اور بس۔

معاذ اللہ اگر بالفرض وہ ظالم موذی کسی طرح بھی حضرت عیسی کو رنج و الم بہم پہنچاتے تو و اللہ خیر الماکرین کیسے ثابت ہوسکتا۔

اس بیان کی تفصیل وتشریح پ ۶ ع ۲ آیت

و قو لهم انّا قتلنا المسيح ابن مر يم رسو ل الله و ما قتلو ه و ما صلبوه و لكن شبّه لهم و انّ الّذين اختلفوا فيه لفي شك منه ما لهم به من علم ا لا اتّباع الظّنّ و ما قتلو ه يقيناً ۔ بل رفعه الله اليه و كا ن الله عز يزا حكيماً ۔ و ان من اهل لكتا ب ا لا ليو منّ به قبل مو ته و يو م القيا مة يكو ن عليهم شهيدا (النساء : ۱۵۷-۱۵۹)

کے ذیل میں بکوشش بلیغ اتم و اکمل طور پر ہوگی۔ بخوف طوالت و ملالت یہاں صرف اس قدر بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے و اللہ خیر الماکرین کا صحیح مطلب اور اصل معنی سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے لفظ مکر کے معنی سمجھے جائیں پھر جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے اس کے ماقبل و مابعد کے مضمون پر نگاہ ڈالی جائے۔

پس واضح ہو کہ مکر عربی لفظ ہے۔ لسان العرب جو ایک بڑی مستند بیس جلدوں کی لغت ہے اس میں مکر کے معنی یہ لکھے ہیں:

اتقا ع بلا ئه باعدائه دو ن او ليا

یعنی مصیبت کو دشمنوں پر واقع کرنا اور اس میں مکر کے معنی تدبیر کے بھی موجود ہیں۔

تاج العروس شرح قاموس میں لکھا ہے کہ مکر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم محمود ہے۔ جس سے کسی اچھے کام کرنے کے لئے کوشش کی جائے۔ اور دوسری قسم مذموم جس سے کسی برے کام کرنے کے لئے جدوجہد کیا جاتا ہے۔

مجمع البحار میں بھی مکر کے معنی تدبیر ہی کے کئے گئے ہیں۔

الغرض کتب لغت میں مکر کے معنی تدبیر اور کسی اچھے کام کے لئے کوشش کرنا وغیرہ لکھے ہیں۔

اب ہم پھر آتے ہیں قرآن مجید کی طرف:

آیت و مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین جس کا ترجمہ ہم نے متن میں کر دیا ہے اس کے پہلے کفار یہود کا ذکر چلا آتا ہے جو رسل انبیاء کو ہمیشہ تکلیف دینا چاہتے ہیں اور ان کے قتل پر آمادہ ہوتے اور ان کو ایذا دینے پر کمر باندھ لیتے ہیں عیسیٰ نے بھی اپنی قوم کو ہر چند وعظ سنایا مگر قوم نے اس کو قبول نہ کیا، بلکہ حسب عادت مستمرہ کفار، و مکروا یعنی ان لوگوں نے مسیح کو سولی پر چڑھانے اور قتل کرنے کی تدبیریں کیں اور و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین یعنی اس کے برعکس خدا تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو ان کے شر سے بچا لینے کی تدبیر کی۔ اور بالآخر خدائے غالب بزرگ کی تدبیر ہی غالب آئی کیونکہ وہ تمام تدبیر کرنے والوں سے بہت ہی بڑھ کر مدبر ہے۔

جو لوگ مکر کے معنی اس جگہ فریب سازی اور دھوکہ بازی وغیرہ لایعنی طور پر لیتے ہیں وہ سراسر اس میں اپنی حماقت وسفاہت کا اظہار کرتے ہیں۔ اولی الالباب و اولی الابصار منصف مزاج حق پرست اصحاب خود ہی ملاحظہ فرما سکتے ہیں کہ اس تمام واقعہ میں فریب کو کیا دخل اور دھوکہ کی کون سی صورت وراہ ہے۔

ایسا ہی دوسری جگہ پارہ ۹ ع ۱۸ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ اپنے پیغمبر محمد رسول اللہ کو اپنے احسان بتلاتا ہے کہ

تو وہ وقت یاد کر جب کہ کفار مکہ لوگ مکر یعنی سوچ بچار اور تدبیریں کرتے تھے کہ کسی نہ کسی طرح تجھے مار ڈالیں یا قید کر لیں یا جلاوطن کر دیں

وہاں بھی یہی ارشاد ربانی نازل ہوا کما قال اللہ تبارک وتعالیٰ:

و مکروا و مکر اللہ و اللہ خیر الماکرین۔ پ ۹ ع ۱۸۔

یعنی کفار طرح طرح کی پیغمبر کو ضرر پہنچانے کے لئے تدبیریں کرتے تھے اور خدا تعالیٰ بھی ان کے برعکس اپنے پیغمبر کے بچاؤ کی تدبیر کی۔ آخر خدا تعالیٰ کے

آ گے کسی کی تدبیر نہ چلی کیونکہ وہ تمام تدبیر کرنے والے لوگوں سے بہت ہی بڑھ کر تدبیر کرنے والا ہے۔

کیا کوئی معمولی سے معلولی شخص بھی ہوش وعقل سے کام لے کر کہہ سکتا ہے کہ ان آیات میں مکر کے معنی تدبیر کے نہیں ہیں؟

ہاں جو شخص علم عربی سے محض ناواقف وا جہل مطلق اور مطالب قرآن مجید سے مادرزاد اندھا و بہرہ و گونگا ہے اور قرآن مجید کو بھی پنجابی زبان میں ہی سمجھ بیٹھا ہے وہ البتہ اپنی نادانی وحماقت وسفاہت و جہالت وغباوت وشقاوت سے یہ کہہ سکتا ہے کہ یہاں مکر کے معنی فریب ودھوکہ کے ہیں مگر ایسے ویسے نامعقول لوگوں کی سنتا ہی کون ہے اور ان کی بات کا وزن ہی کیا ہے کیونکہ صاحب بصیرت لوگ تو قطعاً ان کی طرف متوجہ نہیں ہونگے بلکہ فی الفور بول اٹھیں گے کہ اس جگہ مکر کے معنی تدبیر ہی تدبیر ہیں اور بس۔

مکر کے معنے فریب صرف اس وقت اور اس جگہ لئے جائیں گے کہ جب اور جہاں اس کے معنی بالکل تدبیر کے نہ ہوسکیں۔ پس اس جگہ تو مکر کے معنی ہر طرح اور ہر صورت میں محض اور فقط تدبیر ہی تدبیر کے ہیں جو کہ قطعی اور یقینی طور پر درست اور نہایت ہی موزوں ہیں برخلاف اس کے فریب کے معنی یہاں کسی طریقہ اور کسی نہج پر بھی بن ہی نہیں سکتے کیونکہ وہ خدائے غالب و بزرگ کی دوسری صفات سبوح قدوس عزیز حکیم مدبر علی کل شیء قدیر وغیرہ کے سراسر خلاف ہیں حالانکہ قرآن مجید کا اصول یہ ہے کہ و لو کا ن من عند غیر اللہ لو جدوا فیہ ا ختلا فاًکثیرا پس ایسی صورت وحالت میں خلاف اصل کوئی بھی ترجمہ صحیح ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں

و اذ قا ل اللہ یا عیسی انی متو فیك و را فعك الیّ و مطہر ك من الذین کفروا و جا عل الذین اتبعو ك فوق الذین کفروا الی یو م القیا مة ثم الیّ مر جعکم فا حکم بینکم فیما کنتم فیہ تختلفون فاما الذین کفروا فا عذ بھم عذا باً شد یداً فی الد نیا و ا لآخر ہ و ما لھم من نا صرین ۔ و اما الذین آ منوا و عملوا الصا لحا ت فیو فیھم اجو ر ھم و اللہ لا یحب الظا لمین ۔ ذلك

نتلو ہ علیك من ا لآ یا ت و الذ کر الحکیم۔ ان مثل عیسی عند اللہ کمثل آ د م خلقه من ترا ب ثم قا ل له کن فیکو ن ۔ الحق من ر بك فلا تکن من الممتر ین ۔ فمن حا جك فیه من بعد ما جا ء ك من العلم فقل تعا لوا ندع ابنا ء نا و ابنا ء کم و نساء نا و نسا ء کم و انفسنا و انفسکم ثم نبتهل فنجعل لعنت اللہ علی الکا ذبین۔ ان هذا لهو القصص الحق و ما من الہ ا لا اللہ ۔ و ان اللہ لهو العزیز الحکیم ۔ فا ن تو لوا فا ن اللہ علیم بالمفسدین (پ۳ ع۱۴)

تحقیق فر مایا اللہ تعالی نے (یہودیوں کے ارادہ قتل کے وقت) کہ اے عیسی (تو کچھ فکر نہ کر) کہ میں ضرور ہی تجھ کو موذیوں ظالموں سے بالکل محفوظ و ماموں رکھنگا یعنی ان سے بچا کر زندہ صحیح و سالم تجھ کو اسی دنیا ہی میں کسی اور جگہ اپنی حفاظت میں اقامت پذیر رکھونگا خصوصاً میں بالکل پاک رکھونگا تجھ کو اس سے کہ وہ کافر لوگ تجھ کو مس بھی کر سکیں ، اور کرونگا میں ان لوگوں کو جو کہ تیرے موافق وہم خیال ہوں ۔ غالب ان لوگوں پر جو کہ تیرے مخالف ہوں روز قیامت تک ۔ خاص میری ہی بارگاہ میں ہوگی حاضری تم سب کی پس میں ہی فیصلہ کرونگا تم سب کے درمیان ہر ایک امر میں کہ جس میں تم باہم جھگڑتے رہتے ہو سو وہ لوگ جو کہ کافر ہوں کتاب اللہ، تو عذاب کرونگا میں ان کو عذاب طرح طرح کا جو کہ بہت ہی سخت ہوگا ، اس جہان دنیا میں اور آخرت میں بھی ، کیونکہ نہ ہوگا واسطے ان کے ہرگز کوئی بھی مددگار اور وہ لوگ جو کہ ایمان رکھیں صرف کتاب اللہ ہی پر ، عموماً عمل نیک کریں کتاب اللہ کے بتائے ہوئے ، پس اللہ پورے پورے دے گا ان کو ثواب ان کے کیونکہ اللہ نہیں پسند کرتا کسی قسم کی حق تلفی کرنے والوں کو ۔

یہ عیسی کے رفع وغیرہ کا حال جو کہ بیان کرتے ہیں ہم اس کو صاف صاف تیرے آگے ۔ ہماری عظیم الشان جلیل القدر قدرتوں میں سے ہے اور اس میں بھاری عبرت و نصیحت ہے (عباد الرحمٰن کے لئے) اور وہ سراسر حکمت ہی

حکمت ہے۔ تحقیق حال عیسیٰ کا (بن باپ پیدا ہونے میں) اللہ کے نزدیک مثل آدم کے ہے کیونکہ پیدا کیا اللہ نے آدم کو ذلیل وحقیر مٹی سے (بغیر ماں باپ کے) پھر (یہ بھی سنادے اے صاحب قرآن)..صرف ارادہ ہی کیا اللہ تعالیٰ نے آدم کے پیدا کرنے کا کہ ہو، پس وہ پیدا ہوگیا۔ (یہ تمثیل وتشبیہ) بالکل حق ہی حق ہے کیونکہ ذکر کی گئی ہے تیرے پروردگار کی طرف سے۔ پس مت ہو تو عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے میں شک کرنے والوں میں سے۔ پھر بھی جو شخص ناحق جھگڑا کرے تجھ سے عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے میں باوجودیکہ آچکا ہے تیرے پاس صریح حکم صاف عبارت النص کتاب اللہ کا علم (اس بارہ میں) پس تو کہدے ان کو کہ آؤ تاکہ بلائیں ہم اپنے فرزند اور تمہارے فرزند اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں۔ پھر بڑے تضرع اور زاری کے ساتھ بددعا کریں (جھوٹوں پر) پس لعنت ڈالیں اللہ تعالیٰ کی عیسیٰ کے بارہ میں جھوٹ کہنے والوں پر۔ تحقیق خاص یہی بیان قرآنی اصلی واقعی حال ہے عیسیٰ کا جو کہ بالکل حق ہی حق ہے کیونکہ نہیں ہے ہرگز کوئی بزرگ کسی طرح سے ماسوائے اللہ تعالیٰ کے، اس لئے کہ تحقیق خاص اللہ ہی کے لئے حکمت ہوتی ہے پس اگر منہ پھیرو تم (عیسیٰ کے بارہ میں اس بیان قرآنی سے تو ہرگز خلاصی نہیں پاسکو گے کسی طرح سے بھی تم عذاب الٰہی سے) کیونکہ تحقیق اللہ جاننے والا ہے بہت اچھی طرح تمام فساد کرنے والوں کو۔

۱۔ آیت اذ قال اللہ یا عیسی .. تختلفون کا تعلق وربط ماقبل و مکرو و مکر اللہ کے ساتھ اس طور پر ہے کہ ماقبل مختصر طور پر تدبیر ربانی مذکور ہے، بعدہ متصل ہی، اس کی تفصیل وتشریح ذکر کی گئی ہے کہ رب العالمین نے کس طرح تدبیر فرمائی۔ جس سے کہ حضرت عیسیٰؑ ظالموں اور موذیوں سے بالکل محفوظ و مامون زندہ صحیح وسالم رہ کر برحال و برقرار رہے۔ خاص یہی وجہ تعلق وربط آیت ہذا کا ماقبل سے ہے اور بس۔

۲۔ انّی متوفّیك..آیت ہذا میں توفّی کا معنی موت ہرگز نہیں ہوسکتی

کیونکہ جس قدر ہم آیت و یکلّم الناس فی المھد و کھلا کی تفصیل وتشریح میں آیات کتاب اللہ تحریر کر چکے ہیں وہ سب کی سب آیات اس جگہ لفظ توفّی بمعنی موت منظور ومقبول نہیں کرتیں ۔ چنانچہ آیت آیت و یکلّم الناس فی المھد و کھلا کے ذیل میں لکھے جا چکے ہیں۔ وہاں دیکھنے سے اظہر من الشّمس ہو جاتا ہے کہ آیت اذ قال اللہ یاعیسی انی متو فیك .. میں موت عیسیٰؑ کا ہرگز ذکر نہیں ہے بلکہ بجسد عنصری زندہ بالکل صحیح سالم یہودی موذیوں سے جدا کر کے اسی دنیا میں روئے زمین پر کسی اور جگہ بحفاظت تمام اقامت پذیر کر دینا ہی مراد ہے۔ کتب لغت لسان العرب و مصباح المنیر ، قاموس، منتہی الارب وغیرہ میں توفّی کے معنی سوائے موت کے اور بھی بہت سے آئے ہیں۔ یعنی قبض کرنا ، پکڑنا ، اخذ کرنا، پورا پورا لینا، جدا کرنا وغیرہ۔ پس کتب لغت کو دیکھو۔ اور خصوصاً قرآن مجید میں بھی توفّی کے معنی سوائے موت کے بکثرت موجود ہیں۔ چونکہ ماقبل آیت و یکلم الناس کے بذیل برہان وفرقان رابع .. آیت

یو م یجمع اللّٰہ الرّسل فیقو ل ما ذا ا جبتم، قا لوا لا علم لنا انّك انت علا م الغیو ب ۔ اذ قا ل اللّٰہ یا عیسی ابن مر یم اذ کر نعمتی علیك و علی وا لد تك اذ ایّد تّك برو ح القدس تكلّم النّاس فی المھد و کھلا، و اذ علّمتك الکتاب و الحکمة و التّورا ة و ا لا نجیل ۔ و اذ تخلق من الطّین کھیئة الطّیر فتنفخ فیھا فتکو ن طیراً با ذ نی و تبریء ا لا کمة و ا لا برص با ذ نی و اذ تخر ج المو تی با ذ نی و اذ کففت بنی اسرا ئیل عنك اذ جئتھم با لبیّنا ت فقا ل الّذین کفروا منھم ان ھذا ا لّا سحر مّبین ۔ و اذ او حیت الی ا لحوا ر یین ان ء ا منوا بی و برسو لی قا لوا ء امنّا و اشھد باننا مسلمو ن ۔ و اذ قا ل الحوار یین یاعیسی ابن مر یم ھل یستطیع ر بّك ان یّنزل علینا ما ئدة من السّماء قا ل اتّقوا اللہ ان کنتم مؤمنین ۔ قالوا نر ید ان نأکل منھا و تطمئنّ قلو بنا و نعلم ان قد

صدقنا و نکو ن علیها من الشّا هدین۔ قا ل عیسی ابن مر یم اللهم ر بّنا انز ل علینا ما ئدة من السّما ء تکو ن لنا عیداً لاوّلنا و ء اخر نا و آية مّنك و ار زقنا و انت خیر الرا زقین ۔ قا ل اللّه انّی منز لها علیکم فمن یکفر بعد منکم فا نّی اعذّبه عذا باً لا اعذّبه ا حداً من العا لمین ۔ و اذ قا ل الله یا عیسی بن مر یم أأنت قلت للنّاس اتّخذو نی و امّی الهین من دو ن اللّه قا ل سبحا نك ما یکو ن لی ان اقول ما لیس لی بحقّ، ان کنت قلته فقد علمته تعلم ما فی نفسی و ا لا اعلم ما فی نفسك انّك انت علّا م الغیو ب ۔ ما قلت لهم الّا ما امر تنی به ان اعبدوا الله ر بّی و ربّکم و کنت علیهم شهیدا مّا دمت فیهم فلمّا تو فّیتنی کنت انت الرّ قیب علیهم و انت علی کلّ شی شهید ۔ (المائدۃ۱۰۹۔۱۱۷۔پ ۷ ع ۵)

کی تفصیل وتشریح میں ہم چند آیات تحریر کر چکے ہیں جن سے کہ بعبارت النص قر آ ن مجید صریح صا ف طور پر ا ظہر من الشّمس ہو جا تا ہے کہ توفّی کے معنی قر آ ن مجید میں سوائے موت کے اور بھی بہت آ ئے ہیں وہاں د یکھنے سے کما حقہ تسلی و اطمینا ن ہو سکتا ہے اس لئے اس جگہ انّی متو فیك ...میں صرف حوالہ ہی پر ا کتفا کیا گیا ہے بخوف طوالت و ملالت از سر نو ا صالتاً و استقلا لاً اس جگہ تو في کے معنی دو بارہ تحریر نہیں کیئے ۔

۳ ۔ ورا فعك الیّ میں حرف وا وٗ وا سطے تفسیر کے ہے جس کے معنی یعنی ہیں ۔ چنا نچہ کتاب مغنی اللبیب جلد دوم با ب حرف وا وٗ فصل الثا لث عشر میں د یکھو جیسا کہ:

انّما اشکوا بثّی و حز نی الی اللّه (یوسف:۸۶۔پ۱۳۔ع ۴)

اور: او لئك علیهم صلواة من ر بهم و ر حمة (البقرۃ:۱۵۸)

اور: لا تر ی فیها عو جاً و لا امتا (طہ:۱۰۸)

میں بھی حرف وا وٗ وا سطے تفسیر کے ہے اور قا موس، لسان العرب، منتہی الا رب میں بھی

حرف واؤ تفسیر کے واسطے مذکور وموجود ہے وہاں دیکھنے سے بھی تسلی و اطمینان ہوسکتا ہے۔ ویسا ہی مانحن فیہ اعنی آیت و را فعك الیّ میں بھی حرف واؤ واسطے تفسیر کے ہے اور بس۔

۴۔ فو ق الذین کفروا ۔ اس جگہ فوقیت سے مراد غلبہ با لحجت ہے۔ یعنی کہ اے عیسی جو لوگ تیرے موافق وہم خیال صرف کتاب المجید ہی کے مومن ہوں گے وہی ہمیشہ غالب رہیں گے ان لوگوں پر جو کہ کافر کتاب اللہ کے ہوں۔ الخ

اس مدعا کی تفصیل وتشریح بہت جگہ قرآن مجید میں مذکور وموجود ہے کما قال اللہ تعالی:

فا نّ حز ب الله هم الغا لبو ن (المائدۃ: ۵۶)۔

اور: ا لا ان حز ب الله هم المفلحو ن (المجادلۃ: ۲۲۔ پ ۲۸ ع ۳)

اور: کتب اللہ لا غلبن انا و رسلی (المجادلۃ: ۲۱)۔

اور: و کذ لك ننجی المو منین (پ ۱۷ ع ۶)

آیات بالا مذکورات سے بعبارت النص قرآن مجید صریح طور پر ثابت ہے کہ ہمیشہ رسل انبیاء جو اعلی درجہ کے مومنین کتاب اللہ ہوتے ہیں کفار ومشرکین پر غالب وفائق بالحجت رہتے ہیں۔ بوجہ من الوجوہ کسی طرح وہ مغلوب ومقہور نہیں ہوتے۔ چونکہ حضرت عیسی بھی منجملہ رسل انبیاء کرام کے تھے اس لئے ان کے ساتھ بھی رب العالمین کا یہی وعدہ ہوا کہ:

و جا عل الذین اتبعو ك فو ق الذین کفروا الی یو م القیا مة

(آل عمران: ۵۵)

ظاہری سلطنت وحکومت کا یہاں کسی طرح وہم وخیال نہیں ہوسکتا مطابق

تلك ا لا یا م ندا و لها بین الناس ۔ (آل عمران: ۱۴۰)

اور: و لو لا دفع الله الناس بعضهم ببعض لفسدت ا لا ر ض و لکن الله ذو فضل علی العا لمین (البقرۃ: ۲۵۱)

جو لوگ آیت ہذا یعنی فوق الذین کفروا (آل عمران: ۵۵) سے ظاہری سلطنت وحکومت مراد لیتے ہیں، وہ سخت غلطی کرتے ہیں۔ کیونکہ رسالت ونبوت کا کوئی

تعلق ظاہری سلطنت وحکومت کے ساتھ ضروری نہیں ہے ۔ بوجہ من الوجوہ اس جگہ کسی طرح فوق کا معنی سلطنت وحکومت نہیں ہوسکتا ۔ اس مدعا کی تفصیل وتشریح بہت جگہ آیات قرآن سے ظاہر وباہر ہے کما قال اللہ تعالی:

و رفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فی ما آتاکم (الانعام، ۱٦٥)،

و فوق کل ذی علم علیم، (یوسف :٧٦)

و رفعنا بعضهم فوق بعض درجات لیتخذ بعضهم بعضا سخریا ۔(الزخرف ؛٣٢)۔

اور :یا ایها الذین آمنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی (الحجرات : ٢)

آیات بالا مذکورات سے بعبارت النص قرآن مجید اظہر من الشمس طور پر ظاہر ہوا کہ اس جگہ فوق کا معنی سلطنت وحکومت یا بادشاہی نہیں ہوسکتی ۔ بلکہ فوق کا معنی فوقیت فضیلت وترقی درجات ہوتی ہے ۔

اسی طرح ما نحن تفسیر آیت و جاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا میں بھی خاص یہی فوقیت وفضیلت مراد ہے ۔یعنی جو لوگ تیرے مطابق و موافق صرف کتاب اللہ ہی کے مومن مسلم رہیں گے وہ ہر طرح عند اللہ مجتبیٰ و مصطفیٰ و برگزیدہ و چیدہ ہوں گے ان لوگوں کی نسبت جو کہ کافر کتاب اللہ المجید کے ہوں خاص یہی مراد ومفہوم ہے فوق الذین کفروا سے اور بس ۔

۵ ۔ عذاباً میں تنوین نوعیت کے واسطے ہے جس کا معنی طرح طرح کا ہے

٦ ۔ شدیداً میں تنوین تعظیم کے واسطے ہے جس کا معنی بہت ہی ہے ۔

٧ ۔ الدنیا میں اس جگہ الف لام عہدی حضوری ہے جس کا معنی اس جہان ہے ۔

٨ ۔ من ناصرین میں من حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی ہرگز ہے ۔

٨ ۔ و عملوا الصالحات میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا

معنی کتاب اللہ ہے۔

۱۰۔ الظا لمین میں یہاں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی کسی قسم کی ہے۔

۱۱۔ ذ لك ۔ کتب نحو شرح ملا و مغنی اللبیب وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ذ لك مشار الیہ بعید ہوتا ہے کسی جگہ بعد مکانی اور کسی جگہ بعد زمانی .... یہاں مشار الیہ انی متو فیك و را فعك ... تختلفو ن ہے چونکہ یہودیوں موذیوں سے عیسیٰ کو بجسد عنصری زندہ صحیح سالم بالکل محفوظ و ما مون الگ کر کے کسی دوسری جگہ برحال و برقرار اقامت پذیر کر رکھنا سراسر خوارق عادت اور غیر معمولی بات ہے یعنی عوام الناس کے فہم وادراک سے بالکل بعید وغریب ہے اس لئے علیم بذات الصدور نے اس جگہ آئے

ذ لك نتلو ہ علیك من ا لآ یا ت و الذ کر الحکیم

(آل عمرا ن :۵۸)

میں لفظ ذ لك اسم اشارہ ذکر فرمایا جس کا مشار الیہ بالکل بعید ہی ہوتا ہے۔

بہت ہی بڑھ کر چند ضروری امورات در بارہ عیسیٰ قابل توجہ ہیں ۔

اگر حضرت عیسیٰؑ کو بالکل زندہ صحیح وسالم موذیوں ظالموں کے پنجہ سے بچا کر اللہ نے اسی عالم دنیا میں کسی خاص جگہ اپنی حفاظت سے اقامت پذیر فرما دیا، اور یہ کہ اگر حضرت عیسیٰؑ کی وفات بھی ابھی تک وقوع میں نہیں آئی بلکہ وہ ہنوز ہر طرح بخیر و عافیت زندہ اور صحیح وسلامت دنیا میں کسی نہ کسی جگہ موجود ہیں، اور یہ کہ اگر وہ ضرور زمانہ قرب قیامت میں ظاہر ہو کر بنی اسرائیل یہود و نصاری کے توہمات وخیالات باطلہ کی تردید وتکذیب کر کے ان کی افراط وتفریط وغلو ومبالغہ وغیرہ کو مٹائیں گے، جیسا کہ متن مضمون ہذا میں اس سے پیشتر مفصل ومشرح طور پر مذکور ہو چکا ہے، تو پھر اس موقعہ پر عوام الناس کی طرف سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ بات ہے تو ایسی حالت میں آج کل عیسیٰ دنیا کے کس ملک و جزیرہ کس شہر کس قصبہ وقریہ یا جنگل یا دشت و جبال وغیرہ میں مسکن گذین واقامت پذیر ہیں؟ آیا شیعہ لوگوں کے زعم باطل ووہم وخیال وغیرہ کے مطابق ان کے فرضی مہدی آخر الزمان کی طرح سامرہ یا غار سر من رائے میں، چوروں کی طرح چھپے بیٹھے ہیں جہاں سے وہ اپنے وقت معہودہ وموعودہ پر نکل کر

چار دانگ عالم میں ایک شور شغب سا مچائیں گے اور بزعم ان کے غلغلہ دین بلند کریں۔ یا یہ کہ اس وقت وہ کسی اور مخفی و محفوظ جگہ سادھوں جوگیوں سنیاسیوں بیراگیوں وغیرہ ہندو تپسیوں، رشیوں منیوں کی طرح کوئی گپھا بنا کر اس میں دم سادھ کر، یا کپالی یا تاڑی وغیرہ چڑھا کر عمل حبس الدم کے ذریعہ ابھی تک زندہ وحی قائم و موجود ہیں۔ اور وقت مقررہ پر اس خم افلاطون کے طلسم کو توڑ پھوڑ کر نکل آئیں گے؟ یا یہ کہ بالفعل وہ کہیں عام کوچہ گر فقیروں وغیرہ کے لباس میں شہر بہ شہر اور ملک بملک یوں ہی معرض گمنامی و کس مپرسی میں ہی پھرتے رہتے ہیں اور وقت معینہ پر خود بخود اپنے آپ کو کسی نمایاں جگہ پر آ کر یہ ظاہر کر دیں گے کہ میں ہی عیسیٰ بن مریم ہوں وغیرہ۔ نظر بر جملہ حالات مذکورہ بالا یہ امر کس طرح قرین قیاس ہوسکتا ہے کہ آج انیس سو برس سے زیادہ عرصہ تک بھی کسی کو ان کا کہیں کھوج و نشان تک بھی نہ مل سکا ہو۔ خصوصاً موجودہ زمانہ میں جب کہ علم کی روشنی ہر چہار سو اطراف و اکناف عالم میں پھیلی ہوئی ہے اور جغرافیہ دان سیاحوں نے دنیا کا گوشہ گوشہ اور کونہ کونہ چھان مارا ہے۔ مستزاد براں ہر ایک سلطنت کی طرف سے اس کے تمام ممالک محروسہ کی حسب ضابطہ مردم شماری بڑی حزم و احتیاط و کمال نگرانی کے ساتھ ہر چند سال کے بعد ہوتی رہتی ہے تو ایسی صورتوں میں اگر فی الواقع و فی الحقیقت عیسیٰ کسی جگہ ہوتے تو ضرور بالضرور کہیں نہ کہیں سے ان کا کچھ نہ کچھ پتہ پختہ طور سے مل ہی جاتا۔ اور جب کہ آج تک ایسا نہیں ہوا تو پھر کوئی وجہ کافی و وافی قرین قیاس نہیں ہے کہ عیسیٰ کا کہیں اسی روئے زمین اور پردہ عالم پر زندہ و صحیح سلامت محفوظ و مامون طور پر موجود ہونا صحیح و درست تسلیم کیا جا سکے بلکہ کوئی جغرافیہ دان بھی ہرگز اس کو ٹھیک نہیں کہہ سکتا۔

جواب: اس مظنہ کا جو کہ محض بوجہ عدم وسعت معلومات اور بسبب تنگ و محدود دائرہ علمی کے صرف پاؤ پڑھے نیوفیشن کے دیسی جنٹل مینوں کو پیدا مل سکتا ہے یہ ہے کہ وہ اس معاملہ میں اچھی طرح لیاقت و قابلیت سے غور و تفکر اور تدبر و تفقہ نہیں کر سکے کیا معنی کہ خود انہی کے مسلمہ علوم جغرافیہ و تواریخ پکار پکار کر اس امر کی علی الاعلان شہادت دے رہے ہیں کہ سارے نظام شمسی کا تو کیا ذکر ہے ابھی تک صرف اسی بیضوی یا کروی کرۃ الارض کے بر و بحر و جزائر کا تمام حال بھی من کل الوجوہ اتم و اکمل طور پر

کسی کو معلوم نہیں ہو سکا۔ اور اسی واسطے پوری طرح وہ ضبط تحریر میں بھی نہیں آ سکا چنانچہ یہ امر واقعی ہے کہ ملک امریکہ جو کہ ایک بڑا بھاری براعظم ہے جس کو لوگ نئی دنیا بھی کہتے ہیں وہ آج سے چند صدیوں پہلے تک کسی کو معلوم بھی نہ تھا اور نہ کوئی بشر اس کا نام ونشان تک بھی جانتا تھا کہ پردہ عالم میں کوئی اس نام یا اس نشان کا کوئی اور بھی ملک واقع ہے۔ صرف کولمبس جہازی ملاح کا جہاز اتفاقاً راستہ انڈیا کا تلاش کرتے ہوئے کسی طوفان آب و باد بحر کی وجہ سے اس براعظم کے کسی کنارہ پر جا لگا تھا، جس سے یہ ملک بھی دریافت ہو گیا۔ ورنہ پہلے اس کو کون جانتا تھا۔

بڑے بڑے حکماء وفلاسفر یونان مثلاً افلاطون، ارسطو، سقراط، بقراط، بطلیموس، فیثا غورث وغیرہ بھی یہیں موجود تھے مگر کسی کو اتنی خبر تک بھی نہیں تھی کہ اتنا بڑا براعظم دنیا میں اور بھی موجود ہے جو کہ ان کی قرار دادہ ہفت اقالیم سے علاوہ ہے۔ اور وہاں بھی مثل براعظم ہائے ایشیاء وافریقہ ویورپ کے بے شمار خلق خدا آباد وسکونت پذیر ہے۔

جب ایسے ایسے حکماء وفلاسفران کے علم ومعلومات کا دائرہ اس قدر تنگ و محدود تسلیم کیا جاتا ہے جس پر کہ پنجاب کے پہاڑیوں کی یہ ضرب المثل پوری طرح صادق آتی ہے کہ ڈھانگو سے پرے کوئی دیس ہی نہیں، تو پھر آج کل معمولی نئی روشنی والوں کی معلومات جغرافیہ کی نسبت بھی یہ کہاں تک باور کیا جا سکتا ہے کہ وہ دنیا بھر کی تمام آبادیوں جنگلوں سمندروں پہاڑوں کے جملہ کونوں کھنڈروں کی اینٹوں وپتھروں وغیرہ کے نیچے کے حالات پر بھی کامل ومکمل طور سے حاوی ہو گئے ہیں۔

یہ عجیب بات ہے کہ ایسے معترض سائل صاحبان کی حالت کا نقشہ بعینہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ خود تو تمام ملکوں کے نقشہ جات واٹلس اور روئے زمین کا گلوب ملاحظہ کرتے رہتے ہیں اور اپنی آنکھوں کے سامنے دنیا بھر کو ایسا سمجھتے ہیں جیسا کہ ایک نارنگی یا گیند، لیکن اتنی خبر نہیں رکھتے کہ خاص انہی کے مقام رہائش یا سکونتی شہر کے اصل حالات کیا ہیں، اور وہاں کے ساکنان کون کون اور کہاں کہاں اور کس کس طرح اقامت پذیر ہیں۔ یہ لوگ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ جغرافیہ مفتاح الارض، یا کسی اور بڑے انگریزی جغرافیہ یا اٹلس کے نقشہ جات وغیرہ میں جس قدر ملک اور جزیرے بحر اور

بحیرے، خلیجیں، آبنائیں، خاکنائیں، راسیں وغیرہ موجود ہیں پس سارے کے سارے کرۃ الارض میں صرف اسی قدر کائنات موجود ہے اس کے سوا یا اس کے علاوہ اور کوئی ملک یا جزیرہ ان کے وہم وگمان تک میں بھی موجود نہیں اور نہ ہوگا یہ ان کی صریح غلطی اور بھاری کج فہمی ہے۔ کیونکہ وہ جان سکتے ہیں کہ آج سے چند سال پیشتر جزائر آسٹریلیا وغیرہ کو کون جانتا تھا، اور کیوں جانیں یہ ابھی کی تازہ تازہ دریافت کا نتیجہ ہے کہ قطب شمالی کی مہم دریافت اور اس طرف کے سیر وسفر اور سیاحت میں ہی ایک اتنے بڑے وسیع ملک یعنی جزیرہ گرین لینڈ کا پتہ ملا ہے جہاں ہزارہا بلکہ لکھوکہا مخلوق خدا نہایت ہی امن وامان سے کمال محفوظ و مامون طور پر مدت مدید سے بس رہی ہے، جن کی کوئی بھی خبر آج تک ایں روئے دنیا وایں سوئے عالم کے رہنے والوں کو مطلق نہیں تھی۔ صرف جزیرہ گرین لینڈ وغیرہ ممالک کے اب دریافت ہونے پر ہی کچھ موقوف نہیں ہے، بلکہ روز بروز نئے سے نئے جزیرے اور جدید سے جدید ملک دور دراز مسافت ہائے بحری میں ابھی بھی دریافت ومعلوم ہوتے رہتے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔ انشاء اللہ

چنانچہ قطب جنوبی کا ابھی تک کسی کو کچھ بھی حال معلوم نہیں ہوسکا، اور نہ کوئی مہم ہی آج تک اس طرف بھیجنے کا کسی سلطنت کی طرف سے بھی انتظام و بندوبست یا اس کا کچھ تہیہ وغیرہ ظہور میں آیا ہے۔ تاحال فقط قطب شمالی و بحر منجمد وظلمات وغیرہ کے حالات میں کئی ایک سیاحوں کی مہمیں مصروف کار ہیں جن سے عجائب وغرائب اسرار عالم تازہ بتازہ منکشف ہوتے ہیں اسی طرح جب کہ کوئی مہم قطب جنوبی کی طرف بھی متوجہ ہوگی تو یہ ناممکن وغیرا غلب ہے کہ اس طرف بھی کئی ایک نئے سے نئے جزیرے اور ملک وغیرہ دریافت نہ ہوں۔

پس حضرت عیسیٰ کے اسی دنیا میں اس وقت کسی جگہ اسی روئے زمین ہی پر موجود اقامت پذیر نسبت مندرجہ بالا، اعتراض یا سوال کرنا سراسر معترض یا سائلین کی لاعلمی جغرافیہ، و نابلدی علم نظم الممالک کا ثمرہ ونتیجہ ہے اور بس۔

یہاں پر ایک اور بات بھی جتادینی ضروری ہے کہ جو لوگ یہ سمجھ رہے ہیں کہ تمام دریافت شدہ ملکوں اور سلطنتوں کے نظم ونسق ایسے پورے طور پر پختہ اور آئینہ کی

طرح صاف و شفاف ہیں کہ وہاں کے افسران اپنی مملکت کے ذرہ ذرہ کے حالات سے واقفیت و آگاہ رکھتے ہیں یہ بھی محض ایسا سمجھنے والوں کی ناواقفیت اور علم سیاست مدن سے لاعلمیت کا ثمرہ ہے، ورنہ ہر شخص جس کے سر میں کچھ تھوڑا سا بھی مغز و دماغ اور اس کے مغز و دماغ میں تھوڑی سی بھی عقل کا مادہ موجود ہے، وہ بخوبی جانتا اور سمجھ سکتا ہے کہ کسی ملک کی گورنمنٹ سے بھی ایسا انتظام ہونا ہرگز ہرگز ممکن نہیں ہے کہ وہ اپنے جملہ افراد رعایا کے پورے پورے حالات تاریخی کو حسب ونسب و بیوگرافی بمعہ ان کی فوٹوگراف تصویروں یا مجسموں وغیرہ کو اپنے کسی دفتر میں مکمل ومفصل طور پر مرتب و مدون کر سکے جس سے عندالدریافت معلوم ہو سکے کہ ہمارے یہاں فلاں شخص جو ہے وہی عیسی ابن مریم ہیں۔ بلکہ بالفرض محال اگر ایسا انتظام و بندوبست کیا بھی کیا جائے تو اس حالت میں بھی یہ امر ہرگز دریافت نہیں ہوسکتا کہ عیسی کہاں رونق افروز ہیں اور وہ کون ہیں؟ نظر بحالات صدر اس امر میں کسی شک وشبہ کی ہرگز کوئی بھی گنجائش نہیں ہو سکتی کہ عیسی کا اسی دنیا میں اور اسی روئے زمین ہی پر صحیح وسلامت زندہ وموجود رہنا اور یہیں کسی جگہ محفوظ و مامون طور سے اقامت پذیر ہونا موجود زمانہ کے علم جغرافیہ یا پولیٹکل اکانومی وغیرہ کی رو سے کسی طرح مغائر و ناممکن ہو سکے۔ زیادہ کیا لکھا جائے عاقلاں را اشارہ کافی ست۔

باقی رہی یہ بات کہ گو حضرت عیسیٰؑ کا اسی دنیا میں کسی جگہ موجود ہونا تو بروئے علم جغرافیہ ناممکن نہیں ہے لیکن سائل صاحب اب ہم سے یہ پوچھتے ہیں کہ آخر وہ ہیں کس جگہ اور کس حالت میں ہیں۔

اس کا جواب معقول پسند وحکیم مزاج لوگوں کو خطاب کر کے دینا تو کچھ ضروری نہیں ہے کیونکہ وہ خود ہی جانتے ہیں کہ جب ایک امر کا ہونا ممکنات سے ثابت ہو جائے تو پھر میں چون و چرا و چنیں و چناں کی کوئی بھی حاجت نہیں ہوا کرتی۔

البتہ محالات عقلی مثلاً عیسیٰؑ کا آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری اٹھایا جانا اور وہاں ان کا آج تک زندہ موجود ہونا اور پھر قرب قیامت میں ان کا زمین پر اترنا، اور مہدی کے ساتھ مل کر سلطنت کرنا، اور پھر بڈھے ہو کر یہاں مرنا وغیرہ اور اسی طرح ادریس کا بھی زندہ آسمان پر اٹھا کر لے جانا یا محمد رسول اللہ ﷺ کا براق پر سوار ہو کر شب

معراج میں ساتوں آسمانوں کی سیر کر آنا وغیرہ، یہ امور خلاف فطرت انسانی ایسے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کی تائید میں کچھ استدلال کرے تو بے شک اس کا ذمہ ہے کہ ہر طرح عقلاً وعملاً اپنے دعوی کا ثبوت پیش کرے۔ ازبسکہ ہمارے مذکورہ مدعا کے مان لیے میں اہل علم وصاحب عقل لوگوں کو بامعان نظر ہے، کسی طرح کی کوئی بھی عقلی رکاوٹ حائل نہیں ہوسکتی۔ صرف منقولات مقلدانہ پر چلنے والے جن کی نظر میں لاکھ معقولات مسلمہ کو ان کی ایک ادنی سی روایت بھی باطل کرسکتی، البتہ ہم پر کچھ منہ آسکتے ہیں۔ لہذا ہم اس جگہ ان ہی کی خاطر سے چند واقعات کے حوالہ جات خاص آیات کتاب اللہ المجید سے پیش کرتے ہیں جن کو وہ سب کے سب متفق علیہ تسلیم کررہے ہیں اور جن کے معنوں اور مطالب ظواہر میں بھی کسی کو کچھ اختلاف نہیں ہے بلکہ خود ان کی خانہ ساز من گھڑت حکایات وروایات بھی اس نفس مضمون کے برعکس نہیں ہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ تشریحات وتفصیلات کے ساتھ تائید ہی تائید میں ملتی ہیں بہرحال وہ واقعات حسب ذیل ہیں:

ا۔ و کذ لك مکّنّا لیو سف فی الار ض یتبوّأ منها حیث یشا ء ، نصیب بر حمتنا من نشا ء و لا نضیع اجر المحسنین ۔ و لأجر ا لآ خرة خیر للذین آ منوا و کا نوا یتقون ۔ و جا ء أخوة یوسف فد خلوا علیه فعرفهم و هم له منکرو ن۔ و لمّا جهّز هم بجها ز هم قا ل أیتو نی بأخ لکم من ابیکم ، ألا ترون انّی او فی الکیل و انا خیر المنز لین ۔ فان لم تأتو نی به فلا کیل لکم عندی و لا تقر بو ن ۔ قا لوا سنرا ود عنه اباه و انّا لفا علو ن ۔ و قا ل لفتیا ه ا جعلوا بضا عتهم فی رحالهم لعلّهم یعرفو نها اذا انقلبوا الی اهلهم لعلّهم یر جعو ن ۔ فلما ر جعوا الی ابیهم قا لوا یآ ابا نا منِع منّا الکیل فارسِل معنا اخا نا نکتل و انّا له لحافظو ن ۔ قا ل هل ء امنکم علیه ا لا کما أ منتکم علی ا خیه من قبل فا لله خیر حافظا و هو ار حم الرا حمین۔ و لمّا فتحوا متا عهم و جدوا بضا عتهم ردّت الیهم

قا لوا یا ا با نا ما نبغی هذه بضا عتنا ردّت الینا و نمیر ا هلنا و نحفظ ا خا نا و نز دا د کیل بعیر۔ قا ل لن ار سله معکم حتی تؤتو ن مو ثقا من الله لتأتیننی به ا لا ان یحا ط بکم ، فلما ء ا تو ہ مو ثقهم قا ل الله علی ما نقو ل و کیل ۔ و قا ل یا بنی لا تد خلوا من با بٍ وا حدٍ و ا د خلوا من ابوا بٍ متفرقة و ما ا غنی عنکم من الله من شیء ان الحکم ا لّا لله علیه توکلت و علیه فلیتو کل المتو کلو ن ۔ و لمّا د خلوا من حیث امر هم ابو هم ما کا ن یغنی عنهم من الله من شیء ا لّا حا جة فی نفس یعقو ب قضا ها و انه لذو علم لما علمناه و لکن اکثر الناس لا یعلمو ن ۔ و لمّا دخلوا علی یوسف آ وی الیه اخا ہ قا ل انّی انا ا خو ك فلا تبتئس بما کا نوا یعملو ن ۔ فلمّا جهّز هم بجها ز هم جعل السّقا یة فی ر حل ا خیه ثم ا ذّن موذن ایّتها العیر انکم لسارقو ن ۔ قا لوا و أقبلوا علیهم ما ذا تفقدو ن ۔ قا لوا نفقد صوا ع الملكِ و لمن جا ء به حمل بعیر و انا به زعیم ۔ قا لوا تا لله لقد علمتم ما جئنا لنفسد فی ا لا رض و ما کنّا سا ر قین ۔ قا لوا فما جزا ء ہ ان کنتم کا ذبین ۔ قا لوا جزا ء ہ من وجِد فی ر حله فهو جزا ء ہ کذ لك نجزی الظالمین ۔ فبدأ بأوعیتهم قبل و عا ء ا خیه ثم استخر جها من وعا ء اخیه کذ لك کد نا لیو سف ما کا ن لیأخذ ا خا ہ فی دین الملك الّا ان یشا ء الله نر فع در جا ت من نشا ء و فوق کل ذی علم علیم ۔ قا لوا ان یسرق فقد سرق ا خ له من قبل فأسرّ ها یوسف فی نفسه و لم یبد ها لهم قا ل انتم شرّ مکا نا و الله اعلم بما تصفو ن۔قا لوا یا ایّها العزیز انّ له ابآ شیخاً کبیراً فخذ ا حد نا مکا نه انا نر ا ك من المحسنین ، قا ل معا ذ الله ان نأخذ ا لّا من و جد نا متا عنا عنده انّا اذا لظالمو ن ، فلما

استیئسوا منه خلصوا نجیّا قا ل کبیر هم الم تعلموا انّ ابا کم قد ا خذ علیکم مو ثقاً من الله و من قبل ما فر طّتم فی یو سف فلن ابر ح ا لا ر ض حتی یأذن لی ابی او یحکم الله لی و هو خیر الحا کمین۔ ار جعوا الی ابیکم فقو لوا یا ابا نا انّ ابنك سرق و ما شهد نا الّا بما علمنا و ما کنّا للغیب حا فظین ۔ و سئل القر یة التی کنّا فیها و العیر التی اقبلنا فیها و انا لصادقو ن ۔ قال بل سوّلت انفسکم امراً فصبر جمیل عسی الله ان یأتینی بهم جمیعا انه هو العلیم الحکیم ۔ و تو لّی عنهم و قا ل یآ سفی علی یوسف و ابیضّت عینا ه من الحز ن فهو کظیم ۔ قا لوا تا لله تفتؤا تذ کر یو سف حتّی تکو ن حر ضا او تکو ن من الها لکین ۔ قا ل انّما اشکوا بثّی و حز نی الی الله و اعلم من الله ما لا تعلمو ن۔ یا بنیّ ا ذ هبوا فتحسّسوا من یوسف و ا خیه و لا تایئسوا من رو ح الله انة لا یائیس من رو ح الله ا لا القو م الکا فرو ن ۔فلما د خلوا علیه قا لوا یا ایّها العزیز مسّنا و اهلنا الضّرّ و جئنا ببضاعة مزجا ة فأوف لنا الکیل و تصدّق علینا ان الله یجز ی المتصدقین ، قا ل هل علمتم ما فعلتم بیو سف و اخیه اذ انتم جا هلو ن ۔قا لوا أ ء نك لأنت یوسف، قا ل انا یوسف و هذا ا خی قد منّ الله علینا انه من یتّق و یصبر فا ن الله لا یضع ا جر المحسنین ۔ قا لوا تالله لقد ء ا ثر ك الله علینا و ان کنّا لخا طئین ۔ قا ل لا تثریب علیکم الیو م یغفر الله لکم و هو ار حم الرا حمین ۔ اذهبوا بقمیصی هذا فألقوه علی و جه ابی یأت بصیراً و آتونی باهلکم اجمعین ، و لمّا فصلت العیر قا ل ابو هم انّی لاجد ر یح یو سف لو لا ان تفنّدو ن ۔ قا لوا تا للّه انّك لفی ضلا لك القدیم (یوسف:۸۰-۹۵۔پ۱۳۔ع۱تا۵)

آیات بالا مذکورات سے بعبارت النص قرآن مجید اظہر من الشّمس طور پر واضح وروشن ہے کہ حضرت یوسفؑ تو ملک مصر میں وہاں کے بادشاہ کی طرف سے بطور نائب سلطنت یا وائسرائے یا وزیر اعظم وغیرہ حکومت وسلطنت کر رہے تھے، لیکن دوسری طرف ، مصر سے قریب ہی حضرت یعقوبؑ باوجودیکہ وہ اولوالعزم رسل انبیاء میں سے تھے اور بذریعہ جبریل ، اللہ تعالیٰ سے حضرت یوسفؑ کے حالات دریافت فرما سکتے تھے ۔ پھر بھی وہ حضرت یوسفؑ کے حالات سے بالکل بے خبر تھے ۔ خصوصاً حضرت یوسف کے بھائی ۔ اسی حالت سلطنت وحکومت ہی میں جب ان کی خدمت مبارک میں مشرف ہوئے ، تو اس وقت حضرت یوسفؑ نے سب بھائیوں کو قطعی اور یقینی طور پر پہچان لیا ، لیکن بھائیوں کو کوئی وہم وخیال تک بھی حضرت یوسفؑ کا نہ ہوا کہ آپ ہی حضرت یوسفؑ ہیں ۔ فی الجملہ سورہ یوسف میں آیت

فعر فهم و هم له منكرو ن ۔

اور : ياأسفى على يو سف و ابيضّت عيناه من الحز ن فهو كظيم

کو صدق دل سے مخلص حنیف ہو کر پڑھو اور سوچو ، تاکہ بدرجہ عین الیقین وحق الیقین تسلی واطمینان ہو جائے کہ جس طرح حضرت یوسفؑ ایک عرصہ دراز تک اسی ملک کے قریب ہی قریب اپنے والد ماجد حضرت یعقوب اور جملہ خویش واقرباء سے بالکل مخفی ہی مخفی رہے ، حالانکہ حضرت یعقوبؑ اولوالعزم رسل انبیاء میں سے تھے ، پھر بھی ان کو کسی ذریعہ ووسیلہ سے اپنے بیٹے حضرت یوسفؑ کی ذرہ بھر بھی آگاہی نہیں ہوئی ، ویسا ہی ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰ بھی حضرت یوسف کی طرح خاص اسی روئے زمین پر ہی کسی جگہ اقامت پذیر ہوں اور ہم لوگوں کو حضرت یعقوبؑ اور اس ملک کے لوگوں کی طرح خصوصاً حضرت یوسفؑ کے بھائیوں کی طرح بالکل کوئی بھی خبر نہ ہو کہ وہ کہاں تشریف فرما ہیں ۔ البتہ وقت آنے پر بمقتضائے حکمت وتربیت ومصلحت ربانی جس طرح حضرت یعقوبؑ اور ان کے تمام اہل بیت اور اہل ملک کو حضرت یوسفؑ کا پتہ مل گیا تھا اور پورے پورے حالات ظاہر وباہر ہو گئے تھے اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کا ظہور مبارک بھی خاص معینہ ومقررہ وقت پر انشاء اللہ ہو جائے گا ۔

اسی طرح حضرت سلیمانؑ باوجودیکہ آپ بھی اولوالعزم رسل انبیاء میں سے تھے اور آپ کے فضائل ومناقب قرآن مجید میں بکثرت موجود ہیں بلکہ جملہ اہل کتاب خصوصاً یہود ونصاریٰ بھی آپ کو بہت ہی اعلیٰ درجہ واول نمبر کا دانا وعقل مند اعتقاد رکھتے ہیں۔ آپ کا قصہ قرآن مجید کے پارہ ۱۹ ع ۱۷ میں مفصل مشرح طور پر مذکور و موجود ہے۔ فرمایا

و تفقّد الطّير فقا ل ما لی لا اری الهد هد ام كا ن من الغا ئبين. لأعذّبنّه عذا باً شد يداً او لأذ بحنّه او ليأتينّی بسلطا ن مبين ۔ فمكث غير بعيد فقا ل ا حطت بما لم تحط به و جئتك من سبا بنبا يقين ۔ انیّ و جد تّ امرأة تملكهم و او تيت من كلّ شیء و لها عر ش عظيم ۔ و جد تها و قو مها يسجدو ن للشّمس من دو ن الله و زيّن لهم الشيطان اعما لهم فصدّهم عن السّبيل فهم لا يهتدو ن ۔ الّا يسجدوا لله الذی يخر ج الخبأ فی السّما وا ت و الا ر ض و يعلم ما تخفو ن و ما تعلنو ن ۔ الله لا اله ا لّا هو ربّ العرش العظيم ۔ قا ل سننظر ا صدقت ام كنت من الكا ذبين ۔ (النمل: ۲۰۔۲۷۔پ۱۹ ع ۱۷)۔

خلاصہ ان آیات کا یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ کو اس عورت ملکہ سبا کی کچھ بھی خبر نہ تھی جو کہ خاص ان ہی کے عہد سلطنت و رسالت میں اپنی بڑی سلطنت کی مالک تھی اور اپنے ایک بڑے عالی شان عرش عظیم پر جلوہ افروز ہوا کرتی تھی۔ چنانچہ ہدہد کے الفاظ ا حطت بما لم تحط به سے صریح صاف طور پر ظاہر ہے کہ آپ کو اس ملکہ کے حالات کی کوئی خبر نہ تھی ویسا ہی حضرت سلیمانؑ کے قول سننظر ا صدقت ام كنت من الكا ذبين سے بھی اظہر من الشّمس ہے کہ آپ کو ہرگز معلوم نہ تھا کہ ہدہد سچ کہتا ہے یا جھوٹ، جب کہ ایسے عظیم الشان جلیل القدر ملکہ اور اس کی سلطنت و حکومت وجاہ جلال شاہی سے حضرت سلیمانؑ جیسے رسول انبیاء بالکل بے خبر تھے، تو پھر اگر ہم لوگوں کو بھی ابھی حضرت عیسیٰؑ کی جائے اقامت وغیرہ کی خبر اور ان کا کوئی پتہ و نشان نہ ملے، تو اس میں کوئی حیرت انگیز وتعجب خیز بات نہیں ہے۔

سب سے اخیر فقط ایک بات بیان کرنی رہ گئی ہے اور وہ حضرت عیسیٰؑ کی عمر کے متعلق ہے۔یعنی اگر کوئی شخص جو کتاب اللہ المجید سے بے خبر اور ناواقف ہو، یہ سوال کر بیٹھے کہ حضرت عیسیٰؑ کی اس قدر عمر دراز کس طرح ممکن ہوسکتی ہے،اور وہ کیونکر اتنی مدت مدید تک زندہ رہ سکتے ہیں سو اس کا جواب مختصراً اسی قدر کافی ہوگا کہ حضرت نوح کی عمر کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے

و لقد ارسلنا نو حاً الی قو مه فلبث فیهم الف سنة ا لا خمسین عا ما (العنکبو ت:١٤)

آیت ہذا سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ حضرت نوحؑ بحالت رسالت ساڑھے نوسو برس لوگوں میں رہ کر ہدایت وارشاد فرماتے رہے اور چالیس سال سے پیشتر رسالت کبھی کسی کو بھی رسل انبیاء میں سے عطا نہیں ہوئی،جس کی تشریح وتفصیل

و لما بلغ اشدّه آ تینا ہ حکماً و کذ لك نجزی المحسنین

(یو سف :٢٢)

اور حتی اذا بلغ اشدّه و بلغ ار بعین سنة (الا حقا ف : ١٥)

میں موجود ہے۔پس اگر مذکورہ بالا ساڑھے نوسو برس میں یہ چالیس سال بھی جمع کر دیئے جائیں تو صرف دس کم پورے ایک ہزار برس کامل ہوتے ہیں۔لیکن یہ عرصہ قبل از طوفان بیان ہوا ہے جیسا کہ متصل ہی مذکور وموجود ہے

فا خذ هم الطو فا ن (العنکبو ت :١٤)

یعنی بعد گذرنے عرصہ مذکور کے طوفان کا عذاب نازل ہوا۔

پس جس قدر عرصہ تک طوفان رہا اور پھر طوفان کے بعد بھی بدستور سابق جس قدر عرصہ تک حضرت نوحؑ زندہ رہے اس عرصہ کو کم از کم بھی اگر شمار کیا جائے تو پھر بھی ہزار سال سے کہیں زیادہ مدت پہلی مدت سے معلوم ہوتی ہے۔جس طرح دیگر انبیاء رسل کے حالات قرآن سے معلوم ومفہوم ہوتے ہیں کہ لوگوں پر عذاب نازل ہونے کے بعد بھی وہ بدستور سابق مدتوں تک اپنی رسالت ونبوت پر برحال و برقرار رہے۔پس اس صورت میں ادنی سے ادنی مقدار دو ہزار سال عمر نوحؑ کی معلوم ہوتی ہے جو کہ آجکل ظاہر بین سادہ لوح لوگوں کے وہم وخیال میں بالکل ایک امر محال و

ناممکن ہی ناممکن تصور کی جاتی ہے۔

سوال: حضرت نوح کی عمر قبل از طوفان تو کتاب اللہ سے صاف معلوم ہوتی ہے کہ دس سال کم ایک ہزار برس کامل اس وقت ان کی عمر تھی، لیکن ما بعد طوفان کی عمر کا کوئی حال معلوم نہیں ہوتا۔

جواب: دلالت النص قرآن مجید سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ بلا چون و چرا آپ کی عمر سابقہ زمانہ سے زیادہ تر ہو، کیونکہ سابقہ میں تو سراسر ان کی تعلیم وارشادات کے راستوں میں رکاوٹیں ہی رکاوٹیں پیش آتی رہیں۔کما حقہ ان کی رسالت ونبوت کے ثمرہ ونتیجہ سے وہ لوگ خود ہی بے نصیب ومحروم رہے۔لیکن طوفان کے بعد جب کہ بفضل رب العالمین سب کا سب فتنہ وفساد فرو ہو کر بالکل معدوم ومفقود ہو گیا ،تو اب رسالت ونبوت کے آفتاب کا گویا کہ از سر نو طلوع ہونا ظاہر ہوا،تو بدرجہ عین الیقین وحق الیقین بمقتضائے تربیت ومصلحت ربانی وہ اپنی سابقہ زمانہ کی عمر سے بھی زیادہ تر درازتر عمر کے مستحق تھے،تاکہ عبادالرحمٰن کی اتم واکمل طور پر تربیت کر جائیں چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا۔

اس معاملہ درازی عمر کے متعلق اصحاب کہف کا ذکر بھی قرآن مجید میں قابل توجہ ولائق غور ہے۔سوان کی عمر کا حال بھی ذرا مختصر طور پر ہی درج ذیل کر دیا جاتا ہے قال اللہ تعالی:

نحن نقصّ عليك نبأ هم بالحقّ ـ انّهم فتية ء امنوا بر بّهم و زد نا هم هدى ـ و ر بطنا على قلو بهم اذ قا موا فقا لوا ر بّنا ربّ السّما وا ت و ا لا ر ض لن ندعوا من دو نه الهاً لقد قلنا اذا شططا ـ هؤلا ء قو منا اتّخذوا من دو نه آلهة لو لا يأتو ن عليهم بسلطا ن بيّن فمن اظلم ممن افترى على الله كذ با۔ و اذ اعتز لتمو هم و مايعبدو ن ا لا الله فأوا الى الكهف ينشر لكم ربكم من ر حمته۔ و يهيّء لكم من امر كم مر فقا ۔، و ترى الشّمس اذا طلعت تّزاور عن كهفهم ذا ت اليمين و اذا غر بت تقرضهم ذا ت الشّمال و هم فى فجوة منه ذ لك من آ يا ت الله

من يهد اللّه فهو المهتد و من يضلل فلن تجد له و ليّاً مر شدا ۔ و تحسبهم ايقا ضاً و هم رقود و نقلّبهم ذا ت اليمين و ذا ت الشّما ل و كلبهم باسط ذرا عيه با لوصيد لو اطّلعت عليهم لولّيت منهم فرا راً و لملئت منهم ر عباً۔ و كذا لك بعثنا هم ليتساء لوا بينهم قا ل قا ئل منهم كم لبثتم قا لوا لبثنا يو ماً او بعض يو م ۔ قا لوا ر بّكم اعلم بما لبثتم فا بعثوا ا حدكم بورقكم هذه الى المدينة فلينظر ايّها از كى طعا ماً فليأتكم بر ز ق منه و ليتلطّف و لا يشعرنّ بكم ا حداً ۔ انّهم ان يّظهروا عليكم ير جمو كم او يعيدو كم فى ملّتهم و لن تفلحوا اذا ابداً۔ و كذ لك اعثر نا عليهم ليعلموا انّ وعد الله حق و انّ الساعة لا ريب فيها اذ يتنا ز عو ن بينهم امر هم فقا لوا ابنوا عليهم بنيا ناً ر بهم اعلم بهم قا ل الذين غلبوا على امر هم لنتّخذنّ عليهم مسجداً۔ سيقو لو ن ثلا ثة رّا بعهم كلبهم و يقو لو ن خمسة سا دسهم كلبهم ۔ قل ر بّى اعلم بعدّ تهم ما يعلمهم ا لا قليل فلا تما ر فيهم ا لا مراء ظا هراً و لا تستفت فيهم منهم احدا ۔ و لاتقو لنّ لشىء انّى فا عل ذ لك غداً ا لا ان يشا ء الله و اذ كر ر بك اذا نسيت و قل عسى ان يهد ين ر بّى لا قرب من هذا رشدا ۔ و لبثوا فى كهفهم ثلا ث مأة سنين و ازدادوا تسعا ۔ قل الله اعلم بمالبثوا له غيب السما وا ت و ا لا ر ض ا بصر به و اسمع ما لهم من دو نه من ولىّ و لا يشر ك فى حكمه ا حداً

(الكهف : ١٣۔ ٢٦)

غرض کہ اصحا ب الكهف و الر قيم کا حال مشرح ومفصل موجود ہے۔ اولوا الابصار خود ہی تد بر وتفکر کر سکتے ہیں کہ اصحاب کہف کی کس قدر عمر دراز قرآن مجید سے معلوم ومفہوم ہوتی ہے خصوصاً آیت و لبثوا فى كهفهم ثلا ث مأة سنين وازدادوا تسعا سے تو بعبارت النص قرآن مجید اظہر من الشّمس ہے کہ تین سو نو سال

کامل تو ان کو اول ہی اول صرف ایک ہی بار کی نیند میں گزر گئے تھے۔ بعدہ وہ بیدار ہوئے اور کسی شخص کو شہر میں کھانا لانے کے لئے بھیجا۔ پس قرآن مجید کی کسی جگہ سے اشارۃً یا کنایۃً بھی یہ وہم و خیال نہیں ہوسکتا کہ اصحاب کہف والرقیم آج چودھویں صدی ہجری یا بیسویں صدی عیسوی میں مرچکے ہیں بلکہ آیت و تحسبهم ایقاظاً و هم رقود و نقلّبهم ذات الیمین و ذات الشّمال سے تو یہ صریح صاف طور پر ظاہر و باہر اور معلوم و مفہوم ہوتا ہے کہ وہ بدستور سابق برحال و برقرار زندے موجود ہیں کیونکہ تحسبهم کا کا مخاطب ہر ایک مومن کتاب اللہ ہے الی یوم القیامۃ ہاں البتہ کل نفس ذائقۃ الموت ،اور کل من علیها فان، اور کل شیء هالك الا وجهه وغیرہ اس قسم کے آیات بینات سے متحقق و متیقن طور سے واضح و روشن ہوتا ہے کہ وہ بھی اور عباد الرحمٰن کی طرح ضرور ہی مرینگے اور بالکل فنا و معدوم ہو جائیں۔

خلاصہ المرام الغرض یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کو کتاب اللہ جانتے ہیں اور اس کو لغو بے ہودہ باطل افک کذب نہیں سمجھتے ان کے لئے تو حالات اصحاب الکهف و الرقیم اور حالات حضرت نوح و حالات حضرت سلیمان و ملکہ سبا اور حالات حضرت یعقوب و حضرت یوسف حجۃ اللہ البالغہ و برہان القاطعہ ہیں اس مدعا پر کہ حضرت عیسیٰ کا بھی بجسد عنصری زندہ و صحیح سالم بدستور سابق برحال و برقرار اسی زمین ہی پر اقامت پذیر رہنا، اور اس قدر عمر دراز پانا، اور لوگوں سے مخفی و پوشیدہ ہونا، بوجہ من الوجوہ کسی طرح بھی بالکل محال و ناممکن خلاف مصلحت و حکمت و تربیت ربانی نہیں ہے بلکہ بلا ریب بدرجہ عین الیقین و حق الیقین بیان قرآنی کے بارہ میں جو کچھ ہم اوپر لکھ چکے ہیں عموماً و خصوصاً ، وہ سب کا سب حق ہی حق اور ممکن ہی ممکن ہے ۔فاعتبروا یا اولی الابصار

۱۲۔ علیك میں حرف علی حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی اچھی طرح سے ہے

۱۳۔ الآیات میں الف لام استغراقی صفاتی ہے جس کا معنی عظیم الشان جلیل القدر ہے۔

۱۴۔ و الذکر میں الف لام استغراقی صفاتی ہے جس کا معنی بھاری ہے۔

۱۵۔ الحکیم میں اس جگہ الف لام استغراقی صفاتی ہے جس کا معنی سراسر حکمت ہے۔

۱۶۔ ان مثل عیسی ۔آیت ہذا میں عیسیٰ کا بن باپ کے پیدا ہونا ممثل و مشبہ قرار دیا گیا ہے اور آدم کا خالی مٹی ہی سے پیدا ہونا، بغیر ماں باپ کے مشبہ بہ و ممثل بہ ٹھہرایا گیا ہے۔اولوا الا بصار اگر بنظر انصاف غور فرمائیں تو خواہ مخواہ بلا چون و چرا تسلیم کر لیں گے کہ بلا ریب آدم کا پیدا ہونا بڑھ کر خوارق عات ہے عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے سے کیونکہ عیسیٰ کی پیدائش میں تو ایک والدہ کا ہونا موجود ہے لیکن آدم کی پیدائش میں نہ ماں نہ باپ ہر دونوں مفقود و معدوم ہیں۔

غرض کہ آدم کے بغیر ماں باپ ہونے سے کسی طرح نیچر کے خلاف نہیں سمجھا جا سکتا جس قادر قیوم سے آدم کا بن ماں باپ پیدا ہونا ظہور میں آ گیا خاص وہی قادر قیوم اس بات پر بھی قدرت رکھتا ہے کہ عیسیٰ کو بن باپ پیدا کر دکھائے فقط

۱۷۔ ترابٍ میں اس جگہ تنوین تقلیل وتحقیر کی ہے۔

۱۸۔ ثم قال له کن فیکون ۔اس جگہ حرف ثمّ ذکری ہے جس کا معنی ترجمہ میں کیا گیا ہے، یعنی من تراب میں چونکہ اختصار ہے عوام الناس کی سمجھ میں ظاہر با ہر طور پر نہیں آ سکتا کہ کس طرح خالی مٹی ہی سے آدم کو پیدا کیا اس لئے ثم قال له کن فیکون کا ارشاد ہوا۔

له کا لام حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی صرف ہے اور قال اس جگہ ساتھ معنی ارادہ ہی کے ہے اور بس۔آیت

انما قولنا لشیء اذا اردته ان نقول له کن فیکون (النحل:۴۰۔پ ۱۴۔ع۱۱)

کو پڑھو اور سوچو۔اس مدعا کی تفصیل وتشریح ماقبل آیت اذاقضی امراً فانما یقول له کن فیکون (آل عمران:٤٧) کے ذیل میں کما حقہ ہو چکی ہے۔

۱۹۔الحق میں الف لام استغراقی صفاتی ہے جس کا معنی بالکل حق ہے۔

۲۰۔ من الممترین میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جا کا معنی عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے میں، ہے۔

۲۱۔ من العلم میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس معنی عبارۃ النص کتاب اللہ اور حرف من اس جگہ حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی صریح صاف ہے۔

۲۲۔ الکا ذبین میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے۔

چونکہ بنی اسرائیل میں سے یہودیوں کا یہ بہتان وافتراء تھا کہ عیسی (نعوذ باللہ) ولد الزنا ہیں اور نصاری میں سے بعض کا یہ وہم وخیال ہے کہ وہ یوسف نجار کے بیٹے ہیں جس کا نکاح حضرت مریم کے ساتھ ہو چکا تھا اور بعض نصاری اس قدر افراط میں پڑے ہوئے تھے کہ وہ آپ کو ابن اللہ وثالث ثلاثہ بنا کر مان رہے تھے، قرآن میں رب العالمین نے ہر تینوں گروہوں کی تکذیب وتردید کی ہے اور فرمایا ہے کہ ان مثل عیسی کمثل آدم یعنی جس طرح حضرت آدم کی پیدائش خوارق عادت بن ماں باپ کے ہوئی ہے صرف خالی تراب یعنی مٹی ہی سے، اسی طرح حضرت عیسی کی پیدائش بھی بلاریب بطور خوارق عادت بن باپ ہی ہوئی ہے، جو کہ بالکل غیر معمولہ و عجیبہ وغریبہ حالت ہے قادر قیوم فعال لما یرید نے صرف محض فقط خاص اپنی قدرت ہی کا نمونہ ظاہر وباہر کیا ہے اور بس۔ تو ہر ایک اہل الذکر والقرآن کا یہ باری فرض ہے کہ اول باطاعت وامتثال:

ادع الی سبیل ربك بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی هی احسن۔(النحل:۱۲۵۔پ۱۴ع۲۲)۔

اور وامابنعمة ربك فحدث (الضحی: ۱۱)۔

اور ومن احسن قولاً ممن دعا الی الله (پ۲۴ع۱۹)۔

اور فبای حدیث بعد الله وآیاته یومنون(الجاثیة:۶۔پ۲۵ع۷)

اور اولم یکفهم انا انزلنا علیك الکتاب...

اور ومن اصدق من الله قیلا۔

اور ومن اصدق من الله حدیثاً(النساء:۸۷۔پ۵ع۸)۔

کے اول مخالفین کو عبارت النص قرآن مجید سے بیان ربانی فرقانی صریح صاف طور پر سنادے اور ان کے سوالات واعتراضات کو نکوشش بلیغ کما حقہ اتم واکمل

طور پر جواب باصواب ظاہر و باہر کرے اگر وہ مخالفین بوجہ من الوجوہ کسی طرح اذعان وایقان نہ کریں بلکہ سراسر ضدیت وتعصب شرارت و بغاوت وعناد وفساد وغیرہ کو کام میں لائیں تو آخر بحالت مایوسی و ناامیدی آیت:

فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءكم و نساءنا و نساءكم و انفسنا و انفسكم ثمّ نبتهل فنجعل لعنه اللّه على الكاذبين (آل عمران: ٦١)

پر عمل درآمد کرے تاکہ ان کی شرارت وشقاوت و بغاوت وعداوت سے محفوظ و مامون رہے۔

خلاصۃ المرام الغرض یہ ہے کہ آیت فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءكم و نساءنا و نساءكم و انفسنا و انفسكم ثمّ نبتهل فنجعل لعنه اللّه على الكاذبين سے بعبارت النص قرآن مجید صریح صاف طور پر اظہر من الشّمس ہے کہ خاص عیسی کے بارہ میں ہی اگر کوئی شخص ناحق بے دلیل مجادلہ ومخاصمہ کرے تو صرف محض فقط خاص اسی صورت ہی میں فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءكم پر عمل درآمد کیا جائے ماسوائے اس صورت کے اور کسی جگہ کسی مسئلہ اور کسی حکم میں بھی بوجہ من الوجوہ کسی طرح یہ ابتہال یعنی مباہلہ کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہے۔ بائے بسم اللہ سورہ فاتحہ سے لے کر سورہ الناس کے آخری سین تک، مابین تمام قرآن مجید میں کسی جگہ سے بھی اشارۃً یا کنایۃً وہم و خیال بھی نہیں ہوسکتا کہ کسی اور مسئلہ وصورت میں بھی ابتہال یعنی مباہلہ کرنا جائز ہو سکے۔ جولوگ آیت فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءكم و نساءنا و نساءكم و انفسنا و انفسكم ثمّ نبتهل فنجعل لعنه اللّه على الكاذبين (آل عمران: ٦١) سے عام تام طور پر ابتہال یعنی مباہلہ کرنا جائز سمجھ کر یہی اپنا شعار و روزگار بنا بیٹھے ہیں۔ یہ ان کی سراسر سفاہت وغباوت و جہالت وضلالت وحماقت ہے کیونکہ اس جگہ تو خود ہی رب العالمین نے اس ابتہال یعنی مباہلہ کرنے کو فمن حاجك فيه من بعد ما جاءك من العلم کے ساتھ مخصوص ومقید کردیا ہے یعنی فمن حاجك فيه میں ضمیر مجرور کا مرجع خاص

حالات عیسیٰ کے ہی ہیں اور بس۔ سو جو لوگ مطابق ہدایت وارشاد کتاب اللہ قرآن مجید کے حضرت عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے میں کسی طرح شک وشبہ کریں یا کہ آپ پر یہودیوں موذیوں کی طرح معاذ اللہ حاشاللہ ولد الزنا وغیرہ کے بہتان وافتراء لگائیں یا کہ یوسف نجار کا بیٹا قرار دیویں اور حضرت بی بی مریم صاحبہ کو اسی یوسف نجار کی منکوحہ زوجہ بنا دیں یا کہ حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ، ثالث ثلا ثہ کہیں اس قسم کے تمام فرقوں کے ہر ایک آئمۃ الکفر کے ساتھ، بصورت تنازعہ ومباحثہ اسی خاص امر کے، اول تو عبارت النص قرآن مجید سے صریح طور پر بیان ربانی فرقانی پڑھ کر، اور سنا کر گفتگو مباحثہ کی کرے اور ان کے سوالات واعتراضات کے جوابات بآیات بینات بکوشش بلیغ کما حقہ اتم واکمل طور پر ظاہر و باہر کرے پھر بھی اگر وہ مخالفین منکرین کتاب اللہ قرآن مجید بوجہ من الوجوہ اذعان وایقان حضرت عیسیٰ کے بن باپ پیدا ہونے اور ان کی نسبت باقی بیانات قرآنی کے بارہ میں نہ کریں بلکہ ان کے بارہ میں باقی حالات و بیانات قرآنی میں ہی چون و چرا کریں تو خاص ایسی ہی سخت حالت مایوسی وصورت ناامیدی میں ابتہال یعنی مباہلہ کرنا مشروع ومعروف ہوسکتا ہے اور بس۔ سوائے اس خاص مذکورہ بالا تنازعہ حضرت عیسیٰ کے اور کسی حالت وصورت مباحثہ و مناظرہ میں عموماً وخصوصاً، کسی حکم ومسئلہ میں ہرگز ابتہال یعنی مباہلہ کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔ چونکہ قرآن مجید سے بوجہ من الوجوہ کسی اور مسئلہ وحکم میں ابتہال یعنی مباہلہ کرنا ثابت نہیں ہوسکتا، تو پھر ہر شخص کسی اور مسئلہ یا حکم میں آپ مباہلہ کرے یا کسی اور کو مباہلہ کرنے کی اجازت یا فتوی دیوے یا خالی مباہلہ کی دعوت کرے تو بدرجہ عین الیقین وحق الیقین ومحل ومورد

و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك ھم الکافرون (المائدۃ:۴۴)۔

اور: و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك ھم الفاسقون (المائدۃ:۴۷)

اور و من لم یحکم بما انزل اللہ فاولئك ھم الظالمون (المائدۃ: ۴۵)

کا بن جاتا ہے

ان الحکم الا للہ یقص الحق و ھو خیر الفاصلین، (الانعام:۵۷)

اور الا لہ الحکم و ھو اسرع الحاسبین (الانعام:۶۲)

اور و لا یشرك فی حكمه ا حداً (الكهف :۲٦)۔
اور: و ان ا حكم بینهم بما انز ل الله (الما ئدة :٤٨)
کو دیکھو اور پڑھو کہ سوائے ہدایت وارشاد کتاب اللہ کے کسی مسئلہ میں بھی حکم رانی کرنی باعث وموجب کفر وشرک وفسق وظلم کے ہو جاتی ہے

ر بنا لا تجعلنا مع القو م ا لظا لمین و نجنا بر حمتك من القو م الكا فر ین ۔

۲۳۔ ان هذا لهو القصص الحق ۔ میں حرف لام حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی خاص ہے اور القصص میں الف لام عوض مضاف الیہ ہے جس کا معنی عیسی ہے اور الحق میں الف لام استغراقی صفاتی ہے جس کا معنی حق یہی ہے
۲۴۔ و ما من اله ا لّا الله میں حرف من حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی ہرگز ہے نیز اله میں تنوین بھی حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی ،کسی طرح سے، ہے۔
۲۵۔ العزیز میں الف لام استغراقی صفاتی ہے جس کا معنی بڑھ کر ہے اور الحکیم میں بھی الف لام استغراقی صفاتی ہے۔
۲۶۔۲۷۔ علیم بالمفسدین ۔اس جگہ علیم میں تنوین تکثیر کے لئے ہے جس کا معنی بہت ہی ہے ۔اور بالمفسدین میں حرف با حروف صلہ موکدات حکم میں سے ہے جس کا معنی اچھی طرح ہے اور بالمفسدین میں الف لام استغراقی افرادی ہے جس کا معنی تمام ہے۔
خلاصہ المرام الغرض یہ کہ ماقبل (پ۳ ع ۱۳) میں عیسی کے بلا باپ پیدا ہونے کا حال بطور معجزہ وخوارق عادت ذکر کیا گیا ہے بعدہ...
یكلم الناس فی المهد و كهلا متصل ہی بیان ہوا ہے جس کی تشریح وتوضیح کما حقہ لکھ چکے ہیں..
پھر انی ا خلق لكم من الطین كهیئة الطیر ..
صراط مستقیم میں آپ کی رسالت ونبوت کے حالات مذکور ہوئے ہیں وغیرہ اور پارہ ۳ رکوع ۱۳ میں ، آپ کا یہودیوں موذیوں سے محفوظ و ماموں رہنا اور ان کو خاص بجسد عنصری زندہ صحیح سالم ان سے جدا والگ کر کے کسی اور جگہ خاص اسی روے زمین ہی پر

اقامت پذیر کرنا اور بدستور سابق ہی برحال و برقرار زندہ رکھنا بیان کیا گیا ہے اس کے بعد ہی متصل تشبیہ وتمثیل حضرت عیسیٰ کے ساتھ حضرت آدم کے دی گئی ہے کہ جس طرح آدم محض ارادہ رحمانی سے بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی بطور خوارق عادت ومعجزہ بن باپ پیدا کئے گئے صرف محض قدرت وارادہ قادر قیوم فعال لما یرید ہی سے چونکہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش میں اور ان کے بجسد عنصری زندہ صحیح سالم بالکل محفوظ و مامون بچ جانے میں بکثرت اختلاف تھا اس لئے رب العالمین نے آخری فیصلہ وتصفیہ فرمایا اور کہا کہ فمن حا جك فيه من بعد ما جاء ك من العلم یعنی جو شخص کہ حضرت عیسیٰ کے حالات و بیانات قرآنی منزلہ آسمانی میں لیت ولعل و چون و چرا یا کسی طرح بھی شک وشبہ رکھے، اور عبارت النص قرآن مجید کے بیانات پر اس کو تسلی و اطمینان پورا پورا نہ ہووے، ناحق خواہ مخواہ تعصب و ہٹ دھرمی وضدیت ونفسانیت میں پھنسا رہے، تو بعد مناظرہ ومباحثہ کے ہر ایک اہل الذکر والقرآن کو خاص یہی ہدایت وارشاد وتعلیم ربانی ہے کہ وہ قل تعا لوا ندع ابناء نا و ابناء كم و نساء نا و نساء كم و انفسنا و انفسكم ثمّ نبتهل فنجعل لعنه اللّٰه على الكا ذبين ان هذا لهو القصص الحق و ما من الها لا الله و ان الله لهو العزيز الحكيم فان تو لوا فان الله عليم با لمفسدين (آل عمران : ٦١-٦٣) پر عمل درآمد کرے بعبارت النص قرآن مجید صریح صاف طور پر اظہر من الشّمس ہے کہ صرف محض خاص۔ فقط عیسیٰ ہی کے حالات و بیانات جو کہ پارہ ۳ میں مذکور ہوئے ہیں در بارہ پیدائش بغیر باپ وغیرہ اور ...انی متو فيك و را فعك الي وغیرہ خاص انہی حالات میں صرف مخالفین ومنکرین کتاب اللہ المجید ہی کے ساتھ ابتہال یعنی مباہلہ کیا جائے ماسوائے اس کے کسی اور مسئلہ یا حکم یا بیان یا ذکر میں بوجہ من الوجوہ کسی طرح کسی صورت و حالت میں مباہلہ کرنا ہرگز ہرگز جائز نہیں ہوسکتا

فمن حا جك فيه من بعد ما جا ءك من العلم فقل تعا لوا ندع ا بناء نا و ابناء كم و نساء نا و نساء كم و انفسنا و انفسكم ثمّ نبتهل فنجعل لعنه اللّٰه على الكا ذبين (آل عمران : ٦١) کو بار بار دیکھ کر پڑھو اور غور کرو۔ کوئی شخص منصف مزاج حق پرست کسی کلمہ یا لفظ بلکہ حرف تک سے بھی اشارةً یا کنایةً و

ہم وخیال نہیں کرسکتا کہ ماسوائے حالات و بیانات عیسیٰ کے اور بھی کسی مسئلہ یا حکم یا بیان یا ذکر میں مباہلہ کرنا مشروع ومعروف ہو سکے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار اور انما یتذکر اولوا الالباب (پ۱۳)

خصوصاً حضرت عیسیٰ کے حالات و بیانات میں جملہ عباد الرحمٰن کو خبردار و بیدار کرنا اشد ضروری ہے کہ

الله الصمد لم یلد و لم یولد و لم یکن له کفواً احد

نے صرف حضرت عیسیٰ ہی کو، یہودیوں، موذیوں ظالموں سے محفوظ و مامون نہیں رکھا، بلکہ جملہ رسل انبیاء کو رب العالمین ہمیشہ ہر زمانہ میں کافروں ظالموں موذیوں باغیوں سے من کل الوجوہ کما حقہ اتم و اکمل طور پر ہر طرح محفوظ و مامون رکھتا ہے۔ بوجہ من الوجوہ کبھی بھی کوئی ظالم موذی کسی رسول یا نبی پر طاقت وقدرت نہیں پا سکا کہ ان کو برے ارادے سے مس تک بھی کرسکا ہو۔ یعنی ان کو خالی ہاتھ تک بھی لگا سکا ہو۔ اس مدعا کی تفصیل وتوضیح وتفریع بہت جگہ قرآن میں موجود ہے مثلاً

کذلك ننجی المومنین۔ (پ۱۷ع۶)۔

اور: حقاً علینا نصر المومنین (الروم:۴۷۔ پ۲۱ع۸)۔

اور: کتب الله لاغلبن انا و رسلی (المجادلۃ:۲۱۔ پ۲۸ع۳)۔

اور: فانّ حزب الله هم الغالبون۔ (المائدۃ:۵۶۔ پ۶ع۱۲)۔

اور الا انّ حزب الله هم المفلحون۔ (پ۲۸ع۳)۔

اور: قد مکر الذین من قبلهم فاتی الله بنیانهم من القواعد فخر علیهم السقف من فوقهم و اتاهم العذاب من حیث لا یشعرون۔ (النحل ۲۶۔ پ۱۴ع۱۰)

آیات بالا مذکورات سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہے کہ جملہ رسل انبیاء ہمیشہ تمام کفار مشرکین ظالموں موذیوں سے من کل الوجوہ ہر طرح محفوظ و مامون رہے کبھی کسی حالت میں بھی ظالم موذی ان پر طاقت وقدرت نہیں پا سکے کہ برے ارادے سے ان کو ذرا مس تک بھی کرسکیں یعنی خالی ان کو ہاتھ لگا کر بھی چھو سکیں قرآن مجید میں خاص طور پر علیحدہ علیحدہ رسل انبیاء کے حالات بھی مذکور وموجود ہیں مثلاً،

قلنا یا نار کو نی بر داً و سلا ماً علی ابرا ھیم

(الا نبیاء: ۶۹۔پ ۱۷ ع ۵)۔

اور: اذ تمشی ا ختك فتقو ل ھل ادلّکم علی من یّکفله فرجعناك الی امّك کی تقرّ عینھا و لا تحز ن، و قتلت نفساً فنجّیناك من الغم و فتنّا ك فتو نا، فلبثت سنین فی اھل مد ین ثم جئت علی قدر یا مو سی۔ وا صطنعتك لنفسی۔ اذ ھب انت و ا خوك بآ یا تی و لا تنیا فی ذکری ۔ ا ذھبا الی فر عو ن انه طغی۔ قالا ر بنا انّنا نخا ف ان یفر ط علینا او ان یطغی ۔ قا ل لا تخا فا اننی معکما اسمع و اری ۔ (طه : ۴۰۔۴۶۔پ ۱۶ ع ۱۱)۔

اور فلمّا ترا ء الجمعا ن قا ل ا صحا ب موسی انّا لمد ر کو ن۔ قا ل کلا انّ معی ر بی سیھد ین ۔ فاو حینا الی موسی ان اضر ب بعصا ك البحر فا نفلق فکا ن کل فرق کا لطود العظیم ۔ و از لفنا ا لآخر ین ۔و انجینا موسی و من معه اجمعین

(الشعراء : ۶۱۔۶۵ ۔ پ ۱۹ ع۸)

اور :و لیزیدن کثیراً منھم ما انز ل الیك من ر بك طغیا ناً و کفرا و القینا بینھم العداوة و البغضاء الی یو م القیا مة کلما او قدوا نا راً للحر ب اطفأ ھا الله و یسعو ن فی ا لا ر ض فسا داً ۔ و الله لا یحب المفسدین (الما ئدة :۶۴۔ پ ۶ ع ۱۳)

اور : الّا تنصروہ فقد نصرہ اللّه اذ ا خر جه الّذین کفروا ثا نی ا ثنین اذ ھما فی الغا ر اذ یقو ل لصا حبه لا تحز ن انّ الله معنا فأ نز ل الله سکینته علیه وایّدہ بجنو د لم ترو ھا و جعل کلمة الذین کفروا السّفلی و کلمة الله ھی العلیا و الله عزیز حکیم (التو بة : ۴۰ ۔ پ ۱۰ ع ۱۲)۔

اور: ولقد ار سلنا نو حا الی قو مه فلبث فیھم الف سنة الّا خمسین عا ما فا خذ ھم الطو فا ن و ھم ظا لمو ن ۔ فا نجینا ه

و اصحا ب السفینۃ و جعلنا ھا آ یۃ للعا لمین ۔ (العنکبو ت :۱۴۔۱۵۔ پ ۲۰ ع ۱۴)

ولو طاً اذ قا ل لقو مہ أتأتو ن الفا حشۃ ما سبقکم بھا من احد من العا لمین۔ انکم لتأتو ن الرّ جال شھوۃً من دو ن النّساء بل انتم قو م مسر فو ن ۔ و ما کا ن جوا ب قو مہ الّا ان ا خر جو ھم من قر یتکم انّھم انا س یتطھّرو ن۔ فا نجینا ہ و اھلہ ا لّا أمر أتہ کا نت من الغا بر ین ۔ (الاعرا ف :۸۰۔۸۳) ۔

اور : و ما ار سلنا قبلك ا لا ر جا لًا نو حی الیھم فسئلوا اھل الذ کر ان کنتم لا تعلمو ن ۔ و ما جعلنا ھم جسداً لا یا کلو ن الطعا م و ما کا نوا خا لدین ،ثم صد قنا ھم الوعد و من نشا ء و ا ھلکنا المسر فین۔ (ا لا نبیا ء : ۷۔۹۔پ ۱۷ ع ۱) ۔

اور : و ابرا ھیم اذ قا ل لقو مہ اعبدوا اللہ و اتقوہ ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمو ن ۔ انّما تعبدو ن من دو ن اللہ او ثا نا و تخلقو ن أفکا انّ الّذین تعبدو ن من دو ن اللہ لا یملکو ن لکم رز قا فا بتغوا عند اللہ الرزق و اعبدوہ واشکروا لہ الیہ ترجعو ن ۔ وان تکذ بوا فقد کذّب امم قبلکم و ما علی الرسول ا لّا البلا غ المبین ۔ او لم یروا کیف یبدی ء اللہ الخلق ثم یعیدہ ان ذ لك علی اللہ یسیر ۔ قل سیروا فی ا لارض فانظروا کیف بدأ الخلق ثم اللہ ینشیء النشأۃ ا لآ خرۃ ان اللہ علی کل شیء قدیر ، یعذّب من یّشا ء و یر حم من یّشا ء و الیہ تقلبو ن۔ و ما انتم بمعجز ین فی ا لا ر ض و لا فی السما ء و ما لکم من دو ن اللہ من ولی و لا نصیر ۔ و الذین کفروا بآیا ت اللہ و لقا ء ہ او لئك ییئسوا من ر حمتی و او لئك لھم عذا ب الیم ۔ فما کا ن جوا ب قو مہ الا ان قا لوا اقتلو ہ او حرقوہ فا نجا ہ اللہ من النار ان فی ذ لك لآ یا ت لقو م

یومنون ۔(العنکبوت : ٢٤ ۔ پ ٢٠ ع ١٥)

خلاصہ المرام الغرض یہ ہے کہ حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک جملہ رسل انبیاء عموماً وخصوصاً سب کو رب العالمین اعانت وامداد ونصرت و یاری فرماتا رہا ہے کافروں مشرکوں ظالموں موذیوں کو کبھی بھی قدرت وطاقت نہیں ہوئی کہ کسی رسول یا نبی کو برے ارادے سے مس تک بھی کر سکے ہوں ۔یعنی خالی ہاتھ تک لگانے سے بھی ان کو چھو سکے ہوں من کل الوجوہ کما حقہ اتم واکمل طور پر رسل انبیاء محفوظ و مامون رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں ہے کہ ان کو رب العالمین نے یہودیوں موذیوں ظالموں سے محفوظ و مامون رکھا بلکہ خاص یہی سنت اللہ جاری وساری رہی ہے۔ ہمیشہ ہر زمانہ میں کما قال اللہ تعالی:

و ان کا دوا لیستفزّو نك من ا لار ض لیخر جو ك منها و اذا لا یلبثو ن خلا فك الا قلیلا۔ سنة من قد ار سلنا قبلك من رسلنا و لا تجد لسنتنا تحویلا ۔(الاسراء:٧٦۔٧٧۔پ١٥ع٨)

و اقسموا بالله جهد ایما نهم لئن جا ء هم نز یر لیکو ن اهدی من ا حدی ا لا مم فلما جا ء هم نذ یر ما زاد هم ا لا نفو راً ن استکبا راً فی ا لار ض و مکر السیء و لا یحیق المکر السیء الا با هله، فهل ینظرو ن ا لا سنت ا لا ولین، فلن تجد لست الله تبد یلا و لن تجد لسنت الله تحویلا ۔ (فاطر:۴۳۔پ۲۲ع۱۷)۔

اور :یا ایّها النّبی قل لاز وا جك و بنا تك و نسا ء المؤمنین ید نین علیهنّ جلا بیبهنّ ذلك اد نی ان یعرفن فلا یؤذن و کا ن الله غفو را ر حیما ۔ لئن لم ینته المنا فقو ن و الذین فی قلو بهم مر ض و المر جفو ن فی المد ینة لنغر ینّك بهم ثم لا یجا ورو نك فیها ا لّا قلیلا ۔ملعو نین اینما ثقفوا اخذوا و قتّلوا تقتیلا ۔ سنة الله فی الذین خلوا من قبل و لن تجد لسنة الله تبد یلا ۔(الاحزاب:۵۹۔۶۲۔پ۲۲)۔

اور : لقد ر ضی الله عن المومنین اذ یبا یعو نك تحت

الشجرة فعلم ما فی قلو بهم فا نز ل السکینة علیهم و اثا بهم فتحا قر یباً ۔ و مغا نم کثیرة یأخذو نها و کان الله عز یزاً حکیماً ۔ وعد کم الله مغا نم کثیرة تأخذو نها فعجّل لکم هذه و کفّ ایدی الناس عنکم و لتکو ن آ یة للمو منین و یهد یکم صرا طا مستقیما ۔ و ا خری لم تقدروا علیها قد ا حا ط بها و کان الله علی کل شیء قدیرا ۔ و لو قا تلکم الذین کفروا لو لّوا الاد با ر ثم لا یجدو ن ولیاً و لا نصیراً ۔سنة الله التی قد خلت من قبل و لن تجد لسنة الله تبد یلا (الفتح:۱۸۔۲۳۔پ۲۶ع۱۱)

آ یات با لا مذکورات سے قطعی اور یقینی طور پر ظا ہر و با ہر ہے کہ ہمیشہ جملہ انبیاء رسل، کا فروں مشرکوں ظا لموں موذ یوں سے ہر طرح محفوظ و ما مون رہے بوجہ من الو جو ہ کسی طرح ظا لموں موذ یوں کو ان پر طاقت وقدرت نہ ملی کہ وہ برے ارادے اور بد نیتی سے ان کو مس تک بھی کر سکیں یعنی خالی ہاتھ بھی ان کو لگا کر چھو سکیں ۔ الله الصمد لم یلد و لم یو لد و لم یکن له کفوا ا حد نے صرف عیسیٰ کو ظا لموں موذیوں سے نہیں بچایا بلکہ جملہ رسل انبیاء کو ہمیشہ ہر زما نہ میں ہر طرح بچا تا رہا ہے ۔ کیونکہ یہی سنت اللہ اول ہی سے جاری وسا ری رہی ہے ۔ الحمد لله الذی هد نا لهذا و ما کنالنهتدی لو لا ان هدا نا الله

خا تمہ:

الحمدللہ رب العالمین کہ یہ رسا لہ حالات عیسیٰ ختم ہوا اس میں جو کچھ حالا ت و واقعات گذ شتہ و پیوستہ و آ ئندہ قلم ہو ئے ہیں یہ سب کے سب قر آ ن مجید ہی کے آیات بینا ت مفصلا ت سے بعبارت النص قر آن مجید اظہر من الشّمس ہیں۔ ما سوا ئے کلا م اللہ کے اور کسی غیر اللہ کی تقر یر یا تحر یر سے استنبا ط واستخرا ج ہر گز نہیں کیا گیا جیسا کہ عموماً لوگوں میں دستور ورواج پڑ گیا ہے کہ ادھرا دھر کی روا یات و حکا یات متفر قہ اور با زاری گپوں کو جوڑ تو ڑ کر محض ہوا ئی قلعے بنا تے رہتے ہیں جن کی بنیاد با لکل بے پا یاں اور جن کی مثال عبث ریت کی دیوا روں کی طرح ہو تی ہے ۔

ہم نے اس رسالہ میں کسی ایک مخالف عقیدہ فرد بشر کو بھی مخاطب تک نہیں کیا اور نہ ہم نے موجودہ زمانہ کے مولویوں کی طرح اپنی طرف سے معمولی نکتہ چینی کسی کے باطل عقاید پر کرنے کی ہی ضرورت سمجھی ہے کیونکہ یہ ہمارا یقین اور ایمان ہے کہ کتاب اللہ المجید کے فرمان وفرمودہ کے سامنے دیگر تمام قسم کی گفتگوئیں اور دلیلیں خواہ حدیثی ہوں یا فقہی منطقی ہوں یا فلسفی بالکل مردود ہیں پس جو اشخاص خود ہی کتاب اللہ سے محروم و بے نصیب ہوں وہ ان حالات سے انکار کریں تو کریں ورنہ جس کسی کو قرآن کے مفصل ومبین کلام اللہ ہونے کا کچھ بھی ایمان و ایقان ہے وہ تو ہرگز رسالہ ہذا سے استفادہ واستفاضہ حاصل کرنے میں خائب وخاسر نہیں رہے گا۔

البتہ فی زمانہ چند عرصہ سے مرزا قادیانی نے جو فتنہ مسلمانوں میں اپنے آپ کو بقول مشہور مسیح الدجال اور مہدی کذاب بن کر ڈال رکھا ہے اور اپنے اس بہروپ اور سانگ کو پورا دکھانے کے واسطے طرح طرح کی حیلہ سازیاں کرتا رہتا ہے اور کہتا ہے کہ حضرت عیسی مر چکے ہیں۔ اس سے اکثر لوگوں کو اس نے دھوکے اور مغالطے میں ڈال رکھا ہے اگرچہ یہ بات بھی ہر طرح اظہر من الشّمس ہے کہ بالفرض اگر حضرت عیسی مر بھی گئے ہوتے، تو پھر بھی ان کی موت سے کوئی دوسرا شخص عیسی نہیں بن سکتا تھا ۔جس طرح کہ مرزا قادیانی کے باپ غلام مرتضی کے مرجانے کے بعد غالبًا ابھی تک مرزا مذکور کا کوئی دوسرا باپ پیدا ہو کر ثابت نہیں ہوا۔ پس ہم کو خود مرزا قادیانی کی اپنی خانہ ساز ومن گھڑت مسیحیت ومہدویت کی دکانداری اور اس کے اشتہارات واعلانات وغیرہ سے کچھ غرض نہیں کیونکہ مارا چہ ازیں قصہ۔ لیکن تاہم حضرت عیسی کی موت ثابت کرنے کے وہم وخیال میں جو کچھ اس نے بیہودہ گوئی و بکمال گستاخی وخیرہ چشمی یاوہ گوئی اپنے رسالہ اوہام میں کی ہے اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی دعوی کیا ہے کہ تیس آیات قرآن سے اس مدعا کا ثبوت ہوتا ہے اس کو اس کی سراسر دھوکہ دہی و کجروی کی تردید وتکذیب بھی نہایت ہی مناسب وضروری معلوم ہوتی ہے۔ لہذا اس کے متعلق ایک علیحدہ رسالہ موسوم بہ تردید اوہام مرزا قادیانی در بارہ وفات عیسی رسول ربانی لکھا گیا مضمون جو کہ رسالہ ہذا کے ساتھ ہی بطور ضمیمہ تکملہ منسلک کیا جارہا ہے اس سے خدا چاہے قادیانی کا سارا تانا بانا ٹوٹ پھوٹ کر اس کی ساری دھوکے کی ٹٹی اور دکانداری

کی عمارت بھی غارت ہو جائے گی۔ انشاء اللہ

اگر وہ قرآن مجید کا نام لے کر اللہ تعالی پر افتراء و بہتان نہ لگاتا تو ہم کو اس قدر لکھنے کی بھی کوئی غرض وضرورت و حاجت نہ پڑتی۔ ہاں قرآن مجید پر سے افتراء کا اٹھانا ہمارا بھاری فرض ہے کیونکہ ہم اہل قرآن ہیں اور ہمارا مدار ایمان قرآن مجید ہی ہے۔

تردید اوہام مرزائے قادیانی

در بارہ وفات عیسی رسول ربانی

تعارف:

ان دنوں مرزائے قادیانی نے جو اپنے آپکو خود ہی عیسی قرار دے کر ایک سوانگ بنا رکھا ہے اس سے تو ہم کو کچھ غرض نہیں اور نہ ہی کسی اہل بصیرت کو اس طرف توجہ ہو سکتی ہے کیونکہ دنیا میں بہت سے نقلیں اتارنے والے اور بہت سے بہروپ بھرنے والے مختلف نقلیں اتارتے رہتے ہیں۔ اور تھیٹریکل کمپنیوں میں بھی کئی ایک اوباش طبع اور آوارہ گرد لونڈے رات کے وقت ایک موقعہ خاص پر تماشہ کی خاطر کبھی راجہ اندر اور کبھی شاہزادہ گلفام اور کبھی کالا دیو اور کبھی لال دیو بن جاتے ہیں۔ اور کسی وقت پکھراج پری، نیلم پری، لال پری اور سبز پری کے لباس میں جلوہ گر ہوتے ہیں۔ اور ہر موقعہ پر اپنے اپنے پارٹ کو ایسا پورا پورا ادا کر کے دکھاتے ہیں کہ دیکھنے والے اور سننے والے دنگ رہ جاتے ہیں۔ حتی کہ بعض اوقات کئی ایک محو حیرت بن جانے والوں کو تو سچ مچ تھیٹر کا اسٹیج ہو بہو اندر کا اکھاڑا ہی نظر آتا ہے اور اس فرضی ڈرامے کے ...سین اور سینریاں کبھی کبھی اصلیت اور واقعیت کا دھوکہ دے جاتی ہیں۔

پس اگر مرزا قادیانی بھی کبھی مہدی اور کبھی مسیح موعود اور کبھی ...اور کبھی ابن اللہ اور کبھی کرشن جی اور کبھی بابا نانک وغیرہ کے مفروضہ و مصنوعی نام دھر کر ادھر ادھر کی گپیں ہانکتا رہے، تو ہم کو اس کی ایسی ویسی کاروائیوں پر ہرگز کچھ بھی تعجب نہیں ہونا چاہیے، اور نہ ہی ہو سکتا ہے کیونکہ ہم اس قسم اور اس رنگ کی صنعت گریوں کو بفضلہٖ

تعالی بسبب ہدایت وارشاد کتاب اللہ کے اچھی طرح سمجھتے اور بخوبی جانتے ہیں کہ یہ سب کی سب بناوٹ کی ہی جادوگری ہوتی ہے۔

اور یہ کہ ہم ہرطرح مختلف الاقسام کے ملکی و مذہبی ایکٹروں کو بھی خوب جانتے پہچانتے ہیں جو کہ بلطائف الحیل گوناگوں لباسوں میں وقتاً فوقتاً بڈھے سے جوان، اور جوان سے بڈھے بن بن کر ناٹک کی نچنیوں کی طرح گویا کہ اپنا ایکٹ دکھاتے رہتے ہیں اور خواہ وہ صدہا پردہ ہائے ... میں اپنے آپ کو چھپ چھپا کر رکھتے پھریں۔لیکن مثل مشہور ہے کہ تاڑ جاتے ہیں تاڑنے والے عقل مندلوگ تو ضرور ہی ان کوفوراً ان کی چال ڈھال سے ہی بھانپ اور تاڑ لیتے ہیں۔علی ہذا القیاس ہم بھی میرزائے قادیانی کی تمام حرکات سکنات دعوی مسیحیت ومہدویت وکرشن جی و نانک جی وغیرہ کے اسرار تک سے واقف ہیں وہ چاہیے لاکھ بنا بنا کر اور چبا چبا کر باتیں کرے اور اپنے آپ کو بروزی اورظلی وغیرہ من گھڑت خانہ ساز ٹاٹ کے ملبوسات میں بھی چھپاتا رہے،مگر یہاں تو اس کو دور ہی سے ناخت کرنے والے موجود ہیں

بہر نگے کہ آید مے شناسد

بقول آنکہ

بہر رنگے کہ خواہد جامہ پوشد
من انداز قدش را مے شناسم

یہی وجہ موجہ ہے کہ ہم نےکبھی اس کی ان باتوں کا نوٹس تک بھی نہیں لیا جو کہ خود کومہدی یا مسیح موعود یا نانک وکرشن وغیرہ بنا کر پبلک میں گویا کہ ان کی نقل بن کر دکھاتا رہتا ہے اور اب اپنے آپ ہی سری کرشن کا اوتار بن بیٹھا ہے پنجاب میں ایمن آباد اور پورب میں متھرا بندرا بن کے رام چندر کی لیلا دکھانے والے راس دھاریئے بڑے مشہور ہیں جوکرشن کا سانگ بنا کر کرتے ہیں لیکن عموماً اس قسم کے لوگ کچھ اہل السوق کے نزدیک ہی نقل محض ومحل تفریح، اور باعث نشاط وانبساط ہو سکتے ہیں۔ اہل نظر و دانش مند خصوصاً مومنین کتاب اللہ المجید تو ایسوں ویسوں کو ہرگز قابل خطاب ہی نہیں سمجھتے ، بلکہ ان کی نسبت کسی تذکرہ وتردیدی گفتگو کو بھی باعث تضیع اوقات تصور کرتے ہیں۔

پس اگر مرزا غلام احمد قادیانی خواہ بقول خود مہدی و مسیح یا کرشن و بابا نانک ہی بنا پھرے، یا خود ہی اپنے منہ میاں مٹھو بن کر ظلی و بروزی نبی و رسول یا ابن اللہ ہی بن جانے کے اشتہارات و اعلانات متواتر دیتا رہے تو بھی ہم کو جیسا کہ ہم نے پہلے ہی کہا ہے اس کی اس دکان داری کی کساد بازاری کی غرض سے خواہ مخواہ کوئی بھی سٹیپ لینے کی ضرورت یقیناً ہرگز کبھی بھی نہ پڑتی کیونکہ اکثر دنیاداری کی حیلہ سازیوں کو کچھ عرصہ کے بعد پبلک آپ ہی سوچ سمجھ کر متنبہ و خبردار ہو جایا کرتی ہے اور علاوہ اس کے خود ہماری گورنمنٹ کو بھی اس کا ہر وقت خیال رہتا ہے کہ کوئی شخص بنارسی ٹھگوں کی طرح خلق خدا کو دھوکے سے نہ لوٹ لیوے۔ چنانچہ آج کل ایک خاص محکمہ کرائیم بھی محض اسی غرض و مقصد کے لئے سرکار کی طرف سے قائم ہو گیا ہے جو کہ مثل محکمہ انسداد ٹھگی و ڈکیتی کیلئے ہے، اور جس میں بڑے بڑے چیدہ افسران پولیس سارے پنجاب سے انتخاب کر کے بھرتی کئے گئے ہیں اور اس محکمہ کے بہت سے دیگر ضروری فرائض میں سے ایک یہ بھی مقصد ہے کہ اشتہاری دھوکہ بازوں کے اصل حالات کی واقعی تفتیش و تحقیقات کما حقہ مل میں لائے جائے۔

لیکن چونکہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ان دعاوی باطلہ و مسیحیت و مہدویت وغیرہ کی اپنی طرف سے بڑی دلیل یہ پیش کی ہے کہ اس کے وہم باطل و خیال ناقص میں حضرت عیسی مر چکے ہیں اور اسی واسطے خود بدولت مرزا قادیانی اب مسیح موعود بن بیٹھا ہے۔ سو گو اس کی اس دلیل کی تردید کی بھی کوئی حاجت نہ تھی کیونکہ اس کی یہ دلیل بھی بجائے خود بالکل ایسی لغو و بیہودہ بلکہ قابل تمسخر اور وسواس الخناس اور اس کے پیش کنندہ کو مطلق پاگل اور پرلے سرے کا مخبوط الحواس جنونی سڑی سودائی احمق وغیرہ کہہ سکتا ہے اور نیز یہ تو وہی مثال تھی جیسے کہ کوئی ملعون و مردود الو کا پٹھہ شیطان کا بچہ؟ مسیلمہ کذاب کی طرح آج یہ دعوی کرنے لگے کہ چونکہ محمد رسول اللہ ﷺ مر چکے ہیں اس لئے میں اب محمد رسول اللہ ہو گیا ہوں و قس علی ھذا۔ تاہم جب کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اس دعوی کی جڑ و بنیاد ہی بزعم خود حضرت عیسی کا مرنا ٹھہرا رکھا ہے، اور اپنی اس دلیل موت کو (معاذ اللہ) تیس آیات کلام اللہ سے ثابت کر دکھانے کا اپنے رسالہ اوہام میں افتراء و بہتان علی اللہ باندھ رکھا ہے، لہذا ہم کو بحیثیت اہل

الذکر و القرآن ہونے کے یہ نہایت ہی ضروری معلوم ہوا کہ اس کی اس خباثت و نجاست کو رفع دفع کر کے مناسب طور سے اس کی گوشمالی کر دی جائے تاکہ وہ پھر ایسی جسارت و گستاخی اور شوخ چشمی آیات بینات قرآن مجید میں نہ کر سکے۔ یوں تو اگر کوئی شخص بفرض محال مثل سگ بھی بھونکتا رہے ،تو ہم اکو اس سے کیا واسطہ کیا علاقہ کیونکہ، نور می فشاند و سگ بانگ می زند۔مشہور ہے لیکن جب کوئی نا معقول گمراہ کجرو شخص آیات کتاب اللہ خصوصاً قرآن مجید کی آیتوں کو توڑ موڑ کر خلق خدا کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً دھوکے اور مغالطے میں ڈالنا چاہے تو ہر ایک مومن کتاب اللہ کا یہ فرض ہوتا ہے کہ ایسے شیطان کی تردید و تکذیب من کل الوجوہ عمل میں لاوے۔ پس ہم کو چند ایک ایسی ہی ضروری وجوہات اس ضمیمہ کے لکھنے کی پیش آئیں اور بس۔

قادیانی دعوی پر تمہیدی گذارشات

یہ تاریخی بات عام تام طور پر مشہور و معروف ہے کہ مسیلمۃ الکذاب گذشتہ زمانے کے جھوٹے مدعی نبوت نے اپنی رسالت باطلہ وملعونہ کے اثبات کے لئے اپنی طرف سے ایک جھوٹی کتاب خود تصنیف و تالیف کر کے لوگوں کو گمراہ کرنا چاہا تھا اور اس کتاب کے دو حصے کر کے ایک کا نام فاروق اول اور دوسرے کا فاروق ثانی رکھا تھا ،تاکہ عوام کالانعام کو وہ یہ دھوکہ دیوے کہ اس کی یہ کتاب قرآن مجید سے بھی بہتر اور حجم میں ڈبل خدا نے بھیجی ہے، اور وہ یہ بھی ڈینگ مارا کرتا تھا کہ اس کی وہ کتاب قرآن کریم سے زیادہ تر فصیح و بلیغ بھی ہے۔ چنانچہ منجملہ اس کی بہت سی زٹلیات کے جو وہ قرآن کے مقابلہ میں اپنی طرف سے گھڑ کر بے ہودہ بکواس کرتا رہتا تھا ایک زٹل جو کہ اس نے بزعم خود سورۃ الم تر کیف فعل ربك باصحاب الفیل کے مقابلہ میں بطور لغو تک بندی کے جوڑی تھی وہ یہ ہے:

الفیل ما الفیل و ما ادرك ما الفیل .. الخ۔

پس جس وقت اس شیطان نے اپنی یہ خباثت ونجاست فصحائے عرب کے روبرو بمقابلہ قرآن کے پیش کی تو بڑے بڑے فصیح و بلیغ تو کجا، معمولی درجہ کے عربوں نے بھی اس کے منہ پر تھوک دیا اور کہا کہ تو تو یہ بالکل جھک مارتا اور گونہہ کھاتا ہے، جو

ایسے فصاحت کے بدر کامل اور بلاغت کے آفتاب نصف النہار یعنی قرآن مبین کے سامنے بے فائدہ خاک اڑا رہا ہے۔ کجا عبارت قرآن مبین اور کجا یہ تیری بے ہنگام تقریریں۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ چنانچہ اسی وقت سے آج تک اہل عرب اس کی یہ بیہودگی اور یاوہ گوئی بطور ضرب المثل ایسی مشہور وزبان زد عام ہے کہ جب کہیں اور جہاں کہیں کسی مجلس یا محفل میں، کوئی ابلہ منش، احمق مزاج، بیہودہ گو شخص ارباب سخن واصحاب کلام کی گفتگو میں دانستہ یا غلطی سے خواہ مخواہ دخل در معقولات کا اقدام کر بیٹھے، تو حاضرین میں سے فوراً کوئی نہ کوئی خوش طبع سخن سنج با مذاق صاحب ارکان جلسہ کو مخاطب کر کے یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ ا یھا الناس براہ مہربانی اپنی اعلیٰ درجہ کی گفتگو کو چھوڑ کر پہلے ذرا اس بے شعور نامعقول کی الفیل ما الفیل کو سن لیجئے۔ سو تب سے یہ مرات اور یہ وقعت اس وقت تک عربستان وعراق وشام ومصر وغیرہ تمام ممالک اسلامیہ میں جہاں جہاں خاص کر اقوام اہل عرب مسکن پذیر ہیں، اس ملعون مسیلمۃ الکذاب کی برابر قائم ہے۔ لیکن ہندوستان افغانستان چین ایران وغیرہ ممالک مشرقیہ میں چونکہ خالص نسل عرب کا مذاق سخن فہمی بالکل کم بلکہ قریباً مفقود ومعدوم ہو گیا ہے تو یہی وجہ ہے کہ یہاں آئے دن نت نئے سے نئے سانگ بنتے رہتے ہیں اور بھانڈوں کی طرح ادھر ادھر کے زٹل قافئے اڑا کر کئی ایک مجہول مطلق وغول بیابانی اشخاص وافراد کو اپنے ارد گرد بطور ایک مجمع پریشانی کے جمع کر کے حلقہ زن کر لیتے ہیں۔ اور پیر طریقت نہیں بلکہ نبی اور رسول اور خدا جانے کیا کیا بن بیٹھتے ہیں۔ چنانچہ آج کل مرزائے قادیانی بھی رسالت ونبوت کا مدعی بلکہ اپنے مطبوعہ اشتہار ورسالوں کے ڈھولوں اور نقاروں کے ذریعہ سے بجائے خود مسیح موعود بن کر بے چارے مشائخ شریف.. اور ایک گدی کا بطریق مداخلت بے جا مالک وقابض وحصہ دار بنا بیٹھا ہے بلکہ بہ نسبت دیگر مشائخوں کے اس کی دکانداری بھی بوجہ گنگا جمنی ... برتنے کے خوب چل نکلی ہے اس نے بھی مسیلمۃ الکذاب کی طرح اپنی نبوت ورسالت کے ثبوت کرنے کے واسطے ایک ضخیم کتاب موسومہ ازالہ اوہام .. کی ہوئی ہے اور ٹھیک مسیلمہ کذاب کی کتاب کے ہر دو حصص فاروق اول وفاروق دوم کی طرح اس نے بھی اس کے دو ہی حصے ایک ہی نمبر رواں میں چھپوائے ہوئے ہیں۔ یعنی حصہ اول ازالہ اوہام وحصہ دوم

ازالہ اوہام۔ نیز ہر دونوں حصوں کے سرورق یا ٹائیٹل پیج پر اس نے اپنی نبوت و رسالت کے اظہار و اشتہار کی غرض سے یہ عبارت مرقوم کر چھوڑی ہے کہ:

کتاب جامع معارف قرآنی و شارح اسرار کلام ربانی از تالیف مرسل یزدانی و مامور رحمانی حضرت جناب میرزا غلام احمد صاحب قادیانی۔

جس پر آج کل علیہ الصلوۃ والسلام کے خانہ ساز من گھڑت الفاظ اور بھی مستزاد کئے جا رہے ہیں۔ پس یہ جھوٹا رسول قادیانی اور کذاب مامور شیطانی بھی اپنے مسیح موعود ہونے کی وہی دلیل و ثبوت پیش کرتا ہے جو کہ مسیلمہ کذاب اپنے وقت میں خاص اپنی رسالت و نبوت کو ثابت کرنے کے واسطے پیش کیا کرتا تھا۔ یعنی وہ یہ کہا کرتا تھا کہ چونکہ حضرت محمد ﷺ مر چکے ہیں اور میں ان کے بعد زندہ ہوں، لہذا میں برحق نبی و رسول خدا ہوں۔ سو ٹھیک اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی نے بھی اپنے مسیح موعود ہونے کا یوں ثبوت پیش کرتا ہے کہ چونکہ حضرت عیسی مر چکے ہیں اور وہ اس وقت حیات نہیں ہیں اور میں زندہ ہوں، لہذا میں مسیح موعود ہوں۔ وغیرہ۔

اور اس پر طرہ یہ ہے کہ وہ اپنی یاوہ گوئی اور ہرزہ پوئی سے شرمندہ و خجل و منفعل نہیں ہوتا، بلکہ بجائے خود وہ سمجھ بیٹھا ہے کہ جھوٹ موٹ بھی حضرت عیسی کی موت ثابت کر دینے میں میری مسیحیت و مہدویت قائم ہو جائے گی۔ حالانکہ ایں خیال است و محال است جنون۔ کیونکہ اگر بالفرض حضرت عیسی بقول اس کے مر بھی گئے ہوتے تو اس سے بھی یہ ہرگز ہرگز کسی طرح وہم و خیال تک میں نہ آ سکتا کہ میرزائے قادیانی مسیح موعود ہے۔ یہ تو وہی مثال ہوئی کہ کوئی شخص خدانخواستہ مرزائے قادیانی کو آ کر یہ کہہ دیوے کہ چونکہ آپ کے والد مر چکے ہیں، لہذا اب میں ہی آپ کا والد بزرگوار ہوں۔ پس اس شخص و مرزائے قادیانی کے خواہ مخواہ فرضی باپ ہونے کے مدعی کی بے ہودگی اور دیوانگی اور پاجی پن میں تو غالباً کسی کو بھی کلام نہ ہوگا کیونکہ کہاں مرزا قادیانی کا اصلی باپ اور کہاں یہ نامعقول پاجی نقل باپ۔ کہاں راجہ بھوج کہاں کنگلا تیلی۔ کجا رام رام کجا ٹیں ٹیں۔ بقول آنکہ صلاح کار کجا و دل خراب کجا ببیں تفاوت راہ از کجا ست تا بکجا۔ غرض کہ اس میں بظاہر تو کسی کو کچھ ذرہ بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہو سکتی، البتہ اگر باطن میں کسی کو اس کا شک و شبہ ہو تو وہ بے شک مرزائے قادیانی کے

اسی طرح کے دعوی مسیحیت ونبوت وغیرہ پر بھی ایمان لے آوے، تو کچھ عجب نہیں۔ ور نہ اس کو تو ایک طفل مکتب بھی جان سکتا ہے کہ اس دعوی اور دلیل کا آپس میں کیا تعلق و ربط ہے۔ کہاں کی اینٹ کہاں کا روڑا اور آپ نے کہاں لاکر جوڑا۔ بمصداق آنکہ:

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا

الا یا ایھا الساقی ادر کا ساً و نا و لھا

ہاں البتہ اس قسم کے بے تکی ہانک لگانے والے بہت کنوے جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر بیٹھنے والوں میں دن ڈھلے، گذری کے تماشوں کے درمیان، کئی ایک مل جائیں گے جو کہ نہایت ہی طلاقت لسانی وتیز بیانی سے اس قسم کے سینکڑوں فقرے اور جملے ایک دم بلا توقف فی البدیہہ بول جائیں گے کہ، حضت! عرض کرو، بندی مساجد کی تیسری پھسٹر سے سیڑھ گیا۔

ناظرین! ذرا اس فقرے کے حروف والفاظ کے الٹ پھیر اور تقدیم وتاخیر کو بھی ملاحظہ کریں کہ ان ظالم لفتوں نے کس طرح سے ایک اچھے خاصے اردو فقرے کی پلید کی ہے اصل فقرہ تو یہ تھا کہ بندہ جامع مسجد کی تیسری سیڑھی سے پھسل گیا۔ جس کا ستیاناس کیا گیا ہے جو کہ اوپر مذکور ہوا۔ ایسا ہی لکھنؤ کے جھوٹے شہدے بھی مشہور ہیں کہ جو اس سے بھی بڑھ چڑھ کر کئی ایک بے تکی اور بے جوڑ باتیں کیا کرتے ہیں جن کو ان میل کہتے ہیں جیسے کہ

پہلے تو روغن گل بھینس کے انڈے سے نکال

پھر دوا جتنی ہو بھینس کے انڈے سے نکال

دلی اور لکھنو کا کیا ذکر ہے، خود ہمارے پنجاب اور خاص کر ضلع گورداسپور کی زبان میں بھی، جو کہ میرزائے قادیانی کی اصلی مادری زبان ہے، صدہا اسی طرح کی سینکڑوں بے معنی ضرب الامثال اور کہاوتیں مشہور ومعروف ہیں۔ اور وہ عموماً کسی کی ایسی ہی بے جوڑ اور ان میل، اور حماقت آمیز باتوں پر چسپاں کی جا سکتی ہیں جیسے کہ مرزا قادیانی نے یہ بے ہنگم ڈھکوسلہ بنا رکھا ہے کہ چونکہ عیسی مر چکے ہیں لہذا میں اب مسیح موعود ہوں۔ واہ پٹھے واہ کیا کہنے ہیں اس طرز استدلال کے شاباش آفرین وغیرہ

تمہاری اس ہمت مردانہ پر لیکن ہم اس موقعہ پر ان پنجابی ضرب المثلوں اور کہاوتوں کو بلفظاً درج کرنا بخوف طوالت متروک رکھتے ہیں کیونکہ ہم کو یقین ہے کہ بغیر ان کے اندراج کے بھی سب لوگ جن کے سر میں کچھ بھی مغز دماغ اور دماغ میں ذرہ بھر بھی عقل ہوگی بخوبی سمجھ جائیں گے کہ بنظر بحالات موجودہ میرزائے قادیان کے اس دعوی مسیحیت ونبوت وغیرہ میں، اور ہد ہد الشعراے کی طرح خالی خولی بے جوڑ و بے معنی و مہمل تک بندی کرنے والے بھاٹوں بھانڈوں کے اقوال مذکورالصدر میں کیا فرق اور کیا تفاوت ہے بظاہر تو کچھ فرق معلوم نہیں دیتا کیونکہ

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامن دل مے کشد کہ جا اینجا ست

لیکن چونکہ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو مرسل یزدانی اور مامور رحمانی قرار دے کر اپنے زعم باطل میں خاص قرآن مجید کی پوری تیس آیات سے یہ استدلال اور دعوی کیا کیا کہ حضرت عیسی مر چکے ہیں اور نیز اسکا دعوی یہ ہے کہ اس کے مسیح ہونے کا ثبوت ہی یہی ہے کہ اس نے حضرت عیسی کی موت قرآن کی تیس آیات سے بزعم خود ثابت کر دکھائی ہے لہذا ہم پیشتر اس کے کہ اس کی منقولہ آیات مذکورہ کو یکے بعد دیگر ے نمبر وار درج کر کے ناظرین پر اس کی اس دعوی میں روسیاہی کو روشن ومبرھن کر یں، ذیل میں ذرا اس کے مامور رحمانی ہونے کی قلعی کھول دینا بھی مناسب وضروری خیال کرتے ہیں۔

کچھ عرصہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ وطیرہ ہو رہا ہے کہ وہ ہر ایک اپنی لغویات اور بیہودہ خرافات میں بھی اپنے موضوعہ وملعونہ الہامات کو آڑ بنا لیتا ہے اور اسی طرح سے ٹٹی کی آڑ میں شکار کھیلنا اس کا رویہ و دستور ہو گیا ہے اور پیچھے سے یوں کہہ دیتا ہے کہ وہ مامور ہے اور اسی واسطے ایسا کہنے پر مجبور ہے۔ غرض کہ جہاں اس نے اپنے دیگر بہت سے دعاوی باطلہ و اوہام فاسدہ میں ایران کے میرزا علی محمد باب کی .. تعلیمات اور ایچ پیچ کی بہت کچھ نقل اڑا کر مہدی و مسیح وغیرہ بن جانے کا دعوی کر رکھا ہے، وہاں ساتھ ہی مامور بننے میں ایک ایرانی مشہور اوباش مامور کی بھی نقل اڑاتا ہے جو کہ بعہد ناصرالدین شاہ قاچار بادشاہ ایران، عموماً طہران کے گلی کوچوں میں پھر کر اور

شام کے وقت شہر مذکور کے چوک میں وعظ و منادی کیا کرتا تھا۔ جیسا کہ عموماً ذہین و لسان ایرانی لوگ مسلسل طور سے کیا کرتے ہیں۔ اس کے بعد وہ نہایت ہی رقت کے ساتھ قریباً دس پندرہ منٹ تک روتا رہتا اور ہچکیاں لے لیکر اور سسکیاں بھر بھر کر لوگوں کو یہ کہتا کہ:

ایھا الناس میخواہم کہ شمہء از درد دل و احوال خود بشما ظاہر نمائم۔ انا مجبورم، کہ ماموروم، پس معذورم۔

جب وہ کئی دن لوگوں کو بار بار اپنے وعظ و لیکچر کے بعد نہایت ہی آہ و زاری کے ساتھ اپنا یہی دکھڑا اور یہی گھڑا ہوا مہمل فقرہ سناتا اور اسی طرح اپنا یہ مجہول المعنی اور گول مول منتر ان پر پھونکتا رہا، تو رفتہ رفتہ اور شدہ شدہ عام و خاص لوگوں میں اس کے اس فقرہ مہمل و بے معنی، اما مجبورم کہ ماموروم، کی نسبت کیر یاسٹی curiousity یعنی تجسس و تفحص کے خیالات پیدا ہو گئے۔

پس جب اس مامور نے دیکھا کہ اس نے لوگوں کو اپنی طرف بالکل راغب و مائل کر لیا ہے، تو پھر اس نے یہ ایک عجیب چال چلی کہ ایک جمعہ کو جامع مسجد میں جا کر ہزارہا مخلوق کے روبرو یہ ظاہر کیا کہ میں تو دراصل قوم بنی اسرائیل میں سے اس گروہ کا ایک بقیہ ممبر ہوں کہ جن کی صورتیں غضب الٰہی سے مسخ ہو گئی تھیں، اور جن کی نسبت قرآن شریف میں آیا ہے کہ کونوا قردۃ خاسئین۔ یعنی بقول ان کے وہ لوگ بھی بندر اور سور ہو گئے تھے، لیکن امام حسین کی دعا سے میری یہ شکل و شباہت تو درست ہو گئی ہے، لیکن ہنوز دم باقی ہے۔ سو میں اس واسطے روتا اور کڑھتا رہتا ہوں کہ کسی طرح میرا یہ بقیہ نشان حماقت بھی دور ہو جائے جو کہ صرف امام الزمان مہدی دوران خروج اور فقط ان کی دعا ہی پر منحصر ہے۔ پس میں اب ان ہی کے ظہور و رونق افروزی کے اشتیاق میں منتظر و چشم براہ ہوں۔ امید ہے کہ عنقریب وہ ظاہر ہوں گے اور میری اس بقیہ دم کا معالجہ، علی روس الاشہاد خود ہی فرمائیں گے۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا، چرا کہ مجبورم کہ ماموروم۔

غرض کہ اس دم دار مامور اور اس کے دیگر ملی بھگت ساتھیوں خصوصاً اس کے ایک مہدی آخرالزمان بننے والے لنگوٹیے یار کا حال اور اس کا مآل آج تک ایران کا

بچہ بچہ جانتا ہے۔ جس طرح کہ مرزائے تقادیان کو یہاں ہر کوئی پہچانتا ہے۔ پس یقیناً یہی حال مرزائے قادیانی کے مامور و مجبور ہونے کا بھی ہے کیونکہ یہ فیضان الٰہی اس نے صرف اسی ایرانی دم دار مامور و مجبور ست حاصل کیا ہوا معلوم ہوتا ہے لیکن اس میں اور اس دم دار مامور میں فرق صرف اسقدر ہے کہ وہ مہدی آخر الزمان کا خود کو منتظر ظاہر کرتا تھا لیکن خود بدولت اس سے بھی کئی قدم آگے ہیں۔ یعنی آپ ہی آپ خود ہی رسول، خود ہی نبی، خود ہی مامور، خود ہی کرشن، خود ہی بابا نانک، وغیرہ بقول آنکہ:

خود کوزہ، وخود کوزہ گر وخود گل کوزہ۔

البتہ پیراں نمی پرند مریدان می پرانند کے مصداق چیلے چانٹے بہت سے بنا رکھے ہیں جو بجائے خود اپنی اپنی ڈیوٹی اس کے واسطے خوب انجام کر کے اس کی دکانداری کو عوام کالانعام میں چمکا رہے ہیں۔ لیکن ہم کو اس سے بھی کچھ غرض نہیں کیونکہ مارا چہ ازیں قصہ۔

بہرحال اب ہم اپنے مطلب اصلی پر آتے ہیں یعنی مرزائے قادیانی کی ان منقولہ تیس آیات قرآنی کو ذیل میں درج کرتے ہیں جو کہ اس نے مسیح کو ثابت کرنے اور اسی بنیاد بے پایاں پر اپنے آپ کو مسیح موعود قرار دینے کے لئے اپنے رسالہ اوہام میں بڑے زور شور سے لکھ ماری ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس کے غلط ترجمہ کی تصحیح اور اس کے باطل استدلال کی تردید و تکذیب بھی کی جاتی ہے۔ امید ہے کہ اس کے مطالعہ سے ناظرین اولی الالباب و اولوا الابصار خود ہی انصاف فرما کر من کل الوجوہ تسلی و اطمینان فرمالیں گے۔

قادیانی اوہام کے جوابات

در بارہ حیات عیسی رسول ربانی

(مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ازالہ اوہام میں حضرت مسیح کی موت ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی تیس آیات پیش کی ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی نے قول قادیانی کے عنوان سے وہ آیات اور ان سے قادیانی استدلال بیان کر کے، ان کا جواب دیا ہے اور قادیانی استدلال کی غلطی نیز

حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات الی الآن ثابت کی ہے ۔ ملاحظہ فرمائیے ۔ بہاء)

قول قادیانی نمبرا:

(عنوان) قرآن شریف کی وہ تیس آیتیں جن سے مسیح ابن مریم کا فوت ہونا ثابت ہوتا ہے۔

پہلی آیت:

اذ قال اللہ یا عیسی انی متو فیك و را فعك الیّ و مطهّر ك من الذین کفروا و جا عل الذین اتبعو ك فوق الذین کفروا الی یو م القیامة (آل عمران:۵۵۔پ۳)

یعنی اے عیسی میں تجھے وفات دینے والا ہوں اور پھر عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھانے والا اور کافروں کی تہمتوں سے پاک کرنے والا ہوں، اور تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دینے والا ہوں۔

جواب: اس جگہ مرزائے قادیانی نے جو کچھ ترجمہ آیت قرآن مندرجہ بالا کا اپنی طرف سے کر کے دکھایا ہے اور بزعم خود اس سے یہ ثابت کرنا چاہا ہے کہ حضرت عیسی مر چکے ہیں اس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ وہ خواہ مخواہ و دیدہ دانستہ خلق خدا کو محض فائدہ دنیاوی و جلب منفعت دعوی مسیحائی وغیرہ کی غرض سے چاہ ضلالت میں پڑنا چاہتا ہے۔ اولتو اس نے یہاں نہایت چالاکی سے انی متو فیك کے معنوں میں صریح مغالطہ دیا ہے، اور پھر ساتھ ہی اس کے و را فعك الیّ کا ترجمہ کرنے میں جعل سازی برتی ہے کہ جس سے اس کی حد درجہ کی بھاری لیاقت ظاہر ہوئی۔ ان ہر دو کلمات بینات کا صحیح صحیح ترجمہ اور صاف صاف معنی اور مطلب تو انشاء اللہ ہم ابھی آگے چل کر تحریر کریں گے اور ان کی ضروری تشریح وتصریح وتفصیل بھی صرف آیات کتاب اللہ الفرقان اپنے موقعہ ومحل پر کی جائے گی لیکن اس وقت سب سے پہلے ہم جملہ عباد الرحمٰن کو عام تام طور پر جتلا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ اس جھوٹے دعویدار موت حضرت عیسی اور کذاب مدعی مسیحیت کے مذکورالصدر دعوی باطل اور اس کے طریق استدلال وطرز اثبات کو بخوبی مدنظر رکھ کر اچھی طرح سے اس کی ان چالاکیوں

اور حیلہ سازیوں کو دیکھتے جائیں جو کہ وہ صریحاً اپنی مخالف مدعا آیات کو بھی زبردستی اپنی تائید وثبوت میں پیش کرتا اور موقعہ بموقعہ اپنی تحریر میں ٹھونستا ہے۔ چنانچہ اول اس کی اسی پیش کردہ آیات کو ملاحظہ ومعائنہ فرمائیں کہ اگر بالفرض اس کے وہی غلط معنی بھی لئے جائیں جو کہ خود مدعی موت نے از راہ خودغرضی کر رکھے ہیں تو خاص اس صورت میں بھی ہرگز ہرگز کوئی ثبوت آیت ہذا سے اس امر کا وہم وخیال تک میں بھی نہیں آسکتا کہ معاذ اللہ عیسیٰ مر چکے ہیں کیونکہ بقول قادیانی اس آیت میں خداوند تعالیٰ جب یہ فرماتا ہے کہ: اے عیسیٰ میں تجھے وفات دینے والا ہوں۔ تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ کو مار بھی چکا ہے۔ مرزا قادیانی ذرا خود بھی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ اگر بقول اس کے وفات دینے والے کے معنی بالفرض مارنے والے ہی کے لئے جائیں تو خدا صرف عیسیٰ ہی کو مارنے والا نہیں ہے بلکہ کل نفس ذائقۃ الموت کے مطابق وہ سب کو مارنے والا اور ہر ایک مومن ومسلم مشرک وکافر خبیث ولعین کو موت دینے والا ہے۔ حتیٰ کہ اس سے خود مرزا قادیانی کو بھی کبھی مفر اور گریز نہیں ہوسکتا کہ وہ اس کا بھی مارنے والا ہے۔ لیکن اس سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا کو مارنے والا کہنے سے قادیانی کو (چکڑالوی صاحب کی کتاب کی تحریر کے وقت) مرا ہوا ہی سمجھ لیں، کیونکہ وہ تو ابھی ہٹا کٹا اور چنگا بھلا زندہ وموجود ہے، بلکہ بڑھاپے میں بھی جوانی ہی کے لطف اور مزے اڑانے کی ادھیڑ بن میں لگا رہتا ہے جیسا کہ کسی نے یوں ہی کہا ہے

پیرے کہ دم ز عشق زند بس غنیمت است
و از شاخ کہنہ میوہ نو رس غنیمت است

ہاں یہ بھی درست بات ہے کہ بکرے کی ماں کب تک خیر منائے گی، آخر ایک نہ ایک دن ضرور ہی خداوند میاں قادیانی کو مار کر بالکل فنا ومعدوم کر دے گا۔ اس وقت البتہ ہم یہ بلا تامل یہ بلا تامل کہہ سکیں گے کہ قادیانی مسیح الدجال بے شک مر چکا ہے، لیکن پھر بھی تادم حال تو یہ کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ قادیانی مر چکا ہے۔ پس ایسا ہی بقول قادیانی خداوند تعالیٰ کو حضرت عیسیٰ کے مارنے والا لکھنے سے یہ ہرگز ہرگز اشارۃً و کنایۃً بھی یہ نہیں پایا جاتا کہ حضرت عیسیٰ مر چکے ہیں اور یہ سب کچھ تردید وتکذیب

اس کی خود اسی کے اپنے خانہ ساز من گھڑت معنوں سے ہوئی ہے جس پر کہ یہ ہندی ضرب المثل پورے طور پر صادق آتی ہے کہ، اسی کی بات اور اسی کے منہ پر۔

یہاں تک تو صرف الزامی جواب ہے۔ لیکن اب ہم اصلی و حقیقی جواب کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور ترجمہ آیت نمبرا کا بھی جو مرزا قادیانی نے محض جان بوجھ کر محض بے ایمانی سے خلط ملط کر کے لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے خواہ مخواہ لکھ مارا ہے۔ اس کی جگہ صحیح صحیح و درست ترجمہ بھی ذیل میں ہم لکھ دیتے ہیں:

اذ قا ل الله یا عیسی انی متو فیك و را فعك الیّ و مطهّر ك من الذین کفروا و جا عل الذین اتبعو ك فوق الذین کفروا الی یو م القیامة

تحقیق فرمایا اللہ نے (یہودیوں کے ارادہ قتل کے وقت) کہ اے عیسیٰ (تو کچھ فکر نہ کر کیونکہ) میں ضرور ہی تجھ کو موذیوں ظالموں سے بالکل محفوظ و مامون رکھونگا۔ یعنی ان سے بچا کر زندہ صحیح و سالم تجھ کو اسی روئے زمین ہی پر کسی اور جگہ اپنی حفاظت میں اقامت پذیر کر رکھوں گا۔ خصوصاً میں بالکل پاک رکھوں گا تجھ کو اس سے کہ وہ کافر لوگ تجھ کو برے ارادے سے مس بھی کر سکیں۔ اور کروں گا میں ان لوگوں کو جو کہ تیرے موافق و ہم خیال ہوں، غالب ان لوگوں پر جو کہ تیرے مخالف ہوں روز قیامت تک۔

آیت ہذا کی مفصل تشریح و توضیح قبل ازیں رسالہ ہذا میں بذیل حالات عیسیٰ مکمل طور پر ہو چکی ہے، لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اس آیت کے ترجمہ کرنے میں عموماً اور کلمات انّی متو فّیك اور و را فعك الیّ کے معنوں میں خصوصاً صریح طور سے خلق خدا کو بھاری مغالطہ اور دھوکہ دینا چاہا ہے کیونکہ تو فّی کا معنی موت ہرگز ہو ہی نہیں سکتی اور نہ ہی رفع کے معنی روح کو عزت کے ساتھ اٹھائے جانے کے کہیں آئے ہیں۔

اگر را فعك سے مراد رفع روح لی جائے تو سراسر کجروی ہے کیونکہ ہر تینوں کلمات یا عیسی، متو فّیك، اور را فعك میں مخاطب جو ہے وہ عیسیٰ بجسد عنصری ہے جس میں روح اور بدن ہر دونوں بہیئت مجموعی مخاطب ہیں۔ اس پر بھی را فعك

میں روح کو خاص کرنا بالکل نتیجہ وثمرہ الحاد ہی الحاد کا ہے کیونکہ جملہ ذوی الارواح کی روحیں ان کے اپنے اپنے بدن ہی میں بالکل فنا ومعدوم ہوجاتی ہیں نہ کہ جسموں سے باہر نکال کر کسی اور جگہ رکھی جاتی ہیں۔ اس مدعا کی پوری تفصیل رسالہ روح الانسان میں من کل الوجوہ ہوچکی ہوئی ہے۔ وہاں دیکھو تاکہ قطعی اور یقینی طور پر اظہر من الشمس ہوجائے کہ عموماً وخصوصاً ہر چیز کا روح اس کے اپنے بدن ہی میں بالکل فنا ومعدوم ہو جاتا ہے اور کسی چیز کا روح اس کے بدن سے ہرگز باہر نہیں نکالا جاتا اور نہ ہی کسی جگہ پہنچایا جاتا ہے جملہ آیات قرآن سے بعبارت النص صریح صاف طور پر صرف اور خاص یہی مدعا ظاہر باہر ہے اور بس۔

فی الجملہ مرزا غلام احمد قادیانی کی پہلی پیش کردہ آیت سے اشارۃً یا کنایۃً بھی یہ ہرگز وہم وخیال تک میں نہیں آسکتا کہ اس میں کوئی حضرت عیسٰی کے مرجانے کا اشارہ تک بھی ہو۔

قول قادیانی۔۲۔

دوسری آیت جو مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کرتی ہے یہ ہے

بل رفعه الله اليه (النساء: ۱۵۹)

یعنی مسیح ابن مریم مقتول اور مصلوب ہوکر مردود اور ملعون لوگوں کی موت سے نہیں مرا جیسا کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا خیال ہے بلکہ خدا تعالیٰ نے عزت کے ساتھ اس کو اپنی طرف اٹھا لیا۔ جاننا چاہیے کہ اس جگہ رفع سے مراد وہ موت ہے جو عزت کے ساتھ ہو، جیسا کہ دوسری آیت اس پر دلالت کرتی ہے و رفعناه مكاناً عليا۔ یہ آیت حضرت ادریس کے حق میں ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ اس آیت کے یہی معنی ہیں کہ ہم نے ادریس کو موت دے کر مکان بلند میں پہنچا دیا کیونکہ اگر وہ بغیر موت کے آسمان پر چڑھ گئے تو پھر بوجہ ضرورت موت جو ایک انسان کے لئے ایک لازمی امر ہے یہ تجویز کرنا پڑے گا کہ یا تو وہ کسی وقت اوپر ہی فوت ہوجائیں اور یا زمین پر آکر فوت ہوں مگر یہ دونوں شقیں ممتنع ہیں کیونکہ قرآن شریف سے

ثابت ہے کہ جسم خاکی موت کے بعد پھر خاک ہی میں داخل ہو جاتا ہے اور خاک ہی کی طرف عود کرتا ہے اور خاک ہی سے اس کا حشر ہوگا اور ادریس کا پھر زمین پر آنا اور دوبارہ آسمان سے نازل ہونا، قرآن حدیث سے ثابت نہیں لہذا یہ امر ثابت ہے کہ رفع سے مراد اس جگہ موت ہے مگر ایسی موت جو عزت کے ساتھ ہو جیسا کہ مقربین کے لئے ہوتی ہے کہ بعد موت ان کی روحیں علیین تک پہنچائی جاتی ہیں فی مقعد صدق عند مليك مقتدر

جواب : بل رفعه الله میں بھی ہرگز ہرگز موت کا کوئی ذرہ بھر اشارہ تک بھی نہیں ہے۔ بلکہ خاص زندہ بجسد عنصری صحیح سالم حالت میں ہی حالت رفع کی بعبارت النص قرآن مجید سے ثابت ہے کیونکہ بل رفعه میں ضمیر ہ کا مرجع عیسی من حیث المجموع ہیں یعنی روح بجسد عنصری نہ کہ فقط جسد یا صرف روح چونکہ بل رفعه الله کے ترجمہ کرنے میں بھی قادیانی نے سراسر کجروی اور بھاری دھوکہ دہی سے کام لیا ہے، لہذا ہم ناظرین سے عرض پرداز ہیں کہ وہ پہلے اس کا صحیح صحیح ترجمہ و تفصیل و تشریح جو صرف بآیات بینات کتاب اللہ المجید ہو چکی ہے ماقبل رسالہ ہذا ہی کے حصہ حالات عیسی میں ملاحظہ فرمالیویں اور پھر اس سے آگے اس کی توضیح و تصریح بھی دیکھ لیویں یہاں بخوف طوالت و ملالت دوبارہ درج نہیں کی گئی۔

اصلی و یقینی بات یہ ہے کہ رفع سے مراد موت ہرگز نہیں ہے کیونکہ بل رفعه میں لفظ رفع صیغہ ماضی کا ہے اور رفیع صیغہ اسم فاعل یا صفت مشبہ ہے اگر رفعه سے مراد روح کو موت کے بعد عزت کے ساتھ اٹھانا سمجھا جائے تو رفیع الدرجات میں بھی جو خدا تعالی کی ایک صفت ہے۔ معاذ اللہ حاشا اللہ قادیانی کے مذہب کے مطابق یہی ماننا پڑے گا کہ اللہ بھی مر چکا ہے اور مرنے کے بعد اس کا فی الجملہ روح عزت کے ساتھ بلند مکان و شان پر پہنچ گیا۔

رفع کا لفظ جو صیغہ ماضی معروف واحد مذکر غائب ہے، قرآن مجید میں بہت جگہ آیا ہے لیکن کسی جگہ بھی اس کے معنوں میں ہرگز ہرگز موت کا وہم و خیال کسی طرح بھی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ ہم ذیل میں چند آیات بینات قرآن کریم کے درج کرتے ہیں جن میں اس لفظ رفع اور اس کے مشتقات کے معنی بخوبی روشن اور اظہر من

الشّمس ہیں کہ کہیں بھی کسی جگہ موت کی طرف کوئی اشارہ تک نہیں ہے سب سے اول ہم خاص وہی آیات پیش کرتے ہیں جن میں لفظ رفع بعینہ صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ہی مذکور وموجود ہے

١ : تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض منهم من كلم الله و رفع بعضهم درجات (البقرة : ٢٥٣)

٢ ـ و هو الذی جعلکم خلائف الارض و رفع بعضکم فوق بعض درجات ليبلوكم .. (الانعام : ١٦٥)

٣ ـ و رفع ابويه على العرش و خروا له سجداً (يوسف : ١٠٠)

٤ ـ الله الذی رفع السماوات بغير عمد ترونها (الرعد : ٢)

٥ ـ رفع سمكها فسواها (النازعات : ٢٨)

آیات بالا مذکورات میں بعینہ لفظ رفع صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ہی مذکور ہے جو کہ بل رفعه الله میں موجود ہے کیا یہاں بھی قادیانی کہہ سکتا ہے کہ آسمانوں کو اللہ تعالیٰ نے مار کر بعدہ ان کے روحوں کو عزت کے ساتھ اپنی طرف اٹھا لیا۔ اور ویسا ہی یوسف نے اپنے ماں باپ کو زمین پر عزت کے ساتھ قتل کر کے بعدہ ان ہر دونوں کے روحوں کو عزت کے ساتھ اپنے تخت پر بٹھا لیا اور ان کی لاشوں کو وہیں زمین پر ہی پڑا رہنے دیا۔ کلا و حاشا۔ علیٰ ہذا القیاس باقی تمام آیات میں بھی۔ بھلا کوئی ذی ہوش ان تمام آیات میں لفظ رفع سے کبھی کچھ موت کا وہم و گمان کر سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اب ہم باقی مشتقات کو بھی پیش کر دیتے ہیں:

٦ ـ و الى السّماء كيف رفعت (الغاشية : ١٨):

کیا اس کے یہ معنی کرنے چاہییں کہ آسمان کو کس طرح عزت کی موت دے کر اس کی روح کو مکان بلند میں پہنچا دیا۔ قادیانی بتلائے۔

٧ ـ واذ اخذنا ميثاقكم و رفعنا فوقكم الطّور ۔ (البقرة : ٦٣)

اور کیا اس کے یہ معنی ہونے چاہییں کہ کوہ طور کو عزت کی موت مار کر اس کے روح کو ہم نے تمہارے اوپر کسی بلند مکان میں پہنچا دیا تھا۔ عجب!

۸۔و رفعنا فو قهم الطّور بميثا قهم ۔(النساء:۱۵۴)

اور کیا اس آیت میں بھی ایسے ہی معنی کئے جائیں ۔افسوس ۔

۹۔واتل عليهم نبأ الذى آ تيناه آ يا تنا فانسلخ منها فأتبعه الشّيطا ن فكان الغا و ين ۔و لو شئنا لر فعناه بها و لكنّه اخلد الى ا لا ر ض ..۔(الاعراف:۱۷۵۔۱۷۶۔پ۹ ع ۱۳)

مرزا غلام احمد قادیانی ایسے لوگوں کا وہم و خیال ہے کہ جو لوگ قرآن مجید کو بے معنی پڑھیں اور مطلب نہ سمجھیں ان کے حق میں اللہ یہ فرماتا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو ان کا مرتبہ بلند کر دیتے بسبب ان آیات کتاب اللہ کے جو وہ بے سوچے سمجھے پڑھتے ہیں خواہ بطور ورد وظیفہ خواہ بطور ختم و درود وغیرہ

اس جگہ بھی ہرگز کوئی وہم و خیال نہیں ہوسکتا کہ و رفعنا بها سے مراد عزت کی موت سے مار کر پھر ان کی روحوں کو کسی مکان بلند یا اونچے چوبارہ پر پہنچا دینے یا جا بٹھانے کے ہیں ۔

۱۰۔ و رفعنا بعضهم فوق بعض در جات (الزخرف:۳۳۔پ۲۵۔ع۹)

آیت ہذا میں بھی کسی لفظ سے اشارۃً یا کنایۃً بھی موت کا وہم و خیال نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ سراسر دنیوی حالات لوگوں کے مذکور ہیں ۔پس کسی ذی ہوش کو بھی اس جگہ سے وہم و خیال موت یا عزت کی موت وغیرہ کا نہیں ہوسکتا ۔سوائے قادیانی کے الہام شیطانی کے ۔

۱۱۔و رفعنا لك ذكر ك (الشرح:۴۔پ۲۰)۔

یہ بھی دنیا ہی کا حال ہے چنانچہ ماقبل اس کے الم نشع ح لك صدر ك واقع ہے یعنی تیرا سینہ کھول دیا ہے، یعنی ہدایت بخشی ہے، قرآن عطا کیا ہے، روشنی بخشی ہے، حق و باطل کی تمیز دی ہے۔تو کیا یہ سب باتیں عزت کی موت دے کر پھر آپ کی روح کو مکان بلند میں پہنچا کر ظہور میں آئی تھیں ۔معاذ اللہ

۱۲۔ و السماء رفعها و و ضع الميزا ن ۔(الرحمٰن:۷۔پ۲۷۔ع۱۱)۔

کیا یہاں بھی آسمان کو عزت کی موت دے کر پھر اس کے روح کو مکان بلند میں پہنچا دینے کا ذکر ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی ذرا شرم کرے ۔

۱۳۔ رفیع الدّر جا ت ذو العرش (غافر:۱۵۔پ۲۴ع ۷)

کیا مرزا غلام احمد قادیانی یہاں اللہ تعالی کو بھی عزت کی موت دیکر اللہ تعالی کی روح کو کسی مکان بلند پر پہنچا دے گا ۔ معا ذ اللہ حا شا للہ ۔ اس جگہ تو مرزا غلام احمد قادیانی کو چپنی بھر پانی میں ڈوب مرنا چاہیے ۔

۱۴۔ و اذ یر فع ابرا ھیم القواعد من البیت و اسما عیل (البقرۃ:۱۲۷۔پ۱۔ع ۱۵)

کیا یہاں بھی یہ معنی کئے جا ئینگے کہ حضرت ابرا ہیم نے کعبہ کے بنیادی پتھرو ں کو عزت کی موت دے کر پھر ان کی روحوں کو مکان بلند میں پہنچا دیا تھا؟ قا دیانی کچھ توجہ و استخارہ کر کے تو دیکھے شا ئد اس کی بابت بھی اس کو کوئی الہام شیطانی ہو جاوے ۔

۱۵۔ یر فع اللہ الذین آ منوا منکم ۔ (المجادلۃ:۱۱۔پ۲۸ ع ۳) ۔

یہاں بھی کوئی موت کا اشارہ تک نہیں بلکہ محض دنیوی حالات لوگون کے مذکور و موجود ہیں ۔

۱۶ ۔ الیہ یصعد الکلم الطّیب والعمل الصّا لح یر فعہ (فاطر:۱۰۔پ۲۲ع ۱۴)

تو کیا ہر ایک عمل صالح کو عزت کی موت دے کر پھر ہر ایک عمل کے روح کو مکان بلند میں پہنچانا مراد ہے ۔ کلا و حاشا

۱۷ ۔ فی بیو ت اذن اللّٰہ ان تر فع و یذ کر فیھا اسمہ (النور:۳۶۔پ۱۸ع ۱۱)

کیا بیوت یعنی مسا جد اللہ میں اللہ اپنے ہر ایک اسم کو بھی عزت کی موت دے کر پھر اس کے روح کو کسی بلند مکان پر پہنچا دیتا ہے؟

۱۸ ۔ یا ایّھا الّذین آ منوا لا تر فعوا ا صوا تکم فوق صوت النّبی (الحجرات:۵۔پ ۲۶ ع ۱۳)

کیا اس آیت میں مومنوں کو حکم ہوا ہے کہ اپنی آوازوں کو عزت کی موت دے کر پھر ان کی روحوں کو کسی مکان بلند پر چڑھا کر پھر نبی کی آواز پر نہ چڑھا دیا کرو؟

۱۹۔ نر فع در جا ت من نشاء و فوق کلّ ذی علم علیم (یوسف:۷۶۔

۔پ۷ع۱۶)۔

کیا یہاں درجات کو بھی عزت کی موت دے کر پھر ان کی روحوں کو کسی مکان بلند میں پہنچا دینے کا ذکر ہے؟ ہر ایک منصف مزاج حق پرست جملہ آیات کتاب اللہ سے خود ہی تدبر و تفقہ کر کے حق و باطل میں امتیاز کر سکتا ہے۔

۲۰۔ ما کان لیأخذ اخاہ فی دین الملک الا ان یشاء اللہ نرفع درجات من نشاء و فوق کل ذی علم علیم ۔(یوسف :۷۶۔پ۱۳ع۳)

آیت ہذا میں بھی لفظ نرفع سے موت کا کوئی اشارہ نہیں بلکہ سراسر دنیوی حالات مذکور و موجود ہیں۔

قرآن مجید میں بائے بسم اللہ سورہ فاتحہ سے سورہ الناس کے آخری سین تک جہاں کہیں لفظ رفع یا اس کے مشتقات عموماً و خصوصاً مجرد یا مزید مذکور و موجود ہیں کسی جگہ سے اشارۃً یا کنایۃً بھی یہ وہم و خیال نہیں ہو سکتا کہ وہاں موت یا موت کے بعد روح کو عزت کے ساتھ اللہ تعالی کی طرف اٹھائے جانے کا کوئی بھی مظنہ ہو سکے اور نہ ہی کسی کتاب لغت میں رفع یا رفع کے مشتقات کے ایسے معنی آئے ہیں جن سے مرزا غلام احمد قادیانی کی کچھ سفاہت و شقاوت چل سکے۔

حضرت ادریس کی نسبت جو قرآن مجید میں و رفعناہ مکاناً علیاً مذکور ہے اس میں بھی کوئی کسی قسم کا کر آسمانوں پر جانے کا ہرگز نہیں ہے۔ اور نہ ہی کسی پہاڑ یا بلند مکان وغیرہ پر پہنچائے جانے کا ہرگز ہرگز کوئی اشارہ ہے۔ بلکہ یہاں نہ تو کچھ ان کی موت کا بیان ہے اور نہ ہی ان کے آسمانوں پر اٹھائے جانے کا، صرف ان کی رسالت و نبوت ہی کا حال مرقوم ہے۔ اس بارہ میں بھی جو کچھ مرزا غلام احمد قادیانی نے جھک مارا ہے وہ سراسر اس کی بے ہودہ گوئی ہے، کیونکہ قرآن مجید کا یہ بھاری دعوی ہے کہ اس کے جملہ آیات بینات آپس میں مطابق و موافق و متشابہ یعنی بالکل ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ آیت مذکورہ کے ماقبل و مابعد کی آیات بھی لکھ کر دکھائیں تاکہ اظہر من الشّمس ہو جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کس قدر قرآن مجید کی تحریف و تکذیب کی ہے۔

جاننا چاہیے کہ آیت

و اذ کر فی الکتا ب ا دریس انه کا ن صدیقا نبیا ۔ و رفعناه مکا ناً علیاً (مریم: ۵۶۔۵۷۔پ۱۶ع۷)

کے ماقبل تین رکوع سے سورہ مریم شروع ہوئی ہے اور سورت مذکورہ کے ابتداء ہی سے ہم ناظرین کو توجہ دلانا چاہتے ہیں۔

کھیعص ذکر ر حمة ر بك عبده ذ کر یا .(الی).. و سلا م علیه یو م و لد و یو م یمو ت و یو م یبعث حیاً ۔

اس سورہ کے پہلے رکوع کامل میں تو حضرت ذکریاؑ وحضرت یحیٰؑ کے حالات خاص زندگانی ہی کا بیان ہے۔اس کے بعد سورہ ہذا کا دوسرا رکوع یہاں سے شروع ہوتا ہے

و اذ کر فی الکتاب مر یم . (الی).. انا نحن نرث ا لا ر ض و من علیها و الینا یر جعو ن ۔

اس دوسرے رکوع میں حضرت مریم وحضرت عیسیٰؑ بن مریم کے حالات صرف زندگانی ہی کے مذکور وموجود ہیں۔ بعدہ سورۃ کے تیسرے رکوع کا آغاز یوں ہوتا ہے:

و اذ کر فی الکتا ب ابرا هیم ...(الی).. ووهبنا لهم من رحمتنا و جعلنا لهم لسان صدق علیا ۔

اس تیسرے رکوع کامل میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسحاقؑ و حضرت یعقوبؑ کے حالات زندگانی ہی کے خصوصاً درجات رسالت ونبوت کے بھی ذکر کئے گئے ہیں اس کے آگے سورہ ہذا کا چوتھا رکوع ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے:

و اذ کر فی الکتا ب موسی انه کان مخلصاً و کا ن رسو لاً نبیا.. (الی) ... ووهبنا له من ر حمتناا خاه هارو ن نبیا ۔

ان آیات میں حضرت موسیٰؑ وحضرت ہارونؑ کے حالات فقط زندگانی ہی کے خصوصاً درجات رسالت ونبوت بھی بیان فرمائے گئے ہیں پھر اس کے ساتھ یہ آیات بینات ہیں:

و اذ کر فی الکتا ب اسما عیل انه کا ن صادق الوعد و کا ن رسو لاً نبیا ۔ و کا ن یأمر ا هله بالصلوۃ و الزکوۃ و کا ن عند ر به مر ضیاً

ان آیات میں حضرت اسماعیلؑ کے حالات خاص زندگانی ہی کے خصوصاً درجات نبوت ورسالت کے بھی مذکور ہوئے ہیں۔ ماقبل کے جملہ آیات مفصلات میں ابتدائے سورہ مریم سے لے کر اس جگہ تک بوجہ من الوجوہ کسی جگہ سے اشارۃً یا کنایۃً بھی ہرگز یہ کوئی وہم وخیال نہیں ہوسکتا کہ اللہ نے کسی رسول کو موت دے کر اس کے روح کو کسی مکان بلند میں پہنچا دیا ہو کلا وحاشا بلکہ بعبارت النص قرآن مجید اظہر من الشّمس طور پر ظاہر باہر ہے کہ سورۃ ہذا میں رسل انبیاء کے خاص کر حالات زندگانی خصوصاً درجات رسالت ونبوت ہی کا بیان مذکورو موجود ہے، موت کا کوئی اشارہ وکنایہ تک نہیں ہے۔ بعدہ متصل ہی حضرت ادریس کے حالات زندگانی و درجات رسالت و نبوت بھی باقی رسل انبیاء کی طرف رب العالمین نے مفصل ومشرح طور پر ذکر فرمائے ہیں اور کہا ہے کہ

و اذ کر فی الکتا ب ادریس انه کا ن صدیقاً نبیاً و رفعناه مکانا علیاً

یعنی کہ حضرت ادریسؑ بھی اپنی تمام زندگانی میں ہمارے صدیق رہے ہیں اور وہ اولوالعزم رسل بھی تھے اور عموماً تمام درجات رسالت ونبوت میں ہم نے ان کو برملا عظیم الشان درجہ ومرتبہ بخشا تھا چونکہ آپ اولوالعزم رسل انبیاء میں سے تھے پھر کیوں نہ آپ کا درجہ ومرتبہ بلند ہوتا۔

غرض ان آیات میں بھی بدستور سابق حضرت ادریس علیہ السلام کی صرف حیاتی وزندگانی ہی کے حالات مذکورو موجود ہیں۔ بوجہ من الوجوہ کسی طرح کسی حرف سے اشارۃً یا کنایۃً بھی وہم وگمان نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو موت دے کر ان کے روح کو کسی بلند مکان میں پہنچا دیا ہو۔ اس میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی سراسر کجروی وبغاوت اصلی وحقہ مراد قرآن سے ظاہر ہے۔ فا عتبروا یا او لی ا لا بصار

حضرت ادریسؑ کے حالات حیاتی وزندگانی بیان کرنے کے بعد متصل ہی

عام تام طور پر جملہ رسل انبیاء کے حالات خاص حیاتی و زندگانی ہی کے رب العالمین نے ذکر فرمائے ہیں اور کہا ہے کہ

اولئك الّذين انعم الله عليهم من النبيين من ذرية آدم و ممن حملنا مع نوح و من ذرّية ابراهيم و اسرائيل و ممّن هدينا و اجتبينا ه اذا تتلى عليهم آيات الرّحمن خرّوا سجّدا و بكيّاً (مریم: ۵۸۔ پ ۱۶ ع ۷)

ان تمام آیات میں بھی تمام رسل انبیاء کے صرف حالات زندگانی و حیاتی ہی کے مذکور و موجود ہیں کیونکہ هدينا و اجتبينا (یعنی ہم نے ان کو ہدایت کی اور برگزیدہ کیا) اور اذا تتلى عليهم آيات الرحمن خرو سجداً و بكياً۔ یہ سب کے سب صفات تلاوت آیات اور رکوع و سجود اور خشوع و خضوع وگریہ زاری وغیرہ خاص زندگانی و حیاتی ہی کے حالات ہیں، مرے ہوؤں کے ہرگز ہرگز یہ حالات نہیں ہو سکتے ۔کیونکہ تلاوت آیات و رکوع و سجود وگریہ زاری کرنا ہرگز مردوں کا کام نہیں ہوسکتا۔

خلاصۃ المرام الغرض یہ ہے کہ آیت و رفعناه مكانا عليا جو حضرت ادریس کے حق میں مذکور ہے اس کے ماقبل تین سے زیادہ رکوع کے آیا ہے اور مابعد کے آیات سے قطعی اور یقینی طور پر واضح و روشن ہے کہ جس طرح باقی جملہ رسل انبیاء کے حالات صرف حیاتی و زندگانی ہی کے ذکر کئے گئے ہیں اسی طرح حضرت ادریس کے بھی خاص حیاتی و زندگانی ہی کے حالات و درجات مذکور ہوئے ہیں اور بس ۔کسی طرح بھی ان آیات میں کسی رسول خصوصاً حضرت ادریسؑ کی موت کا اشارۃً یا کنایۃً بھی وہم و خیال نہیں ہوسکتا۔

نیز قرآن مجید میں یہ بھی کسی جگہ اشارۃً یا کنایۃً وہم و خیال تک بھی نہیں آسکتا کہ مقربین کے ارواح موت کے بعد علیین تک پہنچائے جاتے ہیں یہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی کا سراسر بہتان وافتراء علی اللہ ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اس خیال باطل کو بے ہودہ طور پر ثبوت کرنے کے لئے اخیر میں ایک یہ آیت بھی بے محل و بے موقعہ لکھ ماری ہے کہ في مقعد صدق عند مليك مقتدر ۔گو وہ اس آیت کے معنی مصنوعی کر کے حسب

عادت اس کو اپنے اوپر والے مطلب کے ساتھ چسپاں تو نہیں کر سکا مگر خلق خدا کو صرف دھوکہ دینے کی خاطر یوں ہی آیت لکھ ماری ہے تا کہ شمار ہو جاوے اور بے علم کم فہم لوگ اس کو دیکھ کر یہ سمجھ لیویں کہ یہ آیت بھی شاید کوئی روحوں کو موت کے بعد علیین تک پہنچائے جانے کے ہی متعلق ہے۔ حالانکہ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کا سراسر فریب ہی فریب ہے، کیونکہ آیت مذکور میں تو صریح صاف واظہر من الشمّس طور پر قیامت کا حال اور بہشت کا بیان مذکور ہے نہ کہ کسی کی موت کا یا مرزا قادیانی کے موضوعہ مکان بلند یا علیین وغیرہ کا، جہاں کہ بقول اس کے عزت کی موت سے مرکر مقربین لوگوں کے روح پہنچا کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم اس آیت سے ماقبل کی آیات بینات کو ذیل میں لکھ دیتے ہیں تا کہ عباد الرحمٰن خود ہی دیکھ کر حق شناسی وحق رسانی کر سکیں

بل السّاعة موعدهم و السّاعة ادهی و امرّ ۔ انّ المجرمین فی ضلال و سعر ۔ یوم یسحبون فی النّار علی وجوههم ذوقوا مسّ سقر ۔ انّا کلّ شیء خلقناه بقدر۔ و ما امرنا الّا واحدة کلمح بالبصر ۔ و لقد اهلکنا اشیاعکم فهل من مدّکر ۔ و کلّ شیء فعلوه فی الزّبر۔ و کلّ صغیر و کبیر مستطر ۔انّ المتّقین فی جنّات و نهر۔ فی مقعد صدقٍ عند ملیكٍ مقتدر ۔

(القمر:۴۶۔۴۸۔پ ۲۷ ع ۱۰)

آیات بالا مذکورات سے بعبارت النص قرآن مجید اظہر من الشمّس طور پر ظاہر و باہر ہے کہ خاص قیامت ہی کے حالات ان آیات میں مذکور وموجود ہیں چنانچہ اول مجرمین کا دوزخ میں معذب ہونا بعدہ متقیوں کا باغ بہشت میں ہمیشہ رہنا، اور رب العالمین کے لقاء وزیارت سے مشرف وکامیاب ہوتے رہنا اور بس۔ خصوصاً ان للمتقین فی جنات و نهر فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر سے تو قطعی اور یقینی طور پر واضح وروشن ہے کہ خاص قیامت ہی میں متقی لوگ باغ بہشت میں داخل کئے جائیں گے اور وہاں ہی وہ ہمیشہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی لقاء وزیارت سے مشرف وممتاز ہوتے رہیں گے۔

اب اولوا الالباب خود ہی معلوم ومفہوم کر سکتے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی

نے جس قدر بے ہودہ گوئی وژاژ خائی وتحریف وتکذیب آیات بینات کتاب اللہ میں کی ہے وہ سراسر اس غرض کے لئے ہے کہ شائد حضرت عیسیٰؑ کی موت مخیل وموہوم ہو جائے تا کہ بجائے ان کے وہ خود مثیل عیسی عوام کاالانعام کے وہم وخیال میں بن سکے خصوصاً بل رفعه الله اليه کی تائید وتصدیق کے لئے بہت کچھ حیلہ سازی وفریب بازی اس کو کرنی پڑی ہے لیکن پھر بھی سوائے روسیاہی ونامرادی وبے نصیبی ومحرومی سعادت دارین کے اور کچھ خاک تک بھی اس کے ہاتھ نہیں آیا۔ بلکہ متحقق ومتیقن طور پر وہ خود ہی مورد ومحل خسر الدنیا و الآخره کا بن گیا۔

قول قادیانی: ۳۔

تیسری آیت جو حضرت عیسی بن مریمؑ کے مرنے پر کھلی کھلی گواہی دے رہی ہے یہ ہے

فلما توفيتنی کنت انت الرقيب عليهم (المائدة : ۱۱۷)

یعنی جب تو نے مجھے وفات دی تو تو ہی ان پر نگہبان تھا۔ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ تمام قرآن شریف میں توفی کے معنی یہ ہیں کہ روح کو قبض کرنا، اور جسم کو بیکار چھوڑ دینا۔ جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے

قل يتوفاكم ملك الموت الذی وكل بكم

اور پھر فرماتا ہے کہ حتى يتوفاهن الموت

اور پھر فرماتا ہے

حتى اذا جاء تهم رسلنا يتوفونهم۔

اور پھر فرماتا ہے

توفته رسلنا۔

ایسا ہی قرآن شریف کے تیس مقام میں برابر توفی کے معنی اماتت اور قبض روح کے ہیں۔الخ

توفی کے معنی حقیقت میں وفات دینے کے ہیں ...آیت فلما توفيتنی سے پہلے یہ آیت ہے و اذ قال الله يا عیسی أأنت قلت

للناس ...ظاہر ہے کہ قال کا صیغہ ماضی ہے اور اس کے اول، اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ زمانہ استقبال کا، اور پھر ایسا ہی جو جواب عیسی کی طرف سے ہے یعنی فلما تو فیتنی وہ بھی بصیغہ ماضی ہے۔اور اس قصہ سے پہلے جو بعض دوسرے قصے قرآن میں اسی طرز سے بیان کئے گئے ہیں وہ بھی انہی معنوں کے موید ہیں مثلاً یہ قصہ و اذ قال ربك للملا ئكة انی جا عل فی ا لار ض خلیفه ۔کیا اس کے یہ معنی کرنے چاہییں کہ خدا تعالی کسی استقبال کے زمانہ میں ملائکہ سے ایسا سوال کرے گا۔ ماسوائے اس کے قرآن شریف اس سے بھرا پڑا ہے۔الخ۔

جواب: یہ تیسری آیت فلمّا تو فّیتنی ..جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے بزعم خود واسطے ثابت کرنے موت حضرت عیسیؑ کے پیش کی ہے، یہ بھی اس کا سراسر الحاد ہی الحاد ہے، کیونکہ اس کے ماقبل کو جان بوجھ کر بغرض مغالطہ وفریب اس نے چھوڑ دیا ہے، گویا کہ وہ اس جگہ صرف و لا تقر بوا الصلوة ہی کو پیش کرتا ہے۔اور انتم سکا ری سے دیدہ دانستہ اعراض واغماض کر گیا ہے۔

اس آیت فلمّا تو فّیتنی کی مفصل تشریح وتوضیح پیشتر ازیں ہو چکی ہے اس جگہ مکرر اس کو دوہرانا باعث طوالت وملالت ہوگا۔ ناظرین خود ہی وہاں دیکھ کر اپنی تسلی واطمینان کرلیں۔البتہ یہاں اس قدر جتلا دینا ضروری ہے کہ آیت مذکور سے قریباً دو رکوع قبل آیت یو م یجمع الله الر سل فیقو ل ما ذا ا جبتم سے لے کر اس کے ما بعد بھی آیت قا ل الله هذا یو م ینفع الصادقین صدقهم .. (الی) .. ذلك الفو ز العظیم صرف قیامت ہی قیامت کا حال سراسر مذکور وموجود ہے جس طرح جملہ رسل انبیاء خاص روز قیامت ہی میں بدرگاہ رب العزت پیش کئے جائیں گے اور ان سے حالات دنیوی پوچھے جائیں گے اسی طرح حضرت عیسی کو بھی خاص بروز قیامت ہی بدرگاہ جبار وقہار پیش کیا جائے گا ان سے صرف بروز قیامت ہی بعض حالات دنیوی ہی دریافت کئے جائیں گے۔

فلمّا تو فّیتنی سے موت حضرت عیسیؑ کا ہرگز کوئی وہم وخیال نہیں ہوسکتا

کیونکہ توفی کے معنی قرآن مجید میں کسی جگہ بھی موت کے ہرگز نہیں آئے۔ چنانچہ ذیل میں ہم قرآن مجید سے وہ سب آیات تحریر کر دیتے ہیں جن میں لفظ توفّی یا اس کے مشتقات مذکور وموجود ہیں ان سے انشاء اللہ بخوبی معلوم ہو جائے گا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ بکواس کہ تمام قرآن میں توفّی کے معنی روح کو قبض کرنا اور جسم کو بیکار چھوڑ دینے کے ہیں یہ سراسر بہتان وافترا ہے۔..

ایسا ہی اس کا یہ جھک مارنا کہ قرآن کے تیس مقام میں برابر توفی کے معنی اماتت اور قبض روح کے ہیں بالکل تردید وتکذیب وتحریف قرآن مجید کی ہے کیونکہ قرآن مجید میں کوئی ایک ایسی آیت بھی مذکور وموجود نہیں کہ جس سے توفی کا معنی موت وہم وخیال ہو سکے چنانچہ وہ آیات بینات جن میں لفظ توفّی یا اس کے مشتقات خواہ ازقسم مجرد یا مزید عموماً وخصوصاً مذکور وموجود ہیں، ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

۱۔ توفته رسلنا و هم لا یفرطون ۔(الانعام:۶۱۔پ۷ع۱۴)

یہ حال ہے خاص قیامت کا جب کہ دوزخیوں کو فرشتے عذاب کے پکڑیں گے اور خوب زنجیروں میں جکڑیں گے۔موت کا یہاں ہرگز کوئی ذرہ بھر بھی اشارہ تک نہیں ہے۔

۲۔ فکیف اذا توفتهم الملائكة یضربون وجوههم و ادبارهم۔(محمد:۲۷)

یہ حال بھی محض قیامت ہی قیامت کا ہے کہ جس وقت عذاب دوزخ کے فرشتے دوزخیوں کو سخت پکڑیں گے اور خوب ہی زنجیروں میں جکڑیں گے اور ان کو طرح طرح کے عذاب دیں گے۔ یہاں بھی کسی لفظ سے وہم وگمان موت کا نہیں ہو سکتا۔

۳۔و ما تنقم منّا الّا ان آمنّا بآیات ربنا لمّا جاء تنا، ربنا افرغ علینا صبراً و توفنا مسلمین (الاعراف:۱۲۶۔پ۹ع۴)

اس آیت میں بھی توفنا کے معنی یہی ہیں کہ ہم ثابت قدم رکھ ایمان و دین اسلام پر اور بس۔موت کا ہرگز کوئی اشارہ تک نہیں۔

۴۔ تو فنی مسلماً و الحقنی بالصا لحین

(یوسف:۱۰۱۔پ۱۳ع ۵)۔

یہاں بھی تو فنی سے مراد یہی ہے کہ اے پروردگار میرے مجھ کو صرف کتاب اللہ ہی پر ثابت قدم رکھنا اور جملہ رسل وانبیاء کا اتباع واقتدا مرزوق وموہوبہ کرنا، نہ بقول قادیانی یہ کہ میری روح کو تو قبض کر لینا اور جسم کو یاں ہی بیکار چھوڑ دینا۔

۵۔ واتقوا یو ماً تر جعون فیه الی الله ثم تو فی کل نفس ما کسبت و هم لا یظلمون (البقرۃ:۲۸۱۔پ۳)۔

اس جگہ بھی تو فی کے معنی ہرگز موت یا مرنے کے نہیں ہیں بلکہ ہر شخص کو قیامت میں اس کے عملوں کی پوری پوری جزا سزا ملنے کا ذکر ہے اور بس۔

۶۔ ومن یغلل یأ ت بما غلّ یو م القیا مة ثمّ تو فّی کل نفس ما کسبت وهم لا یظلمو ن (آل عمران:۱۶۱۔پ۴ ع ۸)۔

یہاں بھی تو فّی کا معنی موت یا مرنا ہرگز ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ اس جگہ بھی خاص قیامت ہی میں عملوں کی پوری پوری جزا سزا ملنے ہی کا بیان ہے۔فقط

۷۔ یو م تأ تی کل نفس تجادل عن نفسها و تو فّی کل نفس ما عملت و هم یظلمون۔(پ۱۴ع ۲۱)۔

یہ بھی قیامت ہی کا حال ہے کہ ہر ایک نفس کو اپنے اپنے عملوں کی جزا سزا ضرور ہی پوری پوری دی جائے گی اور کسی پر کوئی ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہوگا۔موت کا یہاں بھی کوئی وہم وخیال تک نہیں ہے۔

۸۔ ان الذین تو فا هم الملا ئکة ظا لمی انفسهم (پ۵ ع ۱۱)۔

آیت ہذا میں بھی قیامت ہی کا ذکر ہے کہ قیامت میں فرشتے دوزخ کے دوزخیوں کو سخت پکڑیں گے اور زنجیروں میں مضبوط جکڑیں گے اور عذاب جہنم میں انہیں مبتلا کریں گے۔ یہاں بھی موت کا کوئی اشارہ تک نہیں۔

۹۔ و ابرا هیم الذی و فّی۔(پ۲۷ع ۷)۔

اس آیت میں بھی موت کا کوئی ذکر نہیں، بلکہ یہ بیان ہے کہ حضرت ابراہیم صرف کتاب اللہ ہی کے پورے پورے فرمان بردار وتابعدار تھے۔

۱۰۔ و وفیت کل نفس ما کسبت و هم لا یظلمو ن ۔

اس جگہ یہ ذکر ہے کہ قیامت میں جملہ معشر الجن و الانس کے ہر ایک نفس کو اپنے اپنے عملوں کی پوری پوری جزا وسزا دی جائیگی ذرہ بھر بھی کسی پر ظلم وستم نہ ہوگا۔

۱۱۔ ووفیت کل نفس ما عملت و هو اعلم بما یفعلو ن ۔

یہاں بھی صرف یہی ذکر ہے کہ ہر ایک نفس کو اپنے اپنے عملوں کی پوری پوری جزا سزا دی جائے گی یہ بھی خاص قیامت ہی کا حال ہے۔

۱۲۔ فو فّاہ حسا به و الله سر یع الحسا ب (النور :۳۹ ۔پ۱۸۔ع۱۱)

یہ بھی صرف قیامت ہی کا حال ہے یعنی ہر ایک کافر قرآن مجید کا اللہ پورا پورا حساب کرے گا اور اس کے عملوں کے مطابق ہی اس کو جزا سزا دے گا۔

۱۳۔ انی متو فیك و را فعك الیّ۔

اس میں صرف عیسی کو ظالموں موذیوں سے بالکل بچا لینے اور زندہ صحیح سالم دنیا میں اسی روئے زمین ہی پر کسی دوسری جگہ اقامت پذیر فرمائے جانے کا نہ کہ ان کی موت کا۔ چنانچہ دیکھو اس مدعا کی پوری تفصیل ماقبل بذیل حالات عیسی ۔

۱۴۔ و انا لمو فو هم نصیبهم غیر منقوص۔(پ۱۲ع۹)

یہ بھی خاص قیامت ہی کا حال ہے کہ اس روز کفار مشرکین کو ان کے کفر و شرک کی پوری پوری سزا ملے گی اور اس میں ذرہ بھر کمی نہ ہوگی۔

۱۵۔ و المو فون بعهد هم اذا عا هدوا (پ۲ع۲)۔

اس جگہ صرف ایفاء عہد یعنی وعدہ اقرار کے پورا کرنے کا بیان ہے۔

۱۶۔ وما تنفقوا من خیر یو فّ الیکم و انتم لا تظلمو ن(البقرۃ:۲۸۲)۔

اس آیت میں بھی محض قیامت کے دن نیک اعمال کے پورے پورے بدلے دیئے جانے اور کسی پر ذرہ بھر بھی ظلم نہ ہونے کا ہی ذکر ہے۔

۱۷۔ و ما تنفقوا من شیء فی سبیل الله یو ف الیکم و انتم لا تظلمو ن ۔(پ۱۰ع۴)۔

اس میں یہ بیان ہے کہ جو کچھ اشاعت کتاب اللہ میں خرچ کیا جائے گا اس

کا پورا پورا ثواب دیا جائے گا۔

۱۸۔ الذین یو فو ن بعهد الله و لا ینقضو ن المیثاق (پ۱۳ع۹)

یہاں بھی فقط مومنوں کے ایفائے عہد ہی کا بیان ہے۔

۱۹۔ و الیو فو ن نذور هم (پ۱۷ع۱۱)۔

اس جگہ بھی صرف نذروں ہی کو پورا کرنے کا ذکر ہے۔

۲۱۔ و انّ کلا لما لیو فینّهم ر بك ۔(پ۱۲ع۱۰)۔

یہ بھی صرف قیامت ہی کا بیان ہے کہ ہر ایک نفس کو اپنے اپنے اعمال کی جزا وسزا پوری پوری ملے گی۔

۲۲۔ انما یو فی الصا برو ن ا جر هم بغیر حسا ب (پ۲۳۔ع۱۶)

اس جگہ بھی صرف صابر لوگوں کو ان کے صبر کا پورا ثواب ملنے کا ہی ذکر ہے۔

۲۳۔ فیو فیهم اجور هم (پ۳۔ ع۱۴)۔

یہاں بھی نیک اعمال کے پورا پورا بدلہ ملنے کا ہی ذکر ہے۔

۲۴۔فا الذین آ منوا و عملوا ا لصا لحا ت فیو فیهم اجو رهم۔

اس آیت میں بھی صرف یہی مذکور ہے کہ مومنوں یعنی اعمال نیک کرنے والوں کو قیامت کے دن انکے اعمال کے پورے پورے بدلے دیئے جائیں۔اور بس

۲۵۔یو مئذ یو فیهم الله و دینهم الحق (النور:۲۵۔پ۱۸۔

یہاں بھی صرف قیامت ہی میں سچے دین پر چلنے کے فقط ثواب ملنے ہی کا ذکر ہے۔

۲۶۔ لیو فّیهم اجور هم و یز ید هم من فضله ۔(فاطر:۳۰۔پ۲۲)۔

اس جگہ بھی صرف اعمال نیک کے پورے پورے ثواب ملنے اور خدا تعالی کے بڑے فضل کا بیان ہے۔

۲۷۔و کل در جا ت مما عملوا و لیو فیهم اعما لهم و هم لا یظلمو ن۔

یہاں بھی صرف اعمال کی جزا سزا ملنے کا حال ہے۔

۲۸۔من کا ن یر ید الحیوة الد نیا و زینتها نو ف الیهم

اعمالھم ۔ (ھود: ۱۵)

اس جگہ بھی صرف عملوں کے بدلہ ملنے کا ہی کا بیان ہے۔

۲۹۔و ھو الذی یتو فا کم با للیل و یعلم ما جر حتم بالنھار۔

(الانعام: ۶۰۔ پ ۷)

یہاں بھی محض مذکور ہے کہ اللہ تعالی رات کے وقت تم کو آرام دیتا ہے اور عموماً چلنے پھرنے سے بند رکھتا ہے اس جگہ بھی کوئی وہم و خیال قادیانی کی من گھڑت موت کا نہیں ہوسکتا کہ جس میں بقول اس کے روح کو قبض کیا جاتا اور جسم کے بے کار چھوڑ دیا جاتا ہے۔اس آیت کی مفصل تشریح کے لئے دیکھو رسالہ روح انسان۔

۳۰۔ و لکن اعبدوا اللہ الذی یتو فا کم و امر ت ان اکو ن من

المو منین۔ (یونس: ۱۰۴)

یہاں بھی مرزا قادیانی کی من گھڑت موت کا کوئی ذکر نہیں بلکہ یہ بیان ہے کہ ہر ایک مومن کفار مشرکین کو کہا کرے کہ میں تو صرف اللہ ہی کی تعظیم کرتا ہوں جو تم کو بھی دنیا میں مصیبتوں اور تکلیفوں میں مبتلا و گرفتار کرتا رہتا ہے۔

۳۱۔و اللہ خلقکم ثم یتوفم و منکم من یرد الی ار ذل العمر لکی

لا یعلم من بعد علم شیئا۔ (النحل: ۷۰)

یہاں بھی مرزا قادیانی کی من گھڑت خانہ ساز موت کا کوئی بیان نہیں ہے مگر بحالت زندگانی دنیا میں بلاؤں مصیبتوں میں مبتلاء و گرفتار کرنے کا ذکر ہے۔

۳۲۔ قل یتو فا کم ملك المو ت الذی و کل بکم ثم الی ر بکم

تر جعو ن ۔ (السجدۃ: ۱۱)

آیت ہذا سے بھی اشارۃً یا کنایۃً موت کا کوئی وہم و خیال تک بھی ہر گز نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کے ماقبل و ما بعد کے جملہ آیات سے اظہر من الشّمس طور پر ظاہر باہر ہے کہ یہاں خاص قیامت ہی کا حال ذکر کیا گیا ہے اصل وصحیح معنی آیت کا یہ ہے کہ خاص قیامت ہی میں عذاب دوزخ کا ہر ایک موکل فرشتہ تم کفار مشرکین کو سخت گرفتار و مبتلا کرے گا اور دوزخ کی زنجیروں میں بڑے مضبوط طور سے جکڑے گا

۳۳۔ حتّی یتو فّا ھن المو ت۔ (پ۴)۔

یہاں بھی یتو فی کا معنی ہرگز ہرگز موت نہیں ہے کیونکہ اگر یتو فی کا معنی موت ہوتا تو پھر لفظ الموت کیوں ساتھ ملایا جاتا بلکہ یتو فی کا معنی یہاں بھی خاص وہی ہے جو کہ آیات مذکورہ بالا میں ہم کر چکے ہیں یعنی تا آنکہ آ پکڑے ان عورتوں کو موت ان کی، سو یتو فے کا معنی یہاں موت نہ ہوا بلکہ صرف روکنا اور بند کرنا ہی ہوا۔

۳۴۔ و لو تری اذ یتوفّی الّذین کفروا الملا ئکة یضر بو ن و جو ھھم و اد با ر ھم و ذو قوا عذا ب الحر یق۔ (الا نفال: ۵۰)

یہاں بھی یتوفّی کا معنی ہرگز موت نہیں ہوسکتا کیونکہ جملہ آیات ماقبل و مابعد بھاری قرینہ ہے اس مدعا پر کہ یہاں خاص قیامت ہی کا ذکر ہے پہلے خاص بروز قیامت ہی دوزخیوں کو عذاب جہنم کے فرشتے بہت ہی سخت پکڑیں گے اور زنجیروں میں خوب مضبوط جکڑ کر دوزخ میں پھینکیں گے اور طرح طرح کے عذاب دیں گے۔

۳۵۔ ثم نخر جکم طفلاً ثم لتبلغوا اشدّ کم و منکم من یتوفّی و منکم من یّردّ الی ار ذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔ (الحج: ۵)

اس آیت میں بھی یتوفّی کے معنی قادیانی کی من گھڑت خانہ ساز موت کے ہرگز نہیں ہیں اور نہ ہی بقول اس کے روح کو قبض کرنا اور جسم کے بے کار چھوڑ دینا مراد ہوسکتا ہے۔ بلکہ سراسر مصائب رنج والم دنیوی ہی میں مبتلا و گرفتار ہونے کا بیان ہے یعنی یہ کہ بعض تم میں سے ایسے ہیں جو کہ قبل بوڑھے ہونے کے سخت مبتلا و گرفتار بلیات ومصائب۔

یہ آیت بھی پارہ ۱۴ سورہ نحل والی عبارت سے ملتی جلتی ہے جو نمبر ۳۱ پر درج کی گئی، صرف ...عبارت وتعریف آیات کے طور پر یہاں منکم من یتوفی کہا گیا ہے اور وہاں ثم یتو فا کم فرمایا گیا ہے اس کے بعد ار ذل العمر کا حال ومعاملہ یکساں بتلایا گیا ہے الفاظ بھی وہی ہیں اور معنی بھی کہ اللہ تعالی نے تم کو بحالت زندگانی مصیبتوں و بلاؤں میں مبتلا و گرفتار کرتا رہتا ہے۔

۳۶۔ اللہ یتو فی ا لا نفس حین مو تھا و التی لم تمت فی منامھا۔(الز مر: ۴۲)۔

یہاں بھی یتوفی کے معنی موت نہیں بلکہ موت کا لفظ علیحدہ ہے اگر بتو ہم مرزا قادیانی موت کے معنی کئے جاتے تو وہ یوں ہوتے کہ اللہ تعالی ماردیتا ہے نفسوں کو وقت ان کی موت کے جو کہ بالکل بے معنی ولغو ہو جاتے ہیں کیونکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ایک مرنا تو موت کے وقت ہے اور ایک مرنا بغیر وقت موت کے بھی حالانکہ یہاں بھی یتوفی کے معنی صرف بند کرنے اور روک رکھنے کے ہیں اور بس۔

۳۷۔ و منکم من یتوفی من قبل و لتبلغوا الی اجل مسمی و لعلکم تعقلون ۔ (غافر : ٦٧)۔

آیت ہذا میں بھی یتوفی کے معنی موت ہرگز نہیں بلکہ صرف دنیاوی مصیبتوں تکلیفوں میں مبتلا و گرفتار کرنے کا ذکر ہے یعنی تم کو عالم شیوخت و پیری میں مبتلا کیا جاتا ہے اور بعض تم میں سے ایسے ہو جاتے ہیں کہ بوڑھے ہونے سے پہلے ہی سخت مبتلائے مصائب و گرفتار تکلیفات ہو جاتے ہیں۔ آخرکار تم سب کے سب اسی مہلت مقررہ تک پہنچ جاتے ہو۔ یہ حالتیں اس لئے بتلائی جاتی ہیں کہ تم سوچو سمجھو غور کرواب دیکھنا چاہیے کہ اگر یتوفی کے معنی یہاں بوہم قادیانی موت لئے جائیں تو پھر و لتبلغوا اجل مسمی کے الفاظ معاذ اللہ بالکل فضول و باطل ہو جاتے ہیں۔

۳۸۔حتی اذا جاء تھم رسلنا یتوفّونھم قالوا این ما کنتم تدعون من دون اللہ۔ (الاعراف:۳۷)

یہاں بھی صرف قیامت ہی میں دوزخ کے فرشتوں کے آنے کا بیان ہے نہ کہ موت کا۔

۳۹۔ و الّذین یتوفّون منکم و یذرون ازواجاً یتربّصن بانفسھنّ اربعة اشھر و عشرا۔(البقرۃ:۲۳۴)

اس جگہ بھی یتوفّون سے مراد ہرگز موت نہیں ہوسکتی بلکہ صرف بندش ہی بندش مراد ہے۔خواہ وہ کسی عارضہ یا مصیبت کی وجہ سے ہوخواہ موت سے۔اس طرح سے اس میں موت بھی شامل ہے لیکن اصل لفظ یتوفی کے معنی موت ہرگز نہیں ہو سکتے صاف وصریح اور صحیح معنی یہی ہیں کہ جولوگ بند کئے جائیں اپنی تمام حرکات و سکنات عبادات و معاملات و دیگر امورات زندگانی سے بالموت اور چھوڑ مریں اپنی

بیویوں کوتو وہ بیویاں بند رکھیں نکاح ثانی کرنے سے اپنے نفسوں کو چار ماہ پورے اور دس دن کامل۔

۴۰۔ و الّذین یتو فون منکم و یذ رو ن ازوا جاً و صیّۃً لازواجھم متا عاً الی الحو ل غیر ا خرا ج فان خر جن فلا جناح علیکم فیما فعلن فی انفسھنّ من معروف و اللّٰہ عز یز حکیم (البقرۃ ۲٤۰)

یہاں بھی یتو فّو ن سے قا دیا نی کی موضوعہ موت مراد بالکل نہیں ہوسکتی بلکہ اصل وحق بات یہ ہے کہ جولوگ بند کئے جا ئیں تم میں سے یا خود ہی قطع تعلق کرلیں اپنی بیویوں سے نان نفقہ مباشرت معا شرت وغیرہ میں تو حکم کرتا ہے اللہ قطعی حکم ان عورتو ں پر کہ یہ گذارہ کریں وہ جس طرح سے گذارہ ہو سکے محنت و مشقت کرکے بھی ایک سال کامل تک اس عرصہ میں وہ نہ نکالی جاویں قید نکاح سے۔

۴۱۔ الذین تتو فا ھم الملا ئکۃ ظا لمی انفسھم۔

(النحل: ۲۸۔ پ۱۴ ع ۱۰)۔

اس جگہ بھی تتو فی کے معنی موت کے ہرگزنہیں ہو سکتے بلکہ یہ قیا مت ہی کا بیان ہے جب کہ دوزخیوں کوفرشتے عذاب ودوزخ کے سخت پکڑیں گے زنجیروں میں مضبوط جکڑیں گے۔

۴۲ و انما تو فو ن اجور کم یو م القیا مہ (آل عمران: ۱۸۵پ۴ ع ۱۰)

یہاں بھی تو فّو ن سے غرض موت کی ہرگزنہیں ہوسکتی بلکہ اجر یعنی جزا سزا ملنے کا ذکر ہے۔

جملہ آیات بالا مذکورات سے بعبارت النص قرآن مجید اظہر من الشّمس طور پر ظاہر و باہر ہے، قادیانی نے جو کچھ بیہودہ گوئی کی ہے اورخواہ مخواہ دیدہ دانستہ جو ناحق بہتان و افتراء بے موقع و بےمحل قرآن مجید پر باندھا ہے کہ قرآن شریف میں تیئیس مقام میں برابر تو فّی کا معنی اما تت اور قبض روح ہے۔، یہ سراسر اس کی کجروی و الحاد ہی الحاد ہے کیونکہ قرآن میں تو کسی ایک جگہ بھی تو فی کے معنی اما تت اور قبض روح کے ہرگزنہیں آئے۔ چنانچہ ہم نے پورے ۴۲ آیات بینات ابھی اوپر تحریر کر کے

ہر ایک کا صحیح صحیح معنی و مفہوم بھی ساتھ ساتھ ہی لکھ دیا ہے۔ غرض کہ تمام قرآن میں سے کسی جگہ اشارۃً یا کنایۃً بھی وہم و خیال نہیں ہوسکتا کہ توفی یا اس کے مشتقات از قسم مجرد یا موید سے اماتت اور قبض روح یعنی مار ڈالنے اور روح کو بدن سے نکالنے کا کوئی ذرہ بھر بھی اشارہ ہو..

اب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی دیگر ہزلیات و زٹلیات کا بھی کچھ ذکر کرتے ہیں جو کہ اس نے اپنے اسی تیسرے قول باطل میں یوں ہی بک دی ہیں۔

مرزا قادیانی کی بکواس یہ ہے۔ اور اسی پر اس کا بھاری دار و مدار ہے بلکہ یوں سمجھو کہ صرف اسی بکواس کو اس نے اپنی ساری بے ہودہ گوئی کا رکن اعظم قرار دیا ہے کہ آیت فلمّا توفّیتنی سے پہلے آیت و اذ قال الله یا عیسی أأنت قلت للناس.. میں لفظ قال صیغہ ماضی کا ہے اور اس کے اول اذ موجود ہے جو خاص واسطے ماضی کے آتا ہے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قصہ وقت نزول آیت زمانہ ماضی کا ایک قصہ تھا نہ کہ زمانہ استقبال کا۔

تو اس کا جواب باصواب دنداں شکن یہ ہے کہ علم عربی سے میاں قادیانی بالکل محروم و بے نصیب ہے اسکو اتنی بھی خبر نہیں کہ اس آیت کے ماقبل یوم یجمع الله الرسل فیقول ماذا اجبتم، مذکور ہے جو کہ خاص قیامت ہی کا بیان ہے اور وہاں لفظ فیقول صیغہ مضارع کا موجود ہے جس کا معنی یہ ہے کہ خاص قیامت ہی کے روز اللہ تعالی جملہ رسولوں کو یکجا میدان حشر میں اکٹھا کر کے تمام سے لوگوں کے حالات دریافت فرمائے گا۔ بعدہ متصل ہی دوسری آیت میں عیسی کی حاضری بھی بقاعدہ تخصیص بعد تعمیم خاص قیامت ہی کے روز کی مذکور ہے کہ وہ بھی بدرگاہ جبار قہار کبیر متعال صرف قیامت ہی میں پیش کئے جائیں گے اور ان کو بھی اول تو دنیوی نعمتیں یاد دلائی جائیں گی جن کا ذکر اذ قال الله یا عیسی بن مریم اذکر نعمتی علیک و علی والدتك.. سے لے کر اسی رکوع کی اخیر آیت میں من العالمین تک پے در پے متصل برابر چلا گیا ہے۔ (پ ۷ ع ۴)۔ پھر اس رکوع کے ختم ہوتے ہی پانچواں رکوع یہاں سے شروع ہوتا ہے

و اذ قال الله یا عیسی بن مریم أأنت قلت للناس اتخذونی

و امی الھین من دو ن اللہ.. (الما ئدۃ : ۱۱۶)

خلا صتۃ المرا م الغرض یہ ہے کہ ہر دونوں جگہ قا ل صیغہ ما ضی سا تھ معنی مضارع کے ہے۔ یعنی اول تو یو م یجمع اللہ الر سل کے متصل آیت نمبر ایک کے اذ قال سے پہلے حرف عا طفہ مقدر ہے جس کا معنی اس طرح ہے کہ، اور خاص قیا مت ہی میں تحقیق فر ما ئے گا اللہ تعا لی کہ اے عیسی بیٹے مریم کے الخ ۔، اس جملہ فعلیہ کا عطف پہلے جملہ فعلیہ فیقو ل پر جو کہ یو م یجمع اللہ الر سل فیقو ل ما ذا اجبتم میں مذکور و مو جود ہے۔ پس جب کہ اس آیت نمبر ایک میں قا ل سا تھ معنی یقو ل کے ہے تو آیت نمبر۲

و اذ قا ل اللہ یا عیسی بن مر یم أأنت قلت للناس

(الما ئدۃ : ۱۱۶)

میں تو قا ل سا تھ معنی یقو ل کے اظہر من الشّمس ہے کیونکہ ہر دونوں کا معطوف علیہ خاص فیقو ل ما ذا اجبتم ہی ہے۔اور بس۔کتا ب مطول اور مختصر المعانی میں مفصل ومشرح طور پر یہ با ب عطف کا مذکور و مو جود ہے جس میں بکثر ت اصول وقواعد ذکر کئے گئے ہیں منجملہ ان کے ایک یہ بھی قا عدہ کلیہ ہے کہ ما ضی کا معطوف علیہ جب مضارع ہو تو وہ ما ضی سا تھ معنی مضا رع کے ہو تی ہے یہ قا عدہ کلیہ عام تا م طور پر مشہور و معروف ہے حتی کہ صرف کی چھو ٹی چھو ٹی کتا بوں مثل صرف بہا ئی و منشعب و میزا ن وغیرہ کے پڑ ھنے وا لے مبتدی طا لب علم بھی یہ بخو بی جا نتے ہیں بلکہ اس قا عدہ کو بطور الف، با، تا ، کے سمجھتے پہچا نتے اور بصورت ابیات ان کو نوک زبان یاد رکھتے ہیں۔

آمدہ ماضی بمعنی مضارع چند جا
عطف ماضی بر مضارع در مقام ابتدا
بعد موصول و ندا و لفظ حیث کلما
در جزاء و شرط عطف ہر دو باشد در دعا

علاوہ ازیں کتاب مطول ومختصر المعانی میں یہ بیا ن بھی بہت تفصیل وتشریح کے ساتھ مذکور و موجود ہے کہ بہت مقا مات مضارع کی جگہ صیغہ ماضی بغرض تحقق وقوع استعمال کیا جا تا ہے بخوف طوالت وملالت ہم یہاں مطول اور مختصر المعانی کی عبارتوں

کونقل کرنا مناسب نہیں سمجھتے کیونکہ سوائے قادیانی کے دیگر جملہ عباد الرحمٰن عربی دان اس بیان کو عام تام طور پر جانتے بوجھتے ہیں ہاں البتہ صرف بغرض اقتباس وتبرک چند آیات قرآن ذیل میں پیش کر دیتے ہیں جن سے قطعی اور یقینی طور پر واضح و روشن ہوتا ہے کہ ماضی ساتھ معنی مضارع کے بکثرت قرآن مجید میں مستعمل ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

۱۔ و حلّوا اساور من فضّة و سقاهم ربّهم شرا باً طهوراً
(الدھر:۲۱)

۲۔ و زوجنا هم بحور عين (الدخان:۵٤)

۳۔ و نادى اصحاب الجنة اصحاب النار ان قد وجدنا ما وعدنا ربنا حقاً فهل وجدتم ما وعد ربكم حقاً قالوا نعم ۔فاذن موذن بينهم ان لعنة الله على الظالمين (الاعراف:٤٤)

٤۔ و على الاعراف رجال يعرفون كلا بسيماهم و نادوا اصحاب الجنة ۔(پ۸۔ع ۱۲) (الاعراف:٤٦)

٥۔و اذا صرفت ابصارهم تلقاء اصحاب النار قالوا ربنا لا تجعلنا مع القوم الظالمين۔ (الاعراف: ٤٧ پ ۸ ۔ع ۱۳)

٦۔ونادى اصحاب الاعراف رجالًا يعرفونهم بسيماهم۔
(الاعراف: ٤٨۔پ ۸۔ ع ۱۳)

۷۔قالوا ما اغنى عنكم جمعكم و ما كنتم تستكبرون۔
(الاعراف: ٤٨۔پ ۸ ۔ع ۱۳)

۸۔و نادى اصحاب النار اصحاب الجنة ان افيضوا علينا من الماء۔ (الاعراف؛ ٥٠ ۔پ ۸ ۔ع ۱۳)

۹۔قالوا ان الله حرمهما على الكافرين (الاعراف:٥٠۔پ ۸ ع ۱۳)

اس جگہ صرف بطور مشت نمونہ از خروار محض انہی آیات بینات پیش کئے گئے ہیں اور ان میں تقریباً ایک درجن بھر صیغہ ہائے ماضی ساتھ معنی مضارع کے مذکور وموجود ہیں۔ پھر اس پر لطف یہ ہے کہ آیات نمبر ۳ تا ۱۰ بالکل پے در پے متصل ہی

متصل صرف دو رکوع میں واقع ہوئی ہیں ۔اگر اس سے زیادہ دیگر اسی قسم کے صیغہ ہائے ماضی بمعنی مضارع کے مرزا غلام احمد قادیانی کو دیکھنے کی ضرورت پڑے تو بے شک وہ اول تو اسی پارہ ۸ کے رکوع ۱۲ کو اول سے آخر تک پڑھ لے، بہت سے صیغے اور بھی اسی جگہ اس کو مل جائیں گے لیکن تسپر بھی اگر اس کا خبث نفس دور نہ ہو، تو پھر اس کا علاج ہم سوائے اس کے اور کیا کر سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو پاگل خانہ لاہور کی کسی ایسی کوٹھڑی میں بھیجے جانے کی سفارش ڈاکٹر سول سرجن سے کر دیں جہاں کہ ایسے ایسے کئی دیوانہ بکار خویش ہوشیار مذہبی پاگلوں کے دماغ اور چندیا کا علاج جوتوں سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس سے تو کوئی غبی سے غبی اور بے وقوف سے بے وقوف جاہل سے جاہل احمق سے احمق عربی کا طالب علم انکار نہیں کر سکتا کہ سارا قرآن اس قسم کے صیغہ ہائے ماضی سے جو ساتھ معنی مضارع کے استعمال ہوئے ہیں سراسر لبریز ہے۔

کوئی بھی رکوع بلکہ کوئی بھی صفحہ ایسا نہ مل سکے گا جس میں یہ اصول مستعمل نہ ہوا ہو۔یعنی صیغہ ماضی ساتھ معنی مضارع کے نہ ذکر کیا گیا ہو۔ہم یہاں کم از کم ایسی چالیس مثالیں نقد بہ نقد اور دست بدست لکھ دینا چاہتے تھے لیکن محض بخوف طوالت و ملالت بالفعل صرف اسی قدر لکھنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں.. پھر بھی اگر قادیانی یا کوئی اور نامراد اس کو نہ سمجھے تو پھر اس سے خدا سمجھے۔..

قول قادیانی نمبر۴۔

چوتھی آیت جو مسیح کی موت پر دلالت کرتی ہے وہ یہ آیت ہے کہ

ان من اهل الكتا ب الّا ليو منن به قبل مو ته(النساء : ۱۵۹)

جواب ۔مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ بھی سراسر خباثت ونجاست ہے کہ آیت ان من اهل الكتا ب الّا ليو منن به قبل مو ته حضرت عیسی کی موت پر دلالت کرتی ہے، یعنی یہ کہ وہ اس آیت کو پیش کر کے بزعم خود یہ وہم وخیال کرتا ہے کہ حضرت عیسی اس وقت مر چکے ہیں، چونکہ اس آیت کی تشریح ماقبل رسالہ ہذا میں صفحہ ۲۵ تا ۳۱ پر ہو چکی ہے، لہذا ہم اس کو دوبارہ بیان نہیں کرتے ۔البتہ عباد الرحمٰن کو اتنا جتا دیتے ہیں کہ اس آیت سے تو قطعی ویقینی طور پر یہ ظاہر و باہر ہے کہ بوقت نزول قرآن

مجید تو حضرت عیسی ضرور بالضرور زندہ ہی موجود تھے کیونکہ قبل موتہ میں جو ضمیر ہے اس کا مرجع خاص حضرت عیسی ہی ہیں جیسا کہ وما قتلوہ و ما صلبوہ سے لے کر آیت ہذا تک جس قدر ضمیریں مذکور و موجود ہیں ان سب کا مرجع خاص حضرت عیسی ہی ہیں ویسا ہی ضمیر موتہ کا مرجع بھی خاص عیسی ہی ہیں اور بس۔

ان تمام ضمیروں کا حال ماقبل سابقاً مفصل لکھا جا چکا ہے قادیانی وہاں اچھی طرح سے دیکھ لے۔

قول قادیانی نمبر ۵۔

پانچویں آیت یہ ہے:

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبله الرسل و امه صدیقه کانا یأکلان الطعام (المائدۃ:۷۵)

یعنی مسیح صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہیں اور ماں اس کی صدیقہ ہے جب وہ دونوں زندہ تھے تو طعام کھایا کرتے تھے۔ یہ آیت بھی صریح نص حضرت مسیح کی موت پر ہے کیونکہ آیت میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب حضرت عیسی اور ان کی والدہ مریم طعام نہیں کھاتے، ہاں کسی زمانے میں کھایا کرتے تھے جیسا کہ کانا کا لفظ اس پر دلالت کر رہا ہے جو حال کو چھوڑ کر زمانہ گذشتہ کی خبر دیتا ہے۔

جواب۔ مذکورہ بالا پانچویں آیت پیش کرنے میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی کا بالکل الحاد ہی الحاد ثابت ہے کیونکہ وہ جان بوجھ کر اس کے ایسے من گھڑت خانہ ساز جھوٹے معنی کرتا ہے جو کہ اس سے پیشتر کسی بشر یا جن شیطان نے بھی نہیں کیئے۔

نیز وہ آیات کتاب اللہ المجید کی ایسی تحریف و تکذیب کرتا ہے کہ کوئی غیر مذہب آریہ، دہریہ، عیسائی، یہودی وغیرہ مخالفان اسلام میں سے بھی کسی شخص نے کبھی اس طرح کی تکذیب و تحریف ہرگز نہیں کی۔

اب ہم مرزا غلام احمد قادیانی کی کجروی و الحاد کی تشریح و توضیح کرتے ہیں

۔و باللہ التوفیق

اول: قد خلت من قبله الرسل سے کسی رسول کی موت کا ہرگز ہرگز کوئی اشارہ تک بھی نہیں ہے، خواہ حضرت عیسی ہوں یا کوئی اور رسول۔ بوجہ من الوجوہ آیت ہذا میں اشارۃً یا کنایۃً بھی یہ وہم وخیال نہیں ہوسکتا کہ کسی رسول کی موت کا حال یہاں مذکور ہو بلکہ خلت و خلا کے معنی کتب لغت میں ارسِل اور فرستادہ کے آئے ہیں۔ یعنی کہ جس طرح اور رسول مرسل من اللہ ہیں اسی طرح عیسی بھی مرسل من اللہ ہیں مطابق الله نزل ا حسن الحد یث کتا با متشا بهاً مثا نی کے آیات ماقبل و ما بعد سے قد خلت من قبله الرسل کا معنی اظہر من الشّمس ہو جاتا ہے۔ چونکہ قرآن مجید کا یہ بڑا بھاری دعوی ہے کہ اس کے سب آیات آپس میں ملتے جلتے ہیں اس لئے قد خلت من قبله الر سل سے ماقبل کے چند آیات لکھ کر دکھلا نے اشد ضروری ہیں جاننا چاہیے کہ آیت ما نحن فیہ سے پہلے عیسی کا ذکر قرآن مجید میں یہاں سے شروع ہوتا ہے۔

لقد كفر الّذين قا لوا انّ اللّه هو المسيح ابن مر يم ، و قا ل المسيح، يا بنى اسرا ئيل اعبدوا الله ر بّى و ر بّكم انّه من يشرك با للّه فقد حرّ م الله عليه الجنّة و مأ وا ه النّار و ما للظّالمين من انصار۔ لقد كفر الّذين قا لوا انّ اللّه ثا لث ثلا ثة، و ما من اله ا لا اله وا حد، و ان لم ينتهوا عمّا يقو لو ن ليمسّنّ الّذين كفروا منهم عذاب اليم۔ افلا يتوبو ن الى اللّه و يستغفرونه و الله غفور ر حيم۔ ما المسيح ابن مر يم ا لا رسول قد خلت من قبله الرسل و امّه صدّيقة۔ كا نا يأكلا ن الطّعا م ۔ انظر كيف نبيّن لهم ا لآ يات ثمّ انظر انّى يؤفكو ن

(الما ئدة ؛ ۷۲۔۷۵)

آیات بالا مذکورات میں ان کفار مشرکین کی تردید ہے جو کہ حضرت عیسی کی الوہیت وابنیت پر اعتقاد رکھتے ہیں اوران کو ثالث ثلاثہ کہتے ہیں۔

سو تردید ان لوگوں کی اس طور پر کی ہے کہ نہ تو حضرت عیسی کسی طرح الہ

تھے، اور نہ ہی ابن اللہ اور نہ ہی ثالث ثلاثہ، بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے ایک عاجز محتاج بندے ہی تھے۔ بوجہ من الوجوہ ان میں کسی طرح کی کوئی بھی الوہیت و ابنیت و بزرگی نہ تھی۔ سو محض اسی مدعا کی تائید و ثبوت کے لئے قد خلت من قبله الرسل ذکر کیا گیا ہے یعنی جس طرح اور رسول مرسل من اللہ تھے اور وہ ہر طرح عاجز محتاج اور اللہ تعالیٰ کے صرف بندے ہی تھے اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی صرف اللہ تعالیٰ کا بندہ ہی بندہ ہے یہاں کسی کی موت کا ہرگز ہرگز کوئی بھی مظنہ نہیں صرف عجز و نیاز سب کی آیت ہذا میں مذکور و موجود ہے اور بس۔

اب ہم لفظ خلت اور اس کے مشتقات صرف قرآن مجید ہی سے تحریر کرتے ہیں تاکہ اصلی اصلی اور حقی حقی اور صحیح صحیح معنی سب پر ظاہر باہر ہو جائیں اور یہ صاف صاف روشن ہو جائے کہ خلت کے مر چکنے یا آئندہ مرنے کے ہرگز ہرگز نہیں ہیں۔

۱۔ تلك امة قد خلت لها ما كسبت و لكم ما كسبتم و لا تسئلون عما كانوا يعملون ۔(البقرۃ: ۱۳۴و۱۴۱۔پ ۱ ع ۱۶)

آیت ہذا پارہ اول رکوع ۱۶ میں دوبارہ مکرر ذکر کی گئی ہے۔ تلك کے مشار الیہ ماقبل ہر دونوں جگہ خاص رسل انبیاء ہی ہیں اور بس۔ یعنی حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت اسحاق، حضرت یعقوب، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ وغیرہ رسل انبیاء یہاں لفظ خلت میں ہرگز کسی رسول کی موت کا اشارہ تک بھی نہیں ہے بلکہ صرف ان کی رسالت ہی کا ثبوت ہے چنانچہ اس سے پہلے

ام تقولون ان ابراهيم و اسماعيل و اسحاق و يعقوب و الاسباط كانوا هوداً او نصارىٰ قل أأنتم اعلم ام الله۔ و من اظلم ممن كتم شهادة عنده من الله و ما الله بغافل عما تعملون (البقرۃ: ۱۴۰)

سے تو صاف اظہر من الشمس ہے کہ یہاں ان مذکورہ بالا رسل انبیاء پر سے یہودیت و نصرانیت کے بہتان افتراء کا بالکل رد کیا گیا ہے کہ وہ سب کے سب نہ تو یہودی اور نہ ہی نصرانی بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص رسول ہی تھے۔ غرض کہ اس جگہ بھی خلت کا معنی صرف یہی ہے کہ وہ تمام رسول مرسل من اللہ ہی تھے نہ کہ یہودی و نصرانی۔

۲ ۔ قد خلت من قبلکم سنن ۔(آل عمران:۱۳۸۔پ۴)

کیا یہاں بھی خلت کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ تمام سنن یعنی واقعات مر چکے ہیں ۔افسوس صد افسوس مرزا غلام احمد قادیانی کی اس شقاوت و بغاوت پر کہ وہ خواہ مخواہ جھوٹ موٹ جان بوجھ کر خلت کے معنی مر چکے کے کر کے لوگوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے ۔ حالانکہ صاف صریح طور پر ترجمہ آیت ہذا کا یہ ہے کہ تحقیق اول ہی سے چلے آتے ہیں ایسے ہی واقعات ۔

۳۔سنة الله التی قد خلت من قبل و لن تجد لسنة الله تبدیلا۔

(الفتح :۲۳)۔

کیا اس جگہ بھی خلت کے معنی یہ کئے جائیں گے کہ اللہ تعالی کی ہر ایک سنت یعنی عادت وخصلت مر چکی ہوئی ہے ہرگز نہیں بلکہ مراد صاف یہ ہے کہ یہ اللہ تعالی کا دستور ہمیشہ پہلے ہی سے ہوتا چلا آیا ہے۔

۴۔سنت الله التی قد خلت فی عبادہ۔(غافر:۸۵)

کیا اس آیت میں بھی اللہ تعالی کے بندوں کے درمیان سنت اللہ کے مر جانے کا کوئی ذکر ہے کلا وحاشا بلکہ صاف ذکر یہ ہے، یہ دستور الٰہی ہے جو صدا سے اس کے بندوں میں جاری وساری رہا ہے۔

۵۔ و قد خلت سنة الا ولین (الحجر:۱۳)

اور کیا آیت ہذا سے یہ مراد ہے کہ پہلوں کی رسم رسوم مر چکی ہے۔اصلی معنی اس آیت کا یہ ہے کہ یہ رسم کچھ انوکھی نہیں بلکہ کفار مشرکین اول ہی سے شرارت وفساد و ظلم وستم رسل انبیاء کے ساتھ کرتے چلے آئے ہیں اور اللہ رسل انبیاء کی حفاظت و نصرت کرتا رہا ہے۔

۶۔و قد خلت من قبلهم المثلا ت۔(الرعد :٦)

یعنی، ان کفار مشرکین سے پہلے لوگوں کے بھی ایسے ہی حالات چلے آتے ہیں ۔

اب اس جگہ خلت کے معنی چلے آتے ہیں ہوا ہے نہ کہ بقول مرزا قادیانی مر چکنے کے، جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ لوگوں کے حالات مر چکے ہیں۔ حاشا وکلا ایسے الٹے معنی کبھی کسی نے نہیں سنے ہوں گے جو مرزا غلام احمد قادیانی خلت کے کر رہا ہے۔

۷۔ و اذا خلا بعضھم الی بعض۔ (البقرۃ:۷٦)

اس آیت کا ترجمہ تو صاف صاف یہ ہے، جب وہ ہوتے ہیں تنہائی میں پاس ایک دوسرے کے، یعنی جب وہ آپس میں ایک دوسرے کو ملتے ہیں لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کی من گھڑت تحریف سے معنی یہ ہوں گے، اور جب وہ مر چکتے ہیں طرف ایک دوسرے کے، اب ناظرین خود ہی غور کر لیں کہ کیا خلا کے معنی اس جگہ بھی مر چکنے کے ہو سکتے ہیں۔

۸۔ و اذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم (البقرۃ : ۱۰)۔

یعنی جب وہ (منافق لوگ) تنہائی میں ملتے ہیں اپنے شیطانوں (باطل پیشواؤں) سے۔ کیا یہاں بھی خلا کے معنی مر چکنے کے لئے جائیں گے؟

۹۔ و اذا خلوا عضّوا علیکم الانامل من الغیظ۔ (آل عمران:۱۱۹)

اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ (اے مسلمانوں تمہارے مخالفین) جب اپنی مجلسوں میں اکیلے ہوتے ہیں تو مارے غصے کے تم پر اپنی انگلیاں کاٹتے ہیں یعنی غیظ وغضب میں آکر سخت گڑھ جاتے ہیں۔ کیا اس جگہ بھی خلا کے معنی یہ کئے جائیں گے کہ جب وہ مر چکے ہوتے ہیں تو پھر وہمردے اپنی انگلیوں کو کھاتے ہیں۔ ہاں میاں قادیانی آپ یہاں تو کچھ منہ سے بولو۔

۱۰۔ کلوا و اشربوا ھنیئاً بما اسلفتم فی الایام الخالیۃ

(الحاقۃ : ٢٤)۔

کیا یہاں بھی ایام الخالیه سے مراد موئے دن لئے جائیں گے۔ کلا و حاشا ہرگز نہیں کبھی دن بھی مرا کرتے ہیں، یا ایام کو بھی موت آیا کرتی ہے۔ بلکہ ایام الخالیه سے صرف جہاں دنیا ہی کے دن مراد ہیں اور بس۔

۱۱۔اذ قالوا لیوسف و اخوہ احبّ الی ابینا منّا و نحن عصبۃ انّ ابانا لفی ضلال مبین ۔اقتلوا یوسف أو أطرحوہ أرضاً یّخل لکم وجہ ابیکم و تکونوا من بعدہ قوماً صالحین ۔ (یوسف:۸۔۹)

کیا اس جگہ بھی آیت ہذا میں یخل جو کہ صیغہ واحد مذکر غائب فعل مضارع

ہے خاص اسی باب کا جس کا ماضی خلت ہے اس کے معنی بھی یہی ہوں گے کہ یعقوب کا منہ مرجاوے اور باقی بدن زندہ رہے۔ معاذ اللہ ہرگز نہیں۔ بلکہ اصل مراد یہ ہے کہ حضرت یوسف کے بھائی ایک دوسرے کو یہ کہتے تھے کہ حضرت یوسف کو قتل کر ڈالو وغیرہ تاکہ والد صاحب کا رخ تمہاری ہی طرف رہے۔

صرف بطور مشت نمونہ از خروار مندرجہ بالا گیارہ آیات بینات مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید و تکذیب کے لئے لکھی گئی ہیں جن سے بعبارت النص قرآن مجید اظہر من الشّمس طور پر ظاہرو باہر ہے کہ خلت اور اس کے مشتقات سے کسی کی موت یا مرچکنے کا وہم وخیال ہرگز نہیں ہوسکتا۔ قادیانی کلیہ سراسر بہتان وافترا علی اللہ ہے کہ وہ خواہ مخواہ سراسر بے محل اور بے موقعہ آیات قرآن مجید کی ناحق تحریف وتکذیب کرتا رہتا ہے

فمن افترى على الله الكذ ب من بعد ذ لك فا ولئك هم الظالمون۔ (آل عمران:۹۴)

اور ومن ا ظلم ممن افترى على الله كذ با۔ (الانعام:۲۱)

اگر بالفرض والتقدیر مرزا قادیانی کی پیش کردہ پانچویں آیت ما المسيح ابن مر يم ا لا رسو ل قد خلت من قبله الرسل .میں خلت کے معنی موت ہی موت لئے جائیں، تو پھر بھی اس آیت سے اظہر من الشّمس طور پر مرزا قادیانی ہی کی روسیاہی ہے۔ کیونکہ اس نے خود ہی اس کے یہ معنی لکھے ہیں کہ،

یعنی مسیح ایک رسول ہے اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہیں۔،

تو اب ہر ایک منصف مزاج حق پرست آپ غور وفکر کرسکتا ہے کہ قادیانی تو یہاں خود ہی اقرار کررہا ہے کہ حضرت عیسیٰ سے پہلے جو رسل انبیاء ہیں وہ مرچکے ہیں، نہ کہ عیسیٰ۔ یعنی وہ آیت ہذا کے ترجمہ تو صاف طور پر ان کو زندہ مان رہا ہے، جس طرح کہ حضرت ابراہیم کے مخالف کفار مشرکین نے اول اپنے ظلم وستم کا اقرار کرکے آپس میں ایک دوسرے سے صاف کہہ دیا کہ انكم انتم الظا لمو ن (پ ۱۷ ع ۵)۔ یعنی ضرور ہی تم لوگ بھاری ظالم ہو جو ان غیر اللہ چیزوں کی پوجا و پرستش وتعظیم کرتے ہو، ایسا ہی اپنے اصل ترجمہ میں تو مرزا غلام احمد قادیانی یقینی اور قطعی طور پر مان چکا ہے

کہ حضرت عیسیٰ بوقت نزول قرآن مجید زندہ ہی نہ تھے لیکن بعدہ اس نے اپنا یہ ایجاد و ارتداد ظاہر باہر کر دیا کہ عیسیٰ بھی مر چکے ہوئے ہیں جیسا کہ حضرت ابراہیم کے مخالفین مشرکین باوجود اقرار کر لینے کے پھر بدل گئے تھے: کما قال اللہ تعالیٰ:

ثم نکسوا علی رؤسھم لقد علمت ما ھؤلاء ینطقون

(الانبیاء:٦٥)

اب بھی اگر مرزا غلام احمد قادیانی یہ بیہودہ گوئی کرے کہ دیگر رسل انبیاء کرام کی موت کے ذکر کرنے میں حضرت عیسیٰ کی موت بھی کسی نہ کسی طرح داخل ہو سکتی ہے تو اس کے اس خیال باطل کی تردید و تکذیب بھی قرآن مجید میں ہی مذکور و موجود ہے۔ کما قال اللہ تعالیٰ:

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران:١٤٤)

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیان کے مطابق تو آیت ہذا کے یہ معنی ہوئے، محمد رسول اللہ ﷺ صرف ایک رسول ہے اس سے پہلے نبی فوت ہو چکے ہیں۔

سو اگر وہ اپنے وہم باطل سے صرف پہلے نبیوں کو مرا ہوا ذکر کرنے میں محمد رسول اللہ ﷺ کو بھی ان ہی میں داخل سمجھتا ہے تو پھر یہ بھی اس کو ماننا پڑے گا کہ بوقت نزول آیت ہذا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خود زندہ ہی نہ تھے بلکہ وہ تو اس وقت مر چکے تھے اور جب وہ بوقت نزول آیت ہذا مر چکے تھے تو پھر یہ آیت کس پر نازل ہوئی۔ اس جگہ مرزا قادیانی کے لئے واقعی سخت ہی شرم اور چلو بھر پانی میں ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ یہ آیت بھی ٹھیک لفظ بلفظ اور حرف بحرف اسی آیت کے مطابق ہے جو کہ وہ حضرت عیسیٰ کو مرا ہوا ظاہر کرنے میں پیش کر رہا ہے یعنی اس کی وہ پیش کردہ آیت جو حضرت عیسیٰ کے بارہ میں ہے یہ ہے

ما المسیح ابن مریم الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

(المائدۃ:٧٥)

اور جو ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پیش کی ہے یہ ہے۔

ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل (آل عمران:١٤٤)

اب اولی الالباب ان ہر دو آیتوں کو ملاحظہ فرمالیں کہ سوائے نام حضرت

عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے۔ ہاں یعنی ناموں کے بعد قد خلت من قبله الرسل (۱) جو حضرت عیسیٰ کے بارے میں ہے، اور قد خلت من قبله الرسل (۲) جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں ہے ان دونوں میں ایک حرف تو بلکہ ایک لفظ اور شوشا، زیر، زبر کا بھی کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ عیسیٰ کے بارے میں بھی قد خلت من قبله الرسل ہی مذکور ہے اور ایسا ہی محمد رسول اللہ ﷺ کے بارہ میں بھی وہی قد خلت من قبله الرسل ہی ذکر کیا گیا ہے اور بس۔ ہاں اگر آیت نمبر ۲ میں وہ یہ کہے کہ بوقت نزول آیت مذکورہ محمد رسول اللہ ﷺ تو زندہ ہی موجود تھے، تو پھر اس حالت میں مرزا قادیانی کو کون سی موت آ پڑی کہ بالکل ایک دوسری آیت یعنی آیت نمبر ایک میں بوقت نزول آیت مذکور عیسیٰ کو وہ زندہ سمجھنے میں اس طرح کی خباثت و نجاست اور کجروی والحاد ظاہر کرتا ہے۔ فا عتبروا یا اولی الا بصار

...(مولوی صاحب چکڑالوی کے اس رسالے کا صفحہ ۱۲۸۔۱۲۹ میرے پاس موجود نہیں ہے اس لئے ان صفحات کا مضمون نقل نہیں کیا سکتا۔ آگے کا مضمون اس رسالے کے صفحہ ۱۳۰ سے شروع ہوتا ہے، بہاء)

و ما کان ربك نسیا ۔ (مریم:۶۴) اور تمہارا پروردگار کسی چیز سے غافل نہیں۔

و ما کان معه من اله (المومنون:۹۱)۔ اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور خدا ہے۔

انما کان قول المومنین اذا دعوا الی الله و رسوله لیحکم بینهم ان یقولوا سمعنا و اطعنا۔ (النور:۵۱) مسلمانوں کی شان تو یہ ہے۔

انه کان غفوراً رحیما (الفرقان:٦)۔ بے شک وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

و کان ربك قدیرا۔ (الفرقان:٥٤) اور تمہارا پروردگار ہر چیز پر قادر ہے۔

انّ عذابها کان غراماً (الفرقان:٦٥)۔ کیونکہ دوزخ کا عذاب بڑی بھاری مصیبت ہے۔

و کان الله غفوراً رحیما (النساء:٩٦)۔ اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

کان مقداره الف سنة مما تعدون (السجدة:٥)۔ ہزار برس کی مدت کا ایک دن ہوگا۔

و ما کان لمؤمن و لا مؤمنة اذا قضی الله و رسوله امراً ان یکون لهم الخیره من امرهم (الاحزاب:۳۶)۔ اور کسی مسلمان مرد اور مسلمان عورت کو شایان

نہیں..۔

ما کا ن محمد ابا ا حد من ر جا لکم ۔ (الاحزاب:۴۰) محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں۔

یہ چند آیات محض بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کی گئی ہیں جن میں کا ن صیغہ ماضی کے ساتھ معنی یکو ن صیغہ مضارع کے ہے جس کا معنی سبھی لوگ یہاں ساتھ معنی مضارع ہی کے کرتے ہیں

جیسا کہ ان آیات مذکورہ بالا میں ماضی ساتھ مضارع کے واقع ہے ویسا ہی آیت زیر بحث کا نا یا کلا ن الطعا م کے درمیان لفظ کا نا معنی یکو نا کے ہے یعنی حضرت عیسی اوران کی والدہ بی بی مریم ہر دونوں میں بشریت کے تمام عیب و نقص موجود ہیں خصوصاً وہ بھی محض تمہاری ہی طرح کھانے پینے والے بندے ہیں۔ اب یہاں ان کے مرنے جینے کا کوئی ذکر نہیں۔ خواہ وہ دونوں جیتے ہوں یا مرے ہوئے ،یا ان میں سے ایک زندہ ہو اور ایک مر چکا، ہر حالت میں وہ کھانے پینے کے نقص وعیب بشریت سے جو ان کی نسبت بیان کیا گیا ہے کسی طرح بھی پاک و بری نہیں ہو سکتے یعنی ان سے یہ عیب و نقص ہرگز رفع نہیں ہوسکتا اور نہ ہی قیامت میں وہ دونوں اس عیب و نقص سے مبرا ہوں گے۔

خلاصۃ المرام الغرض یہ ہے کہ کا نا یأ کلا ن الطعا م کا معنی جو مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ کیا ہے کہ،

جب وہ زندہ تھے تو طعام کھایا کرتے تھے۔ الخ۔

یہ سراسر اس کا دھوکہ اور جعل سازی ہے کیونکہ ماقبل کے جملہ آیات سے اظہر من الشّمس ہے کہ آیت ہذا میں صرف حضرت عیسی کی الوہیت وابنیت ہی کا ردّ کیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ وہ اوران کی والدہ ماجدہ بھی محض تمہاری طرح سے معمولی کھانے پینے والے عاجز محتاج بندے ہی ہیں نہ کہ معاذ اللہ کوئی الہ یا ابن اللہ یا ثا لث ثلا ثہ ۔

چونکہ جملہ عباد الرحمٰن سب کے سب عربی دان یکساں نہیں ہوتے اس لئے یہاں ان کو اس قدر آگاہ کر دینا بھی مناسب ہے کہ لفظ کا ن صیغہ واحد مذکر غائب فعل ماضی معلوم ہے باب کا ن یکو ن سے اور کا نا یأ کلا ن الطّعا م میں جو لفظ کانا

ہے یہ بھی خاص باب ہذا ہی سے صیغہ تثنیہ مذکر غائبین فعل ماضی معلوم ہے جیسا کہ کہا جاوے کہ زید کھاتا پیتا ہے۔یعنی یہ بے چارہ کھانے پینے والا ایک بندہ ہے اور عمر و بکر دونوں کھاتے پیتے ہیں۔یعنی یہ دونوں بے چارے بھی صرف زید کی طرح سے محض کھانے پینے والے عاجز بندے ہی ہیں اور بس۔

بوجہ من الوجوہ کسی طرح آیت ہذا میں یہ مظنہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ یہاں کوئی ذرہ بھر بھی اشارہ یا کنایہ موت حضرت عیسیٰ کا ہے۔رہا یہ کہ وہ مر چکے ہیں بلکہ ہر طرح سے ان کی حیات ہی حیات سراسر تمام آیات قرآن مجید سے ظاہر و باہر ہے

و الذین اجتنبوا الطا غو ت ان یعبدوھا و انا بوا الی اللہ لھم البشری ، فبشّر عباد۔ الذین یستمعو ن القو ل فیتّبعو ن احسنہ ،او لئك الذین ھدا ھم اللہ و او لئك ھم او لوا ا لا لبا ب

(الزمر : ۱۷۔۱۸)

قول قادیانی نمبر ٦

چھٹی یہ آیت ہے

و ما جعلنا ھم جسداً لا یا کلو ن الطعا م (الا نبیاء :۸)

درحقیقت یہی اکیلی آیت کافی طور پر مسیح کی موت پر دلالت کر رہی ہے کیونکہ جب کہ کوئی جسم خاکی بغیر طعام کے نہیں رہ سکتا یہی سنۃ اللہ ہے تو پھر حضرت مسیح کیونکر اب تک بغیر طعام کے زندہ موجود ہیں۔اور اللہ جل شانہ فرماتا ہے و لن تجد لسنّۃ اللہ تبد یلا (ا لا حزا ب : ٦٢)اور اگر کوئی کہے کہ اصحاب کہف بھی تو بغیر طعام کے زندہ موجود ہیں تو میں کہتا ہوں کہ ان کی زندگی بھی اس جہان کی زندگی نہیں مسلم کی حدیث سو برس والی ان کو مار چکی ہے بے شک ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ اصحاب کہف بھی شہداکی طرح زندہ ہیں۔الخ

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی کی چھٹی پیش کردہ آیت میں بھی حضرت عیسیٰ کی موت یا مر چکنے کا کوئی اشارہ یا کنایہ تک بھی نہیں ہے بلکہ اس میں تو مطلق کسی کی

موت یا مرنے کا ہرگز کوئی وہم و خیال تک بھی نہیں ہو سکتا۔پس مرزا قادیانی کا اس آیت کو خاص حضرت عیسی کی موت کے وقوع شدہ ثابت کرنے کے لئے پیش کرنا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی بے وقوف نامعقول احمق آدمی اب بھی یہ کہہ دیوے کہ چونکہ خداوند نے قرآن مجید میں یہ فرمایا ہوا ہے کہ جملہ رسل انبیاء میں سے کوئی بھی ایسے نہیں جو کھانا نہ کھاتے ہوں یعنی وہ کھانے پینے والے نہ ہوں۔تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسی مر چکے ہیں۔پس جو کچھ وقعت اور قدر و منزلت اس مجہول مطلق شخص کے طرز استدلال کی ہو سکتی ہے اس سے کچھ زیادہ تعریف یا کریڈٹ کے لائق اگر مرزا غلام احمد قادیانی اپنی مندرجہ بالا دلیل کو سمجھتا ہے تو اس کو اپنی حماقت و سفاہت وغباءت وغیرہ کے بہت ہی بڑھ کر ثبوت پیش کرنے پڑیں گے۔

لیکن پھر بھی ہم اس سے یہ پوچھیں گے کہ تم کو یہ کہا کس نے ہے کہ حضرت عیسی کچھ کھاتے پیتے نہیں ہیں۔معلوم ہوتا ہے کہ تم کو کسی نے بے وقوف سمجھ کر یوں ہی بہکا دیا ہے ورنہ یہ کون کہہ سکتا ہے اور کس کا اعتقاد ہے کہ حضرت عیسی بغیر طعام کھانے ہی کے آج تک زندہ ہیں۔وہ بے شک عام بندگان خدا کی طرح زندہ کھاتے پیتے اور اسی روئے زمین پر ہی کسی جگہ عزت کے ساتھ سکونت پذیر ہیں اور ضرور بالضرور اپنے وقت پر ظاہر ہو جائیں۔اس مدعا کی پوری تفصیل قبل ازیں ہو چکی ہے۔

باقی رہا اس موقع پر مرزا غلام احمد قادیانی کا یہ آیت پیش کرنا کہ و لن تجد لسنة الله تبدیلا (الاحزاب: ٦٢) اس سے بھی حضرت عیسی کی موت یا مرنے کا کوئی اشارہ یا کنایہ نہیں پایا جاتا اور نہ ہی کسی اور فرد بشر کی موت یا مرنے کا وہم و گمان ہو سکتا ہے۔

اس آیت کا اس جگہ پیش کرنا بالکل ہی بے محل و بے موقعہ ہے۔آیتوں کو چھوڑ کر قادیانی کی عادت ہے کہ وہ یوں ہی صرف خالی جگہ پر کرنے کے لئے بے محل و بے موقع وفضول باتیں ہی لکھ مارتا ہے تا کہ عوام کالانعام اس کا یہ دھوکہ اور فریب کھا جائیں کہ شاید اس آیت میں بھی کوئی ثبوت حضرت عیسی کے مر جانے ہی کا ہو حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اس کی اصلی غرض صرف ضرورت شعری پوری کرنے کی ہوتی ہے۔جیسے کہ اکثر کم سواد نالائق شاعر اپنے شعروں میں الفاظ خشوع و زوائد سے خور گیر کی

بھرتی کرلیا کرتے ہیں۔علاوہ ازیں قادیانی کا ایک یہ بھی شیوہ ہے کہ وہ بجائے آیات قرآنی پیش کرنے کے بالکل ادھرادھر کی زٹلوں اور گپوں سے بیہودہ بکواس کرنی شروع کردیتا ہے لیکن ہم کو اس کے ایسے ویسے بے تعلق زٹل قافیوں کے جواب کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے البتہ جو آیت و لن تجد لسنة الله تبد یلا (الاحزاب : ٦٢) اس موقعہ پر بالکل بے محل و بے موقعہ اس نے ظناً پیش کی ہے اس کی نسبت کچھ مختصر طور سے تحریر کردیا جاتا ہے۔ وھو ہذا:

جاننا چاہیے کہ آیت و لن تجد لسنة الله تبد یلا (الاحزاب : ٦٢) یا و لن تجد لسنت الله تحویلا وغیرہ اس قسم کی آیات بینات قرآن میں جہاں کہیں مذکور وموجود ہیں عموماً وخصوصاً سب جگہ ان میں صرف رسل انبیاء ہی کو تسلی و اطمینان دیا گیا ہے کہ تمہارے مخالف جو ظالم موذی مجرم لوگ ہیں وہ سب کے سب دنیا میں ہی ذلیل وخوار ہو جائیں گے اور تم کو ہمیشہ ہر طرح غلبہ وکامرانی وکامیابی وفتح ہی حاصل ہوگی کیونکہ یہی سنت اللہ ہمیشہ سے جملہ رسل انبیاء کی حفاظت میں جاری وساری رہی ہے۔خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی کی پیش کردہ آیت کا ماقبل و مابعد ہم لکھ کر ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔کما قال اللہ تعالی

لئن لم ینته المنا فقون و الذین فی قلو بھم مرض و المرجفو ن فی المد ینة لنغر ینّك بھم ثم لا یجا ورو نك فیھا ا لّا قلیلا۔ ملعو نین این ما ثقفوا أ خذوا و قتّلوا تقتیلا ۔ سنة الله فی الذین خلوا من قبل و لن تجد لسنة الله تبد یلا ۔

(الاحزاب: ۶۰۔۶۲۔پ۲۲ع ۵)

آیات ماقبل سے اظہر من الشّمس ہے کہ سنت اللہ ہمیشہ سے ہی جاری وساری رہی ہے کہ رسولوں کے مخالف لوگ ہمیشہ ذلیل وحقیر وملعون ومرجوم رہے۔ اور رسل انبیاء کو ہمیشہ کامیابی وکامرانی وغلبہ وفتح ونصرت ہی خزانہ وہاب سے مرزوق و موہوب ہوتی رہی۔اولوا الالباب خود ہی عدل وانصاف کرسکتے ہیں کہ یہاں حضرت عیسی کی موت یا مرنے کا کہاں اور کیا ذکر ہے۔

علاوہ ازیں آیت ہذا ہی کے ذیل میں مرزا غلام احمد قادیانی نے یہ بھی ایک

بڑی بھاری بے ہودہ گوئی کی ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اصحاب کہف بھی تو بغیر طعام کے زندہ موجود ہیں، تو میں کہتا ہوں کہ ان کی زندگی بھی اس جہان کی زندگی نہیں، مسلم کی حدیث سو برس والی ان کو بھی مارچکی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں تو اصحاب کہف کا ذکر اس طور سے موجود ہے:

نحن نقصّ علیك نبأ هم بالحقّ ۔ انّهم فتية ء امنوا بر بّهم و زد نا هم هدی ۔ و ر بطنا علی قلو بهم اذ قا موا فقا لوا ر بّنا ربّ السّما وا ت و ا لا ر ض لن ندعوا من دو نه الهاً لقد قلنا اذا شططا ۔ هؤلا ء قو منا اتّخذوا من دو نه آلهة لو لا یأتو ن علیهم بسلطا ن بیّن فمن اظلم ممن افتری علی الله کذ با۔ و اذ اعتز لتمو هم و مایعبدو ن ا لا الله فأوا الی الکهف ینشر لکم ربکم من ر حمته۔ و یهیّء لکم من امر کم مر فقا ۔، و تری الشّمس اذا طلعت تّزاور عن کهفهم ذا ت الیمین و اذا غر بت تقرضهم ذا ت الشّمال و هم فی فجوة منه ذ لك من آ یا ت الله من یهد اللّه فهو المهتد و من یضلل فلن تجد له و لیّاً مر شدا ۔ و تحسبهم ایقا ضاً و هم رقود و نقلّبهم ذا ت الیمین و ذا ت الشّما ل و کلبهم باسط ذرا عیه با لوصید لو اطّلعت علیهم لولّیت منهم فرا راً و لملئت منهم ر عباً۔ و کذا لك بعثنا هم لیتسا ء لوا بینهم قا ل قا ئل منهم کم لبثتم قا لوا لبثنا یو ماً او بعض یو م ۔ قا لوا ر بّکم اعلم بما لبثتم فا بعثوا ا حدکم بورقکم هذه الی المدینة فلینظر ایّها از کی طعا ماً فلیأتکم بر ز ق منه و لیتلطّف و لا یشعرنّ بکم ا حداً ۔ انّهم ان یّظهروا علیکم یر جمو کم او یعیدو کم فی ملّتهم و لن تفلحوا اذا ابداً۔ و کذ لك اعثر نا علیهم لیعلموا انّ وعد الله حق و انّ الساعة لا ریب فیها اذ یتنا ز عو ن بینهم امر هم فقا لوا ابنوا علیهم

بنيا ناً ر بهم اعلم بهم قا ل الذين غلبوا على امر هم لنتّخذنّ عليهم مسجداً۔ سيقو لو ن ثلا ثة رّا بعهم كلبهم و يقو لو ن خمسة سا دسهم كلبهم ۔ قل ر بّى اعلم بعدّ تهم ما يعلمهم ا لا قليل فلا تما ر فيهم ا لا مراء ظا هراً و لا تستفت فيهم منهم احدا ۔ و لاتقو لنّ لشىء انّى فا عل ذ لك غداً ا لا ان يشا ء الله و اذ كر ر بك اذا نسيت و قل عسى ان يهد ين ر بّى لا قرب من هذا رشدا ۔ و لبثوا فى كهفهم ثلا ث مأة سنين و ازدادوا تسعا ۔ قل الله اعلم بمالبثوا له غيب السما وا ت و ا لا ر ض ا بصر به و اسمع ما لهم من دو نه من ولىّ و لا يشر ك فى حكمه ا حداً

(الكهف : ۱۳۔ ۲٦)

خصوصاً اس میں آیت و تحسبهم ایقا ضاً و هم رقود کا مخاطب ہر ایک مومن کتاب اللہ ہے الی یوم القیامت، جس سے یہ اظہر من الشّمس طور پر ظاہر ہے کہ آج کے دن تک بھی اصحاب کہف زندہ ہی موجود ہیں اور ابھی ہرگز نہیں مرے۔ لیکن افسوس مرزا قادیانی کے ایمان واسلام پر کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ایسی نص صریح کی تو تکذیب وتر دید کرتا ہے اور برخلاف اس کے اپنے کسی راوی شیطان کی جھوٹ موٹ روایت وحکایت کو سند گردان کر اس پر ایمان وایقان واذعان رکھتا ہے، اور کہتا ہے کہ اصحاب کہف کو مسلم کی حدیث مار چکی ہے۔ حالانکہ خدا کا پاک کلام ان کو آج کے دن تک زندہ ہی زندہ بتا رہا ہے۔ اصحاب الکہف والرقیم کے حالات کی مناسب تفصیل سابقاً ہو چکی ہے۔

اخیر پر مرزا غلام احمد قادیانی نے اصحاب کہف کی موجودگی وزندگی کی نسبت جو کچھ اپنا ایمان وایقان ظاہر کیا ہے وہ سراسر بے ایمانی وبے دینی پر دال ہے، نہ کہ اسلام وقرآن پر کیونکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ وہ شہداء کی طرح زندہ ہیں۔ یعنی کہ وہ اپنی معمولی حالت حیات دنیوی سے منقلب ہو کر اب کسی اور جون وجسم میں بسر اوقات کر رہے ہیں، جیسا کہ عموماً آریہ، دہریہ، بت پرست وغیرہ تناسخ کے ماننے والوں کا باطل اعتقاد ہے۔ لیکن دراصل مرزا غلام احمد قادیانی خواہ مخواہ اس عقیدے سے خود بھی

لہو لگا کر شہیدوں میں ملنا چاہتا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں کہیں اس کے اس وہم باطل کا ذرہ بھی اشارہ یا کنایہ تک نہیں۔ بلکہ سراسر ایسا اعتقاد الحاد ہی الحاد میں داخل ہے۔

محمد رسول اللہ ﷺ کو تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انّك ميّت و انّهم ميّتو ن .. جب رسل انبیاء خصوصاً خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی موت کا یہ حال ہوا، تو بے چارے شہداء کی حیثیت ہی کیا ہے جو کہ بمقابلہ رسل انبیاء کے نہایت ہی پست مرتبہ کم درجہ بلکہ نسباً حد درجہ کے ذلیل وحقیر ہیں۔

قول قادیانی نمبر ۷۔

ساتویں آیت یہ ہے

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم۔ (آل عمران: ۱۴۴) یعنی محمد ﷺ ایک نبی ہیں۔ ان سے پہلے سب نبی فوت ہو گئے ہیں۔ اب کیا اگر وہ بھی فوت ہو جائیں یا مارے جائیں تو ان کی نبوت میں کوئی نقص لازم آئے گا جس کی وجہ سے تم دین سے پھر جاؤ۔

اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ اگر نبی کے لئے ہمیشہ زندہ رہنا ضروری ہے تو کوئی ایسا نبی پہلے نبیوں میں سے پیش کرو جو اب تک زندہ موجود ہو اور ظاہر ہے کہ اگر مسیح ابن مریم زندہ ہے تو پھر یہ دلیل جو خدا تعالیٰ نے پیش کی صحیح نہیں ہو گی۔

جواب: اس آیت کے پیش کرنے میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی حسب عادت و دستور خود تحریف و تکذیب کلام اللہ کا مجرم ہے کیونکہ آیت ہذا میں کسی کی موت کا کسی طرح اشارہ تک نہیں ہے۔ اس کے معنی اور تشریح و تفصیل ماقبل پانچویں قول قادیانی کے جواب میں تحریر ہو چکی ہے۔ یہاں دوبارہ اعادہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اس جگہ خلت اور خلت کے مشتقات کے معانی و مفہوم قرآن مجید سے مفصل و مفصل بیان کر کے یہ بخوبی دکھلا دیا گیا ہے کہ کسی جگہ بھی اس سے موت کا وہم و گمان ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس قادیانی کا یہ ساتواں قول بھی محض بادہوائی ہے اور بس۔

قول قادیانی نمبر ۸۔

آٹھویں یہ آیت ہے

و ما جعلنا لبشر من قبلك الخلد افأن مت فهم الخالدو ن ۔

(الانبیاء:۳۴۔پ ۱۷ ع ۳)

پہلے ہم نے تجھ سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ زندہ اور ایک حالت پر رہنے والا نہیں بنایا پس اگر تو مر گیا تو یہ لوگ باقی رہ جائیں ۔اس آیت کا مدعا یہ ہے کہ تمام لوگ ایک ہی سنت کے نیچے داخل ہیں اور کوئی موت سے بچا نہیں اور نہ آئندہ بچے گا ۔اور لغت کی رو سے خلود کے مفہوم میں یہ بات داخل ہے کہ ہمیشہ ایک ہی حالت میں رہے ۔الخ

جواب : اس آیت کا ترجمہ تو مرزا غلام احمد قادیانی نے جو کچھ کیا ہے وہ سیدھا سیدھا لفظی ترجمہ ہے، لیکن اس سے آگے جو کچھ اپنی طرف سے اس نے بیہودہ گوئی کی ہے وہ سراسر بکواس ہی بکواس ہے ۔اس میں کس کو انکار ہوسکتا ہے کہ ہمیشہ زندہ رہنا صرف اللہ کا خاصہ ہے ۔سوائے اس کے اور کوئی ہمیشہ زندہ رہنے والا نہیں ہے اور مطابق کلّ نفس ذا ئقة المو ت کے ہر ایک نفس کو ضرور بالضرور موت آئے گی اور وہ بالکل فنا و معدوم ہو جائے گا ۔ایسا ہی حضرت عیسیٰ بھی ایک نہ ایک دن ضرور ہی مریں گے اور مر کر بالکل فنا و معدوم ہو جائیں گے۔لیکن صرف اس بات کے ماننے سے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بشر کو ہمیشہ زندہ اور ایک ہی حالت پر رہنے والا نہیں بنایا، ہرگز ہرگز کسی طرح یہ وہم و خیال نہیں ہوسکتا کہ اس وقت سوفسطائیوں کی طرح خواہ مخواہ یہ تصور کر لیا جائے کہ ساری موجودہ مخلوق کو بالفعل موت آچکی ہوئی ہے ۔یعنی ساری مخلوق مر چکی ہے ۔اگر کوئی ایسا کہیکہ اس وقت ساری مخلوقات مر چکی ہوئی ہے تو بے شک کہنے والا جھوٹا اور احمق ہوگا ۔البتہ اگر یہ کہا جائے کہ مر جائے گی تو یہ درست ہے اور یہ بھی بلا ریب درست ہے کہ عیسیٰ بھی مر جائیں گے ۔پس خواہ مخواہ فرضی طور پر خود بخود یہ بات قرار دے لینی کہ عیسیٰ کے ہمیشہ زندہ رہنے کا مسلمان اعتقاد رکھتے ہیں اور پھر اس کا من گھڑت جواب بھی آپ ہی آپ اپنی طرف سے گھڑ کر احمقوں جاہلوں کو سنانا، یہ خاص قادیانی ہی کی ایجاد ہے۔لیکن دراصل دیکھنا تو یہ ہے کہ آیت ہذا میں کہیں کوئی حضرت عیسیٰ کا یا ان کے مر چکنے کا بھی کوئی ذکر ہے یا نہیں۔سو اسکا تو کوئی بھی اشارہ یا کنایہ تک ہرگز یہاں پایا نہیں جاتا ۔پس مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنی

طرف سے اس آیت کے پیش کرنے پر بھی شرم کرنی چاہیے۔

قول قادیانی نمبر ۹۔

نویں آیت یہ ہے:

تلك امة قد خلت لها ما كسبت و لكم ما كسبتم و لا تسئلو ن عما كا نوا يعملو ن ۔(البقرۃ:۱۳۴۔پ۔۱)

یعنی اس وقت سے جتنے پیغمبر پہلے ہوئے ہیں یہ ایک گروہ تھا جو فوت ہو گیا ان کے اعمال ان کے لئے اور تمہارے اعمال تمہارے لئے اور ان کے کاموں سے تم نہیں پوچھے جاؤ گے۔

جواب: اس آیت میں بھی قد خلت کے معنی مرزا غلام احمد قادیانی نے خود بخود موت کے کئے ہیں، حالانکہ کسی جگہ بھی قرآن میں قد خلت کے معنی موت کے نہیں ہیں۔ قرآن ہی میں سے قد خلت اور اس کے مشتقات کی پوری تفصیل پانچویں قول قادیانی کے جواب قرآنی میں اتم واکمل طور پر تحریر ہو چکی ہے۔ وہاں یہ آیت اور اس کے معنی بھی درج ہیں۔

تلك امة قد خلت سے مراد صرف یہ ہے کہ وہ تمام رسول مرسل من اللہ ہی تھے، نہ کہ یہودی یا نصرانی، کیونکہ اس آیت سے ما قبل، حضرت ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، حضرت یعقوب اور اس کی اسباط (اولاد) کا ذکر ہے جس میں حضرت یوسف وغیرہ بھی داخل ہیں۔ کافرلوگ ان کی نسبت یہودیت ونصرانیت کے بہتان وافتراء لگاتے تھے۔ فقط ان کفار مشرکین کے اس بہتان وافتراء کی تردید وتکذیب کی گئی ہے ۔اس جگہ نہ تو کسی اور کی موت اور نہ ہی حضرت عیسی کی موت کا کوئی ذکر بلکہ اشارہ تک پایا جاتا ہے۔ پس مرزا غلام احمد قادیانی اس آیت سے کس طرح اور کیونکر یہ وہم باطل اور خیال بے ہودہ کر سکتا ہے کہ اس سے بھی معاذ اللہ حضرت عیسی کے مر چکنے کا کوئی ثبوت نکل سکتا ہے۔ کلا وحاشا ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔

قدخلت کے معنی دراصل قد ارسلت کے ہیں کفار تو یہ کہتے تھے کہ وہ سب کے سب رسل انبیاء یہودی تھے یا نصرانی، لیکن ان کے اس بہتان وافتراء کا جواب

یہ دینا کہ وہ رسل انبیاء مر گئے تھے، یہ جواب بالکل ایک بے محل بلکہ سوال سوال دیگر جواب دیگر کے مصداق ہوتا ہے۔ یا یوں سمجھو کہ سوال از آسمان و جواب از ریسمان۔ حالانکہ قرآن مجید ایسے عیبوں ونقصانوں سے ہر طرح پاک ہی پاک ہے۔ اور اسکا جواب تو صاف صاف یہی ہے کہ تلك امة یعنی وہ لوگ پاک ہیں یہودیت ونصرانیت وغیرہ کفر وشرک کی خباثتوں سے۔ کیونکہ قد خلت یعنی تحقیق وہ سب کے سب رسالت دیئے گئے، مرسل من اللہ ہیں، یعنی اللہ کے رسول ہیں۔ پھر یہودیت و نصرانیت کا بہتان ان پر کیونکر لگ سکے۔ دیکھو ترجمہ پارہ ۱، رکوع ۱۶۔ اب بھی اگر مرزا غلام احمد قایانی کچھ ضد وتعصب ہی کرے تو اس کی اپنی مرضی۔

قول قادیانی نمبر ۱۰۔

دسویں آیت یہ ہے

و اوصانی بالصلوۃ و الزکوۃ ما دمت حیًا (مریم:۳۱)

اس سے بھی ظاہر ہے کہ انجیلی طریق پر نماز پڑھنے کے لئے حضرت عیسیٰ کو وصیت کی گئی تھی اور وہ آسمان پر عیسائیوں کی طرح نماز پڑھتے تھے اور حضرت یحیٰ ان کی نماز کی حالت میں ان کے پاس یوں ہی پڑے رہتے تھے، مردے جو ہوئے، اور جب دنیا میں حضرت عیسیٰ آئیں گے تو برخلاف اس وصیت کے امتی بن کر مسلمانوں کی طرح نماز پڑھیں گے۔

جواب: مندرجہ بالا پیش کردہ آیت سے بھی کوئی وہم وخیال مرزا قادیانی کی موہومہ ومزعومہ موت عیسیٰ کا بالکل نہیں ہوسکتا، بلکہ اس سے بھی صریح صاف طور پر یہ ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ جہاں کہیں اور جس جگہ اسی روئے زمین پر اقامت پذیر ہیں وہاں بھی وہ کتاب اللہ کی بتائی ہوئی نماز اور زکوۃ کے برابر پابند ہیں، اور بدستور مرتے دم تک پابند ہی رہیں گے۔ جس طرح کہ اور سارے مومنین کتاب اللہ الی یوم القیامت نماز وزکوۃ قرآنی کے پابند ہیں۔ اس کے علاوہ جو کچھ مرزا غلام احمد قادیانی کی زاید گفتگو ہے وہ محض جاہلانہ بکواس ہی بکواس ہے، اس کے جواب دینے کی کوئی بھی ضرورت وحاجت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ جواب جاہلاں باشد خموشی۔

ایسی بے تکی باتوں کے جواب سے سراسر تضیع اوقات ہی متصور ہے لیکن پھر بھی اس موقعہ پر ہم مرزا قادیانی کے دھوکے اور فریب سے بچانے کی خاطر عباد الرحمٰن کو یہ جتلا دینا مناسب اور ضروری سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسی کی کوئی علیحدہ اور الگ ترکیب کی نماز زکوۃ ہرگز نہیں ہے بلکہ وہ بھی وہی نماز زکوۃ ادا کرنے کے پابند و عامل ہیں جس پر کہ بموجب ارشاد و تسلیم کتاب اللہ جملہ رسل انبیاء عمل درآمد کرتے رہے ،اور ایسا ہی قیامت تک تمام مومنین کتاب اللہ عمل درآمد کرتے رہیں گے۔

باقی رہی مرزا غلام احمد قادیانی کی یہ بے ہودہ گوئی کہ حضرت عیسی آسمان پر عیسائیوں کی طرح نماز پڑھتے ہیں اور حضرت یحیٰ ان کی نماز کی حالت میں ان کے پاس یوں ہی پڑے رہتے ہیں ، یہ بھی سراسر اس کی کجروی اور بغاوت ہی بغاوت ہے، کیونکہ کتاب اللہ قرآن مجید میں ایسا کوئی بھی ذکر کسی جگہ اشارۃً یا کنایۃً نہیں ہے۔ پس ایسی ویسی ادھر ادھر کی لایعنی باتوں کا آیات کلام اللہ کے درمیان لاکر چھیڑنا ، جو مرزا قادیانی کا ایک نا معقول شیوہ ہے اس سے ہم بالکل قطع نظر کرتے ہیں اور حضرت عیسی کے نبی اور امتی ہونے کے بارہ میں پوری تشریح و تفصیل کے لئے جو ماقبل اسی رسالہ میں ہو چکی ہے اس کے حوالہ پر ہی اکتفا کرتے ہیں وہاں ملاحظہ فرماویں تاکہ تسلی و اطمینان پورا ہو جائے کہ حضرت عیسی بوقت ظہور خود امتی ہوں گے یا نبی ہوں یا ان کی اس وقت دونوں حالتیں ہوں گی۔

قول قادیانی نمبر ۱۱۔

گیارھویں آیت یہ ہے

و سلام علیّ یوم ولدت و یوم اموت و یوم ابعث حیّا

(مریم:۳۳)

اس آیت میں واقعات عظیمہ جو مسیح کے وجود کے متعلق تھے صرف تین بیان کئے گئے ہیں حالانکہ اگر رفع اور نزول واقعات صحیحہ میں سے ہیں تو ان کا بیان بھی ضروری تھا۔ کیا نعوذ باللہ رفع اور نزول حضرت مسیح کا مورد اور محل سلام الٰہی نہیں ہونا چاہیے تھا سو اس جگہ پر خدا نے اس رفع اور نزول کو ترک

کرنا جو مسیح ابن مریم کی نسبت مسلمانوں کے دلوں میں بسا ہوا ہے صاف اس بات پر دلیل ہے کہ وہ خیال ہیچ اور خلاف واقعہ ہے بلکہ وہ اس رفع، یوم اموت میں داخل ہے اور نزول سراسر باطل ہے۔

جواب: نہ تو رفع آسمانی کا کوئی ذکر قرآن مجید میں ہے اور نہ ہی آسمان سے نزول کرنے کا کوئی ذرہ بھر اشارہ کنایہ تک ہے۔ یہ دونوں باتیں بالکل فضول باطل، سراست بہتان و افتراء علی اللہ ہیں۔ پھر حضرت عیسیٰ ایسی ایسی جھوٹی و بیہودہ باتوں کا کیوں ذکر فرماتے۔

ہاں البتہ مرزا غلام احمد قادیانی یہاں سوال کرسکتا ہے جو کہ اس سے بوجہ اس کے ملہم شیطانی کی غفلت سے رہ گیا تھا کہ چونکہ حضرت عیسیٰ نے وہ بڑے تین عظیم الشان جلیل القدر حالات بشری نہیں بتائے جن پر کہ دار و مدار زندگانی و ایمانی کا ہوتا ہے یعنی پاخانہ، پیشاب، جماع وغیرہ، تو پھر کیا نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ بن مریم کے پاخانہ، پیشاب، جماع وغیرہ ضروریات بشری جو انہوں نے سب کے سب ذکر نہیں فرمائے، ان کا مورد و محل سلام الٰہی نہیں تھا اور بجائے اس کے غضب تھا۔ معاذ اللہ حاشا للہ۔

کہاں حضرت عیسیٰ کی موت یا مر چکنے کا وہم و گمان قادیانی اور کہاں مذکورہ صدر گیارھویں آیت قرآنی۔ مرزا قادیانی کو کچھ تو شرم کرنی چاہیے۔

قول قادیانی نمبر ۱۲۔

بارھویں آیت یہ ہے

و منکم من یتوفّی و منکم من یّرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا (الحج: ۵۔ پ ۱۷)

اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سنت اللہ دو ہی طرح سے تم پر جاری ہے بعض تم میں سے عمر طبعی سے پہلے ہی فوت ہو جاتے ہیں اور بعض عمر طبعی کو پہنچتے ہیں یہاں تک کہ ارذل عمر کی طرف رد کئے جاتے ہیں اور اس حد تک نوبت پہنچتی ہے کہ بعد علم کے نادان محض ہو جاتے ہیں۔

جواب: اس آیت میں بھی اول توتوفّی کا جو معنی مرزا غلام احمد قادیانی

نے مرنے کا کیا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ چنانچہ ہم اسی آیت کا صحیح صحیح معنی ومفہوم ماقبل توفّی اوراس کے مشتقات کے بیان میں لکھ چکے ہیں۔

دوئم، ارذل عمر کا جو اصول مرزا قادیانی نے باندھا ہے کہ زیادہ عمر سے لوگ ارذل عمر ہو جاتے ہیں، یہ بھی اسکا سراسر خلاف واقعہ اور بالکل جھوٹا اصول ہے۔ کیونکہ حضرت نوحؑ کی اور اصحاب کہف کی درازی عمر کا حال تو قرآن مجید سے صاف ظاہر ہو رہا ہے جس سے اصول قادیانی کی پوری پوری تکذیب ہوتی ہے۔ اس بیان کی تفصیل وتشریح بھی ماقبل رسالہ ہذا میں بذیل حالات عیسیٰ لکھی جا چکی ہے۔

قول قادیانی نمبر۱۳۔

تیرھویں یہ آیت ہے

و لکم فی الارض مستقر و متاع الی حین (البقرۃ:۳۶)۔

یعنی تم اپنے جسم خاکی کے ساتھ زمین پر ہی رہو گے یہاں تک کہ اپنے تمتع کے دن پورے کر کے مر جاؤ گے۔

جواب: اس میں بھی حضرت عیسیٰ کی موت یا مر چکنے کا کہاں بیان ہے۔ باقی رہی زمین پر ہی رہنے کی بات تو اس سے کس کو انکار ہے۔ ہم تو خود یہ کہتے ہیں بلکہ رسالہ ہذا ہی میں بار بار لکھ چکے ہیں کہ حضرت عیسیٰ زندہ صحیح سالم خاص اسی زمین پر ہی کسی جگہ اقامت پذیر ہیں جس طرح کہ خود مرزا غلام احمد قادیانی بھی زمین پر ہی رہتا سہتا ہے۔ نہ کہ کہیں کسی اور جگہ آسمان وغیرہ پر۔ پس مرزا غلام احمد قادیانی کو اس میں کیا وہم پڑ گیا۔

قول قادیانی نمبر۱۴۔

چودھویں یہ آیت ہے:

و من نعمّرہ ننکّسہ فی الخلق۔(یٰس:۶۸)

یعنی جس کو ہم زیادہ عمر دیتے ہیں تو اس کی پیدائش کو الٹا دیتے ہیں۔ یعنی انسانیت کی طاقتیں اور قوتیں اس سے دور ہو جاتی ہیں حواس میں فرق آجاتا ہے عقل اس کی زائل ہو جاتی ہے۔

جواب: اس میں بھی حضرت عیسیٰ کی موت یا ان کے مرچکنے کا کہاں بیان ہے۔ بلکہ یہاں تو کسی کی بھی موت وغیرہ کا کوئی اشارہ تک نہیں قرآن کے پارہ ۲۳ رکوع ۴ میں اس آیت سے ماقبل کفار کا بیان دیکھو اور پڑھو وہاں پہلے عذاب ہائے دوزخ کا بیان ہے کہ

هذه جهنّم الّتی کنتم تو عدو ن۔ اصلو ها الیو م بما کنتم تکفرون ۔ الیو م نختم علی افوا ههم و تکلّمنا اید یهم و تشهد ار جلهم بما کا نوا یکسبو ن ۔ (یس: ٦٣۔ ٦٥)

اسکے بعد یہ فرمایا ہے کہ دنیا میں

و لو نشا ء لطمسنا علی اعینهم فاستبقوا الصّرا ط فا نی یبصرو ن ۔ و لو نشا ء لمسخنا هم علی مکا نتهم فما استطاعوا مضیّا ولا یر جعو ن (یس: ٦٦۔٦٧)

و من نّعمّره ننکّسه فی الخلق میں یہاں نعمّره صیغہ فعل مضارع کا ہے۔اگر ماضی ہوتا تو بھی من موصولہ کے بعد مضارع ہی بن جاتا۔

یہ ایک فرضی مثال ہے جیسے کہ لئن اشرکت لیحبطنّ عملك و لتکوننّ من الخا سرین (الزمر:٦٥۔پ۲۴ع۴) اشر کت فعل ماضی ہے لیکن قبل میں ان آنے سے مضارع ہوگیا ہے۔ یہاں بھی یہی معنی ہیں کہ اگر ہم (فرضاً) چاہیں تو اس کافر کو بڑی عمر دے کر اس کو اس کی ہر ایک بناوٹ میں الٹا چھوڑیں، اس سے وہ مدتوں تکلیفوں و سختیوں ہی میں پڑا رہے۔ یعنی ہم اس ہر طرح قادر ہیں پس افلا تعقلو ن پھر یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے بوجھتے۔

اب باقی رہے مرزا غلام احمد قادیانی کے یہ توہمات وخیالات باطلہ کہ زیادہ عمر سے انسان کی عقل زائل ہو جاتی ہے، یہ بھی سب کے سب کیا بلحاظ عقل وحکمت اور کیا بلحاظ علم دین سراسر غلط اور بے ہودہ ہی بے ہودہ ہیں۔

بالفرض اگر یوں ہی ہوتا تو پھر حضرت نوحؑ کو اللہ تعالیٰ نے مطابق الف سنة الا خمسین عا ماً بہت ہی عمر دی ہوئی تھی۔ اور اصحاب کہف کی زیادہ عمر کی نسبت کیا کہو گے۔ کیا (معاذ اللہ) حضرت نوحؑ کی نسبت بھی یہی کہو گے کہ چونکہ ان کی

عمر بہت زیادہ دی گئی تھی تو اس واسطے ان کی پیدائش الٹائی گئی تھی اور ان کی انسانیت کی طاقتیں اور قوتیں ان سے دور ہوگئی تھیں، اور ان کے ہوش وحواس میں بھی فرق آ گیا تھا اور عقل بھی ان کی زائل ہوگئی تھی ۔ وغیرہ ۔

ایسا کہنا سراسر الحاد ہی الحاد ہے جو کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے من گھڑت خانہ ساز ترجمہ میں کہہ رہا ہے۔ اگر مرزا قادیانی ماقبل لمسخنا علی مکا نتھم کو آنکھیں کھول کر دیکھ لیتا، تو ایسی بے حیائی اور بکواس نہ کرتا۔ اس کو اس موقعہ پر خود اپنی ستر (۷۰) سالہ عمر کا بھی کچھ نہ کچھ لحاظ کرنا ضروری تھا۔ اگر اس زیادہ عمر میں بقول اپنے مرزا قادیانی کی اپنی پیدائش الٹائی گئی ہے اور اس کی اپنی انسانیت کی طاقتیں اور قوتیں اس سے دور ہوگئی ہیں اور اس کے اپنے ہوش وحواس میں بھی فرق آ گیا ہوا ہے اور عقل بھی اس کی زائل ہو چکی ہے وغیرہ ،تو پھر بھی یہ حالت صرف ایک مخصوص حالت مرزا غلام احمد قادیانی ہی کی ہوسکتی ہے نہ کہ عام تام طور پر اس کا حکم لگایا جا سکتا ہے۔ پس مرزا قادیانی یہاں ذرا پہلے اپنے آپ ہی کو دیکھ لیتا اور خود ہی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر کچھ سوچتا سمجھتا مطابق و فی انفسکم افلا تبصرو ن۔

قول قادیانی نمبر ۱۵۔

پندرھویں آیت یہ ہے

اللّٰہ الّذی خلقکم من ضعف ثمّ جعل من بعد ضعفٍ قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا و شیبۃ۔ یخلق ما یشاء و ھو العلیم القدیر (الروم:۵۴)

یعنی خداوند وہ خدا ہے جس نے تمہیں ضعف سے پیدا کیا پھر ضعف کے بعد قوت دے دی پھر قوت کے بعد ضعف اور پیرانہ سالی دی۔

جواب: اس آیت (پ۲۱ ع۹) میں بھی حضرت عیسیٰ کی موت یا مر چکنے کا تو کجا، کسی اور کی موت وغیرہ کا بھی کوئی وہم وخیال تک نہیں ہوسکتا۔

بڑھاپے میں کمزوری وغیرہ کی بات جو ہے وہ ظاہر ہے، لیکن اس سے یہ کہاں ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ کے بڑھاپے کا معیار کیا ہے۔ حضرت عیسیٰ کیا بلکہ کسی

کافرمشرک کے ایسے بڑھاپے کا بھی کوئی اندازہ ومعیار مقرر نہیں ہے۔اگرآج سنہ عیسوی کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ کی عمر تخمیناً قریب دو ہزار سال ہو جانے سے وہ بقول مرزا قادیانی پیر فرتوت ہو جاتے ہیں، تو پھر معلوم نہیں کہ میاں قادیانی، حضرت نوح کے حق میں کون سا لفظ پیر فرتوت سے بھی بڑھ کر تجویز کرے گا جن کی عمر کئی ہزار سال کی ،تو خاص عبارت النص قرآن سے ثابت ہے اور علیٰ ہذا القیاس اصحاب کہف کے وہ کیا کیا نام رکھتا پھرے گا۔افسوس صد افسوس۔

قول قادیانی نمبر۱۶۔

سولہویں آیت یہ ہے

انّما مثل الحیوة الد نیا کماءٍ انز لنا ہ من السّماء فا ختلط بہ نبات ا لا ر ض ممّا یأ کل النّاس و ا لا نعا م حتّی اذا ا خذتِ الار ض ز خر فھا و ازّیّنت اھلھا انّھم قا درو ن علیھا اتا ھا امر نا لیلاً او نھا راً فجعلنا ھا حصیدا کأن لم تغن با لا مس کذ لک نفصّل ا لآ یا ت لقو م یتفکرو ن (یونس:۲٤)

یعنی اس زندگی دنیا کی مثال یہ ہے کہ جیسے اس پانی کی مثال ہے جس کو ہم آسمان سے اتارتے ہیں۔ پھر زمین کی روئیدگی اس سے مل جاتی ہے۔ پھر وہ روئیدگی بڑھتی اور پھولتی ہے اور آخر کاٹی جاتی ہے۔

جواب: اس آیت میں بھی کسی کی موت وغیرہ کا کوئی اشارہ کنایہ تک نہیں ہے بلکہ محض تمام جہان دنیا کی حیاتی یعنی نشو ونما ہی کا حال بیان کیا گیا ہے جس میں کہ جملہ جمادات وحیوانات نباتات وغیرہ کل مخلوقات کا حال مذکور ہے۔

بوجہ من الوجوہ اس جگہ کسی انسان کا بالخصوص کوئی ذکر نہیں ہے، اور نہ کسی کی موت وحیاتی ہی کا بلکہ مطابق کل شیء ھا لک ا لا و جھہ اور و یبقی و جہ ربّک ذو الجلا ل و ا لا کرا م خاص اللہ تعالیٰ ہی ہمیشہ دائم وقائم ازلی ابدی ہے اور بس۔

حضرت عیسیٰ کی نسبت یہ کون کہتا ہے کہ ہمیشہ زندہ ہی رہیں گے۔ بلا ریب

وہ بھی اپنے وقت پر قیامت سے پہلے ضرور ہی مر جائیں گے جیسے کہ دیگر تمام مخلوقات بھی اپنے اپنے وقت پر مرتی جائے گی۔

قول قادیانی نمبر ۱۷۔

سترھویں آیت یہ ہے

ثمّ انّکم بعد ذلك لمیّتو ن (مؤ منو ن :۱۵)۔

اول رفتہ رفتہ خدا تعالی تم کو کمال تک پہنچا تا ہے اور پھر تم اپنا کمال پورا کرنے کے بعد زوال کی طرف میل کرتے ہو یہاں تک کہ مر جاتے ہو۔

جواب : مرزا غلام احمد قادیانی نے لمیّتو ن کو فعل ماضی کا صیغہ سمجھ رکھا ہے حالانکہ اس کو ایک صرف بہائی کا طالب علم بھی بخوبی جانتا ہے کہ لمیّتو ن صیغہ اسم فاعل کا ہے اور کم کے مخاطب زندہ لوگ ہیں مردے نہیں۔

چونکہ حضرت عیسی بھی بعبارت النص قرآن مجید اس وقت تک زندہ ہی موجود اور خاص اسی زمین پر ہی اقامت پذیر ہیں اس لئے وہ بھی اس کم میں مخاطب ہیں۔ اور خاص اپنے وقت مقررہ پر مرنے والے ہیں نہ کہ اس وقت مر چکے ہوئے ہیں۔ افسوس قادیانی کی عربی دانی پر۔ اس کو اتنا بھی شعور نہیں کہ اس آیت میں وہ انکم لمیتو ن سے طرف حضرت عیسی کی موت اور ان کا مر چکنے کا وہم وگمان باطل کر رہا ہے۔ غرض کہ جس طرح قادیانی خود انکم میں مخاطب ہے اور ساتھ ہی اس کے لمیتو ن میں بھی داخل ہے یعنی ضرور ہی وہ مرنے والا ہے، ویسا ہی عیسی بھی انکم میں مخاطب اور لمیّتو ن میں داخل ہیں۔

ہاں اگر بالفرض انکم میں مردے مخاطب ہوتے اور لمیتو ن سے مراد مرے ہوئے لوگ ہوتی، تو پھر بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی روسیاہی ہی روسیاہی تھی کیونکہ سارا جہان اس وقت مرا ہوا نہیں ہے اور نہ ہی مردے مخاطب ہو سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں خود قادیانی بھی جواب تک مرا نہیں ہے تو کیا اس سے وہ بھی اپنے موہومہ قانون قدرت سے باہر ہے۔ بہر حال مرزا قادیانی کو اپنی اس آیت کے پیش کرنے پر بھی سخت نادم ہونا چاہیے۔

قول قادیانی نمبر ۱۸۔

اٹھارویں آیت یہ ہے

الم تر انّ اللّٰه انز ل من السّماء ماء فسلکه ینابیع فی ا لار ض ثمّ یخرِ ج به زر عا مختلفاً الوا نه ثم یهیج مصفرّاً ثم یجعله حطا ماً انّ فی ذلك لذکری لا و لی ا لا لبا ب (الزمر : ۲۱) ۔
ان آیات میں بھی مثال کے طور پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ انسان کھیتی کی طرح رفتہ رفتہ اپنی عمر کو پورا کر لیتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔

جواب :اس آیت میں بھی حضرت عیسی کی موت یا ان کے مر چکنے کا کوئی اشارہ یا کنا یہ تک نہیں، اور نہ ہی کسی اور چیز کی موت کا کوئی وہم وگمان ہوسکتا ہے اگرمرزا قادیانی کو یوں ہی بے محل و بے موقع آیتیں پیش کرنے کی ہوس دامن گیر ہوئی تھی تو تین آیات کے پیش کرنے سے تیس کا عدد پورا کرنے کی تکلیف اٹھانے کی نسبت تو قادیانی کے لئے یہ ایک نہایت ہی آسان تر ترکیب آیتیں پیش کرنے کی دست یاب ہوسکتی تھی کہ وہ خالی سورۃ فاتحہ سے پہلے یہ کہ ایک آیت لکھ دیتا کہ بسم الله الر حمن الر حیم ۔ پھر حسب عادۃ مستمرہ خود یہ بکواس کر دیتا ہے کہ اس سے ثابت ہے کہ عیسی مر چکے ہیں۔ اس کے بعد اپنے دوسرے ثبوت میں الحمد لله ر ب العا لمین لکھ کر بموجب اپنے دستور مقررہ کے یہ لکھ چھوڑ تا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ عیسی مر چکے ہوئے ہیں ۔ اس طرح آگے الر حمن الر حیم اور ما لك یو م الدین۔ ایاك نعبد و ایا ك نستعین۔ اهد نا الصرا ط المستقیم۔ صرا ط الذین انعمت علیهم غیر المغضو ب علیهم و لا الضا لین تک اس کو ہر ہر کلمہ ہر ہر حروف سے اپنے ایسے ہی لغو معنے کرنے اور بے ہودہ نتائج نکالنے کا اچھا خاصہ موقعہ اور ایک وسیع میدان اپنی حماقت کا تماشہ دکھانے کو مل جاتا لیکن اب یہ سب باتیں اس کے واسطے مشت بعد از جنگ ہیں۔ پس وہ اس وقت سوائے اس کے اور کیا کرسکتا ہے کہ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آمدش بر کلہ خویش میزند

قول قادیانی نمبر ۱۹۔

انیسویں آیت یہ ہے

وما ار سلنا من قبلك من المر سلين و الّا انّهم ليأ كلون الطّعا م و يمشو ن في ا لاسواق (الفر قا ن : ۲۰)۔

یعنی ہم نے تجھ سے پہلے جس قدر رسول بھیجے ہیں وہ سب کھانا کھایا کرتے تھے اور بازاروں میں پھرتے تھے۔

جواب: یہ کون کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کھانا نہیں کھاتے، صرف یاقوتیاں یا سونے چاندی کے کشتے بنوا بنوا کر کھاتے رہتے، اور محض مقویات پر گذارہ کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت عیسیٰ چلتے پھرتے نہیں بلکہ گھر کے اندر عورتوں کی ہی محفل خاص میں گھسے رہتے ہیں۔ اس مدعا کی تفصیل وتشریح بی ماقبل رسالہ ہذا ہی میں سابقاً ہو چکی ہے۔

قول قادیانی نمبر۲۰۔

بیسویں یہ آیت ہے

و الّذين يد عو ن من دو ن الله لا يخلقو ن شيئاً و هم يخلقو ن۔ اموا ت غير ا حياء و ما يشعرون ايّا ن يبعثو ن (النحل:۲۰۔۲۱)

یعنی جو لوگ بغیر اللہ کے پرستش کئے جاتے ہیں اور پکارے جاتے ہیں وہ کوئی چیز پیدا نہیں کرسکتے بلکہ آپ پیدا شدہ ہیں مرچکے ہیں زندہ ہی رو نہیں ہیں اور نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

جواب: واہ کیا ہی خوب دلیل حضرت عیسیٰ کی موت موہومہ یا ان کے مرچکنے کی میاں قادیانی نے پیش کی ہے۔ ایں کار تو آید و ملحد چنیں کنند

من دو ن الله جو کوئی ہو خواہ فرشتہ ہو یا رسل انبیاء میں سے، عیسیٰ ہو کہ محمد ﷺ، کرشن ہو کہ رام چندر نانک ہو یا کوئی اور وہ سب کے سب خود کسی چیز کے پیدا کرنے میں بے شک اموات کا حکم رکھتے ہیں۔ یعنی وہ ہرگز کسی چیز کے خالق نہیں ہو سکتے بلکہ مخلوق ہی مخلوق ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی خود کرشن قادیانی فی الحال اموات میں داخل بلکہ وہ تو اس بارہ میں بڑا بھاری مردار ہی مردار ہے کیونکہ اس کی پوجا و پرستش اس کے

مرید اس کی عکسی تصویریں اور فوٹو کھنچوا کر کرتے پھرتے ہیں حالانکہ قادیانی ایک ادنی سے ادنی چیز کے پیدا کرنے کی بھی قدرت نہیں رکھتا۔

ہمیشہ مشرک لوگ جو اپنے اپنے زندہ پیروں مرشدوں کی پوجا کرتے رہتے ہیں، حتی کہ ان کے پاؤں پر سجدے بھی کرتے ہیں، اور اپنی جورو اور بہو بیٹیوں کو بھی بلا پردہ ان کی خاص مجالس ومحافل میں لے جا کر مشرف ومتبرک بناتے ہیں، اور وہ ان کے باطل پیشوا پیر ومرشد بھی ایسی ایسی قبیح حرکات کو بہت ہی پسندیدہ وبرگزیدہ خیال کرتے ہیں۔ یہ امورات بدیہات میں سے ہیں اور عام تام طور پر تمام لوگوں کو ظاہر باہر ہے کہ صرف مردوں ہی کی تعظیم وتکریم نہیں ہوا کرتی بلکہ زندہ پیرں مرشدوں کی ان سے بھی بڑھ چڑھ کر ہوتی رہتی ہے جس طرح کہ خود میاں قادیانی کی دکانداری اس کی شاہد حال ہے، بلکہ ایسا ہی حال قیامت تک ہوتا رہے گا کیونکہ تدعون صیغہ مضارع کا ہے جو کہ زمانہ حال اور استقبال ہر دونوں کو گھیرنے والا ہے۔ پس جب یہ حال ہے تو پھر یہ کہنا کہ سب کے سب مر چکے ہیں سراسر خلاف واقعہ اور معاذ اللہ قرآن کو کلام الٰہی ہونے سے بھی بالکل گرا دینا ہے۔ اصلی اور صحیح صحیح معنی خاص یہی ہیں کہ وہ پیدا کرنے کے بارہ میں بالکل اموات یعنی مرے ہوئے ہیں کیونکہ وہ سب کے سب خود مخلوق ہیں ہرگز خالق نہیں اور نہ آئندہ کبھی کوئی خالق ہوسکتا ہے پس اس میں بھی عیسی کی موت یا مر چکنے کی کوئی بھی بات نہیں ہے۔

قول قادیانی نمبر ۲۱۔

اکیسویں آیت یہ ہے:

ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین (الاحزاب:٤٠)

یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔

جواب: یہ بھی کیا ہی عجیب موت عیسی کی دلیل قادیانی نے پیش کی ہے خاتم النبیین سے یہ مراد ہے کہ کئی ایک پاجی جھوٹے مدعیان رسالت جو محمد ﷺ کے بعد پیدا

ہوں گے جیسے کہ خود قادیانی بھی بروزی وظلی نبی ورسول بننے کا دعوی کرتا ہے یہ سب کے سب باطل پیشوا بننے والے مردود ومرجوم وملعون لوگ پاجی سمجھے جائیں گے پس نہ کوئی نیا نبی پیدا ہوگا اور نہ کوئی نئی کتاب آسمانی علاوہ قرآن کے از سرنو نازل ہوگی۔ یہ بات کہ عیسیٰ کے پھر ظہور فرمانے سے مرزا قادیانی کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں شک شبہ پڑ گیا ہے سو اس کا یہ شک وشبہ بالکل باطل اور فاسد ہی فاسد ہے کیا معنی کہ حضرت عیسیٰ ، حضرت محمد ﷺ سے پہلے کے نبی ہیں نہ کہ بعد کے اور وہ برابر اس وقت تک موجود وزندہ ہی زندہ اسی زمین پر کسی جگہ اقامت پذیر ہیں۔ پس ان کے موجود وزندہ رہنے سے محمد ﷺ کے خاتم النبیین ہونے میں کس کو شک وشبہ ہوسکتا ہے۔ اگر احیاناً کسی کو قادیانی کی طرح ہو بھی تو وہ خود ہی بے وقوف واحمق ومجہول مطلق ہوگا۔ ابراہیم کا قول والذی یمیتنی ثم یحیین جو مرزا قادیانی نے نقل کیا ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ خدا مجھ کو موت دیوے گا پھر قیامت کو زندہ کرے گا یہ نہیں کہ وہ مجھ کو مار چکا ہے اور زندہ کر چکا ہے۔ اگر تو ہم قادیانی یہ بات ہے تو پھر یہ بات کون کہہ رہا ہے کہ وہ مجھ کو مار چکا ہے ..الخ کیونکہ مردہ تو یہ بات نہیں کہہ سکتا۔ اور اگر بوہم قادیانی اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ مجھ کو مارتا ہے اور زندہ کرتا ہے تو پھر روز کا یہ مرنا جینا کیسا اور کہاں کا۔ اتنی جلدی تناسخ والے بھی مرن جیون کے قائل نہیں ہیں۔ البتہ یہ خاص قادیانی ہی کی ہوائی عمارت ہے اور بس۔ اس سے آگے قادیانی نے بزعم خود کچھ سالک کے مقامات ومنازل سلوک کی کیفیت بھی لکھی ہے سو اس کی قلعی یہاں کھولی جاتی ہے۔ یعنی آیت وانّ الدار الآخرة لھی الحیوان لو کانوا یعلمون (پ ۲۱) جو مرزا قادیانی نے اس جگہ پیش کی ہے یہ مرنے کے بعد کی حالت مذکور نہیں بلکہ اس میں صاف لفظ الآخرة موجود ہے جس کا صریح معنی قیامت کا دن ہے جو کہ مقرر ہے اس سے پیشتر کسی مردہ کو کسی حالت میں بھی زندہ سمجھنا محض شرک اور سراسر کفر ہی کفر ہے مطابق

انّك میّت و انّھم میتون۔

اور: کل نفس ذائقة الموت۔

بلکہ سچ پوچھو تو دراصل تمام شرک اور کفر کی بنیاد واساس ہی اسی خباثت ونجاست کے

اعتقاد سے پڑی ہے اور یہی خباثت ونجاست میاں قادیانی کے دماغ میں بھی سمائی ہوئی ہے۔

قول قادیانی نمبر۲۲۔

بائیسویں آیت یہ ہے:

فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون (الانبیاء:۷)۔(النحل:۴۳)
یعنی اگر تمہیں ان بعض امور کا علم نہ ہو جو تم میں پیدا ہوں تو اہل کتاب کی طرف رجوع کرو اور ان کی کتابوں کے واقعات پر نظر ڈالو تا کہ اصل حقیقت تم پر منکشف ہو جاوے۔

جواب: مرزا قادیانی کی طرف سے اس آیت کے پیش کرنے میں بھی حضرت عیسیٰ کی موت ثابت ہو چکی ہے جیسے کہ آج کل کے سکولوں کے اسٹوڈنٹ آپس میں ہنسی مذاق میں کوئی نہ کوئی لغو بات کہہ کر آخر میں جغرافیہ مفتاح الارض کا یہ بنا بنایا فقرہ بے موقعہ و بے محل بولا کرتے ہیں کہ: پس ثابت ہوا کہ زمین گول ہے۔،

مرزا غلام احمد قادیانی اهل الذکر کے معنی یہود ونصاریٰ لیتا ہے لیکن جو کچھ اس نے پوچھنا ہو وہ پوچھتا ان کی کتابوں سے ہے۔ یہ کیا بات ہے؟ اگر اهل الذکر بقول قادیانی یہی کرسچن یا پادری اور یہودی یا ان کے احبار وغیرہ لوگ ہی ہیں تو پھر ہر ایک مسئلہ اور ہر ایک بات کا فتویٰ قادیانی کو ان ہی لوگوں سے پوچھنا چاہیے تھا نہ کہ ان کی کتابوں سے۔ پھر جو کچھ ان کی کتابوں نے جواب دیا وہ بھی مرزا قادیانی نے نہیں بتایا کہ وہ کتابیں کیا بولتی ہیں۔ یعنی ان کو عیسیٰ نے کیا کہا تھا اور کیسے کہا تھا کہ کب مر چکا ہوں اور مر چکا ہوں تو پھر کب اور کیونکر زندہ ہوں گا؟

بہرحال مرزا غلام احمد قادیانی نے اهل الذکر کے معنی کرنے میں جو سخت بے ہودہ گوئی کی ہے وہ سراسر کجروی اور الحاد ہی الحاد ہے کیونکہ ذکر کا لفظ جہاں کہیں کتاب اللہ قرآن مجید میں آیا ہے بغرض اتباع و اقتداء، اس سے مراد ہر جگہ صرف قرآن مجید ہی ہے۔

قول قادیانی نمبر۲۳۔

تئیسویں آیت یہ ہے:

یا ایّتها النّفس المطمئنّة ار جعی الی ر بّك را ضية مر ضية فادخلی فی عبادی و اد خلی جنتی (الفجر: ۲۸۔۳۰)

یعنی اے نفس بحق آرام یافتہ اپنے رب کی طرف واپس چلا آ۔ تو اس سے راضی اور وہ تجھ سے راضی ۔ پھر اس کے بعد میرے ان بندوں میں داخل ہو جا جو دنیا کو چھوڑ گئے ہیں اور میرے بہشت کے اندر آ۔

جواب : مرزا غلام احمد قادیانی کی اس تئیسویں پیش کردہ آیت پارہ ۳۰ رکوع ۱۴ میں بھی ہرگز کوئی اشارہ یا کنایہ کسی کی موت وغیرہ کا نہیں ہے چہ جائے کہ حضرت عیسی کے مر چکنے کا کوئی ذرہ بھر بھی وہم وگمان ہو۔

آیت مذکورہ سے ماقبل کا فروں وغیرہ ہی کا ذکر اور قیامت ہی کا حال مذکور ہے کوئی دنیا کا معاملہ نہیں ۔ مرزا قادیانی نے اپنے ترجمہ مندرجہ بالا میں جو یہ لکھ مارا ہے کہ جو دنیا کو چھوڑ گئے ہیں، تو وہ کس لفظ کا ترجمہ ہے۔ ذرا بتایئے تو سہی ۔

اس جگہ مرزا قادیانی قرآن مجید کو چھوڑ کر اپنی معمولی بساط یعنی صحیح بخاری کی حدیث معراج پر بھی اتر آیا ہے گویا کہ وہ یہاں ترقی معکوس کر کے آسمان پر زندوں کی ملاقات مردوں سے ہونے کے بارہ میں اس حدیث کا حوالہ پیش کرتا ہے شائد اس میں کسی ایسی ناممکن ومحال ملاقات کا حال بطور افسانہ مذکور ہو لیکن کیا اس سے کبھی عیسی کی موہومہ موت کا کوئی وہم وگمان ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں بلکہ ان جھوٹی قصہ کہانیوں سے بھی قادیانی کا کوئی کام نہیں چل سکتا ۔

قول قادیانی نمبر ۲۴:

چوبیسویں آیت یہ ہے:

الله الذی خلقکم ثم رز قکم ثم یمیتکم ثم یحییکم ۔(الروم:۴۰)

اس آیت میں اللہ تعالی اپنا قانون قدرت یہ بتلاتا ہے کہ انسان کی زندگی میں صرف چار واقعات ہیں پہلے وہ پیدا کیا جاتا ہے، پھر تکمیل اور تربیت کیلئے روحانی اور جسمانی طور پر رزق مقسوم ملتا ہے۔ پھر اس پر موت وارد

ہوتی ہے پھر وہ زندہ کیا جاتا ہے۔

جواب: مرزا غلام احمد قادیانی کو اپنا خانہ ساز من گھڑت قانون قدرت کا لفظ تو بہت یاد ہے جو کہ اس نے کسی نیچری یا دہریہ سے سن کر یوں ہی طوطے کی طرح یاد کر رکھا ہے اور خاص یہی لفظ گھڑی گھڑی اور بار بار اس کی زبان بدلگام پر بے محل و بے موقعہ پڑھ بیٹھتا ہے مگر پھر بھی اس سے وہ ہرگز ہرگز کسی طرح یہ بات ثابت نہیں کر سکتا کہ عیسیٰ کی موت مطابق اس کے وہم وخیال کے واقع ہوچکی ہے۔ آیت ہذا نمبر ۲۴ میں یمیتکم صیغہ فعل مضارع کا ہے اگر اس سے موت ہوچکی ہوئی بصیغہ ماضی مراد لیا جائے تو پھر یحییکم بھی صیغہ فع مضارع ہی کا ہے اس کے معنوں سے بھی یہی سمجھنا چاہیے کہ قیامت ہوچکی۔

انسان کی زندگی میں صرف چار واقعات مذکورہ کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں اور ہمیشہ ہوتے رہتے ہیں اور قیامت تک ہوتے رہیں گے جو کہ آیات بینات کتاب اللہ میں مفصل مذکور و موجود ہیں یہ کون کہتا ہے کہ عیسیٰ منجملہ ان واقعات کے موت اور حیات اخروی سے معاذ اللہ حاشا للہ مستثنیٰ ہیں کیونکہ یہ تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا خاصہ ہے مگر اس وقت تک ان کی موت کا وقوع میں آجانا کسی جگہ سے بھی اشارۃً یا کنایۃً ہرگز وہم وخیال میں نہیں آسکتا بلکہ بعبارت النص قرآن سراسر ان کی زندگی ہی زندگی اظہر من الشمس طور پر ظاہر و باہر طور پر ثابت ہوچکی ہے جس کے برخلاف کسی فرد بشر کو بھی ہرگز مجال دم زدن نہیں۔ بشرطیکہ اس کو قرآن مجید کے کلام اللہ ہونے پر ایمان و ایقان ہو۔ ہاں اگر یحییکم کا معنی زندہ کیا جانا حسب بیان قادیانی صرف اسی دنیا کا ہی واقعہ لیا جاوے تو پھر وہ اس سے قیامت کا بھی قطعی طور پر منکر ہے کیونکہ جو جو آیات بینات قرآن میں قیامت کو زندہ ہونے کے بارہ میں مذکور و موجود ہیں ان میں تو اس نے اسی دنیا میں ہی زندہ ہونا لکھ مارا ہے۔ بس بلا ریب اس کی تحریر و تقریر سے تو قطعی اور یقینی طور پر ظاہر باہر ہے کہ وہ قیامت کا بالکل منکر ہے۔ غرض کہ حضرت عیسیٰ ثم یمیتکم کے مطابق ضرور ہی مریں گے اور مر کر بالکل فنا و معدوم ہوجائیں گے پھر مطابق ثم یحییکم کے صرف قیامت ہی میں زندہ ہوں گے جیسے کہ اور تمام لوگ دنیا میں مر کر پھر قیامت میں زندہ ہوں گے۔ بوجہ من الوجوہ

حضرت عیسیٰ کسی طرح بھی مستثنیٰ نہیں ہو سکتے نہ یمیتکم سے نہ یحییکم سے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو کیونکر مستثنیٰ کرتا۔

قول قادیانی نمبر ۲۵

پچیسویں آیت یہ ہے:

کل من علیھا فا ن و یبقی و جه ر بك ذو الجلال و الا کرا م

۔(الرحمٰن:۲۶۔۲۷)

یعنی ہر ایک چیز جو زمین میں موجود ہے اور زمین سے نکلتی ہے وہ معرض فنا میں ہے یعنی دم بدم فنا کی طرف میل کر رہی ہے۔

جواب: یہ بے شک حق ہی حق ہے کہ کل من علیھا فا ن و یبقی وجه ر بك ذو الجلا ل و ا لا کرا م اور اس میں بھی کوئی شک وشبہ نہیں کہ حضرت عیسیٰ بھی ضرور ہی مر کر بالکل فنا اور معدوم ہو جائیں گے مگر اس سے ہرگز یہ کسی طرح کوئی بھی وہم وگمان نہیں ہوسکتا کہ جو لوگ دنیا میں موجود ہیں وہ سب کے سب اس وقت بھی فنا شدہ یعنی مر چکے ہوئے ہیں کیونکہ فانٍ کے معنی مرنے والے کے ہیں نہ یہ کہ مر چکے ہوئے کے۔ اگر بموجب مرزا قادیانی کی نئی خانہ ساز من گھڑت لغت کے یوں ہی ہوں تو پھر کوئی بندہ خدا اس سے یہ پوچھے کہ تم جو اس وقت موجود ہو اور بکواس وغیرہ کر رہے ہو تو یہ خود تم ہی زندہ موجود ہو، یا کوئی اور جن بھوت ہے جو بشکل مرزا غلام احمد قادیانی یہ حرکات کر رہا ہے۔

فانٍ کے معنوں میں مرزا قادیانی کا گول مول طور پر یہ لکھ مارنا کہ جو زمین موجود میں موجود ہے اور زمین سے نکلتی ہے وہ معرض فنا میں ہے اس لفظ معرض فنا سے گویا کہ بزعم خود فانٍ کا ترجمہ کر کے دکھایا گیا ہے جو کہ سراسر بے معنی اور مہمل ہی مہمل ہے۔ یا تو اس کے یہ معنی کرو کہ، ہو چکا، یا، ہونے والا، ۔اگر یہ، ہو چکا، ہے تو بالکل خلاف واقع ہے کیونکہ ابھی کروڑ ھا مخلوق جس میں جملہ جمادات نباتات حیوانات وغیرہ کل مخلوقات یہ سب کچھ موجود ہے اور خود (مرزا قادیانی) بھی زندہ موجود ہے، اور

اگر ہونے والا، ہوتو پھر تمہاری یہ بیہودہ ہائے والے واویلا اور آہ وزاری خواہ مخواہ کیوں ہے کہ فانٍ سے حضرت عیسیٰ کی موت یا ان کے مر چکنے کا کوئی باطل وہم وخیال ہو سکتا ہے حالانکہ اس سے اشارۃً یا کنایۃً بھی کسی کو کوئی ایسا شک وشبہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

اخیر پر مرزا غلام احمد قادیانی کو اچھی طرح معلوم ہونا چاہیے بلکہ ایسے جواب کان کھول کر سننا چاہیے بموجب اس کے زعم باطل وخیال فاسد کے جو وہ بار بار ظاہر کرتا ہے عیسیٰ کہیں آسمان پر نہیں چڑھ گئے ہوئے بلکہ وہ خاص اسی زمین ہی پر بجسدہ عنصری کسی جگہ زندہ بخیر وعافیت اقامت پذیر ہیں۔

قول قادیانی نمبر ۲۶

چھبیسویں آیت یہ ہے۔

انّ المتّقین فی جنّات و نهر فی مقعد صدق عند ملیك مقتدر ۔(القمر : ٥٤۔٥٥) یعنی متقی لوگ جو خدا تعالی سے ڈر کر ہر ایک قسم کی سرکشی کو چھوڑ دیتے ہیں وہ فوت ہونے کے بعد جنات اور نہر میں ہیں صدق کی نشست گاہ میں باقتدار بادشاہ کے پاس۔

جواب: اس آیت کا ترجمہ بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے سر تا پا بالکل غلط اور سراسر الٹ پلٹ اپنی مرضی کے موافق کر کے ناحق کتاب اللہ قرآن مجید کی بالکل تحریف وتکذیب کی ہے کیونکہ یہ حالت بھی دراصل قیامت ہی کی ہے نہ کہ دنیا کی چنانچہ دیکھو پارہ ۲۷ سورہ قمر، ع ۱۰۔

اس کے ماقبل قیامت وعذاب دوزخ وکفار ہی کا ذکر ہے۔ بعدہ متصل ہی مومنوں کا حال مذکور ہوا ہے کہ وہ بہشت میں اس طرح داخل کئے جائیں گے اور یہ قرآن مجید کا عجیب طرز فصاحت وبلاغت ہے کہ ہر ایک بات کے ساتھ اس کی نقیض بھی ذکر کی جاتی ہے مطابق

الله نزل احسن الحدیث کتاباً متشابهاً مثانی ،

کے۔ لیکن چونکہ قادیانی از راہ بے ایمانی وکجروی اپنے اقوال وافعال سے عموماً قرآن

مجید کا کافر اور خصوصاً قیامت کا منکر ہی ہو رہا ہے اس واسطے وہ جہاں جہاں کوئی آیت قیامت کے حالات کی لکھتا ہے وہاں اس کو صرف اسی دنیا ہی کی سوجھتی ہے اور بس۔

اخیر پر مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی ایک الہامی عربی عبارت بھی مرقوم کی ہے جس میں اس نے اپنے آپ کو پھر مامور ظاہر کیا ہے گویا کہ وہ اس بات کو بخوبی جان بوجھ کر کہ حضرت عیسیٰ کی موہومہ موت کو تو وہ کسی طرح آیات قرآنی سے ہرگز ثابت کر ہی نہیں سکتا اخیر میں وہی اپنے مامور ہونے کی بڑ ہانکتا ہے جس طرح کہ ماقبل اسی تردید کی تمہید ہی میں ایک ایرانی اوباش مثل بچہ اور اس کے دم دار مامور بننے کی مثال درج ہو چکی ہے مگر ان خالی خولی بیہودہ باتوں اور یاوہ گوئیوں سے ہوتا ہی کیا ہے۔ کیا ایسی ویسی لایعنی مجذوبانہ بڑوں سے وہ سچ مچ مامور بن سکتا ہے یا صرف اول جلول واہی تباہی اوٹ پٹانگ باتیں بک دینے سے وہ معاذ اللہ کسی طرح حضرت عیسیٰ کی موہومہ موت کو ثابت کر سکتا ہے۔ حاشا وکلا کبھی نہیں ہرگز نہیں۔

قول قادیانی نمبر ۲۷

ستائیسویں آیت یہ ہے:

ان الذین سبقت لهم منا الحسنی او لئك عنها مبعدو ن لا یسمعو ن حسیسها و هم فی ما اشتهت انفسهم خا لدو ن۔

(الانبیاء: ۱۰۱۔۱۰۲)

یعنی جو لوگ جنتی ہیں اور ان کا جنتی ہونا ہماری طرف سے قرار پا چکا ہے وہ دوزخ سے دور کئے گئے ہیں اور وہ بہشت کی دائمی لذات میں ہیں۔ اس آیت سے مراد حضرت عزیر اور حضرت مسیح ہیں اور ان کا بہشت میں داخل ہو جانا اس سے ثابت ہوتا ہے جس سے انکی موت بھی بپایہ ثبوت کو پہنچتی ہے۔

جواب: واہ کیا کہنے ہیں مرزا قادیانی کے۔ اس سے بھی کون سا ثبوت اس نے اپنی طرف سے حضرت عیسیٰؑ کی موت واقع ہو چکنے کا نکالا ہے۔ یہ بھی سراسر قیامت ہی قیامت کا حال مذکور ہے نہ کہ معاذ اللہ حاشا للہ کوئی کسی کی موت یا مرنے

وغیرہ کا۔ اور یہاں حضرت عزیرؑ اور حضرت عیسیٰؑ کا تو کہیں نام ونشان تک بھی نہیں آیا۔ نام کیا بلکہ ان کی نسبت تو کوئی اشارہ کنایہ تک کا بھی وہم وگمان نہیں ہوسکتا۔ پھر معلوم نہیں کہ مرزا قادیانی کی یوں ہی عقل خبط ہوگئی ہے کہ وہ خواہ مخواہ اسی طرح سے بے موقعہ وبے محل آیات قرآنی بے سمجھے بوجھے لکھ مارتا ہے یا کہ خود دیدہ دانستہ جان بوجھ کر عربی سے ناواقف عباد الرحمٰن کو دھوکہ اور فریب دینے کے لئے ایسی بے ایمانی والحاد وارتداد کرتا ہے۔

بہر حال ناظرین آیت ہذا میں کردہ قادیانی کے ماقبل و مابعد کی جملہ آیات کو خود بھی اچھی طرح سے ملاحظہ ومطالعہ فرمالیویں تاکہ پوری تسلی واطمینان ہوجائے کہ قادیانی نے اس موقعہ پر بھی کس قسم کی عیاری اور مکاری اور جعل سازی برتی ہے کہ خود بخود من گھڑت خانہ ساز طور پر اس آیت کے معنی کرنے میں یہ فقرہ جڑ دیا ہے، اس آیت سے مرد حضرت عزیر اور حضرت مسیح ہیں، حالانکہ فی الواقع قرآن مجید میں آیت مذکور کے ماقبل و مابعد ان کے ذکر کا کوئی اشارۃً یا کنایۃً بھی کچھ وہم وخیال تک نہیں ہو سکتا۔ آیت ہذا میں بھی مرزا قادیانی نے کتاب اللہ کی سراسر تحریف وتکذیب کی ہے اور کلام اللہ میں تحریف وتکذیب کرنے والے از روئے ارشاد قرآنی کافر یا ملحد یا مرتد وغیرہ جو کچھ ہوتے ہیں وہ بھی عباد الرحمٰن سے کچھ مخفی نہیں۔

قول قادیانی نمبر ۲۸

اٹھائیسویں آیت یہ ہے:

این ما تکونوا یدرککم الموت ولو کنتم فی بروج مشیدۃ۔

(النساء:۷۸)

یعنی جس جگہ تم ہو اسی جگہ موت تمہیں پکڑے گی اگرچہ تم بڑے مرتفع برجوں میں بودوباش اختیار کرو۔ یہ اشارۃ النص بھی مسیح ابن مریم کی موت پر دلالت کررہے ہیں۔ موت کے تعاقب سے مراد زمانہ کا اثر ہے۔

جواب: یہ آئے کلام اللہ کی تو بالکل سچ ہی سچ اور سراسر حق ہی حق ہے لیکن

قادیانی کے جھوٹے اور کاذب ہونے میں کسی کو ذرہ بھر بھی شک وشبہ نہیں ہوسکتا کیونکہ اس کی تحریف وتکذیب قرآن مجید میں اس سے اور بھی ظاہر باہر ہوگئی ہے۔ یدر ککم صیغہ فعل ماضی کا نہیں بلکہ فعل مضارع کا صیغہ ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کو یاد رہے بیشک موت تم کو پکڑے گی، اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کو بھی اپنے وقت مقررہ پر موت پکڑے گی۔ لیکن اس یہ کیونکر کوئی وہم وگمان کرسکتا ہے کہ چونکہ ان کو موت پکڑے گی لہذا اس سے ثابت ہوا کہ وہ مر چکے ہیں۔ مرزا قادیانی کو خواہ مخواہ کسی آدمی شیطان نے بہکا کر صرف ایک لفظ سنت اللہ ہی کا سکھا چھوڑا ہے یا یوں ہی قانون قدرت کا بھی ایک لفظ اس نے یاد کر رکھا ہے، لیکن ان لفظوں کے معنی ومفہوم سے بالکل بے خبر اور ناآشنائے محض ہے۔ یوں ہی جاہل نیچریوں کی طرح بے موقعہ وبے محل جہاں چاہتا ہے سنت اللہ اور قانون قدرت کے الفاظ استعمال کر کے بے علم عوام کالانعام کو اس قسم کی جعل سازی سے دھوکہ اور فریب دیتا رہتا ہے۔

یہ کون کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ ہماری طرح خاکی جسم نہیں رکھتے بلکہ معاذ اللہ وہ مرزا قادیانی کے مفروضہ وموہومہ شہداء یا مقربین کی طرح کوئی اور ہی (نورانی وغیرہ) جسم رکھتے ہیں اور کسی اور ہی حالت (روحانی وغیرہ) میں عام انسانوں سے بالا بالا ہی اڑتے پھرتے یا سب سے الگ تھلگ علیین میں اپنا استر بستر لگائے بیٹھے ہیں۔ کلا وحاشا ہرگز ایسا نہیں ہے۔ ہم بھی تو عیسیٰؑ کو محض خاکی جسم ہی کہتے ہیں، نہ کہ نوری یا آبی یا آتشی یا ہوائی وغیرہ۔ پس وہ آنے والی موت سے کس طرح مستثنیٰ رہ سکتے ہیں۔ نہ ہی کوئی اس بات کا قائل ہے کہ وہ آئندہ کبھی نہیں مریں گے یہ شان تو خاص اللہ ہی کی ہے اور اسی کا یہ خاصہ ہے کہ الحی الذی لا یموت۔ اور ھو الحی القیوم

اخیر پر مرزا غلام احمد قادیانی نے جو موت کے تعاقب کی نسبت لکھا ہے وہ ذرا یہ تو بتائے کہ یہ موت کا تعاقب کرنا اس نے کہاں سے اڑایا یا چرایا ہے۔ آیت پیش کردہ میں لفظ تو صرف یدر ککم کا ہے جس کے معنی محض پائے جانے کے ہیں، نہ کہ تعاقب کرنے کے۔ پس کیا قادیانی کی موہومہ تعاقب کرنے والی موت بھی کوئی شکاری سکھایا ہوا جانور وغیرہ ہے جو کہ قادیانی ایسے موٹے تازے شکاروں کے پیچھے دوڑتا پھرتا ہے جس طرح کہ تازی کتا جنگلی جھاڑیوں میں سے خرگوشوں کو شکار کر لاتا

ہے یا کوئی اور بلا ہے۔ بہرحال قادیانی اپنی اس تحریف وتکذیب کا بھی آپ ہی ذمہ دار اور جواب دہ ہے۔

قول قادیانی نمبر ۲۹

انتیسویں آیت یہ ہے:

ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتھوا (الحشر: ۷)

یعنی رسول جو کچھ علم ومعرفت عطا کرے وہ لے لو اور جس سے منع کرے وہ چھوڑ دو۔

جواب: اس آیت میں بھی نہ تو حضرت عیسیٰؑ کا نام ونشان اور نہ ہی ان کی موت بلکہ کسی فرد بشر کو تو کیا کسی چیونٹی تک کی بھی موت کا کوئی ذرا بھر بھی اشارۃً یا کنایۃً وہم وگمان نہیں ہوسکتا۔ پھر یہ کیا باعث ہے؟ اور کس برتے پر اس کو مرزا غلام احمد قادیانی خاص حضرت عیسیٰؑ کی موت ثابت کرنے کے لئے خواہ مخواہ پیش کر کے ناحق تحریف وتکذیب قرآن مجید کا مرتکب ومجرم ہوتا ہے کیونکہ آیت ہذا کے ماقبل تو... مال فئے کا حال ذکر کیا گیا ہے بعدہ اس کے مصرف ومحل مذکور وموجود ہیں: کما قال اللہ

ما أفاء اللہ علی رسولہ من اھل القری فللہ و للرسول و لذی القربی و الیتامی و المساکین و ابن السبیل کی لا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم و ما آتاکم الرسول فخذوہ و ما نہاکم عنہ فانتھوا و التقوا اللہ ان اللہ شدید العقاب۔

(الحشر: ۷)

اور مسلمانوں کو یہ ارشاد ہو کہ جو کچھ تم کو ہمارا بھیجا ہوا قرآن مرحمت ومکرمت فرماوے تم اس کو بسر وچشم منظور ومقبول کرلیا کرو اور جس شخص کو اس مال کے لینے سے روکے اور بند کرے وہ رک جاوے ہرگز مداخلت بے جانہ کرے۔

اس موقعہ پر مرزا غلام احمد قادیانی کو چند موضوعہ ومردودہ احادیث پیش کرنے سے بھی ہرگز کوئی سہارا نہیں مل سکتا بلکہ اس کا ایسا کرنا اپنا منہ آپ ہی

چیتھڑوں سے پیٹ لینا ہے۔خصوصاً یہ خانہ ساز من گھڑت حدیث اعمار امتی ما بین الستین الی السبعین و الھم من یجوز ذلك پیش کرنی سراسر اس کی حماقت کا نشان ہے کیونکہ یہ بھی بالکل بے تعلق اور بے محل ہے کہاں عیسی اور کہاں اس حدیث کے امت والے لوگ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کو یہاں ذرا یہ بھی بتانا چاہیے تھا کہ امت کے کیا معنی ہیں جو کہ اس نے بزعم خود سمجھ رکھے ہیں۔علاوہ ازیں قادیانی نے اس جگہ بقول مرتا کیا نہ کرتا، اپنی غرقابی سے بچنے کے لئے پھر خس وخاشاک پر ہاتھ ڈالا ہے یعنی ایک ایسی حدیث کی سند پکڑی ہے جو کہ علاوہ بے ہودہ ہونے کے بالکل خلاف واقعہ بھی ہے کہ، کوئی ایسا زمین پر مخلوق نہیں جو اس پر سو برس گذرے اور وہ زندہ رہے۔مگر افسوس ہے کہ قادیانی کی اس سے بھی ہرگز کچھ پوری نہیں پڑسکتی کیونکہ اس حدیث کے گھڑنے والے بچارے کو تو اتنی بھی عقل وتمیز اور خبر نہیں کہ خاص آج کل بھی کئی ایک لوگ تو قریباً ہر شہر ہر قصبہ کے اکثر محلوں میں ایسے پائے جاتے ہیں جن کی عمر سوسو برس یا اس سے بھی متجاوز ہو کتب تواریخ کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ کے زمانہ حیات کو تیرہ سو برس سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے مطابق تحقیقات وتحریرات حکمائے محققین حالات عمر وغیرہ، اس وقت کے لوگون کی عمریں بحساب آج کل کے لوگوں کی عمروں سے کچھ زیادہ ہی ہونا چاہیے تھیں نہ کہ اور بھی کم۔

ماسوائے اس کے یہ کہنا کہ کوئی مخلوق زمین پر سو برس سے زیادہ کی عمر کا زندہ نہیں رہتا، سرتاپا ثمرہ ونتیجہ لاعلمی و بے وقوفی ہی کا ہے کیونکہ مخلوق میں تو کائنات عالم اور جہان دنیا کی ساری کی ساری چیزیں داخل ہیں اور وہ ہزارہا برس سے بھی زیادہ عرصہ سے بحال خود موجود ہیں۔ ہاں اگر مخلوق سے مراد بالفرض مخلوقات حیوانات اور زندگی مراد معمولی حیوانی زندگی اسی جہان دنیا کی ہی لی جائے تو پھر بھی اس مخلوق میں ہاتھی عقاب وغیرہ کل حیوانات بری و بحری و ہوائی داخل ہیں ان میں سے کئی ایک حیوانات اور جانور ایسے ہیں کہ جن کی زندگیاں سوسو برس تو کیا کئی کئی سو برس تک کی ہو سکتی بلکہ ہوتی رہتی ہیں۔

مخلوقات میں نباتات بھی ہیں ان کی بھی ایک گونہ زندگی نباتاتی ہوا کرتی

ہے۔سو اگر اس نباتاتی زندگی کو بھی دیکھا جائے تو درخت کئی کئی ہزار برس کی زندگی کے اب تک دنیا میں مختلف مقامات پر زندہ وموجود ہیں اور وہ مشہور اور معروف بھی ہیں ۔معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں مذکورہ بالا حدیثیں کسی مقدمہ باز نے قاضی یا مجسٹریٹ کے سامنے اپنے مقدمہ میں جھوٹی شہادت پیش کرنے کی خاطر گھڑ لی تھیں ۔لیکن جب کہ ان کا خلاف واقعہ ہونا صریحی تھا تو پھر اس نے ان کے ساتھ رسول ﷺ کی طرف ایک قسم بھی گھڑ دی جس طرح سے کہ عموماً جھوٹے جعل ساز لوگ پبلک کو یقین دلانے کے لئے ایسی جعل سازی کرتے رہتے ہیں۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے بیہودہ بیان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ جس جس مخلوق کی عمر سو برس سے زیادہ ہو اس کی نسبت یہ سمجھنا چاہیے کہ وہ زمین کی مخلوق نہیں بلکہ آسمانی مخلوق ہے۔ حاشا وکلا ۔ یہ تو اس نے ایک عجیب ہی اندھی فلاسفی چھانٹی ہے کہ جو شخص زمین کی کل مخلوقات میں سے ہو، وہ شخص سو برس کے بعد زندہ نہیں رہے ۔یعنی بقول اس کے اس کی پیش کردہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کوئی زمین پر پیدا ہوا اور خاک میں سے نکلا وہ کسی طرح سو برس سے زیادہ نہیں رہ سکتا ۔ پس مرزا غلام احمد قادیانی کے اس بیان بیہودگی کو ناظرین ملاحظہ فرمالیویں کہ کہاں حضرت عیسی کی موت کا ثبوت اور کہاں یہ فضول ہزلیات ۔

قول قادیانی نمبر۳۰

تیسویں آیت یہ ہے:

او ترقی فی السّماء قل سبحان ربّی هل کنت الّا بشرا رسولا (بنی اسرائیل :۹۳)

یعنی کفار سمجھتے ہیں کہ تو آسمان پر چڑھ کر ہمیں دکھلا تب ہم ایمان لے آویں گے ۔تو کہدے کہ میرا خدا اس سے پاک تر ہے کہ اس دار الابتلاء میں ایسے کھلے کھلے نشان دکھاوے اور میں بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوں کہ ایک آدمی ۔الخ

جواب : اس آیت (پارہ ۱۵ ع ۱۰) میں بھی کوئی اشارہ یا کنایہ حضرت عیسیٰؑ پر اور ان کی موت کا ہرگز نہیں ہے اور نہ ہی اس سے کسی اور شخص بلکہ ادنی سے ادنی مخلوق کے مرنے کا کوئی ذرہ بھر بھی اشارۃً یا کنایۃً شک وشبہ یا وہم وگمان ہی ہوسکتا ہے۔

پھر بادی النظر میں آسمان پر جانے کی بھی اس سے کوئی نفی نہیں ہے گو ہم کو اس بات سے کچھ بھی غرض نہ ہو مگر بہرحال بات یہ ہے کہ خود آسمان پر جا کر وہاں سے لکھی لکھائی کتاب لانے کی نسبت یہ جواب ہے اور بس۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک لفظ عادت اللہ بھی کہیں سے سیکھ چھوڑا ہے جس کو وہ تقریباً اپنی ہر بیہودہ گوئی میں بالکل بے موقع و بے محل بک دیتا ہے، حالانکہ مطلب وغیرہ اس کا اس کو خاک معلوم نہیں۔ چنانچہ لفظ حسب عادت مستمرہ اس نے یہاں بھی لکھ مارا ہے۔ لیکن نہ تو حضرت مسیح بجسد عنصری آج کل آسمان پر گئے ہیں اور نہ ہی بقول مرزا غلام احمد قادیانی، حضرت یحی آدمؑ، حضرت ادریسؑ، حضرت ابراہیمؑ، حضرت یوسفؑ وغیرہ مر کر آسمان پر جا پہنچے ہیں۔ ایسا ہی حضرت محمد رسول اللہ ﷺ بھی معراج کی رات کہیں آسمانوں کے اوپر نہیں چڑھ گئے تھے، اور نہ ہی انہوں نے آسمانوں میں ان سب رسل انبیاء کو جا کر دیکھا تھا۔ یہ سب کی سب باتیں محض غلط اور سرار فضول ہی فضول ہیں، اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ایسے ظالم موذی لوگوں، باطل پیشواؤں شیطانوں نے صرف ڈھکوسلے ہی ڈھکوسلے بنا رکھے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ان لغویات کا ہرگز کہیں کوئی ذکر کیا، بلکہ ذرہ بھر اشارہ و کنایہ تک کا بھی کوئی شک وشبہ اور وہم وگمان نہیں ہوسکتا۔

علی ہذا القیاس رفع کے معنی نہ تو حضرت مسیح کے بارہ میں آسمان پر اٹھا لے جانے کے ہیں، نہ ہی دیگر رسل انبیاء کے حق میں اس کے ایسے معنی ہوسکتے ہیں۔ چنانچہ اس کی تفصیل وتشریح ماقبل رسالہ ہذا ہی میں سابقاً اتم واکمل طور پر ہو چکی ہے وہاں دیکھو تا کہ پوری پوری تسلی واطمینان ہو جائے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے پھر اس جگہ اپنی وہی پرانی باطل استدلال کی مستعملہ ڈفلی لے کر لفظ توفّی کی غلط بحث کا بیوقت راگ گایا ہے جس کا آخری انترہ یا ٹیپ کا بند یہ ہے،

توفی کا لفظ جو صریح وفات پر دلالت کرتا ہے جا بجا ان کے حق میں موجود ہے، الخ

یعنی حضرت عیسیٰؑ مر کر ہی ان فوت شدہ لوگوں سے جا ملے ہیں جو ان سے پہلے اٹھائے گئے تھے۔ یہ بھی اس کی سراسر بے ہودہ سرائی اور بہتان وافتراء علی اللہ ہی ہے، ورنہ وہ ذرا یہ تو بتائے کہ دلالت کرنا چہ معنی دارد۔ کجا توفی، کجا موت۔ اس کی تفصیل وتشریح بھی ماقبل پوری پوری ہو چکی ہے۔

اخیر میں مرزا غلام احمد قادیانی کو ہم پھر پکار کر کہتے ہیں کہ پہلے لوگ بھی نہ تو ہرگز اٹھائے گئے، اور نہ ہی وہ آسمان پر پہنچے ہوئے ہیں۔ یہ بھی مرزا قادیانی کا صرف باطل وہم وگمان ہی ہے۔

اور رفعناہ مکاناً علیاً سے ہرگز ہرگز موت دے کر اٹھانا مراد نہیں ہے بلکہ دنیا ہی میں اس کے مرتبہ وعزت کو بلند کرنا اور بڑھانا مراد ہے اور بس۔ کیونکہ جملہ رسل انبیاء کرام کل ملائکہ مقربین الملاء الاعلی وغیرہ عموماً وخصوصاً سب لوگوں کے ارواح اول ہی روز مرنے کے وقت اپنے اپنے بدنوں میں بالکل فنا ومعدوم ہو جاتے ہیں، اور پھر چند روز کے بعد ہر ایک کا بدن بھی خاک در خاک ہو کر بالکل معدوم وفنا ہو جاتا ہے۔ پس جب کہ وہ دونوں چیزیں یعنی کل ارواح اور تمام ابدان بھی مطابق ہدایت و ارشاد کتاب اللہ المجید کے بالکل فنا ومعدوم ہو جاتے ہیں، تو پھر میاں غلام احمد قادیانی کی حدیث مذکورہ بالا رسل انبیاء کی کس چیز کو آسمان پر اٹھا کر لے جاتی ہے۔ کلا وحاشا ہرگز کوئی چیز بھی ایسی باقی نہیں رہتی۔ جس کو آسمانوں میں لے جایا جائے۔ چنانچہ اس مدعا کی پوری تفصیل وتشریح رسالہ روح الانسان کما بین القرآن میں اتم و اکمل ہو چکی ہے۔... تمت۔

راقم: اڈیٹر رسالہ اشاعۃ القرآن لاہور

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم و ۸ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۱۔۲، جلد ۲۲ و ۲۴

آسمانی نشان

ہر شئے ذرے سے لے کر صحرا تک ،اور قطرے سے لے کر دریا تک، اور ضعیف پشے سے لے کر قوی ہیکل ہاتھی تک، اور تن آور درخت سے لے کر پر کاہ تک، سب آسمانی نشان، یعنی صناع کون و مکان اور خالق انس و جان کی قدرت وصنعت کے مضبوط حجت و براہان ہیں۔ مگر معلوم نہیں نا خلف لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) اور اوس کے کھوسٹ باپ (یعنی مرزا قادیانی کے الہام کنندہ) کی مراد آسمانی نشان سے کیا ہے۔

لیپا لک (مرزا قادیانی) کا ایمان یقیناً رب العالمین کی قدرت کے نشانوں اور اوس کے معجزات باہرہ اور علامات قاہرہ پر نہیں، کہ اپنے لئے چنڈول نا معقول شیطانی باپ کے نشانوں کے ظہور کا ہمیشہ منتظر رہتا ہے۔ لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) کا ایمان تو پروردگار عالم کے لم یزل وجود اور اوس کی صفات کاملہ پر کیا ہوگا، خود باپ (یعنی مرزا کے الہام کنندہ) کا ایمان بھی نہیں

تو حال خاندانش را چہ پرسی
سگ و سگ زادگان کرسی بہ کرسی

معلوم نہیں آسمانی باپ کو اپنے لیپا لک (مرزا قادیانی) سے کیا ضد آپڑی ہے کہ لیپا لک کو ذلیل کرنے اور جھوٹا بنانے کے لئے غلط الہام کرتا رہتا ہے۔

ایک آسمانی نشان تو یہ تھا کہ ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کی اشاعت بند ہو جائے گی اور اسی سال پر حصر نہیں، مسخرہ آسمانی باپ اپنے نا خلف لیپا لک پر تین سال سے برابر الہام کرتا ہے کہ ضمیمہ اب بند ہوا۔ اور اب بند ہوا۔ مگر کیا وہ کبھی بند ہوا ہے یا ہوگا۔ ہاں برے کی اس میں وہ ضرور ہو جائے گا۔

شحنہ ہند کے ضمیمے نے تو دجالوں کی ناک میں بعون اللہ القہار تیر ڈال رکھا

ہے۔ بولتی بند کررکھی ہے، سروں پر آرہ چلا رکھا ہے۔ جب تک مجدد السنہ مشرقیہ اور شحنہء توحید کے دم میں دم ہے، اور خاصان الٰہی (مربیان ومعاونان ضمیمہ ہند) کا سایہ عاطفت اس کے سر پر ہے، بند ہونہیں سکتا۔ ہاں بروزیت و دجالیت کی ترکی جلد تمام ہوئی جاتی ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ابھی ابھی امرتسر سے چند معتمد حضرات تشریف لاکر غریب خانہ پر فروکش ہوئے۔ اون کا بیان ہے کہ مرزائیت کی ہوا اکھڑ رہی ہے۔ وہ دم توڑ رہی ہے۔ اوس کے پاؤں اوکھڑ گئے ہیں۔ مرزائیوں کا ایک معتد بہ حصہ منحرف ہوگیا ہے۔ ضمیمہ کو دیکھ دیکھ کر لوگ مرزائیت سے نفرت کرتے جاتے ہیں، اور راہ راست پر آتے جاتے ہیں۔ اور چونکہ مرزا جی نے لوگوں کو دم جھانسے دے کر بہت سا مال جمع کرلیا ہے اور سادہ لوحوں کی گانٹھ کاٹ کر جائدادیں اوروں کے نام پر خرید لی ہیں، اور مستورات کو زیور مرصع بجواہرات سے سونے کی پتلیاں بنا دیا ہے، لہذا جن لوگوں پر طلسم کھلتا جاتا ہے کہ:...(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ کے زیرنظر شمارے کا صفحہ۲ اور صفحہ۳ مجھے نہیں ملا۔ اس لئے یہ مضمون نامکمل ہی نقل کیا جارہا ہے۔ نیز صفحہ۲ یا ۳ سے جو مضمون شروع ہوکر صفحہ۴ پر ختم ہوا ہے، اس کا شروع کا حصہ بھی دستیاب نہ ہوسکا، اور یہ بھی معلوم نہ ہوسکا کہ اس مضمون کا عنوان کیا ہے۔ تاہم میں نے اسے: قادیانی الہامات، کا عنوان دے کر ذیل میں نقل کردیا ہے۔ بہاء)۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم و۸ جنوری ۱۹۰۴ء۔ نمبر۱۔۲ جلد۔۲۲و۲۴ ص ۱)

قادیانی الہامات

(جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے کہ مضمون ہذا کا ابتدائی حصہ نہیں ملا۔ تاہم معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام پر مولانا احمد حسن شوکت بتارہے ہیں کہ اگرچہ بعض غیر مسلم محققین کو) آنحضرتﷺ کی رسالت سے انکار ہے، لیکن منصف مزاج علماء وحکماء یوروپ اور اکثر مصنفین ومورخین آنحضرتﷺ کو سچا رفارمر اور ہادی سمجھتے ہیں اور اصول مذہب اسلام کو قانون فطرت کے موافق بتاتے ہیں۔

صرف ایک ناخلف لیپا لک (مرزا قادیانی) ہے جو دیگر انبیاء کو اپنی جعلی اور

زوری بروزیت کے مقابلے میں نہیں دیکھ سکتا۔ نہ اس کے دل میں ان کی عظمت ہے۔

شوکت اللہ (مولانا احمد حسن شوکت) نے یہ بھی اعتراض کیا تھا کہ مرزا جی تو چینی الاصل اور پنجابی نژاد مغل ہیں، ان پر زبان عرب میں خلاف آیت:

و ما ارسلنا من رسول ا لا بلسان قو مه

کیوں الہامات ہوتے ہیں۔

قادیانی مرزا جی نے اس اعتراض کو تسلیم کیا اور اب ان پر علاوہ زبان عرب کے اردو اور فارسی زبان میں بھی الہام ہوتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ آسمانی باپ نے جو پیر نابالغ ہے، اردو اور فارسی زبان کا بھی آسمانی سکول سے ڈپلوما لے لیا ہے، اور ان زبانوں میں بھی لیپا لک پر الہام کرنا شروع کر دیا ہے۔

لیکن اب یہ اعتراض ہے کہ ہندوستان تو مختلف اقوام و مذاہب کا مسکن ہے جن کی زبانیں بھی مختلف ہیں، اور لیپا لک ٹھہرا امام الزمان اور سب کا نبی۔ پس آسمانی باپ کو اس کی خاطر پشتو، کشمیری، سنسکرت، بھاشا، مرہٹی، گجراتی، سندھی، مارواڑی، میواڑی، انگریزی وغیرہ کی تعلیم بھی اسکول میں حاصل کرنا پڑے گی۔

الغرض چاہیئے لیپا لک (مرزا قادیانی) کی خاطر غریب بوڑھا باپ سبھی جتن کرنے پر مجبور ہوگا۔ آپ جانئے: لعل پیارا تو لعل کے خال بھی پیارے۔

اور جب وہ امام الزمان ہے، تو دنیا کی زبانوں ٹرکی، فرنچ، لاطینی، جرمنی، چینی، جاپانی، ژندو غیرہ زبانوں کا سیکھنا بھی آسمانی باپ کا فرض ہوگا۔ ورنہ لیپا لک (مرزا قادیانی) اپنی تبنیت کی پوری تبلیغ نہ کر سکے گا۔

مگر اب اعتراض کا یہ پوّا جمے گا کہ کسی نبی پر دنیا کی مختلف زبانوں میں غضب ناک اور تکلیف مالا یطاق الہامات نہیں ہوئے، لیکن دنیا نے ان کو نبی تسلیم کر لیا۔ ایک لیپا لک ہے کہ جب تک ساری خدائی کی زبانوں میں اس پر الہام نہ ہو، کوئی اوس کو بروزی نبی اور امام الزمان نہیں مان سکتا۔

وائے قسمت ہائے اندھیر۔

نکتہ رسی و لیپا لک نوازی عالم بالا معلوم شد۔

لیکن یہ یاد رہے کہ آسمانی باپ سینگ کٹوا کر کتنا ہی بچھڑوں میں ملے، مگر کسی زبان میں صحیح الہام کرنے کا سلیقہ اسکو کبھی نہ آئے گا۔ اور وہی مثل ہو گی کی

گوسالہء ما پیر شد و گاؤ نشد

ہاں مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن شوکت) کے بیت العلوم تجدید میں اگر آسمانی باپ تعلیم پائے، تو کیا طاقت ہے کہ غلط الہام کر سکے۔

مرزائی اخبار الحکم میں وقت کی شہنائی (وہی الہامات) یوں بجائی گئی ہے:

کلکم ذا ھب۔

اس میں ظرف غائب ہے۔ یعنی آسمانی باپ نے یہ کہا ہے کہ تم میں سے ہر ایک جانے والا ہے۔ اوسے یہ نہیں سوجھی کہ کہاں جانے والا ہے۔ ناقص الہام کو مجدد پورا کئے دیتا ہے۔ سب یوں پڑھو:

کلکم ذا ھب الی دار البوار۔

اور دوسرا الہام:

اکمل اللہ کل مقصدی

یہاں مستثنی محذوف ہے۔ پورا الہام یوں پڑھو:

اکمل اللہ کل مقصدی الا ا لا یما ن۔

پھر بھی یہ خبط رہے گا کہ آسمانی باپ یوں کہہ رہا ہے کہ اللہ نے میرا ہر مقصد پورا کیا۔ لیپا لک کا ذکر نہیں کہ اوس کا ہر مقصد اللہ نے پورا کیا۔ مجدد (احمد حسن) کے الہام نے یہ ثابت کر دیا کہ آسمانی باپ کو بھی ایمان حاصل نہیں۔

تیسرا الہام: انّی مع الرسو ل اقوم و اقصدك و اروم انت معی وانا معك

یہ الہام پہلے بھی ہو چکا ہے۔ پھر رسول اور ہے جو غائب ہے، اور اقصدك میں مخاطب حاضر اور ہے۔

پہلے یہ الہام ہوا تھا: انت منی و انا منك

میں تجھ سے اور تو مجھ سے، یعنی میں تیرا بیٹا تو میرا بیٹا۔ میں تیرا باپ تو میرا باپ۔

اس الہام کا یہ مطلب ہے کہ تو میرے ساتھ یعنی لیپا لک باپ کے ساتھ، اور باپ لیپا لک کے ساتھ ۔ دونوں کے لئے ایک معیت کافی نہیں ۔ باپ کی معیت بیٹے کے ساتھ اور ہے اور بیٹے کی معیت باپ کے ساتھ اور۔ آسمانی باپ گھاس کھا گیا ہے اور لیپا لک الو۔

چوتھا الہام: کبر عند اللہ موت ھذا الرجل۔ یعنی اس مرد کی موت بھی ہے اور وہ اس کا مرنا نہیں چاہتا۔

مرنے کے واسطے تو حضرت عیسی مسیح تھے۔ لیپا لک تو منارے کی برجی پر ہمیشہ ہٹا کٹا بیٹھا رہے گا۔ پس ھذا الرجل سے مراد خود لیپا لک (مرزا قادیانی) ہے۔اور اگر مولوی کرم الدین صاحب جہلمی یا کوئی اور صاحب مراد ہیں، تو یہ تخویف ہے جس کی نسبت قادیانی مرزا جی عدالت میں توبہ نامہ لکھ چکے ہیں۔

پانچواں الہام: ان اللہ لا یضر۔

اس کا یہ ایک ٹکڑا بھی آسمانی باپ بھول گیا یعنی

الا المتکبرین الملحدین

خداتعالی بے شک کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا، مگر متکبروں، منکروں، ملحدوں کو ضرور نقصان پہنچاتا ہے کیونکہ وہ توحید و رسالت کو نقصان پہنچاتے ہیں۔

ان اللہ مع الذین اتقوا و الذین ھم محسنون (النحل:۱۲۸)

تعجب ہے کہ اس قرآنی آیت میں کچھ دغل فصل تغیر تبدل گھول میل نہیں کیا گیا۔

تری نصرا من اللہ و ھم یعمھون ۔

نصر من اللہ اور یعمھون قرآنی آیت کا پورا ٹکڑا ہے جو جعلی لفظ تری کے ساتھ یوں چمک رہا ہے جیسے ظلمت میں نور۔ اس جعل سازی پر خدا کی مار۔ اور تو کیا کہوں۔

پانچواں الہام: فبشری للمومنین۔

قرآن مجید میں ہے:

فبشّر عباد، الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه

(الزمر ۱۶۔۱۷)۔

آپ پر اسکی جگہ یہ الہام ہوا۔..

چھٹا الہام: و الله مخرج ما کنتم تکتمو ن ۔حق برزبان جاری

یہ الہام تو آسمانی باپ نے لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) کے سب حال پر کیا ہے۔ کیا معنی کہ مقدمہ استغاثہ مولانا کرم الدین صاحب جہلمی میں وکلاء نے جرح میں مرزا جی سے سب کچھ اگلوالیا۔ ہر چند چھپایا مگر توبہ توبہ۔ وکیل آپ جانتے ہیں ایک ہی کائیاں۔ وہ کوئی بات لگی لپٹی کب چھوڑنے والے ہیں۔ یہاں تو ہم آسمانی باپ کو شاباش دیتے ہیں اور لیپا لک (مرزا قادیانی) کے ڈنٹر ملتے ہیں۔ اب خیر سے فارسی اور اردو زبان کے الہامات بھی سنئے۔

ساتواں الہام:

بسترعش۔خوش باش کہ عاقبت نکوخواہد بود۔

یہ الہام تو واقعی بہت عمدہ ہے، جو سقنقور اور ریگ ماہی کے دم سے نکلا ہے ،اور زعفرانی حلوے میں تر بتر ہوکر اور باہ کی قاب میں رکھ کر آسمانی باپ نے پیش کیا ہے کہ بچہ کچھ غم نہ کر، دنیا کے مزے تمہارے لئے ہیں

و فارق اباك اذا ما اباك

و مدِّ شباك و صد من منح

یعنی عیش اور مستی کی حالت میں اگر باپ بھی روکے، تو اس سے جدا ہو جا۔ اور چار طرف اپنا جال پھیلا دے اور جو سامنے آوے اوس کو شکار کر لے۔

آٹھواں الہام (اردو):

ہماری فتح، ہمارا غلبہ۔،

یہ الہام تو آسمانی باپ نے ایمان کو بالکل نگل کر کیا ہے کیونکہ مجدد السنہ مشرقیہ پر اس کے خلاف الہام ہو چکا ہے کہ وردت المذلة و نز لت المز لة ۔بہت جلد معلوم ہو جاتا ہے کہ فتح وشکست کا کیا رنگ رہے گا۔

نواں الہام (پھر عربی میں الہام آکودا)

ظفر من الله و فتح مبین۔ ظفرو فتح من الله ۔

الہام ان کے دوٹکڑوں میں کیا فرق ہوا۔ پہلے تو آسمانی باپ نے.. کہہ دیا کہ

تیری فتح ہوگی، مگر جب ڈپٹی عبداللہ آتھم عیسائی پادری والا قصہ یاد آیا جس میں باپ اور لیپالک دونوں کو اپنا سر پیٹنا پڑا تھا، تو جھٹ سے کہہ دیا کہ، فتح وشکست خدا ہی کی طرف سے ہے، تاکہ بعد خرابی بصرہ بچاؤ کا پہلو باقی رہے۔

دسواں الہام:

رسول اللہ ﷺ پناہ گزیں ہوئے قلعہ ہند میں۔

رسول صلعم خود بدولت ہیں۔ یہ منہ اور گرم مسالہ، کیوں کیا مصیبت آئی۔ کیا ابھی سے دن یاد آ گئے جو پناہ کیلئے قلعہ جات کی فکر ہوئی۔ یہ تو انتہا درجہ کی بدفالی اور تشائم ہے۔ آسمانی باپ بوکھلا گیا، سنسنا گیا۔ حواس یوں غائب ہو گئے جیسے منارے کی خیالی تعمیر۔ مناسب تھا کہ لیپالک کا دل بڑھاتا جس کا ننھا سا کلیجا ہے، اس کے دل کی دھڑکن دور کرتا۔ اسے چیتے کی طرح پھلاتا، بڑھاوے دیتا کہ تو ایسا اور تیرا آسمانی باپ ایسا۔ نہ یہ کہ خوفناک الہام سے پیٹ میں اور بھی پانی کر دیتا۔

واہ جی واہ! یہ انیسویں صدی کے لیپالک اور سنگ دل باپ ہیں۔ خون سفید ہو گئے۔ اولاد کی گرمی محبت سرد پڑ گئی۔ قرب قیامت ہے نا، خوب یاد رکھو کہ خدا تعالی سرکشوں کو پناہ نہیں دیتا۔ فرعون کا قصہ یاد کرو۔ اوسکی شان ذو البطش الشدید ہے۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم و ۸ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۱۔۲ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۴۔۵۔۶۔۷)

آغاز سال اور ساقی نامہ

تیری ذات غنی ہے ساقی
تو بخشش کا دھنی ہے ساقی
آئے ہیں رند پیاسے در پر
دے دے جام طہور کوثر
رند ہیں کب سے پیاسے بھوکے
پیتے ہیں کب سے گھونٹ لہو کے

ساغر عرفاں پی کے لگائیں
یا من ہو، یا ہو کی صدائیں
نعرے لگائیں ہل چل ڈالیں
ہند سے ہر ملحد کو نکالیں
دجالون ثلاثوں بھاگیں
اپنے گدھوں کی اوٹھائیں باگیں
لید ہر ایک پلید کی نکلے
ہر مردود و مرید کی نکلے
حال ہو ابتر اک اک بد کا
بند ہو خرطہ ہر مرتد کا
آ کے منارے پر الو بولیں
حق تو، حق تو، حق تو، بولیں
بند ہو اس کا منفذ ریحی
چین بولے دجال مسیحی
ہو خارج سب فتنہ طرازی
جو ہے بروزی ہو وہ برازی
تحت ثری میں پناہیں مانگیں
سر ہو نیچے اوپر ہو ٹانگیں
دور ہو ساری نفس پرستی
کچھ نہ ملے جز ذلت و پستی
بھیج دیا ابلیس نے فرمان
یعنی نبی بننا ہے آسان
سہل ہے حلّہ پہننا نبی کا
گھر ہے نبوت خالہ جی کا

سمجھے بروزیت کو نہ ناداں
بیعت کرلی ہو کے شاداں
مہدی مہدی عیسی عیسی
سمجھے نہ شکل ہے یہ تلبسی
منہ اسلام سے یک سر موڑا
دیو لعین سے ناتا جوڑا
اینٹ کہیں کی کہیں کا روڑا
بھان متی نے کنبہ جوڑا
ہیضے کا باپ پلیگ کا خالو
میں ہوں وادی چین کا بھالو
ابن اللہ کی اوڑھ کے لوئی
کرتا ہوں موت کی پیشین گوئی
لوگو جاگو جاگو جاگو
ہوّا آیا بھاگو بھاگو
آیا بروزی آؤخ آؤخ
دجال آیا کرکے تناسخ
دہنیا منگیا ہو کے اکٹھے
ساتھ ہوئے الو کے پٹھے
گھر میں ہے پردے کے بوبو بیٹھی
مادر بن کر ڈھڈّو بیٹھی
بن ٹھن کر بی شادی بیٹھی
مکر و ریا کی دادی بیٹھی
ساقی رندوں کو جلوہ دکھا دے
جام شراب طہور پلادے

توڑ دے جلد خمار مستی
ہم ہیں ازل کے مست الستی
ایک رسول ہے ایک خدا ہے
وہ شیطان ہے جو ان سے جدا ہے
ختم رسل ہے محمد اکرم
صلی اللہ علیہ و سلم
جان ہو رسول اللہ پہ صدقے
اس کے جلال و جاہ پہ صدقے
اس کا ہو جو کہ شریک رسالت
حشر تک اوس پر برسے لعنت
اس پہ چلے تا روز قیامت
درہ خامہء حضرت شوکت
دین محمد جاگے جاگے
کفر کی ظلمت بھاگے بھاگے
خوش رہیں سب یاران ضمیمہ
سارے مدد گاران ضمیمہ
دونوں جہاں میں ان کی ہو عزت
ان کو ملے دارین کی دولت
جیتے رہیں با حشمت و تمکیں
مل کر بولو آمین آمین

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں کہ:

اے مربیان و معاون شحنہ ضمیمہ! ہمارے پاس کوئی تحفہ نہیں جو آغاز سال پر آپ کے حضور پیش کریں۔ ہاں ایک پکتا ہوا تازہ بتازہ ساقی نامہء توحید صفحات ضمیمہ کی قاب میں رکھ کر پیش کیا گیا ہے امید ہے کہ اس سے آپ مسرور و مخمور ہو جائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالی۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم و ۸ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۱۔۲۔جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۔۷۔۸)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۳ جلد ۲۲ و ۲۴

قادیانی کی شاعری اور الہامات پر منظوم تبصرہ

(منشی سعد اللہ لدھیانوی)

قادیانی متنبّی کا اردو الہام براہین، صفحہ ۵۵۷

میں اپنی چمکار دکھاؤنگا

تجھ کو اردو میں یہ الہام ہوا اے مکار
لفظ ہیں جس میں دکھلاؤنگا اپنی چمکار
قادیانی نہیں چمکار چمک کو کہتے
تیرا ملہم کوئی پنجاب کا دہقان ہے گنوار
میں چمک اپنی دکھاؤنگا اگر کہدیتا
نہ تو خود بنتا وہ جاہل نہ تجھے کرتا خوار

متنبّی کی عربی دانی کتاب وساوس صفحہ ۲۲

رب ارحم علی الذین یلعنون علیّ

کادیانی تو ایک جاہل ہے
عربی دانی کو اپنے کر دے طے
جب ہو ربّ ارحم الذین صحیح
بیچ میں لایا تو علی کیا شئے

متنبیّ کی فارسی شاعری ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۹

چوں کافر از ستم پرسد مسیح را
غیّوری خدا بسرش کرد ہمسرم

تو نہیں جانتا کہ لفظ غیور
ہے بہ تخفیف یا مشدد ہے
نام حق بھی زبان پہ ٹھیک نہیں
چاٹتا ہے تو شاعری کی قئے

کتاب دافع الوساوس صفحہ ۵٦

مسیح ناصری را تا قیامت زندہ می فہمند
مگر مدفون یثرب را نداند ایں فضیلت را
از علم ناتمام شان چہا گم گشت ملت را
دلیری ہا پدید آمد پرستاران میت را

را، ہے بے شک علامت مفعول
ہے یہ تکرار بے سری اک لے
ملّت تو نشست با میّت
تف بہ نظم تو اے بریدہ پے

ازالہ قادیانی

آن قبلہ رو نمود بکیتی چہار دہّم
بعد از ہزار سہ کہ بت افگند در حرم

سہؔ سہ صد آخر دہم شد دہمؔ
در حرم بت فگندہء از غے
ایں زبان دانی تو دان الہام
چیست کایں فخر میکنی با وے
قادیانی یہ دین فروشی ہے
چھوڑ جاہل فریبان تا کے

اگر قادیانی صاحب ان اعتراضوں کا جواب باصواب دے دیں، تو مبلغ پانچ روپیہ انعام ملیں گے۔اور اگر اپنی نالائقی کا اقرار کر کے تسلیم کر لیں تو بھی خالی نہ رہیں گے۔

وصول انعام کی یہ صورت ہے کہ آپ نے براہین کے دس روپیہ جو پیشگی لے کر کھا لئے تھے، ان میں سے پانچ روپیہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔۱۶ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر۳ جلد ۲۲ و۲۴۔ص ۱۔۲)

برعکس نہند نام زنگی کافور

(منشی سعداللہ لدھیانوی)

اے جہاں منتظر خوش باش کامد دلستاں
آن مسیح دور آخر مہدی آخر زماں

قادیانی البدر کے عنوان سراپا کذب و ہذیان سے بعض ناواقف ناظرین دور دراز کے رہنے والے دھوکہ نہ کھائیں، ضرور حقیقت الحال سے واقف رہیں

اے جہان غافل آگہ باش و باحق جو اماں
از مسیح کاذب ابن الوقت دجال زماں
جاہلانش دلستاں از ابلہی خوانند واد
فی الحقیقت زرستان وجانستان ایمان ستاں
نام زنگی گر نہی کافور کے زیبا بود
یا بہ نام مزبلہ خوانی چمن یا بوستاں
آنکہ میگوید رسول اللہ نبی اللہ منم
نسل وے چنگیز خوانی مسکن او قادیاں
اولاً گوید رسولے نیستم صاحب کتاب
باز میگوید کہ تیرِ رفتہ آید در کماں
خویشتن را او نہ پندارد رسول اللہ چرا
افضل از عیسی رسول اللہ نہد خود را مکاں
شاہد دجّالیش آمد ہمیں پندار وے
حضرت ختم الرسل کردش معرف زیں نشاں
شد مصرح در خبر نبود نبیؐ بعد من
ہر کہ گشت اکنون نبی دجال باشد بیگماں
اہل ایمان را ہمینش یک نشان کافی بود
ہیچ نتواند نمودن تا ابد تاویل آں
خواند از آیات قرآن و احادیث نبی
زین حدیث مصطفیٰ مہر سکوتش بر دہاں
اہل دین از ہر طرف پرسیدہ اندش بار بار
در جواب ہیچ کس یکبار نکشودہ زباں
منکر ختم نبوت شد چو وحی خود نمود
افضل و بالا تر از وحی رسول انس و جاں

کو نہ فہمیدن توانست اکثر از اسرار وحی
بے نمونہ منکشف گردید ماہیّت چساں
در نبوت باشد ایں راز دقیق از معرفت
من بوقت خویش گر دیدم بہ یک یک رازداں
زانکہ او عبد و رسول محض بود و من ولد
عبد را مثل ولد باشد کجا اعزاز و شاں
گاہ میگوید نبی ہستم و لیکن ناقصے
شد نبوت بہرہء من لیکن جزیء زا سماں
صاحب الہام وحی است ہم چو وحی مرسلین
در نبوت چیست نقصانش نماید خود بیاں
در نبوت ہیچ ناقص ز انبیاء نامد کسے
جزئی و ناقص نمودہ مکر دجالی عیاں
در کلام پاک یزداں لا نفرق خواندہ ایم
ہمبریں ایمان ما باشد بحق ہم گناں
آرے آرے فضل یک بر دیگرے فضل خدا است
در جہانے مختلف دارند مردم ہم چناں
زور و مکر خدعتِ دجال از حد در گزشت
الامان سعدی ز کید کادیانی الاماں
از پریشانی دنیا وَ وبال آخرت
حافظ و ناصر ترا باد آن خدا ئے دو جہاں
در رہِ دین تا دم آخر روی ثابت قدم
پس بفردوس بریں باشی خدا را میہماں

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۳ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۲۔۳)

افغانی مینڈھا عبداللطیف لیپاک کی بھینٹ میں

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

ناظرین کو معلوم ہے کہ مندرجہ عنوان افغانی ملا حج حرمین شریفین کے ارادے سے ہندوستان آیا تھا۔ بدقسمتی دھکا دے کر قادیان لے گئی، اور مرزا جی کے ہتھے چڑھ گیا۔ بروزیت جو اپنا افسوں دم کرتی ہے، تو کس کا حج اور کس کا طواف۔ خود قادیان کو مکے اور مدینے سے بڑھ کر یقین کر بیٹھا۔

مرزا جی کو افغانستان میں اپنی بروزیت کے پھیلانے کا اچھا شکار مل گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ یہ شخص خود افغان اور افغانی طبائع افغانی خوبو سے واقف ہے، کابل میں اس کے ذریعہ سے مرزائیت کا تخم خوب گڑ جائے گا۔ اور کیا عجب ہے کہ رفتہ رفتہ امیر کابل بھی مجھ سے بیعت کر لے، اور یوں پانچوں گھی میں اور سر چوطھے میں ہو جائے۔

پس اس کو جھانسے دے کر برجعت قہقری پھر وہیں چلتا کر دیا جہاں سے آیا تھا۔ اس نے کابل پہنچ کر بروزی نبوت کی تبلیغ شروع کر دی۔ آپ جانئے افغانی علماء کٹے سنی، اور راسخ الاعتقاد حنفی المذہب۔ جھٹ پٹ اس کے ارتداد و الحاد کا فتویٰ لگا دیا۔ افغانستان اسلامی حکومت۔ غیر ممکن تھا کہ علماء کا فتویٰ اوپر اوپر جاتا۔ اور مشہور ہے کہ خود امیر حبیب اللہ بھی اچھے عالم ہیں۔ پس امیر صاحب نے افغانی ملا کو طلب کیا اور اظہار لیا۔ اس نے وہی کہی جو شیطان نے اس کے کان میں پھونک دی تھی، کیونکہ قرآن مجید خود ناطق ہے کہ

انّ الشّیاطین لیوحون الی اولیاءھم (الانعام:۱۲۱)۔

امیر صاحب نے حسب فتوی جمہور علماء اور مذہب حضرت امام ابوحنیفہ تین روز کی مہلت دی کہ اس عرصہ میں تائب ہو۔ مگر کس کی توبہ۔ وہ تو پہلے ہی توبہ سے توبہ کر چکا تھا۔ ناگزیر تین دن کے بعد قتل اور سنگسار کیا گیا۔ اب اسکی روح جہنم کی سیر کر رہی ہے۔ اور قادیانی مرزا جی نفسانی دنیوی لذات بہشت میں بدستور چھچھوتیاں اور مزے اڑا رہے ہیں۔

تف ہے اس زندگی پر کہ اپنے چیلے اور آسمانی باپ کے پوتے کا ساتھ نہ دیا اور ظالم افغانی بغدے سے اس افغانی مینڈھے کو حلال نہیں، حرام کروا دیا۔

ناظرین کو غالبًا یاد ہوگا کہ ہمارے نامہ نگار گزشتہ مرزائی نے ضمیمہ ۱۹۰۱ء میں اعلان دیا تھا کہ اگر قادیانی مرزا جی کابل کر اپنی بروز نبوت کی تبلیغ کریں، تو میں پچاس ہزار روپیہ دینے پر آمادہ ہوں۔ مرزا جی نے اس اعلان کو اپنے دل میں نقش کالحجر کر رکھا تھا اور موقع کے منتظر تھے۔ بالآخر یہ موقع ملا کہ ایک افغانی کو اپنا چیلا بنایا، اور بہت کچھ خیالی پلاؤ پکایا۔ مگر بجائے اس کے کہ افغانی ملا افغانستان میں مرزائی نبوت کی منادی کرتا ملک عدم میں جا منادی کی۔ وادریغا! واحسرتا!

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ

ضمیمہ کی کرامت دیکھئے کہ اس نے جو پیشگوئی کی تھی کہ مرزا جی نہ افغانستان جا سکیں گے، نہ کسی ذریعہ سے وہ تبلیغ ضلالت میں کامیاب ہوسکیں گے، وہ پوری ہوئی۔

حوریان رقص کنان ساغر مستانہ زدند

مرزا جی اپنے کو مثیل مسیح کہتے ہیں، تو مناسب تھا کہ خود قتل ہوکر مرزائی امت کا کفارہ بنتے، نہ یہ کہ ایک افغانی کو اپنی بھینٹ چڑھاتے۔

آسمانی باپ بڑا چلتا پرزا ہے، لیپا لک کو تو بال بال بچایا اور جی کے بدلے ایک جی دے دیا۔ لیکن کیا ایک مینڈھا ان لاکھوں بھیڑوں کا کفارہ ہوسکتا ہے جن کو ظالم بھیڑیا چٹ کر گیا ہے۔

روان از خشم و شہوت در عذاب از بہر تن تا کے
دو گرگِ میش پرور را جگر خائے شباں بینی

مرزا جی نے اپنے چیلے کے قتل ہو جانے پر ایک کتاب سر الشہادتین شائع کی ہے جس میں امیر کابل کو پانی پی پی کر کوسا ہے، اور پیش گوئی کی ہے کہ یہ خون ناحق ضرور رنگ لائے گا، اور افغانستان کا تختہ الٹ جائے گا۔

کابل میں پچھلے دنوں ہیضہ کی وباء بہت سخت پھیلی تھی، اور ہزاروں آدمی ہلاک ہوئے تھے۔ مگر بدبختی سے افغانی ملا کا واقعہ اس وبا سے پہلے ہوا، ورنہ مرزا جی کو یہ کہنے کا اچھا موقع تھا کہ افغانیوں کو افغانی ملا کے خون ناحق کا بدلہ ملا کہ ایک خون کے

عوض آسمانی باپ نے ہزاروں کا خون پیا۔

لیکن اگر ان کو کچھ عقل اور سوجھ بوجھ ہے تو اب بھی کہہ سکتے ہیں کہ آسمانی باپ کو چونکہ اسکا علم تھا کہ میرا پوتا قتل ہوگا، لہذا افغانیوں کو پیشگی سزا دی گئی۔ ہاں آسمانی باپ چوک گیا کہ لیپا لک پر یہ کہد ینے کا الہام نہ کیا۔

آپ نے گورنمنٹ کے خوش کرنے کو جہاد کا پھر وہی راگ الاپا ہے کہ امیر کابل کو چونکہ اس امر کا اچھی طرح یہ یقین ہو گیا ہے کہ مرزا جہاد کا مخالف ہے اس لئے اس نے جھلاّ کر میرے چیلے کو قتل کرا دیا۔

جی بجا ہے، نہ صرف امیر کابل، بلکہ دنیا کے تیس کروڑ مسلمانوں کو آپ سے اسلئے مخالفت ہے کہ آپ جہاد کے مخالف ہیں۔

یہ عجیب امر ہے گورنمنٹ کو جہاد کے موافق اور آپ مخالف۔ وہ فساد اور بغاوت کے برپا ہونے پر خود جہاد کرتی ہے، اور اب سالی لینڈ میں جہاد کر رہی ہے۔ کیا آپ نے باوصف امام الزمان ہونے کے کبھی گورنمنٹ میں امتناعی میموریل بھیجا ہے کہ بوئروں کو ٹرانسوال میں کیوں قتل کیا، اور اب سالی ملا پر کیوں جہاد کر رہی ہے۔

یوں کہو کہ گنجے کو خدا ناخن نہ دے۔ اگر قابو ہوتا تو تمام علماء اسلام اور مشائخ عظام پر، جنہوں نے تکفیر کا فتوی دیا ہے اور دے رہے ہیں، آپ ضرور جہاد کرتے اور کسی کو زندہ نہ چھوڑتے۔ اور اب بھی ضرر رسانی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا۔

مرزائی مقدمات شاہد ہیں، آپ کی تحریریں آپ کے ارادے کی شاہد ہیں کہ جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے وہ واجب القتل ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ نہ صرف ۳۰ کروڑ مسلمان بلکہ تمام مذاہب والے جو آپ پر ایمان نہیں رکھتے، واجب القتل ہیں۔ یعنی اس قابل ہیں کہ ان پر جہاد کیا جائے۔

جہاد تو خود بدولت کی رگ و پے میں سمایا ہے اور مسلمانوں پر تہمت دھرتے ہیں کہ وہ جہاد پر تلے بیٹھے ہیں۔ کیا گورنمنٹ یہ منافقانہ پالیسی نہیں سمجھتی۔

برٹش عدالت میں ایک کیس بھی آپ کے خلاف ہوا، تو ہم دکھا دیں گے کہ آپ برٹش گورنمنٹ کے کیسے ہوا خواہ اور وفادار ہیں۔ خود غرضی کی مسیحیت و بروزیت ہے۔ جب کسی سے آپ کا مطلب نہیں نکلتا، یا کوئی آپ کے دعوی کی مخالفت کرتا ہے

اور کامیاب نہیں ہونے دیتا تو وہ واجب القتل ہے، اس میں کوئی ہو۔

ہم حیران ہیں کہ آپ کے پاس دو لاکھ والنٹئر ہیں اور تمام افغانستان واجب القتل ہے، تو کیوں کابل پر یورش نہیں کرتے ۔ یہ ہم ذمہ کرتے ہیں کہ گورنمنٹ سے ہر طرح کی اجازت دلوا دیں گے اور اس سے توپ گولہ وغیرہ سامان جنگ اور حکم جہاد قرار واقعی عطا کرا دیں گے۔ مگر آپ کسی طرح مرد میدان بنیں اور جہاد کا ارادہ پورا کریں ۔ گورنمنٹ کے حضور تو قادیانی مرزا جی اپنی بروزیت و مسیحیت کا دار و مدار جہاد کی مخالفت پر رکھتے ہیں، یعنی چونکہ میں جہاد کا مخالف ہوں اسلئے کہ مسیح موعود اور امام الزمان ہوں۔ اور مسلمانوں سے یہ کہتے ہیں کہ عیسی مسیح چونکہ دنیا میں وفات پا گئے، لہذا میں مسیح موعود ہوں۔ پس آپ کی مسیحیت و بروزیت کے مختلف وجوہ ہیں۔ حالانکہ انجیل کے سچے پیرو پادری وغیرہ بھی جہاد کے خلاف ہیں جن کا عمل عیسی مسیح کے اس حکم پر ہے کہ جو شخص تمہارے بائیں گال پر تھپڑ مارے دایاں گال بھی اس کے سامنے کر دو۔

بھلا راسخ الاعتقاد مسیحی جہاد کے کیوں مخالف نہ ہوں گے ۔ ایسے اعتقاد کا ہر مسیحی مسیح موعود ہے۔

علی ہذا مسیح کی وفات کے جو لوگ قائل ہیں خصوصاً یہود وغیرہ یہ سب مسیح موعود ہیں ۔

اور اگر آپ اس لئے مسیح موعود ہیں کہ آپ نے بروز (تناسخ) کیا ہے، تو ایک ایک ہندو جو تناسخ کا قائل ہے اور اسی ذریعے سے مکرر اور سہ کرر اور بار بار دنیا میں آتا ہے، مسیح موعود ہے۔

اور اگر آپ اس لئے مسیح موعود ہیں کہ آپ کے زمانہ میں طاعون آیا ہے، تو جب کبھی طاعون آیا ہے یا آئندہ آئے گا، اس زمانہ کا ایک ایک انسان مسیح موعود ہے۔

اور اگر آپ اس لئے مسیح موعود ہیں کہ و اذا العشار عطلت کے موافق اونٹنیاں بیکار ہو گئی ہیں، اور ان کو آپ کے دجالوں (ریلوں) نے بے کار کر دیا ہے، تو جس ملک میں اونٹنیاں نہیں ہیں، وہاں کے آپ مسیح موعود نہیں۔ حالانکہ آپ کا یہ دعوی ہے کہ میں امام الزمان اور مسیح الزمان ہوں۔

اور جس ملک میں ریلیں نہیں آپ وہاں کے بھی مسیح نہیں ۔ الغرض آپ کی

کس کس حماقت کا اظہار کیا جائے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۳ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۳۔۵)

مسئلہ معراج پر امروہی صاحب

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزائی اخبار الحکم میں محمد احسن امروہی نے ایک سوال در بارہ مسئلہ معراج قائم کر کے جواب دیا ہے، اور آنحضرت ﷺ کے جسمانی معراج سے انکار کیا ہے۔

کیونکہ یہ مسئلہ جمہور علماء اسلام کے نزدیک معجزات وخوارق عادات سے ہے اور مرزائی مذہب میں لاز آف نیچر کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا، یعنی نقض قانون قدرت محال ہے۔ ہاں مرزا جی کے خوارق اور حرکات اور سکنات میں نقض فطرت جائز اور واقع ہے اور حضرت عیسی مسیح اور دیگر انبیاء علی نبینا علیهم الصلوۃ و السلام سے ایک معجزہ بھی صادر نہیں ہوا، نہ انہوں نے کسی مردے کو زندہ کیا۔ مرزا جی نے کئی مردے زندہ کئے۔ اور پیش گوئیوں میں تو آپ عالم الغیب ہیں، صرف ہلاکت کی پیش گوئیوں میں۔ الغرض مرزا صاحب معجزات کی مشین اور خوارق عادت کے پتلے ہیں۔

مولوی محمد احسن امروہی صاحب کی غزل کا مقطع یہ ہے کہ آیت:

سبحان الذی اسری بعبده لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الا قصی (الاسرا۔۱)

کے مورد ان کے بروزی (مرزا غلام احمد) صاحب ہیں، اور مسجد اقصی سے مراد مسجد قادیان ہے۔ اور انیسویں صدی میں یہ معراج آپ ہی کو حاصل ہوئی ہے۔

ہم کو مولوی محمد احسن امروہی صاحب کی اس لغویات ..اور خوش آمد پر غصہ بھی آتا ہے اور ہنسی بھی۔ غصہ تو اسلئے کہ کلام مجید کے محمل ومعانی کو مسخ کیا، اور الحاد کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور ہنسی اس لئے کہ مسجد اقصی سے تو مسجد قادیان مراد لی گئی، مگر مسجد حرام سے کون سی مراد لی گئی۔ مولوی محمد احسن امروہی صاحب اسکا جواب دیں۔

دوم، امروہی صاحب نے اپنے آقا اورخداوندنعمت کی بروزیت کامرتبہ بالکل گھٹادیا۔بھلامسجد قادیان کے مقابلے میں مسجد الحرام اور مسجدالاقصی کیا چیز ہیں۔

اب تو بروزی صاحب (یعنی مرزا قادیانی) پر یہی الہام ہوا ہے کہ دنیا کی مسجدوں کی عظمت قادیان کی مسجد کے مقابلہ میں منسوخ ہوگئی، جس طرح تمام نبوتیں مرزائی نبوت کے مقابلے میں منسوخ ہوگئیں، ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ قادیانی مرزاجی اپنے چیلوں کو حرمین شریفین سے روکتے۔

پس آیت بالا نے تو مرزاجی کی شان کو بالکل گھن لگادیا، اور منارے کی تعمیر کو ڈھادیا جو مسجد حرام اور مسجد اقصی کی شان وشکوہ کم کرنے کو قائم کیا جائے گا۔لیکن یاد رہے کہ یہ تعمیر خیالی ہے اور پوری ہوبھی گئی، تو بروزی کی وفات کے بعد۔

سوم، مرزاجی جو تفسیر دانی اور علم وفضل کے مدعی ہیں ذرافن بلاغت کے متعلق ہم کو اس سوال کا جواب دیں کہ سبحا ن الذی اسری بعبدہ لیلاً میں خود اسراء کے لغوی معنی: بشب رفتن ہیں، پھر لیلاً کیوں فرمایا گیا۔

ہم کو یقین نہیں کہ آپ کو قاعدہ تجرید جاری کرنے کا سلیقہ ہو۔اگر کسی سے پوچھ گچھ کرآپ نے بتایا بھی تو ہم یہ پوچھیں گے کہ اس مقام پر تجرید کی کیوں ضرورت ہوئی۔

اور جب کہ آپ فرماتے ہیں کہ:

لیلاً کہا، نہاراً کیوں نہ کہا،

تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کو تجرید کا قاعدہ درحقیقت معلوم ہی نہیں۔

شائد حکیم الامت المرزائیہ (نورالدین بھیروی) کو معلوم ہو۔

اچھا انہیں سے پوچھ کر اخبار الحکم قادیان میں جواب دیجئے۔دو ہفتہ کی مہلت ہے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۳ جلد ۲۲ و ۲۴۔ص ۵۔۶)

مرزائی جماعت

مولوی محمد احسن امروہی صاحب لکھتے ہیں کہ جس جماعت کی نسبت نصوص قطعیہ سے مظفر اور منصور ہونا ثابت ہوتا ہے، وہ یہی جماعت احمدیہ (مرزائیہ محدثہ) ہے جسکے لئے حدیث نسائی باب غزوۃ الہند میں یہ بشارت موجود ہے:

عصابتان احرزهما الله من النار عصابة تغزو الهند و عصابة تكون مع عيسى بن مريم

مولانا احمد حسن شوکت فرماتے ہیں:

معلوم نہیں محمد احسن امروہی صاحب کو کیا ہوگیا ہے کہ اپنے ہاتھوں اپنی جڑ کھود رہے ہیں اور بروزی کے حق میں کانٹے بو رہے ہیں۔

بروزی کو تو غزوہ اور جہاد کے نام سے لرزہ چڑھتا ہے، اور وہ اپنی بعثت و نبوت کی یہی علت غائی اور لم قرار دیتا ہے کہ میں مسلمانوں کو جہاد سے روکنے آیا ہوں اور آپ وہ حدیث پیش کرتے ہیں جس سے مرزا جی اور ان کی جماعت پر ہندوستان میں جہاد فرض ہوتا ہے۔

معلوم نہیں کیا دیر ہے۔ دو لاکھ مرزائی مجاہدین تو موجود ہیں۔ کیوں ہندوستان میں جہاد نہیں کیا جاتا، تاکہ مرزا جی کی نبوت جو ہندوستان میں جہاد کرنے پر موقوف ہے، ثابت ہو۔

پھر حدیث میں دو گروہ بیان کئے گئے ہیں یعنی عصابة تغزو الهند و عصابة تكون مع عيسى بن مريم۔ یہ دونوں گروہ جدے جدے ہیں۔ ایک کو دوسرے سے کوئی تعلق نہیں۔ یعنی ایک وہ گروہ جو ہندوستان پر جہاد کرے گا، اور دوسرا وہ گروہ جو حضرت عیسی بن مریم کے ساتھ ہوگا۔ اور یہ ہو نہیں سکتا کہ دونوں ایک گروہ ہوں۔ کیونکہ حدیث میں عصابہ دو جگہ صاف موجود ہے، مگر محمد احسن امروہی صاحب نے دونوں کو ایک کر دیا ہے۔ یہ آپ کی دیانت ہے۔

تعجب ہے کہ ہند میں جہاد کرنے والا گروہ تو ابھی تک پیدا نہیں ہوا، اور مسیح

آکودا۔ پہلے آپ جہاد کریں پھر اپنے بروزی کو مسیح بنائیں۔

اور اگر آپ کا گروہ صرف جہاد کرنے والا ہے، تو حضرت مسیح کو ابھی تک طاق نسیاں پر سمجھئے۔

دوم، ذرا ایمان سے اپنے بروزی کی قسم کھا کر کہو کہ وہ مسیح بن مریم ہے۔ وہ تو مسیح بن مریم کو مارتا ہے، یعنی اس کی وفات کا قائل ہے، ورنہ وہ مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔ مگر آپ نے جو حدیث پیش کی ہے اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح بن مریم زندہ ہے جو دوبارہ آئے گا، اور ایک گروہ اس کے ساتھ ہوگا۔

اب فرمایئے یہ حدیث آپ کے بروزی کے حق میں مفید ہے یا مضر۔ پھانسی سے کم ہے یا سوا۔ وہ تو حضرت عیسی مسیح کی وفات پر بڑے بڑے دلائل چھانٹتا ہے اور آپ کے عندیئے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسی بن مریم زندہ ہیں۔ آپ جیسے گھر کے بھیدی ہوں تو لنکا نہ ڈھئے اور اس کی اینٹ سے اینٹ کیوں نہ ماری جائے۔ حق نمک ادا کرنے والے حلال خور ایسے ہی ہوتے ہیں۔ واہ شاباش۔

آپ نے دوسری حدیث یہ پیش کی ہے:

کیف تھلك امة انا اولھا و المھدی وسطھا و المسیح آ خر ھا و لکن بین ذلك فیج اعوج لیسو منی و لا انا بینھم ۔ (رواہ رزین، کذا فی المشکوۃ)۔

اس حدیث پر بھی آپ کو تھپڑوں سے اپنے گال کلال کی طرح لال کرنے پڑیں گے۔

ذرا ملاحظہ فرمایئے کہ مخبر صادق ﷺ نے تین زمانوں کی خبری ہے۔ ایک آپ ﷺ کا زمانہ، دوسرا حضرت مہدی کا، تیسرا مسیح علیہ السلام کا۔

یہ تینوں زمانے مختلف ہیں۔ لیکن افسوس ہے مولوی محمد احسن امروہی صاحب نے پھر ایسی حدیث پیش کی جو ان کے بروزی کی شان اور دعوی کے بالکل خلاف ہے۔ حدیث سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مہدی کا زمانہ اور ہے، اور حضرت عیسی مسیح کا اور۔ ورنہ تین طبقات ثابت نہ ہوں گے اور امت ہلاک ہو جائے گی کیونکہ یہ مسلمہ قاعدہ ہے کہ اگر کسی کل کا ایک جزء بھی منتفی ہو جاتا ہے، تو کل من

حیث الکل کا انتفاء لازم ہے۔

اب سنئے قادیانی مرزاجی کہتے ہیں کہ میں مہدی بھی ہوں اور عیسی بھی۔ اور حدیث بالا یہ کہتی ہے کہ حضرت عیسی اور ہے اور حضرت مہدی اور۔

حدیث تو جھوٹی ہو نہیں سکتی کیونکہ سنداً پیش کی ہے۔ ہاں بروزی صاحب ہی جھوٹے ہوں گے، اور وہ بھی ما شاء اللہ خود محمد احسن امروہی صاحب کے قول سے۔

اب مرزائیوں کو یہ کہنے کا ضرور موقع ملے گا کہ:

ناؤ کس نے ڈبوئی، خواج خضر نے۔

جو کچھ ہم لکھ رہے ہیں اور آئندہ لکھیں گے خدا کرے آپ اس کو سمجھیں کیونکہ یہ ذرا دقیق اور پہلو دار باتیں ہیں جو معارضۃ القلب سے متعلق ہیں۔ اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ آپ جس طرح دیگر علوم وفنون سے عاری ہیں، اسی طرح فن مناظرہ اور اسکے اصول وقواعد سے بھی نابلد ہیں۔ ورنہ غیر ممکن تھا کہ آپ ایسی حدیثیں پیش کرتے جو خود بروزی نبی کے دعوی کا استیصال کرتیں۔

اور اگر آپ یہ کہیں کہ آنحضرت ﷺ سے ۱۳ سو برس کے بعد قادیانی مرزاجی اولاً مہدی ہوئے، اور آخر میں مسیح ہو گئے، تو بین ذلك فيج اعوج کو کیا کیجئے گا۔ یعنی مہدی اور عیسی کے مابین ایک گروہ شاطر، کجرو، وگمراہ ہوگا۔ تو یہ ما شاء اللہ آپ ہی کا گروہ ہوا۔ مبارک!

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

مرزاجی نے جو اپنے کو مہدی اور عیسی دونوں کا برزخ بنایا ہے، تو لوگ اس کی لم سے بہت کم واقف ہوں گے۔ کیا معنی کہ آج تک مہدی تو بہت سے پیدا ہو چکے ہیں مگر مسیح ایک بھی پیدا نہیں ہوا، اور نہ کسی مہدی کاذب نے یہ دعوی کیا کہ میں مسیح بھی ہوں۔ پس مرزاجی مسیح اور مہدی بن کر اپنے ہم پیشہ مہدیان کاذب کو جھٹلاتے ہیں۔ لیکن ان کی بدقسمتی سے ان دنوں دو مسیح بھی پیدا ہو گئے۔ ایک انگلستان میں مسٹر پگٹ دوسرا فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی۔ یہ دونوں بھوت کی طرح مرزاجی کو نظر آ رہے ہیں اور مرزاجی بڑی حسرت سے مومن کا یہ شعر پڑھ رہے ہیں

پہنچے وہ لوگ مرتبہ کو کہ مجھے
شکوۂ بخت نا رسا نہ رہا

مرزا جی نے اپنے دعوی پر ایک موضوع حدیث پیش کی ہے کہ لا مھدی الا عیسی ۔ یہ حدیث مذکورہ بالا حدیث کی معارض ہے۔ اور صحیح ہو بھی تو مسٹر پگٹ اور ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعوی کے ثبوت میں پیش کر سکتے ہیں کہ مہدی کوئی نہ آئے گا البتہ عیسی آئے گا۔ یعنی جس کو تم مہدی سمجھے ہوئے ہو، وہ عیسی ہے، مہدی کا کوئی وجود نہیں ۔ اس سے لازم آیا کہ جو شخص یہ کہے کہ میں مہدی بھی ہوں اور عیسی بھی ، وہ جھوٹا ہے، مفتری ہے، بدمعاش ہے، جعل ساز ہے۔

جناب من! آپ خفا نہ ہوں تو کچھ عرض کروں ۔ ابتداء سے لے کر اب تک جس قدر مہدی اور مسیح پیدا ہوئے ، یہ سب دجالون کذابون اور دجالون ثلاثون تھے اور ہیں، جن کا انجام دنیا نے دیکھ لیا اور مرزا جی کا انجام بھی دنیا دیکھ لے گی۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۳ جلد ۲۲ و ۲۴ ۔ص ۶۔ ۸)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۴ جلد ۲۲ و ۲۴

مرزا کے کابلی مرید کی حرام موت، نہ کہ شہادت

(منقول از، رسالہ اشاعۃ القرآن)

قادیانی مرزا جی کی ایک کتاب تذکرۃ الشہادتین مطبوعہ ماہ اکتوبر ۱۹۰۳ء ہمیں (یعنی مولوی عبداللہ چکڑالوی کو ، جن کا یہ مضمون ہے۔ بہاء) ۲۰ دسمبر ۱۹۰۳ء کو ملی ۔ اس میں آپ اپنے دو اشخاص مولوی عبداللطیف اور میاں عبدالرحمٰن ساکن خوست علاقہ حدود کابل کی موت کا حال لکھتے ہیں جو بقول آپ کے احمدی یعنی مرزا صاحب موصوف کے مرید تھے ۔ ان میں مولوی عبداللطیف کی موت کے متعلق آپ نے بہت تفصیل سے لکھا ہے،

لہذا ہم بھی انہیں کے متعلق لکھنا چاہتے ہیں۔

اس مرید کے جو حالات مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے لکھے ہیں اور جس سے آپ نے ان کو زمرہ شہداء میں داخل ہونے کا گمان کیا ہے، ان کو فرضاً صحیح بھی تسلیم کر کے، اگر قرآن شریف کے سامنے پیش کیا جائے تو وہ صاف حکم دے گا کہ یہ شخص حرام موت سے مرا ہے۔ اس نے اپنے خالق کے حکم کا خلاف کیا ہے۔ اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

واضح ہو کہ کسی کی شہادت یا حرام موت سے ہمیں کوئی تعلق نہیں۔ ہماری بلا سے کوئی مرے یا جئے۔ ہمارا مقصود صرف اشاعت وتبلیغ قرآن مجید ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے عبداللطیف کو شہید کہنے میں از روئے قرآن کریم غلطی اور ایک مسئلہ میں غلط بیانی کی ہے۔ آیات قرآن مجید پر ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ اگر کسی مومن کو کوئی ظالم کافر مجبور کرے کہ تم اس ایمان و دین سے پھر جاؤ، ورنہ تم کو قتل کیا جائے گا، تو اس کو اپنے دل میں ایمان پر قائم رہنا چاہیے، لیکن زبان سے ایمان کا انکار کر دینا چاہیے، تاکہ وہ قتل سے بچ جائے۔ کیونکہ انسانی وجود اللہ کی نعمت اور امانت ہے، اور اللہ کا حکم ہے کہ ایسے جبر وظلم کے موقع پر زبان سے ایمان کا انکار کر کے اس نعمت کو بچا لے۔

مرزا صاحب قادیانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ مولوی عبداللطیف جب قادیان سے رخصت ہوکر، اور حج کا ارادہ ملتوی رکھ کر، جس کے واسطے ان کو امیر صاحب کابل نے علاوہ اجازت دینے کے روپیہ بھی دیا تھا، واپس کابل پہنچے، اور امیر صاحب کو اس حال پر آگاہی ہوئی کہ آپ مرزا صاحب قادیانی کے مرید ہو گئے ہیں، اور حج کو نہیں گئے، تو مولوی عبداللطیف صاحب قید کئے گئے، اور چار ماہ تک سخت قید میں رہے۔

اس عرصہ دراز میں باوجودیکہ امیر صاحب کابل نے ان کو قید وقتل سے بچانے کے وعدہ پر بار بار کہا کہ تم قادیانی سے توبہ کرو، مگر مولوی صاحب کا امیر صاحب کابل کے سامنے یہی جواب تھا کہ میں اس شخص سے ہرگز توبہ نہ کروں گا۔ میں اپنے عقیدہ کے خلاف اظہار نہ کرونگا۔

اس لئے وہ قاضی صاحب کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ اور آخری وقت میں بھی امیر صاحب کابل نے اسے سمجھایا، مگر وہ باز نہ آیا۔

اس موت کو مرزا صاحب قادیانی بڑے فخر سے شہادت لکھتے ہیں اور مقتول کو زمرہ شہداء میں شمار کرتے ہیں، اور اپنی جماعت کے لئے ایک نیک نمونہ بتلاتے ہیں۔

اگر یہ واقعات صحیح اور درست ہوں، اور مرزا صاحب قادیانی بھی فرضاً سچے مسیح موعود اور رسول اور نبی اور ملہم ہوں، تاہم عبداللطیف حرام موت سے مرا ہے۔ اور عبداللطیف نے اپنے ایمان پر اصرار کرنے میں قرآن مجید کا خلاف کیا ہے۔

مرزا صاحب قادیانی نے اس حرام موت کو شہادت لکھا ہے اور اس شخص کو ان آیات کا مصداق تحریر کیا ہے جو شھداء کے حق میں وارد ہیں، اور خدا پر افتراء کیا ہے۔ اور آئندہ کے لئے لوگوں کو اس حرام موت سے مرنے کی ترغیب دی ہے، حالانکہ ہرگز ایسی ملعون موت شہادت نہیں ہوتی۔

تمام قرآن مجید کا لب لباب ومقصود صرف فطرۃ اللہ کی محافظت ونگہبانی ہے۔ یعنی جو وجود اللہ تعالی پیدا کرتا ہے، اس کو برحال و برقرار رکھنا اور فطرت اللہ، خلق اللہ، نعمت اللہ، امانت اللہ سے تعبیر کر کے اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ اور اسکو خراب و برباد کرنے کی سخت ممانعت کی ہے۔ چنانچہ آیت ذیل میں وجود کو فطرت سے تعبیر کر کے اس کی حفاظت ورعایت کا امر کیا ہے

فطرۃ اللّٰہ الّتی فطر النّاس علیھا لا تبد یل لخلق اللّٰہ ذ لك الدّین القیّم و لکنّ ا کثر النّاس لا یعلمون ۔ (الروم:۳۰)۔

(ترجمہ: اللہ کی اس فطرت یعنی پیدا کردہ حالت کی نگہبانی کیا کرو جس پر اللہ تعالی تمام جن و انس کو پیدا کرتا ہے۔ اللہ کی اس خلقت یعنی فطرت کو خراب وہلاک کرنا جائز نہیں یہی پکا دین اسلام ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے)

خلاصہ اس آیت کا یہ ہے کہ فطرت اللہ وخلق اللہ یعنی اپنے وجود کو نگاہ رکھنا پکا دین ہے۔ جو شخص اس حکم کی نافرمانی کرے وہ دین اسلام سے خارج ہے۔

دوسری جگہ اللہ تعالی وجود کو خلق اللہ سے تعبیر کر کے، اس کی محافظت کی تعلیم کرتا ہے:

ولا ضلّنّھم ولآ مر نّھم فلیبتّکنّ آ ذا ن الا نعام ولآ مر نّھم فلیغیّرنّ خلق اللہ و من یتّخذِ الشّیطا ن و لیّاً من دو ن اللہ فقد خسِر خسراناً مبیناً ۔(النساء:۱۱۹)(ترجمہ: ہر شیطان بزبان حال کہتا رہتا ہے کہ میں ان کو ضرور ہی بہکاؤں گا، اور ان کو امیدیں بھی ضرور دلاؤنگا، اور ان کو سمجھاؤں گا۔تو وہ میری ہدایت کے مطابق غیر اللہ کی نیاز کے جانوروں کے کان بھی ضرور چیرا کریں گے۔اور ان کو سمجھاؤنگا تو ضرور فطرت اللہ کو برباد کر دیں گے۔اور جو شخص خدا کے سوا شیطان کو دوست بنائے،تو وہ صریح گھاٹے میں آ گیا)۔

اس آیت میں خلق اللہ کی حفاظت نہ کرنے والے کو متبع شیطان اور بھاری خسارہ پانے والا فرمایا گیا ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے وجود کو امانت اللہ سے تعبیر کر کے اس کی حفاظت کی تاکید کی ہے:

انّا عر ضنا ا لامانۃ علی السّما وات و الا ر ض و الجبال فابین ان یّحملنھا و حملھا الا نسان انّہ کان ظلمو ماً جھو لاً ۔ لیعذّب اللہ المنافقین و المنا فقا ت و المشر کین و المشر کا ت و یتوب اللہ علی المو منین و المو منا ت و کا ن اللہ غفوراً رحیماً ۔(الاحزاب:۷۲۔۷۳)۔(ترجمہ۔تحقیق ہم جنس سماوات (یعنی جملہ مخلوقات علوی) اور جنس زمین (یعنی تمام مخلوقات سفلی) کو اور جنس پہاڑ (یعنی سب مخلوقات ملصقہ بزمین، مثلاً اشجار و نخل وغیرہ کو) اپنی امانت (یعنی ان کو وجود) عطا کرتے ہیں۔پس ان تمام اشیاء نے ہماری دی ہوئی امانت کی نگہبانی کو قبول نہ کیا (یعنی ان کی طبعی استعدادیں اور حالتیں اس نگہبانی کرنے کی قابلیت نہیں رکھتیں) اور جنس انسان (یعنی ذوی العقول یعنی ملائکہ جن و انسان) نے اس نگہبانی کو قبول کیا۔اس لئے تحقیق (جو شخص امانت اللہ یعنی اللہ کے دیئے ہوئے وجود کی حفاظت و رعایت باوجود استطاعت کے نہیں کرتا) وہ ظلوم (یعنی اللہ کی امانت کی حق تلفی کرنے والا) ہو جاتا ہے اور (جو کتاب اللہ کی تعلیم سے بے خبر ہے) وہ جہول بن جاتا ہے، آخر اللہ تعالیٰ ایسے منافقوں اور مشرکوں کو عذاب جہنم میں ڈالے گا)۔

الم تر الی الّذین بدّلوا نعمۃ اللّٰہ کفراً و احلّوا قو مھم دار

البوار ۔ جهنّم یصلو نها و بئس القرار ۔(ابراہیم:۲۸۔۲۹)

(ترجمہ: کیا تو ان لوگوں کے حال نہیں دیکھ رہا کہ جو (خود بھی) شکر نعمت اللہ کی کفران نعمت کرتے ہیں اور اپنی قوم کا (بھی) بھاری ہلاکت یعنی دوزخ کی جگہ ٹھکانہ بناتے ہیں اس میں وہ بھنتے جلتے رہیں گے اور وہ ان کے لئے برا ٹھکانہ ہے)۔

ان آیات میں اللہ تعالی، نعمت اللہ، یعنی اپنے دیئے ہوئے وجود کو ضائع و برباد کرنے والے کو کافر جہنمی فرماتا ہے۔

ولا تلقوا باید یکم الی التّهلکة ۔(البقرۃ:۱۹۵)۔

(ترجمہ: اور اپنی جان کو ہرگز ہرگز کسی طرح ہلاکت میں نہ ڈالو)۔

اس آیت میں اپنے وجود کو ہلاکت میں ڈالنے کی سخت نہی ہے۔

ان تمام آیات کا خلاصہ یہ ہے کہ اپنے وجود کو محفوظ وسلامت رکھنا فرض ہے اور اس کو ہلاک کرنا کفر وعصیان۔

اب ہم یہ ثابت کریں گے کہ اس وجود کو ہلاکت سے بچانے کیلئے پروردگار نے محرمات کو اضطرار کی حالت میں حلال کر دیا ہے غیر باغ و لا عادٍ۔ اور ہر قسم کی حرام چیزوں کو بے اختیاری کی حالت میں کھانا ضروری بیان کیا ہے۔

ایک جگہ اللہ تعالی نے مندرجہ ذیل محرمات بیان کئے ہیں:

اللہ کے ساتھ شرک کرنا،

والدین پر احسان نہ کرنا،

اپنی اولاد کو قتل کرنا،

فواحش (یعنی زنا لواطت چوری راہ زنی وغیرہ تمام متعدی گناہ) اور خون کرنا،

اور ناحق یتیم کا مال کھانا،

اور وزن و ماپ کو پورا نہ کرنا،

اور انصاف کی بات نہ کرنا،

اور اللہ کے وعدوں کا خلاف کرنا۔

دیکھو:

قل تعالوا اتل ما حرّم ربّکم علیکم الّا تشرکوا به شیئاً و

بالوا لدین ا حسا ناً و لا تقتلوا او لا د کم من املاق نحن نرزقکم و ایّا ھم و لا تقر بوا الفوا حش ما ظھر منھا و ما بطن ، و لا تقتلوا النّفس الّتی حرّ م اللّٰہ ا لّا با لحقّ ذ لکم وصّا کم بہ لعلّکم تعقلو ن ۔ و لا تقر بوا ما ل الیتیم ا لّا بالّتی ھی ا حسن حتّی یبلغ اشدّہ و او فوا الکیل و المیزا ن بالقسط لا نکلّف نفساً ا لّا وسعھا و اذا قلتم فا عدلوا و لو کا ن ذا قربی و بعھد اللّٰہ اوفوا۔ ذلکم و صّاکم بہ لعلکم تذکرون۔

(الانعام:۱۵۱۔۱۵۲)

دوسری جگہ: رگوں کا لہو، اور گوشت خنزیر، اور نیاز غیر اللہ، اور جو گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو، اور جو چوٹ سے یا گر کر یا سینگ لگ کر مرا ہو، اور جس کو درندوں نے کھا لیا ہو، اور جو چڑھاوا کسی استھان پر ذبح کیا گیا ہے۔ وغیرہ۔ ان تمام چیزوں کو اللہ تعالی نے حرام فرمایا ہے۔ دیکھو

حرّ مت علیکم المیتۃ و الدّم و لحم الخنز یر و ما ا ھِلّ لغیر اللّٰہ بہ ۔ و المنخنقۃ و المو قوذۃ و المتر دیّۃ و النّطیحہ و ما اکل السّبع ا لّا ما ذکّیتم و ما ذبح علی النّصب و ان تستقسموا با لا ز لا م ۔ ذ لکم فسق ۔ (المائدۃ۔۳)۔

اور ان کے علاوہ سود کی حرمت بھی بیان کی ہے۔ دیکھو:

و احلّ اللّٰہ البیع و حرّم الرّ بوا ۔(البقرۃ:۲۷۵)

ایسا ہی اکثر مقامات پر بہت سی چیزوں کی حرمت قرآن مجید میں آئی ہے۔ خوف طوالت سے صرف چند مقامات بطور مشت نمونہ خروار بیان کئے ہیں۔

الغرض قرآن مجید میں جس قدر محرمات بیان ہوئے شروع سے آخر تک ان تمام محرمات کی نسبت اللہ تعالی فرماتا ہے:

و قد فصّل لکم ما حرّم علیکم الّا ما اضطرر تم الیہ و انّ کثیراً لیضِلّو ن بغیر علمٍ با ھواء ھم بغیر علم انّ ر بك ھو اعلم بالمعتدین ۔ (الا نعا م : ۱۱۹)۔(ترجمہ: اور تحقیق اللہ نے جو چیزیں تم پر حرام کی

ہیں، وہ تمام کھول کر (قرآن مجید میں) تمہارے واسطے بیان کر دی ہیں (ان سے بچو)، مگر جس حرام چیز کی طرف تم مضطر و مجبور کیئے جاؤ۔ وہ تمہارے لئے اس وقت حلال ہے۔ لیکن تحقیق نا دانی کہ قرآن کے باعث بہت لوگ اپنے نفسوں کو اور اپنی قوم کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔ اللہ ایسے حد سے گذرنے والوں کے حال خوب جانتا ہے)۔

اے ہوش سے کام لینے والو! غور کرو اور سوچو کہ تمام محرمات قرآن مجید اضطراری حالت میں حلال ہو جاتے ہیں اور کیوں ؟ صرف اس واسطے کہ انسان اپنے وجود کو ہلاک ہونے سے بچا لے، کیونکہ انسان اپنے وجود کا خود مالک نہیں، بلکہ وہ خدا کی امانت ہے۔ اور مالک کا حکم آپ نے سن لیا ہے کہ وہ حفاظت ہی کا حکم دیتا ہے۔ تمام محرمات مجبوری کی حالت میں حلال کر دیئے ہیں کہ انسان اپنے وجود کو ہلاک نہ کرے اور جملہ محرمات کا مرتکب ضرور ہو جائے۔

پس اس حکم کا خلاف کرنے والا، یعنی محرمات کو مضطری کی حالت میں بھی حرام جاننے والا، اور اپنے وجود کو ہلاک کرنے والا، آیت

و لا تلقوا با یدیکم الی التّھلکة

کا نافرمان و باغی اور

وان کثیراً لیضلون با ھواء ھم بغیر علم

کا پورا پورا مصداق، اور اللہ کی حدوں کو توڑنے والا ہے۔

پس جب کہ محرمات ابدی سے بوقت اضطرار وجود کو سلامت رکھنے کے لئے پرہیز کرنا ناجائز ہے، تو مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے سے بوقت مجبوری انکار ظاہراً نہ کرنا، اور آپ کی جھوٹی رسالت و نبوت و محدثیت و امامت سے توبہ کا حرف زبان سے بھی اظہار نہ کرنا، اور اپنی جان کو قتل کرا دینا، آیت

و لا تلقوا بایدیکم الی التّھلکة

کی مخالفت کرنا، اور

الّا ما اضطررتم

کو بالائے طاق رکھ دینا، اور

انّ ربّك ھو اعلم بالمعتدین

کو پس پشت ڈال دینا ہے۔ یہ کتاب اللہ سے سراسر ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ اور ایسا شخص ہرگز شہید کہلانے کا مستحق نہیں جب کہ بوجہ مخالفت کتاب اللہ حرام موت سے مرا ہے۔

اے حرام موت سے مرنے والے کو شہید لکھنے والے، اور بندگان خدا کو ایسی موت پر ترغیب وتحریص دینے والے، اپنے کیئے اور کہے سے باز آ۔ اور توبہ کا اشتہار دے۔ ورنہ آخرت میں سزا لے گا، اور اس دن تیرا پچھتانا کچھ کام نہ آئے گا۔

من کفر با للہ من بعد ایما نہ الّا من اکرہ و قلبہ مطمئن بالایمان و لکن من شرح با لکفر صدراً فعلیھم غضب من اللہ و لھم عذاب عظیم (النحل:۱۰۶)۔(ترجمہ: جوشخص کتاب اللہ سے اس کو ماننے کے بعد انکار کرے، سوائے اس شخص کے جو مجبور کیا جاوے، اور اس کا دل مطمئن بالا یمان ہو،لیکن جو شخص خوش دلی سے کفر کرے، تو ایسے لوگوں پر خدا کا غضب اور ان کے لئے عذاب عظیم مقرر ہے)

اس آیت میں بتلایا گیا ہے کہ جو شخص خوش دلی سے کتاب اللہ سے انکار کرے، اس کے لئے تو عذاب عظیم اور خدا کا غضب ہے۔ مگر جو شخص مجبوری سے کرے تو اس کو کچھ بھی مواخذہ نہیں، کیونکہ ایسی حالت میں ایسا کرنا فرض ہے۔

پس جو شخص مجبوری کی حالت میں کلمہ کفر نہ کہے، اور اپنی جان کو ہلاک کر دے، وہ خدا کا نافرمان ہے اور اس نے اللہ کی امانت میں خیانت کی اور آیت و لا تلقوا با ید یم الی التھلکۃ کا باغی و فاسق ہے معا ذ اللہ حا شا للہ

اللہ تعالی نے قرآن مجید کی آیات سے انکار اور استہزاء کرنے والوں کے پاس بیٹھنے سے منع کیا ہے کہ ایسا کرنے سے تم بھی ان جیسے بن جاؤ گے۔ دیکھو

و قد نزّل علیکم فی الکتا ب ان اذا سمِعتم آیات اللہ یکفر بھا و یستھزء بھا فلا تقعدوا معھم حتّی یخوضوا فی حدیثٍ غیرہ انکم اذاً مّثلھم انّ اللہ جامع المنا فقین و الکا فرین فی جھنّم جمیعاً۔(النساء:۱۴۰)

اور ایسا ہی کتاب اللہ کی تکذیب وتوہین کرنے والے کے ساتھ محبت کرنے سے سخت منع کیا ہے۔ اور ایسا کرنے والوں کو ایمان سے خارج بتایا ہے۔ کما قال:

لا تجد قوماً یؤمنو ن با للہ و الیو م الآ خر یوادّو ن من حا دّ اللّٰہ و رسو لہ ۔(المجادلۃ:۲۲) اور

لا یتّخذ المؤ منو ن الکا فرین او لیا ء من دو ن المؤ منین ومن یفعل ذا لک فلیس من اللّٰہ فی شی ء...الآیۃ ۔(آل عمران:۲۸)

پھر باوجود ایسی سخت ممانعت کے فرمایا:

الّا ان تتّقوا منھم تقاہ و یحذّ رکم اللہ نفسہ و الی اللہ المصیر (آل عمران:۲۸) (ترجمہ: مگر کافروں (کے اکراہ وظلم) سے بچنے کے لئے ان سے بظاہر محبت رکھو (تاکہ امانت اللہ محفوظ رہے) اور (اس کا خلاف نہ کرو) اللہ تم کو اپنے عذاب سے ڈراتا ہے اور تم کو اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے)۔

ان آیات میں کافروں کے ظلم و ایذاء سے بچنے کے لئے ان سے بظاہر محبت رکھنے کی اجازت دی گئی ہے کیونکہ اس کی امانت یعنی وجود کو نگاہ رکھنا فرض ہے۔ پس جو شخص اس کا خلاف کرے گا، وہ اپنے کو ہلاکت میں ڈالے گا۔ ایسے شخص کو زمرہ شہداء میں تصور کرنا سراسر غلطی ہے۔ اگر عمداً ہے تو کفر و شقاوت ہے۔

میں اخیر میں مرزا صاحب کی خدمت میں دوستانہ عرض کرتا ہوں کہ:

اے قرآن کی مخالفت کرنے والے، اور لوگوں کو حرام موت پر برانگیختہ کرنے والے! میں تجھے دوبارہ نصیحت دیتا ہوں کہ ہمدردی انسانی سے تجھے کہتا ہوں کہ تو نے اس امر میں جو کچھ لکھا ہے، بہت برا لکھا ہے۔ اور اس سے تیرے جو مرید آئندہ حرام موت سے مریں گے، نہ صرف ان پر عذاب ہوگا بلکہ اس کا تجھ پر بھی بوجھ ڈالا جائے گا۔...تیرا بہت برا حشر ہوگا ۔اور بموجب و من یشفع شفاعۃ سیئۃ یکن لہ کفل منھا (النساء:۸۵)

اس کرتوت سے تیرا بہت سا نامہ اعمال سیاہ ہوگیا۔

میں مکرر کہتا ہوں کہ تو اس سے توبہ کر اور آیت

ا لّا الّذین تا بوا و ا صلحوا و بیّنوا فا و لٓئک الذین اتوب علیھم۔ و انا التّوا ب الرّ حیم (البقرۃ:۱۶۰)

کا مصداق بن جا، ورنہ تیرا کیا، تیرے کام آئے گا۔

و ماعلینا الا البلاغ

اخیر میں مرزا صاحب قادیانی کے مریدوں سے بھی نصیحتاً گزارش ہے کہ اے مرزا صاحب کے معتقد دوستو! تم مرزا کے اس قول کی ہرگز ہرگز اتباع نہ کرنا، اور وہ ہزار دفعہ اس حرام موت کو تمہارے لئے نمونہ نیک پیش کرے، مگر تم اسے خراب تر نمونہ یقین کرنا۔ ورنہ یاد رکھو کہ خدا کی مخالفت کرنے سے مرزا صاحب تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے اور آپ اکیلے خدا کے حضور مجرم ہو کر جائیں گے۔

و لقد جئتمونا فرادی کما خلقنکم اوّل مرة ۔(الانعام:۹۴)۔

اور پھر: انّه من یّات ربّه مجرما فانّ له جهنم لا یموت فیها و لا یحیی ۔(طہ۔۷۴)

واضح ہو کہ مفتیان کابل نے جو عبداللطیف کے قتل کا فتوی دیا ہے، اس کی نسبت ہم آئندہ لکھیں گے جس میں ان کی بھی سخت غلطی ظاہر کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالی (اگرچہ مولانا احمد حسن شوکت صاحب نے مضمون نگار کا نام نہیں دیا لیکن میرا اندازہ ہے کہ یہ مضمون مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی کا ہے، جو ان دنوں اشاعۃ القرآن کے نام سے ایک رسالہ شائع کیا کرتے تھے۔ بہاء) (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۴ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۱۔۶)

مرہم عیسی

(مسٹر اکبر مسیح: ماخوذ از رسالہ: ترقی۔ لاہور)

مرزا صاحب قادیانی نے بڑے طمطراق سے لکھا تھا کہ تقریباً ہزار طبی پرانی کتابوں میں لکھا ہوا ہے، جو مرہم عیسی اور مرہم حوارین اور مرہم شلیخا کے نام سے مشہور ہے۔ ان کتابوں کے تمام فاضل مولف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔ (ریویو آف ریلی جنز قادیان جلد اول۔ ص ۴۱۹)

آپ کا پہلا قول سن کر ہم کو ایک ذرہ بھی تعجب نہیں ہوا تھا کہ کوئی مرہم ایسے ایسے متبرک ناموں سے عوام اور خواص میں مشہور ہو گیا کیونکہ مسیحائی تو آج دو ہزار برس سے ضرب المثل ہو رہی ہے۔ جس نے کوڑھی کو چنگا کیا، اندھے مادرزاد کو بینا کیا،

ہر قسم کے بیماروں کو شفا بخشی، اور روحانی دردوں کا مداوا کیا۔ حتی کہ مردوں کو زندہ کیا۔ بلکہ خاک کے پتلے کو پھونک مار کر طائر پرّاں بنا دیا۔ اور وہ سراپا شفا و دوا تھا۔ اگر کسی دارو کو اس کے نام سے منسوب نہ کرتے تو کیا کسی گنجے خارشتی اور سقیم کے نام سے کرتے؟

دوائیوں میں معجون مسیحی مشہور ہے اور مفرّح مسیح بھی (قرابا دین شفائی نولکشوری۔ ص ۱۷۳ و ۱۸۳) بلکہ طب کی کتابوں کے نام بھی ایسے ہیں جیسے عجالہ مسیح، یہ تو ایک معمولی سی بات تھی، اگر کوئی بات تعجب کی ہو سکتی ہے تو وہ یہ ہے کہ جو شخص مرہم عیسی پر ایسا گرویدہ ہو گیا ہو کہ ہر قرابا دین کو آیت و حدیث ماننے لگے وہ عیسی سے سراسر منکر ہو، جس کا خود قرآن شریف شاہد ہے۔

اگر مرزا صاحب قادیانی اس مرہم کے نام ہی کو اپنی غلط فہمی کی بنیاد بناتے تو ہم ان سے باز پرس نہ کرتے اور ان کو اپنا خیالی پلاؤ پکانے دیتے۔ مگر ان کے دوسرے قول نے ہم کو مجبور کر دیا اور ہم کو کہنا پڑا ھو اکذب من قرابا دین اطباء یعنی وہ طبیبوں کے قرابا دین سے بھی زیادہ جھوٹا ہے۔ اور اسی لئے ہم نے اس بہتان کا دروازہ بند کرنے کی نیت سے اپنے آرٹیکل مطبوعہ ترقی ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء میں مرزا صاحب قادیانی سے دو باتیں دریافت کی تھیں۔

ایک یہ کہ، وہ کون لوگ تھے جو لکھ گئے کہ مرہم عیسی حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنا تھا؟

دوسری یہ کہ، اگر بالفرض انہوں نے ایسا لکھا بھی تو آپ کے ان فاضل مولفوں کے ذرائع معلومات کیا ہو سکتے ہیں؟

ہمارے انہیں سوالوں کے ٹالنے کی غرض سے جناب مرزا صاحب نے اپنے ریویو ماہ اکتوبر میں بعنوان، طبی شہادت، کچھ ایسا گول مول لکھ دیا کہ جواب تو ہمارا مطلق نہ ہوا، مگر عوام الناس کو دھوکہ ضرور پڑ گیا ہوگا۔ اس لئے ہم کو یہ راز محققانہ طور سے فاش کرنا پڑا۔

مرزا صاحب نے یہ دعوی کیا تھا کہ ان تقریباً ہزار پرانی طبی کتابوں کے تمام فاضل مؤلف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنا تھا۔

پس ہمارے سوال کے جواب میں مرزا صاحب کو مناسب تھا کہ تقریباً ہزار فاضل مولفوں میں سے چند سب سے قدیم اور سب سے فاضل مولفوں کی شہادت پیش کرتے کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنا تھا۔،

قادیانی مرزا جی کی غرض چونکہ تحقیق سے نہیں، لہذا اور طریقہ اختیار کیا۔ آپ فرماتے ہیں:

پہلے رومی زبان میں حضرت مسیح کے زمانہ میں ہی کچھ تھوڑا عرصہ واقعہ صلیب کے بعد ایک قرابادیں تالیف ہوئی جس میں یہ نسخہ تھا اور بیان کیا گیا تھا کہ حضرت عیسی کی چوٹوں کے لئے یہ نسخہ بنایا گیا تھا۔،

کیا اچھا ہوتا اگر مرزا صاحب اس قرابادین سے یہ عبارت نقل کر کے بتلا دیتے کہ فلاں کتب خانہ میں یہ کتاب موجود ہے اور اس کی عمر کی نسبت بھی کوئی دلیل سناتے ۔ حالانکہ حضرت مسیح کے زمانہ کی کوئی ایسی رومی زبان کی قرابادین نہیں جس میں حضرت مسیح کے کسی مرہم کا یا آپ کے زخموں کا کوئی اشارہ ہو۔

اب ناظرین ایک لطف ملاحظہ کریں۔ پہلے تو آپ نے یہ فرمایا تھا کہ تمام فاضل مولف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنا تھا،

اب آپ نے فرمایا کہ حضرت عیسی کے لئے ان کے حواریوں نے تیار کیا تھا۔،

اور اس کے معنی ہم یہ سمجھے کہ جناب والا نے چوٹوں اور زخموں کی نسبت قریباً ایک ہزار اطبا پر بہتان باندھا۔

اب ان الفاظ کو عبارت سے حذف کر کے آئندہ کے لئے اس قول سے توبہ کی اور اقبال کر دیا کہ کسی فاضل یا بوالفضول مولف نے ہرگز ہرگز یہ نہیں لکھا کہ کوئی مرہم ،عیسی کے زخموں کے لئے بنایا گیا تھا۔،

مرزا جی نے طب کی کچھ کتابوں کی فہرست دی ہے جس میں قرابادین رومی کو بھی داخل کیا ہے۔ان کتابوں میں سے کوئی نہ کوئی کتاب ہر شہر میں مل سکتی ہے جس کو دیکھ کر ناظرین اپنا اطمینان کر لیں، اور ہم تو مرزا صاحب کے پہلے ہی سے قائل تھے ۔اور لکھ چکے ہیں کہ، کتابوں کا نام صفحہ وسطر بتا کر آپ سینکڑوں جھوٹ بول سکتے ہیں ۔،مگر یہ تماشا نیا ہے کہ اس فہرست میں نمبر اول ۔قانون شیخ الرئیس بوعلی سینا، ہے میں

اس کی عبارت اردو ترجمہ نولکشوری جلد ۵ صفحہ ۹۳ سے نقل کر کے دکھلاتا ہوں کہ مرزا صاحب کیسے سچے آدمی ہیں۔

مرہم رسل، اس مرہم ذلیلیخا بھی کہتے ہیں یعنی مرہم حوارییین کا، اور مریم زہرہ کے نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ ایسا مرہم ہے کہ بہ آسانی نواصیر سخت اور خنازیر سخت کی اصلاح کرتا ہے کوئی دوا مثل اس کے نہیں ہے اور پھوڑوں کے مردار گوشت اور پیپ کو نکال ڈالتا ہے اور اندمال کرتا ہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف منسوب ہیں۔،

پس ناظرین دیکھ لیں۔

(۱) شیخ بوعلی سینا نے اس مرہم کو مرہم عیسی بھی نہیں کہا۔

۲۔ یہ بھی نہیں کہا کہ حواریوں نے بنایا۔

۳۔ یا عیسی کے لئے بنایا۔

۴۔ یا عیسی کے زخموں کے لئے بنایا۔

۵۔ کوئی اشارہ یا کنایہ حضرت عیسی کے زخموں یا چوٹوں کا نہیں کیا۔

۶۔ بلکہ شیخ بوعلی سینا اس لغو خیال کا بھی قائل نہیں کہ اس مرہم کو کوئی حقیقی نسبت حواریوں سے ہے۔

۷۔ اس محقق پرانے طبیب نے آج سے نو سو برس پیشتر عوام کے اس گمان کو اس عبارت میں گویا رد کیا ہے کہ، لوگ کہتے ہیں کہ یہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف منسوب ہیں۔، اس کو شیخ بوعلی سینا کا کلام مان لینا محض سادہ لوحی ہے۔

اب ہم قادیانی مرزا جی کے اس سخن کو کیا کہیں کہ تمام فاضل مولف گواہی دیتے ہیں کہ یہ مرہم حضرت عیسی کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی اور شیخ سے بڑھ کر ہم کونسا فاضل تلاش کریں جس پر قادیانی مرزا جی نے اتنا بڑا بہتان باندھا۔ اور وہ بھی ایک بہتان نہیں بلکہ بہتانوں کا سبحہ صد دانہ ہے۔

افسوس بسم اللہ ہی غلط۔ سچی بات شیخ الرئیس فرما چکے۔ اور متاخرین میں سے زیادہ سے زیادہ اگر کسی نے کچھ لکھا تو وہ بلا سند و بلا تحقیق وہی غلط العام فصحیح فقرہ اجزاء ایں نسخہ دوا از دہ عدد است کہ حوارییین جہت عیسی ترکیب کردہ۔

دیکھو قرابادین فارسی حکیم اکبر ارزانی نولکشوری ص ۵۰۸۔ اور علاج الامراض حکیم محمد شریف خان دہلوی (نولکشوری) صفحہ ۶۳۹۔ اور بقائی بر حاشیہ میزان الطب اردو (نظامی) صفحہ ۸۰۔

غرض کہ کسی نے حضرت مسیح کے زخموں کا ذکر اور اس مرہم کو ان سے منسوب نہیں کیا۔ مرزا جی کے تمام حوالجات محض لغو ہیں۔

خود شیخ بتلا چکا کہ یہ مرہم نواصیر اور خنازیر یا پھوڑوں کے مردار گوشت کا علاج ہے اور حکیم ناظم جہان اکسیر اعظم جلد رابع (نظامی ۱۲۸۹ھ) صفحہ ۳۰۰ پر لکھتے ہیں:

مرہم رسل منسوب بحوارئین وخنازیر قادحہ اثر عظیم یافتہ ایم۔

بھلا اس کو ضربہ وسقطہ سے کیا مناسبت، اور یوں آپ کو اختیار ہے چاہے آپ اس کو دوران سر کے لئے اس کی مالش بدن کے اوپر کے حصہ میں کرائیں۔

نہ معلوم کیوں مرزا جی قرابادین کبیر کا نام ترک کر گئے۔ حالانکہ اس میں مرہم رسل کا زیادہ ذکر آیا ہے۔ اس کی عبارت یہ ہے:

ایں مرہم را مرہم رسل نیز نامند وترجمہ کردہ شد در قرابادین رومی بہ مرہم سلیخا ومعروف بہ مرہم زہرہ وگفتہ کہ ایں مرہم دوازدہ دوا ست از دوازدہ حواری حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ السلام کہ ہر یک یک دوا را اختیار کردہ ترکیب نمودہ اندوایں مرہم بہترین مرہم ہاست۔

اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے: وگفتہ کہ ایں مرہم را مرہم بخار واثنا عشری نیز نامند۔ مطبوعہ ۱۲۴۹ھ جلد دوم صفحہ ۵۷۸ و ۵۷۹

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ جنوری ۱۹۰۴ء نمبر ۴ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۶۔۸)۔

☆ یہ اس مضمون کی قسط اول تھی۔ اس کی قسط دوم اہل حدیث امرتسر کے ۲۲ جنوری ۱۹۰۴ء کے شمارے میں شائع ہوئی تھی اور شائد شحنہ میں درج نہیں ہوسکی اس لئے قسط دوم کو اخبار اہل حدیث امرتسر سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ بہاء

مرزا قادیانی کا مرہم عیسی۔ قسط دوم:

پس معلوم ہوا کہ اس مرہم کا کوئی ایک نام نہیں بلکہ متعدد نام ہیں سلیخیا، رسل، حوارئین، اثنا عشری، زہرہ، سنجار، سب سے کم مشہور نام اس کا مرہم عیسی ہے جس کو نہ شیخ نے ذکر کیا نہ رومی نے نہ اسرائیلی نے اور نہ صاحب قرابادین کبیر نے۔ اور سب سے قدیم اور معروف نام سلیخا و رسل ہے اور یہ قول تو نہایت ہی غریب ہے کہ یہ نسخہ حضرت عیسی کے لئے بنایا گیا اور گو اس

قول کے بہت سے مفہوم ہو سکتے ہیں مگر وہ مطلب تو ہرگز چسپاں نہیں ہوسکتا جو تم سمجھے۔

وجہ تسمیہ: اب یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ جب اس مرہم کا نام رسل پڑ گیا تو نادانوں نے فوراً اپنے ذہن میں یہ خیال تراش لیا کہ چونکہ اس میں بارہ اجزاء ہیں اس لئے اسکو مسیح کے بارہ رسولوں نے بنایا ہوگا اور محققین نے اس خیال کو صرف نقل کر دیا اس پر کبھی صاد نہیں کیا۔ چنانچہ شیخ نے بھی اتنا ہی لکھا، لوگ کہتے ہیں۔، اور صاحب قرابا دین کبیر نے بھی یہی لکھا۔ و گفتہ، مگر یاد رکھو کہ لوگوں نے جو کبھی کہا تو صرف یہی کہا کہ ان بارہ دوائیوں میں سے ہر ایک مسیح کے ایک ایک رسول یعنی حواری نے بتائی۔ کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس نسخہ کو مسیح نے بتایا، یا یہ کہ مسیح کے زخموں کے لئے تیار کیا گیا۔

مگر کیا کوئی محقق طبیب ہے عیسائی یا مسلمان، یہودی یا مجوسی جو عوام کے اس خیال کا قائل ہو سکے کہ دراصل بھی اس دوا کو بارہ حواریوں نے تیار کیا تھا کیا لوگ بھول گئے کہ یہ مرکبات کے ایسے ایسے متبرک نام اوران کے متعلق عجیب وغریب فسانے ہمیشہ مشہور رہے ہیں؟ کون یونانی طبیب ہے جو قع ح کوکب کے نام سے واقف نہیں؟ اسی قرابا دین کبیر جلد دوم میں صفحہ ۳۴۶ میں لکھا ہے: شیخ رئیس گفتہ کہ مبالغہ کردہ اند قدمائے اطباء در تعظیم ایں قرص۔ شیخ داؤد انطا کی گفتہ کہ وجہ تسمیہ ایں بقرصِ کوکب ایں است کہ صاحب ایں قرص ساحیوس حکیم تسخیر کوکب یعنی زحل کردہ بود وزعم سلیموس آن ست کہ زحل باآں خطاب کردہ بصفت ومنافع ایں قرص۔، میں نہیں سمجھتا کہ جو شخص مرسل کا معتقد ہو جائے وہ کیوں قرص زحل سے بدگمان رہے جس کی تعظیم میں قدمائے اطبا نے اس قدر مبالغہ صرف کیا تھا۔ پھر اور سنو! اسی قرابا دین میں ایک دوائے شریف عطیۃ اللہ کا نام بھی موجود ہے جس کے معنی خدا کی بخشی ہوئی دوا (جلد دوم ص ۳۶۴) شیخ نے بھی اپنی قرابا دین میں اس کا بہت کچھ ذکر کیا۔ اور کیا جناب مرزا جی نے کبھی کسی قرابا دین میں کسی دوا کی تعریف نہیں پڑھی؟ دوائے کہ مردم اسناد آں بجریل امین علیہ السلام نسبت کردہ اند جہت آں سرور علیہ الصلوۃ والسلام آوردہ شدہ بطریق تحفہ (قرابا دین اکبری)

مرہم کا یونانی نام اور وجہ تسمیہ:

جس زمانہ میں فرنگستان میں طب جالینوس رائج تھا صدہا مرکبات کے ایسے ہی شاعرانہ نام وہاں بھی مشہور تھے ایک تریاق تھا جس کا نام ڈوڈیکا تھیون ہے بمعنی بارہ دیوتا۔ اس میں بھی بارہ اجزاء تھے جو یونان کے ۱۲ بڑے دیوتاؤں سے منسوب ہوئے۔ مرہم رسل جس کا یونانی نام ڈوڈیکا فارمیکم یعنی بارہ دوائیں ہے، عیسائی اطبا نے یونانیوں کے تریاق بارہ دیوتا کے مدمقابل اس کو بارہ رسول کے نام سے منسوب کر کے انگوئٹم ایا سٹولورم زبان لاطینی میں کہنا شروع کر دیا (دیکھو ڈاکٹر ہوپر کی میڈیکل ڈکشنری) جس کے معنی ہیں مرہم رسل اور اس نام میں محض ۱۲ عدد کی رعایت منظور تھی۔ مسلمان اطباء نے اسی عدد بارہ کی رعایت سے اسے اثنا عشریہا اور اب مسلمانوں کو بھی حق ہو گیا کہ وہ اس کو بارہ اماموں سے منسوب کر دیں۔ مگر نہ قرص کوکن زحل کا دیا ہوا نسخہ تھا نہ عطیۃ اللہ خدا کا اور نہ مرہم عیسی اور مرہم رسل اور مرہم اثنا عشری مسیح یا حواریوں یا اماموں کا دیا ہوا ہے، باقی۔ (اہل حدیث ۲۲ جنوری ۱۹۰۴ء ص ۵۔ ۶)

(شائد اہل حدیث کے ۲۹ جنوری کے شمارے میں اس بقیہ ہے ،لیکن اس شمارے کے متعلقہ صفحات میرے سامنے نہیں ہیں اس لئے ہم بقیہ مضمون رسالہ ترقی لاہور سے نقل کئے دیتے ہیں۔ بہا)

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سب سے قدیم نام اس کا اسم با مسمی ڈوڈیکا فارمیکم ہی تھا یعنی بارہ دوائیں جس کا ترجمہ اثنا عشری ہوامگر یونانیوں کے تریاق کی ریس میں مجوسیوں نے جو منّجم ہوتے تھے اپنے عقیدے کی رعایت میں اس کو مرہم زہرہ کہا۔ یہودیوں نے اپنے عقیدے کے موافق اس کو مرہم شلیخا کہا عیسائیوں نے مرہم رسل اور مسلمانوں نے اثناعشری۔غرض کہ جتنے منہ اتنی باتیں مگر چونکہ آں قدح بشکست وآں ساقی نماند، یونانی طبابت کا دور دورہ ہی مٹ گیا،آگے کوان ناموں کا سد باب ہوگیا اور اب کتابوں میں نام ہی نام اور شاعرانی گپیں باقی رہ گئیں جن سے کبھی کبھی بعض عقلاء جہلاء کو ٹھگ لیتے ہیں

لفظ شلیخا کی تحقیق:

اب یہ سوال ہے کہ اس مرہم کا نام شلیخا کیوں پڑا۔اس کیوجہ تسمیہ کیا ہے اور یہ کس زبان کا لفظ ہے مرزا جی نے محض غلط لکھا کہ ،شلیخا کا لفظ یونانی ہے جو باراں کو کہتے ہیں ۔، یہ بالکل غلط ہے اس لفظ کو یونانی سے کوئی واسطہ نہیں یہ نرا عبرانی لفظ ہے اور بہت مشہور جس کو شفائے عاجل کے ساتھ عوام کے ذہن میں ایک خاص مناسبت تھی اور ذرہ بھی تعجب نہیں اگر کسی سریع التاثیر مرہم کو اس نام سے نسبت دی گئی۔ جب یہ لفظ عربی کتابوں میں لے لیا گیا تو چونکہ خود شلیخا ایک عربی لفظ بھی ہے بمعنی خوشبو وعطر دیکھو منتھی الارب وقاموس ۔ لوگ یہ نہ سمجھ سکے کہ لفظ عبرانی تھا۔شائد ان کا خیال صرف اس قدر ہوا کہ چونکہ اس مرہم میں ،مر ،کی قسم سے خوش بودار چیزیں شامل تھیں اس لئے اس کو مرہم شلیخا کہا۔یعنی خوشبودار مرہم اور اگر ایسا سمجھا تو غلط سمجھا۔اس کے متعلق اہل فارس نے ایک اور غلطی کی ہے چنانچہ غیاث اور دیگر کتب لغت میں شلیخا کو لکھ دیا نام مردے کہ از اصحاب عیسی علیہ السلام بود۔اور یہ سراسر خطا ہے۔کسی حواری کا نام شلیخا نہیں ہے چونکہ اس مرہم کو شلیخا بھی کہتے ہیں اور حواری بھی ،لوگ سمجھے کہ دونوں ایک بات ہے اور اس طرح یہ غلطی پیدا ہوگئی۔

..اسرائیلی کا قول:

ایسی ہی غلطی میں مرزا صاحب مبتلا ہیں وہ اس کو، یونانی لفظ سمجھتے ہیں۔ اور اس کے معنی باراں بتاتے ہیں۔اور ہم بھی ان کی اس غلطی کو..ہی غلطی سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے اپنی فہرست کتب طب میں ،تالیف افلاطون...الی قصر العطار لا اسرائیل الہا...کی کتاب منہاج الدکان ودستور الاعیان کو بھی داخل کر کے اس کی نسبت بھی یہی دعوی کیا ہے کہ، اس میں مرہم عیسی کا ذکر ہے اور یہ بھی ذکر ہے کہ وہ مرہم حضرت عیسی کے لئے یعنی ان کے زخموں کے لئے بنائی گئی تھی۔

ہم اس کتاب مطبوعہ مصر کے صفحہ ..سے نقل کر کے دکھلائے دیتے ہیں کہ مرزا صاحب نے اس اسرائیلی پر بھی کتنا بڑا بہتان باندھا ہے طبیب موصوف نے صرف یہ لکھا ہے مر ھم الرسل لا ھو مر ھم الحوا ریین و مر ھم الشلحین و معنی ھذہ الشلا حة العبرا نی الرسل ۔یعنی مرہم رسل کو مرہم حوارین اور مرہم شلاحین بھی کہتے ہیں اور لفظ شلاحین ے

معنی زبان عربی میں، رسل ہیں چونکہ یہ طبیب اسرائیلی تھا زبان عبرانی کا عالم، اس نے لفظ کے صحیح معنی بھی بتلا دیئے اور سمجھا دیا کہ وہ لفظ عبرانی ہے۔ پس مرزا جی نے کیوں اس کو یونانی کہا، یا کیا یہاں بھی مرزا غلام قادر کے کشف نے دھوکا دیا؟

اسرائیلی پر مرزا کا بہتان۔

اب ناظرین خود دیکھ لیں کہ نہ اس فاضل اسرائیلی طبیب نے حضرت عیسیٰ کا نام لیا ہے نہ مرہم کو ان سے منسوب کیا نہ حضرت مسیح کے زخموں کی طرف کوئی اشارہ کیا نہ اس نے عوام کے غلط خیال کا تذکرہ کیا۔ پھر اب مرزا جی سے کوئی پوچھے کہ تم نے کیوں اس پر بہتان باندھا اور کیوں رسوا ہوئے؟ سچ ہے اللہ خوار کرتا ہے جسے چاہے جس شخص نے فن طبابت کے ایسے ایسے روشن ستاروں پر جھوٹ باندھا جیسے شیخ الرئیس اور اسرائیلی، تو اس کا اعتبار اٹھ گیا اور وہ مسیلمہ کذاب سے گوئے سبقت لے گیا

...شیلوخ کا تذکرہ: اب ہم بتلاتے ہیں کہ وجہ تسمیہ اس مرہم کی کیا ہے۔ بیت المقدس میں ایک قدیم حوض تھا شیلوخ اور شیلخ کے نام سے مشہور جس کا تذکرہ یسعیاہ ۱۱۔۸:۶ ؟ ونحمیاہ ..۱۳، ۱۵ میں بھی آیا ہے اور جو آج کل وہاں کے مسلمانوں میں برکۃ سلون کے نام سے مشہور ہے ایسا ہی ایک دوسرا حوض تھا اسی جگہ بیت حسدا یعنی رحمت کا گھر جس کی نسبت مشہور تھا کہ کبھی کبھی ایک فرشتہ اس کے اندر اتر کر پانی کو ہلاتا تھا اور اس وقت جو بیمار چاہے کسی مرض میں مبتلا ہو جو سب سے پہلے اس میں اتر جاتا فوراً چنگا ہو جاتا اس کا ذکر انجیل شریف میں آیا ہے۔ اس بیت حسدا میں پانی اسی شیلیوخ سے ہو کر آتا تھا دیکھو النسین ؟ کا سفر نامہ اور تفصیر...انجیل یوحنا باب ۹؟ بیت حسدا کی طرح یہ شیلوخ بھی حضرت مسیح کے ایک معجزہ کی یادگار ہے جس کا ذکر یوحنا باب ۹ میں ہوا وہاں لکھا ہے کہ آپ کو ایک مادر زاد اندھا ملا اور آپ نے معجزانہ طور پر اس کو بینا کر دیا، اور زمین پر تھوکا اور تھوک سے مٹی ملائی اور وہ مٹی اندھے کی آنکھوں پر لگا کر اس سے کہا، جا شیلوخ (جس کا ترجمہ بھیجا ہوا) ہے کے حوض میں دھو لے۔ پس اس نے جا کر دھویا اور بینا ہو کر واپس آیا،

اسی طرح ایک اور اندھے کی آنکھوں پر آپ نے اپنا لبِ مبارک لگا کر بینائی عطا کی تھی مرقس باب ۸؟۔ ہم کہتے ہیں کہ اصل مرہم عیسی یہی تھا جس کے تین اجزاء بتائے گئے۔ لاب روح اللہ، گل (مٹی) بر...آپ شیلوخ اور اسی لفظ شیلوخ اور شیلخ سے شلیخا بن گیا اور اسی سے نسبت اس مرہم کو دی گئی۔ نہ یہ مرہم عیسی ہے اور مرہم شلیخا، بلکہ عیسی اور شلیخا کے نام سے منسوب ہے اور یہی لفظ شلیخا ماخذ ہے لفظ رسول کا کیونکہ اس کے لفظی معنی ہی رسول ہے جیسا کہ اسرائیل نے بھی بتلا دیا اس کو حواری اور رسول سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ محض اس کے معنی سے واسطہ ہے۔

شلیخا اور رسول دو مترادف الفاظ ہیں اور جب اس مرہم کے بارہ اجزاء کا خیال کیا تو لفظ رسول سے بارہ رسولوں کی طرف ذہن منتقل ہو گیا اور آسانی سے اس کو مرہم رسل کہہ دیا۔

حسن اتفاق سے یہاں ایک اور مناسبت بھی پیدا ہو گئی جس کی وجہ سے یہ نام اور بھی زیادہ موزون ہو گیا۔ مرہم کے معنی ہر قسم کا لیب و مالش ہیں جو خود نرم ہو اور نرمی پیدا کرے اور اگر یہ لفظ عربی ہے تو رحمۃ سے مشتق ہو گا جس کے معنی ہیں نرمی دیکھو منتہی الارب۔

اس معنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ فی الواقع بھی حضرت عیسیٰ کے حواریوں کے پاس ایک مرہم تھا اور وہ اصلی مرہم رسل تھا چنانچہ انجیل مرقس باب ۶، آیت ۷، ۱۲، ۱۳ میں لکھا ہے: خداوند مسیح نے بارہ کو اپنے پاس بلا کر دو دو کر کے بھیجنا شروع کیا، ..، اور انہوں نے روانہ ہو کر منادی کی کہ توبہ کرو اور بہت سی بدروحوں کو نکالا اور بہت سے بیماروں کو تیل مل کر اچھا کیا۔ اسی تیل کو ہم مرسل رسل کہتے ہیں اور شاید یہ لکھنے کی ضرورت نہیں کہ بیت المقدس میں جو تیل استعمال ہوتا ہے وہ روغن زیت ہے جو اس مرہم زیر بحث کا جزو اعظم قرار دیا گیا اور جو حوارئین عیسیٰ کے ہاتھ میں ان کی دعا کی تاثیر سے اکسیر کا حکم رکھتا تھا۔ پس جس مرہم کو قدمائے اطباء نے بہترین مرہم مانا اس کو مرہم رسل سے بہتر اور کون نام وہ دے سکتے تھے

آخری مالش: حوارئین عیسیٰ کی سنت میں کلیسا کے درمیان اس وقت تک بیماروں پر تیل ملنے کی رسم جاری ہے چنانچہ حضرت یعقوب حواری نے فرمایا ہے:

اگر تم میں کوئی بیمار ہو تو کلیسا کے بزرگوں کو بلائے اور وہ خداوند کے نام سے اس کو تیل مل کر اس کیلئے دعا کریں جو دعا ایمان کے ساتھ ہوگی اس کے باعث بیمار بچ جائے گا اور خداوند اسے اٹھا کھڑا کرے گا (یعقوب ۵:۱۴)

اس رسول رسم کو جس کا فیض و برکت اس وقت تک جاری ہے رومن کیتھولک کلیسا میں اکسٹریم افکشن یعنی آخری مالش کہتے ہیں جس کے لئے ہر ایماندار آرزومند ہے

ہم سمجھتے ہیں کہ اب کسی صاحب فہم کو ذرا بھی دقت نہ رہے گی کہ مرہم شلیخا اور مرسل رسل کی حقیقی وجہ تسمیہ بخوبی سمجھ لے اور مرزا جی کے مغالطوں سے باہر نکل آئے

عوام کا خیال اور مرزا کی تردید:

اس مرہم کی نسبت مرزا صاحب کی غلط بیانیاں شمار میں اس کے اجزا سے بھی بڑھ گئی ہیں ناظرین دیکھ چکے کہ گو اس مرہم کی حواریوں کے ساتھ کسی حقیقی نسبت کا خیال محض لغو اور بے بنیاد ہے تاہم جن لوگوں نے ایسی نسبت مانی ہے وہ بھی یہی کہتے رہے کہ مرہم کو بارہ حواریوں نے ترکیب دیا اور ایک ایک نے ایک ایک دوا ایجاد کی۔ اس قول میں گویا ان لوگوں نے اس بات کی صراحت اور تاکید کی ہے کہ یہ مرہم واقعہ صلیب کے قبل ایجاد ہوا یعنی ایسے وقت میں جب کہ بارہ حواریوں کا شمار برقرار تھا۔ مقدس تاریخ کا یہ ایک یقینی واقعہ ہے کہ صلیب سے ایک دن قبل ہی حواریوں کا شمار کم ہو گیا تھا کیونکہ یہودا اسکریوطی جو بارہ میں ایک تھا رسالت کے دائرے سے خارج کر دیا گیا اور قبل واقعہ صلیب کے خودکشی کر کے مر گیا۔ دیکھو متی ۲۷:۵۔ پس جب صلیب کے بعد حواری صرف گیارہ رہ گئے تو وہ مرہم شیلخا کے ۱۲ جز کیسے ترکیب دے سکتے تھے؟

پھر مرزا جی کس طرح فرماتے ہیں کہ: یہ دوا صلیب کے زخموں کے بعد خود ہی حضرت عیسیٰ نے الہام کے ذریعہ سے تجویز فرمائی تھی۔،

دارو مدار تو مرزا صاحب کا جہلا کے بے سند خیال پر تھا اور یہ کہہ کر آپ نے خود اس کی تکذیب کر دی کیونکہ وہ تو

اس دوا کو بارہ حواریوں سے منسوب کرتے تھے اور اس کو واقعہ صلیب کے قبل کا حال بتلاتے تھے نہ کہ صلیب کے زخموں کے بعد، کا۔ پھر وہ اس کو حواریوں کے الہام سے نسبت دیتے تھے کہ مسیح کے الہام سے۔ بہر کیف اس سے یہ پتہ لگ گیا کہ آپ خود اس بے بنیاد روایت کو دل سے باطل ولغو سمجھتے ہیں ورنہ اس کے منافی ایسا سخن نہ فرماتے۔ گویا آپ یہ فرماتے ہیں کہ قدیم جاہلوں کو یہ کہنا چاہیے تھا جو انہوں نے نہیں کہا کہ مرہم عیسی حواریوں نے صلیب کے بعد تیار کیا۔ ہم دو ہزار سال بعد اس روایت کی اصلاح کرتے ہیں اور فرض کئے لیتے ہیں کہ وہ لوگ ہمیشہ سے یہی کہتے رہے خوب! فن روایت اور درائت کا یہ نیا اصول ہے ہم مرزا جی کو داد دیتے ہیں

مرزا کی اختلاف بیانی۔ مرزا جی کی غلط بیانیاں بے پایاں ہیں آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ یہ نسخہ ان چوٹوں کے لئے نہایت مفید ہے جو کسی ضرب وسقطہ سے لگ جاتی ہیں اور چوٹوں سے جو خون روان ہوتا ہے وہ فی الفور اس سے خشک ہو جاتا ہے اور اس دوا کے استمال سے حضرت مسیح کے زخم چندروز میں ہی اچھے ہو گئے اور اس قدر طاقت آ گئی کہ آپ تین روز مین یروشلم سے جلیل کی طرف ستر کوس تک پا پیادہ گئے۔ ص ۳۹۷۔

حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اس مرہم کی تعریف میں مبالغہ کیا انہوں نے بھی اس کو ضربہ وسقطہ کا علاج نہیں بتایا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے، اور ہم کو خوب معلوم ہے کہ مرزا جی بھی قائل نہیں کہ ایسے مرہم نے کچھ مفید اثر مسیح کے زخموں پر کیا ہو۔ ورنہ وہ باوجود تسلیم اعجاز مرہم یہ نہ فرماتے کہ واقعہ صلیب کے بعد مسیح کے جسم پر، صلیب، وکیلوں کے تازہ زخم موجود تھے جن سے خون بہتا تھا اور درد تکلیف ان کے ساتھ۔ (ریویوج ۲ ص ۵۰۔۵۱) ہم کو پھر مرزا جی کے حافظہ کی شکایت ہے ان کو بے طرح نسیان ستاتا ہے حتی کہ وہ اپنے تیئں بھی بھول گئے

یہ بحث تو طے ہو گئی مگر مرزا صاحب کے پھڑکتے ہوئے تجارتی اشتہارات دیکھ کر جن میں وہ اس مرہم کو، عجیب و غریب دنیا میں سب سے پرتاثیر تیر بہدف بابرکت علاج، خاص کر اپنے مددگار طاعون کا بتلا کر فی ڈبیہ پون اور سوا روپیہ جاہلوں سے وصول کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ناظرین کے دل میں بہت اشتیاق پیدا ہوا ہوگا کہ آخر اس نسخہ کے وہ نادر الوجود اجزاء کیا ہیں جس کے دریافت کرنے کے لئے مرزا صاحب اطبا کے معمولی تجربہ کو کافی نہیں سمجھتے بلکہ ضرورت الہام واعجاز کو لازم قرار دیتے ہیں۔ وہ نسخہ موافق قرابادین شیخ الرئیس کے یہ ہے: موم سفید، راتینج، زنگار، جاد شیر، اشق، زراوندطویل۔ کندر۔ مرمکّی۔ بیروزہ، مقل، مرداسنگ، روغن زیت

ناظرین بارہ حوالوں کو دیکھئے اور الہام اور اعجاز مسیحائی کو خیال فرمایئے اور ان بارہ دوائیوں کو دیکھئے اور جہاں تک ہو سکے مرزا صاحب اور ان کے حواریوں کو شرمایئے اور پوچھئے کہ یہ کیا اندھیر ہو گیا کہ ہندوستان میں طاعون کی یہ شدت کہ الاماں، اور وہ بھی خاص اسی زمانہ میں جب آپ لوگوں نے اعجاز مسیحائی کا بابرکت علاج نکالا۔ کیا طاعون بھی پیر قادیان کے دعووں کی آسمانی تکذیب ہو کر آیا ہے)۔

ضمیمہ شحنہ ہندوطوطی ہند میرٹھ یکم فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۵ جلد ۲۲ و ۲۴

خاتم الانبیاء اور خاتم الخلفاء

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور مرزا جی خاتم الخلفاء۔

وہ قادیانی اخباروں اور مختلف تحریروں میں اپنے کو خاتم الخلفاء لکھتے ہیں۔ اگر خلفاء کے معنی انبیاء کے لیتے ہیں جیسا کہ حضرت آدم کی نسبت کلام مجید میں وارد ہے کہ انّی جاعل في الارض خلیفة تو دوخاتم نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ ختم ایک امر بسیط ہے جو متجزی اور منقسم نہیں ہوسکتا۔

قرآن تو یہ کہتا ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم ہیں اور مرزا جی کہتے ہیں میں خاتم ہوں۔ یہ شاخسانے درحقیقت پورانے جغادری آسمانی باپ کے نکالے ہوئے ہیں۔ غریب لیپالک تو معصوم جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش، نہ ابھی منہ کی دال جھڑی، نہ دودھ کے دانت ٹوٹے۔ بالکل پیرنا بالغ۔ پس آسمانی باپ ہی کو طاعون ملعون یا افغانی بغدے کے حوالے کردینا چاہیے کیونکہ سارا فساد اسی کھوسٹ کا ہے۔

اور اگر خلیفہ کا مرتبہ نبی سے گرا ہوا ہے، یا خلیفہ سے مراد مسلمانوں کو کھنڈے استرے سے مونڈنے والا اور پوچارا دے کے کھونٹی تک کو صاف کرنے والا ہے، تو یہ صفت واقعی مرزا جی پر صادق آتی ہے۔ لیکن اس صورت میں آپ نبی نہیں رہتے اور بروزی رسالت ونبوت قادیان کے پڑادے یا اصطبل سے کھونٹا اوکھاڑ کر بھاگتی ہے اور مرزا جی کہتے ہیں کہ تو چل میں بھی آیا

وہ خلیفہ جی جو کل پھرتے تھے سب کو مونڈتے
آج اون کے ضمیمہ میں حجامت ہو گئی

پھر آپ مثیل المسیح اور موعود مسیح ہونے کے مدعی ہیں۔ مگر حضرت عیسی مسیح

نے کہاں کہا ہے کہ میں خاتم الخلفاء یا خاتم الانبیاء ہوں۔ اگر مرزا جی کا ایمان فی الحقیقت قرآن پر ہے، تو حضرت عیسیٰ مسیح اپنے خاتم ہونے کا انکار کرتے ہیں۔ پڑھو:

اذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انّی رسول الله الیکم مصدقاً لّما بین یدیّ من التّوراة و مبشّراً برسول یّأتی من بعدی اسمه احمد (یعنی اے بنی اسرائیل میں تمہاری ہی طرف رسول ہوں تصدیق کرتا ہوں توراۃ کی جو میرے ہاتھ میں ہے اور بشارت دیتا ہوں ایسے رسول کی جو میرے بعد آئے گا، اس کا نام احمد ہوگا)۔

یہی انجیل میں ہے کہ میرے بعد فارقلیط (تسلی دینے والا) آئے گا۔

لیکن قادیانی مرزا جی کا ایمان توراۃ و انجیل پر کیوں ہونے لگا، جب کہ قرآن پر بھی نہیں۔ اور یہ صاف ثابت ہے کہ آنحضرت ﷺ بنی اسماعیل میں سے ہیں، نہ کہ بنی اسرائیل میں سے۔ تعجب ہے کہ اصیل مسیح تو خاتم الانبیاء نہ ہو، اور مثیل مسیح خاتم الانبیاء ہو جائے۔

اور اگر قادیانی مرزا جی یہ کہیں کہ میں انبیاء بنی اسرائیل کا خاتم ہوں، تو اپنے مرزائیوں کو بنی اسرائیل ثابت کریں، اور امام الزمان ہونے کا دم چھلا کاٹ کر پھینک دیں۔ ورنہ خاتم الخلفاء بننے اور بنانے سے تائب ہوں، اور آئندہ کے لئے کان پکڑیں۔ ورنہ ابھی ابھی سر میں کان اور کانوں میں سر اور دونوں میں منارے کا کلس کر دیا جاوے گا۔ (ضمیمہ شحنۂ ہند وطوطی ہند یکم فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۵ جلد ۲۲ و ۲۴، ص ۱۔۲)

مرزائی اخبار الحکم کی کایا پلٹ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

ما شاء الاب و الا بن! اب تو اخبار الحکم قادیان، مہاراج دہراج گنیش جی (ہاتھی) کے کانوں سے چوڑا، اور سری مہاراج ہنومان جی کی دم سے لمبا، یعنی بڑی تقطیع کے پیمانے پر شائع ہونا شروع ہوا ہے۔ ہم اکھاڑے کے بیچوں بیچ اپنے ہم عصر کے ڈنٹر منارے کی مٹی سے ملتے ہیں اور پیٹھ ٹھونک کر کہتے ہیں کہ شاباش اپنے

حریف ورقیب البدر کو نیچا دکھانے کا یہی داؤں تھا۔ ورنہ الحکم چاروں شانے چت ہوکر آسمان جھانکتا...۔

اگر چہ اخبار الحکم قادیان کا حجم اخبارالبدر قادیان کے حجم سے دو چند بلکہ تقریباً سہ چند ہے، مگر قیمت بھی تو دو چند ہے۔...مگر آپ جانتے ہیں پیٹ پتلا نے والے تو ارزاں بعلت پرغش ہیں نہ کہ گراں بحکمت پر۔ لہذا ب خیر اسی میں ہے کہ قیمت بھی گھٹا دی جاوے، ورنہ ہم دکھا دیں گے کہ البدر چند روز میں اپنا حجم اسی قیمت سالانہ پر دو چند کر دے گا۔ اور پھر قسم ہے لیپا لک کے منارے کی کہ بدھیا بیٹھ جانے میں کچھ بھی کسر نہ رہے گی۔

ہم تو اخبار الحکم قادیان کے یار و مددگار ہیں۔ اسی نے بروزیت کی نیو جمائی، اسی سے منارہ ٹھا کر دوارہ بنا۔ اسی نے پچھلے دنوں اپنا گھر سیلاب کی نذر کیا۔ بروزیت کو شہرت کے بانس پر چڑھانے میں اسی نے کڑیاں جھیلیں۔ ہمیں تو الحکم ہی پیارا ہے۔ کیا طاقت ہے کہ کوئی حریف اوس کا مدمقابل بن سکے، ورنہ ابھی راتب بند کر دیا جائے، اور گھاس دانہ کی جگہ مرچوں کا توبرا چڑھا دیا جائے۔

کچھ غم نہ کرنا۔ مجدد السنہ مشرقیہ تمہاری کمک پر ہے۔ ایک البدر کیا، ہزار البدر نکلیں مگر دساسول یا دمدار ستارے کی طرح غائب نہ ہو جائیں تو جبھی کہنا۔ کجا الحکم، کجا البدر۔ یہ ڈھول کے اندر پول وہ منجیرہ۔ یہ جند بیدستری اور سقنقوری معجون، وہ گڑ کے شیرے کا حریرا۔ یہ منارے کی جریب وہ ننھی منی صلیب۔ آئندہ یا قسمت یا نصیب۔

(ضمیمہ شحنہ ہند وطوطی ہند یکم فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۵ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۲)

تلوار کی جگہ قلم اور زبان کا جہاد

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزائی اخبار الحکم کے صفحہ لوح پر چند روز سے یہ فقرہ ثبت رہتا ہے:

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم سے بند کیا گیا۔ وغیرہ،

خدا کا حکم تو ٹل نہیں سکتا، ورنہ ساری خدائی سے جہاد اٹھ جاتا۔ حالانکہ جہاد

برابر جاری ہے۔ سمالی لینڈ میں برٹش گورنمنٹ جہاد کر رہی ہے۔ پچھلے دنوں مقدونیا کے باغیوں پر سلطان ترکی نے جہاد کیا۔ اور عن قریب انشاء اللہ دنیا کے بعض حصوں میں نہایت سخت جہاد ہونے والا ہے۔

اگر جہاد کا وجود دنیا میں نہ ہو، تو کوئی سلطنت قائم نہیں رہ سکتی۔ چوروں اور ڈاکوؤں اور بدمعاشوں اور قاتلوں کو گرفتار کرنا اور سزا دینا بھی جہاد ہے، جو تمام سلطنتوں اور حکومتوں میں جاری ہے۔

پس جہاد کا بند ہونا قانون قدرت کے خلاف ہے۔ اور خدا کا حکم ہرگز فطرت کے خلاف نہیں۔ ہاں مسخرے آسمانی باپ نے لیپا لک (مرزا قادیانی) کے نام ایسا نادر شاہی حکم بھیجا ہوگا۔

یہ عجیب بات ہے کہ تلوار کا جہاد تو بند ہو گیا مگر قلم اور زبان کا جہاد بند نہیں ہوا جو تلوار کے جہاد سے سخت تر ہے

جراحات السنان لها التیام
و لا یلتام ما جرح اللسان

یعنی بھالے کے زخم بھر جاتے ہیں مگر زبان کے زخم نہیں بھرتے۔

لیپا لک (مرزا قادیانی) جو سال ہا سال سے دنیا کے تمام مذاہب پر قلم کا جہاد کر رہا ہے اور ہر مذہب کے بزرگوں کی مذمت کر کے اہل مذاہب کے دلوں کو نوک قلم سے چھلنی بنا رہا ہے، تو آسمانی باپ نے یہ جہاد جائز کر دیا ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں بت پرستوں کو برا کہنے سے بھی روکا گیا ہے۔ پڑھو:

لا تسبّوا الّذین یدعون من دون اللہ

مگر لیپا لک کو پرانے قرآن سے کیا غرض، اس کو تو نئے باپ کا نیا حکم چاہیے۔

میری بددعا سے فلاں مارا جائے گا، کیا کہ کلجبا پن اور سیف زبانی کا یہ دعوی جہاد نہیں۔

میرے ساتھ طاعون کا لشکر آیا ہے اور میں اپنے منکروں کو اس کے ہاتھوں ہلاک کرا رہا ہوں، کیا یہ دعوی جہاد نہیں۔

اپنے نفس پر جہاد نہیں کیا جاتا۔ ہر دم یہی دھن رہتی ہے کہ میرے بات نیچی

نہ ہو، میں ذلیل نہ ہوں، جو کچھ میں چاہوں وہی ہو، میں بروزی ہوں، میں خدا کا متبنی ہوں، بلکہ انا ربّکم الا علی۔ مگر خدائے تعالی ایسے متکبر اور مغرور کو ذلت پر ذلت دے رہا ہے۔ اس کی رعونت کا سر کچل رہا ہے، جس طرح فرعون بے عون کا سر کچلا۔

آپ خود جہاد کر رہے ہیں اور برٹش گورنمنٹ کو خوش آمد کے شیشے میں اتار رہے ہیں کہ میں جہاد کے خلاف ہوں اور میں نے جہاد بند کر دیا ہے۔ بھلا اس بکواس کو پوچھتا کون ہے۔ جو جہاد آپ کے ذہن میں ہے، نہ وہ ظالمانہ جہاد اسلام میں ہے نہ مسلمانوں کے خواب وخیال میں، نہ خود گورنمنٹ کے قیاس وگمان میں۔

جو جہاد ظالموں پر کیا جاتا ہے وہ صورۃً جہاد ہے مگر معناً عین انصاف ہے۔ جو خودغرض مفتری ایسے جہاد کو روکتا ہے، وہ بڑا مفسد اور تمام گورنمنٹوں کا بدخواہ اور عام امن میں خلل ڈالنے والا ہے، کیونکہ ریاست بے سیاست ممکن نہیں۔

بروزی نبوت نے بھی اوائل میں قلم سے لوگوں کی موت ہی کی پیشین گوئیوں کا جہاد کیا۔ دھونس ڈال کر اپنی نبوت کا منوانا چاہا، مگر اس ظالمانہ جہاد کا برٹش عدالت نے سر توڑ ڈالا، اور تخویف الناس سے آئندہ کے لئے توبہ نامہ لکھوالیا۔ ورنہ خدا جانے ہلاکت کی پیشین گوئیوں کا جہاد کیا کر کے رہتا۔

بار بار جہاد یاد دلانا گویا مسلمانوں کو اشتعال اور گورنمنٹ کو ان کی طرف سے نفرت دلانا ہے، اور اسلام اور پیغمبر اسلام پر تبرا بھیجنا ہے، کہ ظالمانہ جہاد کو رواج دیا۔ آپ سے زیادہ اسلام کا کورنمک اور مسلمانوں کا دشمن کون ہوگا۔ قابو نہیں چلتا، ورنہ تمام مسلمان بلکہ تمام مذاہب دنیا جو جعلی نبوت اور امام الزمانی کو نہیں مانتے آپ کے ہاتھوں قتل کر دیئے جائیں۔ اور آپ ان کو کچا ہی بھنبھوڑ کر کھا جائیں۔

قرینہ یہ ہے کہ آپ کا جو مخالف اپنی قضا سے مر جاتا ہے، خوشی کے شادیانے بجائے جاتے ہیں، اور مرزائی اخباروں میں مشتہر کیا جاتا ہے۔ اس سے آپ کا خبث باطن اور بدخواہی مخلوق صاف عیاں ہے۔ جہاد کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں۔ قتل کا ارادہ اور اقدام بھی درحقیقت جہاد ہے

ان اللہ یعلم ما فی الصدور اور انما الاعمال بالنیات۔

(ضمیمہ شحنہ ہند وطوطی ہند یکم فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۵ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۲۔۴)

ہندوستانی قبقاب برسرِ دجال پنجاب

(حافظ محمد فاروقی لاہوری)

ارے مردود بے ایمان مرزا
یہ کیا برپا کیا طوفان مرزا
کبھی بنتا ہے عیسیٰ گاہ مہدی
نہیں ہے یہ تجھے شایان مرزا
ابھی زندہ ہیں عیسیٰ آسمان پر
نہ ان کو جان تو بے جان مرزا
مسیحِ ابن مریم آئیں گے پھر
حبیب حق کا ہے فرمان مرزا
نصوص قاطعہ کا ہے تو منکر
نہ کوسے کیوں تجھے قرآن مرزا
حدیثوں کے معانی مت غلط کر
نہ کر فرقان کا بطلان مرزا
تو ہے بمرتبہء شداد و نمرود
تو ہے قارون کا ہم شان مرزا
مسلمانوں کو لوٹا خوب تو نے
تو ہے چنگیز خان کی جان مرزا
تو خاص ابلیس کا نور بصر ہے
تیری آنکھیں ہوں بے لمعان مرزا
بجا ہے گر کہوں دجّال پنجاب
لقب ہے یہ ترے شایان مرزا

نہیں انسانیت کی تجھ میں کچھ بو
کہ ہے تو بدتر از حیوان مرزا
غلام احمد کا تو ہرگز نہیں ہے
ابے او بندہء شیطان مرزا
نہیں پنجاب ہی میں تیری ذلت
تو ہے بدنام تا ایران مرزا
نہ تیرا قادیان دار الاماں ہے
وہ ہے اک منبع الاحزان مرزا
مسلمانوں کے حق میں ہے تو افعی
تو موذی ہے علی الطغیان مرزا
بھگا دوں نوک دم میں تجھ کو دم میں
نہ ٹھیرے تو سر میدان مرزا
ترے لنگڑے کو لنگڑے کا ہے شوق
اڑا ساتھ اس کے تو بھی تان مرزا
مرے گا کور کر کوڑھی تو ہو کر
یہ کہتا ہوں علی الاعلان مرزا
نہیں تجھ پر کھلے اسرار عرفان
نہیں حق کی تجھے پہچان مرزا
ترے خادم کیا کرتے ہیں تجھ پر
دل و جان مال و زر قربان مرزا
یہ پیشین گوئی میری یاد رکھنا
عیاں ہوگا مہ شعبان مرزا
چھٹی تاریخ سہ شنبہ کا ہو دن
اسی دن ہوگا تو بے جان مرزا

(کفار بروز منگل اکثر مرتے ہیں اسلئے شاعرانہ اور ظریفانہ پیشگوئی کر دی ہے)

جو ناری (دوزخی) ہیں بنے تو سب کی ناری (عورت)
ترا دوزخ میں ہو ایوان مرزا
ظریف اب ختم کر تو اس غزل کو
نہ ہو جائے کہیں ہلکان مرزا
بدل کر قافیہ لکھوں غزل اور
کہ جس کو سن کے ہو حیران مرزا

(ضمیمہ شحنہ ہند وطوطی ہند یکم فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۵ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۴۔۵)

مولوی محمد کرم الدین کی فتح

۱۴ جنوری ۱۹۰۴ء کو مرزائیوں کا وہ الہام کا مقدمہ فوجداری جو منجانب حکیم فضل الدین مرزا جی کے خاص حکم سے برخلاف مولوی صاحب موصوف دائر کیا گیا تھا اور جو ۱۴ ماہ سے چل رہا تھا اور جس کی نسبت مرزا جی پر متواتر نصرت و فتح کے الہامات برس رہے تھے، آخر کار خارج ہو گیا اور مولوی کرم الدین صاحب عزت سے بری ہو گئے۔ بہت سے احمدی دور دراز مسافت طے کر کے آخری حکم سننے کے منتظر تھے کہ مرزا جی کا تازہ نشان (فتح مقدمہ) دیکھیں۔ لیکن صاحب مجسٹریٹ کا یہ حکم سن کر سب کے رنگ فق ہو گئے اور وہ سب امیدیں جو مرشد جی نے ایک مدت دراز سے فتح وظفر کی دلا رکھی تھیں خاک میں مل گئیں اور مرزا جی کی قلعی کھل گئی۔

۱۴ جنوری کو اس مقدمہ میں جو مولوی کرم الدین جہلمی صاحب کی طرف سے لائبل بنام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی وحکیم فضل الدین قادیانی دائر تھا، ساڑھے گیارہ بجے سے قانونی بحث شروع ہوئی جس کو مولوی صاحب کے وکیل نے نہایت متانت سے ادا کیا۔ پھر مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں الفاظ استغاثہ کی تشریح کتب لغت عربی فارسی انگریزی تفاسیر حدیث کے حوالے اور خود مرزا صاحب قادیانی کی تصنیفات سے مدلل طور سے کی۔ اور اپنی حیثیت کے دلائل اچھی طرح بیان کئے اور سندیں پیش کیں۔ جن کے خاتمہ پر مرزائی جماعت کے چھکے چھوٹ گئے۔ رات کو مرزا

صاحب کوتپ چڑھ گیا۔ چنانچہ دوسرے روز ..عدالت میں اون کی طرف سے ڈاکٹری سارٹیفیکیٹ پیش ہوا کہ وہ بیماری کی وجہ سے ایک ماہ تک حاضر عدالت نہیں ہو سکتے۔

اور حکیم فضل دین قادیانی نے زیر دفعہ ۵۲۶ ضابطہ فوجداری مہلت مانگی کہ چیف کورٹ میں درخواست انتقال مقدمہ کرنا چاہتے ہیں اور ساتھ ہی دوسرے استغاثہ جات ۴۱۱ و ۵۰۰ کی نسبت بھی درخواست گذری۔ عدالت نے ۱۴ فروری تک مہلت دی۔ اسکے بعد عدالت نے پہلے مقدمہ میں مولوی صاحب کی بریت کا حکم سنا کر اس فیصلہ کو حرف بحرف پڑھا جو ۱۹ ورق کا انگریزی میں لکھا تھا۔

اب وہ الہام جاء ك الفتح ثم جاء ك الفتح کیا ہوا (الحکم ۱۰۔اگست ۱۹۰۳ء)

اور وہ مجموعہ فتوحات کا وعدہ (دیکھو الحکم ۱۰ جون ۱۹۰۳ء) کہاں اڑ گیا۔

اور انجام مقدمات (دیکھو الحکم ۳۰ جون ۱۹۰۳ء) کی پیش گوئی کیا ہوئی۔

اور اون تازہ الہامات مشتہرہ الحکم ۱۷ و ۲۴ دسمبر ۱۹۰۳ء

ہماری فتح ہمارا غلبہ ظفر من الله و فتح مبین

وغیرہ کا کیا حشر ہوا۔

آپ کے حجۃ اللہ نے تو جیسا الحکم مذکور میں چھپا خواب میں اصحاب القبور (مردگان) کے سامنے بھی ہاتھ جوڑے اور دعائیں کرائیں، لیکن افسوس کہ وہ سب محنت اکارت گئی۔ سچ ہے:

و عنده مفاتح الغيب لا يعلمها ا لا هو۔ (الانعام:۵۹)۔

کیا مرزائی اس معاملہ پر غور نہ فرمائیں گے۔ یا رو خدارا انصاف الیس منکم رجل رشید۔

قادیانی مرزا جی سے یہ تو پوچھئے گا کہ آپ نے خود انجام مقدمات کی پیش گوئی اس آیت سے فرمائی تھی:

الله مع الذين اتقوا و الذين هم محسنو ن

اب اہل تقوی آپ بنے، یا آپ کے مخالف۔

میدان تو مولوی صاحب جیت گئے۔ خدا کی نصرت اون کی یاور ہوئی۔

پھر یا تو آپ کو اپنے ملہم پر صاف بدظن ہو جانا چاہیے، یا اوس کا فیصلہ مان

لیجئے کہ حق آپ کے خلاف ہے۔

ایک اور آیت بھی آپ نے الحکم قادیان میں اس مقدمہ کی پیش گوئی میں شائع فرمائی تھی:

الم تر کیف فعل ربّك باصحاب الفیل۔ الم یجعل کید ھم فی تضلیل و ارسل علیھم طیراً ابابیل ۔ترمیھم بحجارة من سجیل ۔ فجعلھم کعصف مأکول (الفیل:۱۔۵)

اب آپ ہی تشریح فرمایئے کہ اصحاب الفیل اس موقع پر کون ہیں، اور ان کے مقابلہ میں مظفر ومنصور طیر کون۔

ہم تو گورداسپور میں جہاں تک دیکھتے رہے آپ کی ہی پارٹی بڑے کروفر کے رتھوں اور گاڑیوں پر سوار ہوکر آتی تھی۔ پھر آپکی نسبت طیراً ابابیل (حقیر جانور) کا خیال کرنا تو نہایت بے ادبی ہے۔ البتہ پہلی شق کی کوئی وجہ نکل سکتی تھی۔ تو براہ مہربانی اس الہام کی پوری تفسیر کردیجئے۔

مرزائی صاحبان مانیں یا نہ مانیں، دنیا میں تو اب مولانا مولوی محمد کرم الدین صاحب کی فتح وظفر کا ڈنکا بج گیا۔ اور مرزا جی کا وہ طلسم اعجاز ودعوی الہام ٹوٹ گیا الحق یعلو و لا یعلی اب تو مرزائی صاحبان کو مرشد جی سے صاف کہدینا چاہیے کہ:

بس ہوچکی نماز مصلہ اٹھایئے

افسوس ہے کہ قادیانی مرزا جی کے جری سپاہی خواجہ کمال الدین صاحب وکیل کی یک سالہ محنت اکارت گئی اور برخلاف اس کے مولوی کرم الدین صاحب کے وکلاء جیت گئے۔ ہم وکلاء کی خداداد قابلیت اور محنت کا اعتراف کرتے ہیں اور پھر صدہا مبارباد مولانا مولوی محمد کرم الدین صاحب کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ نے ایک زبردست فتح حاصل کی۔

آج جابجا جناب بابو چندو لال صاحب بی اے مجسٹریٹ گورداسپور کے اس بے لاگ انصاف کا چرچا ہورہا ہے۔ کیوں نہ ہو، آپ نے واقعی نوشیروانی عدالت کانمونہ دکھایا۔ ان ہی وجوہ سے تو انگریزی عدالتوں کے میزان عدل کا قائل

ہونا پڑتا ہے کہ یہاں شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پیتے ہیں۔

راقم: ایک مبصر از گورداسپور

(ضمیمہ شحنہ ہند وطوطی ہند یکم فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۵ جلد ۲۲ و ۲۴۔ص ۵۔۷)

نظم ارمغانی بحضور دجال قادیانی

(راقم: ارمغانی از سیالکوٹ)

کیا تاب ہے مرزا کی کرے چوں مرے آگے
زنہار نہ ٹھیرے گا وہ ملعون مرے آگے

وہ سامری زادہ ہے میں موسیٰ کا عصا ہوں
کوئی بھی چلا اوسکا نہ افسوں مرے آگے

تقریر کو بھولے ابھی تحریر کو بھولے
آوے سر میداں جو وہ دون مرے آگے

نے نثر کی نے نظم کی ہے اوس کو لیاقت
دز دیدہ عبث پڑھتا ہے مضمون مرے آگے

ہیں جتنے کہ مرزائی خبر لوں گا میں سب کی
سب بھاگیں گے کرتے ہوئے پوں پوں مرے آگے

خود مردہ ہیں وہ کہتے ہیں عیسیٰ کو جو مردہ
ہیں کفر کے صحرا کے وہ مجنوں مرے آگے

کاتک کے مہینہ میں ہے مرزا کی ولادت
پلّے کی طرح کرتا ہے کوں کوں مرے آگے

مرغی کی طرح گھر میں وہ انڈوں پہ ہے بیٹھا
ڈربہ سے نکلتا نہیں ملعوں مرے آگے

مرزا جی زمانہ کے ہیں بے واؤ کے خسرو
وہ لاکھ بنے گرچہ فریدوں مرے آگے
ہیں خانہ الحاد کے مرزا جی کبوتر
اس وا سطے کر تے ہیں غٹرغوں مرے آگے
مرزائی کو سن پائیں کہیں میری غزل کو
شرمندہ بہت ہوں نہ کریں چوں مرے آ گے
مرزا کا مرے ڈر سے ہوا دہک سے کلیجا
ایک چٹکی سے مل دوں گا وہ ہے جوں مرے آ گے
میں پڑھ کے غزل اپنی جو مرزا کو سناؤں
آنکھوں سے بہاوے گا وہ جیحون مرے آگے
کر تا ہے جو وصف اوس کا ہے وہ ایک کلاوت
سارنگی پہ کرتا ہے وہ روں روں مرے آگے
مرزا نہیں انسان ہے گر پشّی ہے کتا
پنجاب کے لوگوں کی ہے وہ جھوں مرے آ گے
آفاق میں جب دھوم مچی میری غزل کی
مرزا کا ہوا حال دگرگوں مرے آگے
دجال نہیں پر خر دجال ہے مرزا
ہو مجھ سے مقابل کرے ڈھیچوں مرے آگے
زنجیر پڑی کفر کی مرزا کے گلے میں
ہے سجن ضلالت کا وہ مسجون مرے آگے
میں بدلے ملیدہ کے براز اوس پہ چڑھاؤں
قسمت سے بروزی ہو جو مدفون مرے آگے
جو معتقد اون کے ہیں وہ ہیں مثل مداری
مرزا جی بنے صورت میموں مرے آگے

بے ف کا ہے وہ فخر تو بے دال کا بودم
ہے سنگ بلا نوں وہ ملعون مرے آگے
مرزا کی طبیعت کا ابھی حال ہو روشن
ایک شعر کرے آ کے جو موزوں مرے آ گے
کرتا ہے جو وہ طعن بزرگان سلف پر
خود ہوگیا خلقت میں وہ ملعوں مرے آگے
تصنیف کو دیکھ اوس کی یہ کہتا ہوں بہ انصاف
چڑ کیں سے نہیں رتبہ میں افزوں مرے آگے

(ضمیمہ شحنہ ہند وطوطی ہند یکم فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۵ جلد ۲۲ و ۲۴۔ص ۷۔۸)

معاونوں اور مربیوں کا شکریہ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

حضرت پیر مہر علی، مولانا سید ابو محمد ڈاکٹر جمال الدین، منشی فضل الرحمان ملازم ڈسٹرکٹ بورڈ لدھیانہ، منشی الٰہی بخش مصنف عصائے موسیٰ، منشی عنایت احمد تاجر کتب پٹیالہ، منشی مہتاب الدین نقشہ نویس پبلک ورکس ایبٹ آباد، منشی عبدالواحد ناظر نظامت کپورتھلہ کا شکریہ بالخصوص ادا کیا جاتا ہے کہ ضمیمہ کی اشاعت میں سیلف ہیلپ (آپ اپنی مدد) کا نمونہ دکھایا۔ حضرت پیر مہر علی شاہ نے اخبار کی خریداری میں بھی سعی فرمائی جزاهم الله خير الجزاء۔

(ضمیمہ شحنہ ہند وطوطی ہند یکم فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۵ جلد ۲۲ و ۲۴۔ص ۸)

ضمیمہ شحنہ ہند وطوطی ہند میرٹھ ۸ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۶ جلد ۲۲ و ۲۴

قادیانی شاعری

منشی سعد اللہ لدھیانوی لکھتے ہیں:

قادیانی نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کی چاروں جلدوں کے عنوان پر ایک رباعی لکھی ہے جس کے تیسرے مصرع کی دم بڑھی ہوئی ہے

کیا خوب ہے یہ کتاب سبحان اللہ
اک دم میں کرے ہے دین حق سے آگاہ
ازبسکہ یہ مغفرت کا بتلاتی ہے راہ
تاریخ بھی یا غفور نکلی واہ واہ

الفاظ اور بندش سے قطع نظر ہم قادیانی سے صرف چاروں مصرعوں کا وزن پورا کر دینا چاہتے ہیں۔ مگر پورا کر دے تو حضرت شوکت سے سفارش کر کے اس کا نام بھی شاگردوں میں درج کرا دیں گے۔ اگرچہ ایسا کودن اس لائق نہیں کہ اس کو اون کی شاگردی کا اعزاز بخشا جائے۔ پھر واہ واہ کیا خوب ہے،

ازبسکہ یہ مغفرت کا بتلاتی ہے،

یہ بھی مصرع رباعی کا ایک پورا وزن ہے۔ آگے قادیانی کی، راہ، حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ اس پر دو رباعیاں ہدیہ ناظرین ہیں۔

حد سے باہر ہے راہ تیری مرزا
کرتا ہے اسی پہ تو دلیری مرزا
سب مکر و دغا ہے یہ براہیں تری
بس کھل گئی تیری ہاتھ پھیری مرزا

کہنا تجھے معتدی بجا ہے مرزا
ہر بات میں تجھ کو اعتدا ہے مرزا
الہام ہیں تیرے انبیاء سے بڑھ کر
بیٹا تو خدا بن چکا ہے مرزا

(ضمیمہ شحنہ ہند ۸۔فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۶ جلد ۲۲ و ۲۴۔ص ۱)

قادیانی کی خودستائی اور اسکے چیلوں کی ژاژ خائی

ایک قادیانی شاہزادہ اپنے خانہ ساز رسول ونبی کا فارسی قصیدہ پڑھ کر کہتا ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی نہیں لکھ سکتا۔ بڑھ کر تو کیا، اس کے برابر بھی لکھنا محال ہے ۔اگر کوئی ارادہ بھی کرے تو اوس کا نطق بند ہو جائے۔ وغیرہ۔

چونکہ یہ کابلی شہزادہ فارسی سمجھتا ہے جیسا کہ اہل کابل بول سکتے ہیں، اس لئے ہم نے اوسی ردیف وقافیہ میں بعون اللہ تعالی کچھ لکھا ہے، وہ شائع کرتے ہیں۔

قادیانی نے بجز خودستائی کوئی کمال نہیں دکھایا، ہم نے بھی قادیانی کے اصل حالات تحریر کئے ہیں۔ اگر چہ قادیانیوں میں اہل انصاف کم ہیں، الاما شاء اللہ، پھر بھی خدا کی رحمت واسعہ پر نظر رکھ کر امید رکھتے ہیں کہ کوئی تو حق پسند غیرت مند ہوگا جو اوس سے اس کے جواب کا مطالبہ کرے گا، اور پھر اوس کو لاجواب پا کر قبول حق سے مشرف ہو کر از سرنو مسلمان ہوگا۔

لیکن اگر مقابلے میں دشنام دہی، دروغ گوئی، مغالطہ اور خدعت وغیرہ استعمال کی گئی، جیسا کہ یک ہزاری، دوہزاری اشتہاروں میں ولد الزنا اور حرام زادے کی گالیاں مستعمل ہوئی ہیں، تو خیر یہ بھی سب کو معلوم ہے۔

دہن خویش بدشنام میالا صائب
کایں زر قلب بہر جا کہ دہی باز آید

خود بخود سب طرف سے حسب معمول پھٹکاریں پڑیں گی۔ اگر چہ قادیانی بزعم خود رسول اس کی پرواہ نہ کرے، مگر اہل بصیرت پر اصلیت ظاہر ہو رہی ہے۔

منشی سعداللہ لدھیانوی کا قصیدہ

بنام آنکہ نہ مبداش و منتہا باشد
بنام او برکتہا بہ کار ما باشد
کسے کہ بر دمش از خالق التجا باشد
ہمو خودش برہ راست رہنما باشد
گرت بجانب محبوب چشم وا باشد
ہمہ ہر آنچہ بجز وے بود فنا باشد
ترا بہ بحر محبت اگر شنا باشد
نہ ہیچ آگہیت از غم و عنا باشد
نصیب نفس تو با حق اگر غنا باشد
جہان و اہل جہان لقمہ و گدا باشد
غبار بر دل طالب ز رنج رہ نبود
کہ خاک راہ در و دست کیمیا باشد
غبار راہ قدم چون بصدق بر دارند
بہ چشم اہل نظر ہم چو توتیا باشد
بمال و زر چہ بود راہِ دوست پیمودن
بہ ہرچہ حکم کند جان و دل فدا باشد
منازل رہ دارین سہل باشد اگر
بدل بہر قدم اللہ ربنا باشد
مباش شاد و غمان از حصول و فقد جہان
کہ ایں جہان فنا دار ابتلا باشد
کجا بہ علم و ہدایت قدم نہد بہ ثبات
ہر آنکہ در رہ دین مرکبش ہوا باشد

اگر قبول نہ امروز حق کنی ، فردا
براہ حق شدنت آرزو بسا باشد
تنا دشت نبود آن دم از مکان بعید
ہم آن عمل کہ ز خود کردہ ہباً باشد
بآن عذاب و گرفتاری ابد شغلت
بہ لیتنی و دریغا و حسرتا باشد
بود معاملہ کار باغلاظ و شداد
نہ ہیچ فائدہ از زاری و بکا باشد
بہ قعر ہاویہ سازند مقعدش ہر کو
نبی نباشد وا نیاز انبیاء باشد
بایں نبوت جزئی و ناقص دجال
بشان ختم رسل قدح مدعا باشد
محمد عربی کابروئے مبارک او
بہ یک اشارہ ز مشکل گرہ کشا باشد
درو و حق بروانش بہ پیروانش باد
سکون خاطرم ایں درد دائما باشد
شبیے کہ جنبش مژگان او بہ غمزدگان
ز راہ مرحمت از سینہ غمزدا باشد
خلاصۂ دو جہان فخر انبیاء و رسل
کہ روز محشرش آں عرش متکا باشد
خدا چو ختم نبوت بذات پاکش کرد
پے علو بشر جاہش انتہا باشد
بامتش شد مے ہر رسول را باشد
منش بہ خلق خدا لا شریک لہ خوانم
بلید طبع کسے گو ازیں خفا باشد

نبوتش ہمہ عالم گرفت تا محشر
نبوتے نہ بہ فاروق و مرتضی باشد
بود مماثل دجال اگر بزعم خودش
کنون بدوش کس این حلّہ و قبا باشد
نبوت ست ز حق پایہء بلند ترین
نہ آنچنان کہ بوے دست کس رسا باشد
نہ رزق و روزی دنیا باختیار کسے ست
بہ کسب کس نہ ہدایت نہ ابتدا باشد
نبی نبی ست بوے نقص را گذر نبود
فضیلت دگرے فضل کبریا باشد
چو ماہ کامل برج سعادت اند ہمہ
عجب مدار چو عو عو ز اشقیا باشد
حقیقت اینکہ بہ قرآن نباشدش ایمان
کہ دینش رد احادیث مصطفیٰ باشد
ہوائے فتنہ وزیدن گرفت در عالم
بہر چہار طرف فتنہ ہا بپا باشد
قدم بہ منبر تجدید دین نہد ہیہات
کسے کہ نیچریش پیر پیشوا باشد
بہ حسب گفتہ عیسی بسے مسیح شوند
ز ہر طرف نہ جہان چون مسیح زا باشد
جناب ختم مرسل سی شمر و ایشان را
چہ بیند آنکہ دلش در تہ عما باشد
برائے عالمیان فتنہ اند دجالاں
علی الخصوص چو دجال میرزا باشد

خدا ز مکر و فریبش امان دہد ہمہ را
پگاہ و شام شب و روزم ایں دعا باشد
بہ مجلسے ز بخاری حدیث عرض آورد
بکذب و جہل بیان ویش گوا باشد
پس از رسول و نبی گر کسے محدث خواند
زیادتے ست بقرآں و دلگرا باشد
مہین حضرت عیسی ست قادیانی پیر
مثیل وے شانش خدعہ و دغا باشد
ببیں کہ بر صلبوہ ماے نفی حق فرمود
ز قادیانی دجال نفی ما باشد
بہ خاندانش کند طعن ہائے زشت و زبون
ز معجزات ویش نفرت و اِبا باشد
چو عجل سامری اعجاز عیسی انگارد
بکور چشم یکے گوہر و حصی باشد
ہمین بس ست ز توہین کہ در مقابلہ اش
یکے مغل بچہ ذو المجد و العلا باشد
منم مسیح زمان گفتش چہ بوالعجبی ست
بذات خود کہ بامراض مبتلا باشد
بہ ابن مریم صدیقہ اش چہ نسبت کو
زنیم باشد و در مادرش خطا باشد
ز گوہرش چہ زمن پرسی آنکہ جدہء او
بہ بیوگی سہ پسر زا النقوا باشد
بہ ہزل و شتم نہ گفتم چنیں سخن ہر گز
بصدق ماخذ من روضۃ الصفا باشد

حرام زادہ بگوید کسے کہ مردم را
حرام زادگیش مدحت و ثنا باشد
چو ز افترا بخدا کرد پیش گوئی ہا
چرا نہ لعنت ازاں سوش در قفا باشد
بہ ضلع رفت و ز اخبار غیب پہلو کرد
چہ بزدلی ست کہ رو پوشی از قضا باشد
چرا سکوت ز الہام کرد و خائف شد
چو کار مرد خدا بر قضا رضا باشد
چو گفت در حق فرزند خود کانّ اللہ
بر وے ملت حقہ ز دین خدا باشد
بگوید انکہ خدا را منم بجائے ولد
باو خطاب مسلمان کجا روا باشد
چساں از و نشود صادر ایں دلیریہا
کہ فارغ از خطر محشر و جزا باشد
نہ خوفش از سخط و قہر قاہر جبار
نہ بر عنایت و فضل حقش رجا باشد
ہر آنکہ زوجہ الہامیش بود با غیر
چو غیرتش نبود سخت بے حیا باشد
چہ خوش بود کہ کند عذر بے حیای خویش
کہ آہ من شدہ ام پیر و آن فتا باشد
بہ پیریم زن نو ملہم دہد چہ کنم
حبالہ اش بہ جوانی ز من حبا باشد
چو خوف من بدلش جا پذیر ہست پس او
کند ہر آنچہ کند از من اعتنا باشد

مشو مکدر از اشعار صافیم مرزا
کہ کار اہل نظر اخذ ما صفا باشد
بخوانم از سر نو مطلع چو مطلع ماہ
کہ شور درگ للہ و حبذا باشد
رخت سیاہ چو شب ظلمت آشنا باشد
بہ مہر نیز ترا دعوی ضیا باشد
بہ پیش گوئی خود روسیاہ میگردی
کہ کار تو بخدا دائم افترا باشد
چنیں ذلیل شدی و نمردی از غیرت
بحیرت اند ہمہ کایں چہ ماجرا باشد
بکوہ سر زدنت اولیٰ و بیبا کیست
چو طاقت تو نہ ہم سنگ کہربا باشد
دلیر باشد و بیباک تر ز شیطان کو
خدا پسر گہ و گاہش پسر خدا باشد
نبی مبشر بود وحیش امتیاز آمد
اگر ترا خبر از حصرِ انما باشد
چو وحی تست منزہ ز دخل شیطانی
نبوت تو چرا زیر التوا باشد
رسول نیستم آنجا کہ گفتہ بہ فریب
بر وے و صمت دجالی اختفا باشد
بچند سال شدی بعد ازاں رسول اللہ
ترا ود آخر کار آنچہ در دعا باشد
ہماں رسول کہ او خاتم النبیین ست
چہ سفلہ و چہ مثلیث بارتقا باشد

گہے مجدد گاہے محدثے و نبی
ز بہر ابن خدا بودنت بنا باشد
خدا بکار برو قہر و عنف چوں عیسی کرد
دوبارہ سوئے زمین نازل از سما باشد
جلال عیسوی اتمام حجت افزائد
منم جمالی او با رقیم انزا دا (گوشہ نشینی) باشد
نزول آنکہ بیان کرد خامہ ات او را
بدارد مرگ ہم از خامہ ات ردا باشد
الا چگونہ بگیردید آن ہمہ منسوخ
بشرع نسخ با خبار کے روا باشد
ترا ہماں متوفی کمال اجر دہد
و لے بہ حضرت عیسی پے عزا باشد
فریب و جور کہ کردی تو با مسلماناں
بجز خدائے جہاں بے کہ مشکی باشد
نشستہ بر سر شاخے چو از بنش ببری
بسر فتا ونت از دست خود سزا باشد
طفیل نام گرامی آنکہ شہرہ شدی
چہ خوش بہ عیب شماریش حق ادا باشد
شدند دابۃ الارض چوں ہمیں علماء
خلاف فتوی شانت نہ از بجی باشد
کلام او بود اظہار کفر ہر کافر
مسلم ایں ہمہ پیش اولی النہی باشد
ز نیچریّہ مپرس از چنیں معاملہا
کہ کار شان بکتاب حق اعتدا باشد

بجان و دل چو کسے شرع را بود خادم
مگو کہ غیر مزکی و بے وفا باشد
بہ قول ڈاکٹراں سر منہ فرد بہ زمین
بارتداد کہ ان کرمِ ایں دبا باشد
بود جو کور عصائے کسے بدست تو کایں
ازاں صلیب و ازیں کرم برملا باشد
مگر تو در پس آئینہ کہ چوں طوطی
بگزشت آنچہ در آئد ہمتَ صدرا باشد
چساں امام زمان و مجددش خوانند
چو طائر آنکہ بہ اوستاد ہم نوا باشد
مجال گفتنش از خویشتن نباشد ہیچ
سوے فلاسفہ اش گوش بر ندا باشد
بزن کنی ہمہ مرہون کہ وارثان نبرند
ایا مسیح ہمیں زہد و اتقا باشد
لیاقت تو بتازی و فارسی معلوم
بیائے لفظ غیور ست بے محا باشد
نہ باشد از صلہ رحم و لعنت خرے
بہ ہر دو مہمل و بے معنیت علی باشد
شنیدہء تو فقط را علامت مفعول
برائے بیت بہ نظم تو جمع را باشد
بنی بہ شعر نہ پیچد نہ شاعری نہ نبی
بسوق شعر کے از چون توئے شرا باشد
نہ وزن شعر شناسی نہ صحت الفاظ
بزمرہ شعرا دخلت ابتغا باشد

گر ایں طریق بود اے گروہ مرزائے
ز ما نصیحت دیں و از شما جفا باشد
عجب کہ زرستد و دلستانش میخواند
غضب کہ خون خورد و نیز دلربا باشد
بود مثیل مسیح و مسیح صد ہیہات
کسے کہ در طلب مال روستا باشد
بشاعری سزد ایں لاف خود ستائیھا
کہ آں مبالغہ باشد نہ ادعا باشد
نبی کہ میکند اظہار واجب ست باو
ہدایت ہمہ کس منصبش عطا باشد
النقوا پسرے را مثیل او خوانید
بہ ابن مریم صدیقہ ایں ہجا باشد
کجا مسیح فلک پا یہ مفیض المال
کہ جا نب ہمہ ز دست او سخا با شد
کجا مجاور و شیدائے جیفہء دنیا
کہ بہمیں دستِ سوالش باغنیاء باشد
خلاف طبع اگر بشنوید دم مزنید
کہ ابتداش ہم از جانب شما باشد
کلام من بود الحق مرّ ارنجیشد
بعلت ہمہ مرزائیاں شفا باشد
شنو کہ بلبل شیراز خواند در بستان
ز نغمہاش بدل راحتِ بقا باشد
دوائے تلخ نبوش از شفقات می باید(ق)
کہ دافع مرضت تلخی دوا باشد

ولے ز دست طپیے کہ از عرض خالی ست
ہمش بہ علم خدا دد انتما باشد
چو قادیانی بد گوئی بد لگام رود
بجا نباشد ازیں جانب اررخا باشد
چنانچہ حق نبود خار بودنت با گل
بخار گل شدنت نیز ناسزا باشد
ز فیض خاص دم انتصار دین قلمم
بہ پہلو خر دجال چوں عصا باشد
جواب من بدرستی نداد و ہم ندہد
بہ قادیانی دون طاقتش کجا باشد
بہ گفتگوش بسے دیدہ ایم و تحریرش
کہ در مقابلہ شتّام و ژاژخا باشد
ہمین قدر کہ ز دجالیش بیان گردید
باہل دانش و انصاف اکتفا باشد
ز خواندن رد دجال بر زمین بہ فلک
مسیح را بلب احسنت و مرحبا باشد
دہد چو شحنہ دم عیسوی باوراقش
پیٔے شرارت دجال انطفا باشد
سیاہ دلاں شد البدر و الحکم ز الم
بہ ہر دو ہیچ نہ نطق و نہ انجلا باشد
براہ راست چساں بیند و چگونہ رود
کسے کہ کجرو و کج بیں بہ چشم و پا باشد
نہ نور دین ست بہ مرزا نہ حسن احسن او
جواب شحنہ از ایناں بانتفا باشد

معاونان ضمیمہ ز حق جزا یابند
ہم آنکہ مہتمش صاحب ذکا باشد
اعانتش بہ ہمہ اہل دین بود واجب
کہ بہر اہل جہان موجب ہدا باشد
ز بندگان ضعیف ست سعدیت یا رب
ولے چہ غم چو بہ فضل تو اتکا باشد
بہر معاملہ چشمش بہ رحم و عفو تو بس
کہ پاک از بد سمعیت و ریا باشد
عطا چو کر دیش ایمان ہمش بدرگاہت
ملا ذ و مامن و مأوای وملتجا باشد
بہ فضل و مرحمت خود موفقش گردان
کہ بر درت ہمہ اوقات جبہ سا باشد
بہ مسجد صلحا با جماعت صلحا
بہ فجر و ظہر و دگر مغرب و عشا باشد
ز شام تا سحر نعبدش شغلے
بہ نستعينك از صبح تا مسا باشد
بہ فضل رزق تو عمرش چناں بسر گردد
نہ ہیچ فکر غدا نے غم عشا باشد
مشوشش نہ کند گاہ گرم و سرد جہان
ترددش نہ ز صیف و نہ از شتا باشد
بہ بخش وجہ معاش آنچناں و فکر معاد
کہ دل بنو متعلق ز ما سوا باشد
با حمدان عجم ہیچگاہ دل ندہم
یک احمد عربی بس کہ مقتدا باشد

طریق سنت و قرآن رہ نجات من ست
بہر طریق و دگر فتنہ و بلا باشد
دم رحیل ازیں سجن مومنم رحلت
چناں بود کہ پرند از قفس رہا باشد
تو شاد از من و من از تو شادمان باشم
بہ ایں دلم تپش و شوق آں بقا باشد
حضور بار گہت روز محشر آمدنم
بتاجِ مغفرت و عفوِ ما مضٰی باشد
ز حشر جانب فردوس شاد شاد روم
ندائم از لب رضوان بیا بیا باشد
بنور و جھک یا ذا الجلال و الاکرام
نظر بوجہ تو ام باشد و خوشا باشد
بہ ربِ عالمیاں حمد و اول و آخر
سلام او بہ کسے کہ اہل اصطفا باشد

(ضمیمہ شحنہ ہند ۸ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۶ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۱۔۷)

وہ آسمانی نشان ظاہر ہوا

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

آسمانی باپ برس روز سے لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) پر الہام کے دونگڑے برسا رہا تھا کہ مقدمات کی قمار بازی میں چت بھی تیری اور پٹ بھی تیری۔ مگر قسمت میں تھے تین کانے۔ ان کے پڑتے ہی خر دجال کا ن من الکا فرین کنوتیاں دبا کر دم اٹھا کر لید کرتا ہوا جو بھاگتا ہے تو لیپا لک (مرزا قادیانی) اس کے حدث اور ضرط کی آواز کو اپنے حق میں فتح کے شادیانے سمجھا۔ ارے یہ کیا ہو گیا۔ جی کچھ نہیں۔ مانگی تھی اوپر سے اور ملی نیچے سے۔ ہاتھ تیرے جھوٹے کے منہ میں وہ۔ ہم بھی کہتے ہیں بے

شک آسمانی نشان ظاہر ہوا۔ فراعنہ کا تکبر ڈھے گیا۔ غرور کے غرے ڈبے ٹوٹ گئے۔ بروزیت کے چھکے چھوٹ گئے۔ جھوٹی پیش گوئیوں کے سر پھوٹ گئے۔ اب جعلی نبوت منارے سے اپنا سر ٹپک رہی ہے اور خود آسمانی باپ بسور رہا ہے۔ اور لیپا لک (مرزا قادیانی) اس کو گھور رہا ہے۔ کھوسٹ کی داڑھی کھسوٹنے کو ہاتھ بڑھا رہا ہے، قابو نہیں چلتا ورنہ جو کچھ کر گذرتا، تھوڑا تھا۔

گورداسپور کی عدالت میں چیختے چلاتے، ٹسوے بہاتے، کفریادی گئے کہ لوٹ لیا، تباہ کر دیا، دغا دی فریب دیا۔ کوئی پوچھے کیا شئے لوٹ لی۔ کیا کسی نے آسمانی باپ کا ترکا لوٹ لیا، ورثہ ہڑپ کرلیا۔ ہزاروں کا زیور مرصع بجواہرات مرزائیوں کے صندوقوں میں نقب لگا کر چورالیا۔ ڈاکا ڈال کر دھرا ڈھکا سب چھین لیا۔ غرق لنگوٹی چھوڑ دی اور بس۔ دنیا کو تو خود لیپا لک دغا اور فریب دے رہا ہے۔ مسلمانوں کی گانٹھ کاٹ رہا ہے اور اسلامی علماء اور مشائخ پر دغا اور فریب کا الزام دھر رہا ہے۔

مولوی فیضی مرحوم نے آپ کی کتاب پر جو نوٹ لکھے تھے کیا وہ الہامی نوٹ تھے کہ ان کے سوا دوسرا شخص ویسے نہیں لکھ سکتا۔ آپ کے دعوے تو ایسے لچر اور لغو اور پادر ہوا اور متناقض ہیں کہ تھوڑی سی استعداد والا بھی ان کو مکڑی کا جالا بنا کر اوڑا سکتا ہے چہ جائے کہ مولوی فیضی اور حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب۔ ان کی شان تو بہت اعلیٰ اور ارفع ہے۔ مگر چونکہ سیف چشتیائی نے بروزیت کے منارے کی تعمیر ڈھا دی ہے اور جعلی نبوت کا قلع قمع کر دیا ہے، لہذا دوہائی اور تہائی مچائی گئی۔

بفرض محال وہ نوٹ کسی کے تھے، مگر مرزائیت کے سر پر تو آرہ چلانے کو کافی تھے۔ آم کھانے یا پیڑ گننے۔ اسی کی جھوجھل سے تو خون لگا کر اور فریادی ہو کر عدالت میں گئے۔ اس سے صاف طور پر مرزا اور مرزائیوں کا عجز ظاہر ہو گیا کہ کھسیانی بلی کھمبا نوچنے لگی۔ میرٹھ کے بعض منافق یہودی (مرزائی) جو ہمارے شاگرد بھی ہیں، ہنکارے بھرتے تھے کہ دغا کا کامل ثبوت گذر گیا۔ اب مولوی کرم الدین کو مفر ہی نہیں (گویا ان کو مسیح موعود صلیب پر کھنچوا دے گا) اور کیا اچھی بات ہو کہ مولوی صاحب معذرت کریں، معافی چاہیں اور حضرت اقدس کی دونوں طرح فتح ہے۔ سزا ہو گی، جب بھی آسمانی نشان ظاہر ہو گا۔ اور معافی چاہی جب بھی۔ مگر یہ خبر نہ تھی کہ پانسا الٹا پڑے گا، اور دعوی

خارج ہوکر الٹا لائبل کا چارج سر پر دھرا جائے گا۔ (باقی آئندہ)

(ضمیمہ شحنہ ہند ۸ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۶ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۷۔۸)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ نمبر ۷ جلد ۲۲۔۲۴ مطبوعہ ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء

مرزا جی کا تحریری اقبال

۱۔ ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۴ و ۵ کے حاشیہ میں آپ تحریر کرتے ہیں:

پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا، محض یہودیوں کے تنگ کرنے سے اور جب معجزہ مانگا گیا تو یسوع فرماتے ہیں کہ حرام کار اور بدکار لوگ مجھ سے معجزہ مانگتے ہیں۔ ان کو کوئی معجزہ نہ دکھایا جائے گا۔ دیکھو یسوع کو کسی سوجھی اور کیسے پیش بندی کی اب کوئی حرام کار اور بدکار بنے تو اوس سے معجزہ مانگے۔

یہ تو وہی بات ہوئی جیسا ایک شریر مکار نے جس میں سراسر یسوع کی روح تھی لوگوں میں یہ مشہور کیا کہ میں ایسا ورد بتا سکتا ہوں جس کے پڑھنے سے پہلی ہی رات میں خدا نظر آ جائے گا بشرطیکہ پڑھنے والا حرام کی اولاد نہ ہو۔ اب بھلا کون حرام کی اولاد بنے اور کہے کہ مجھے وظیفہ پڑھنے سے خدا نظر نہیں آیا۔ آخر ہر ایک وظیفچی کو یہی کہنا پڑتا تھا کہ ہاں نظر آ گیا۔

سو یسوع کی بندشوں اور تدبیروں پر قربان جائیں۔ اپنا پیچھا چھوڑانے کے لئے کیسا داؤں کھیلا۔ یہی آپ کا طریق تھا۔

اس تحریر سے بقول مرزا ثابت ہوا کہ یسوع اسرائیلی تھا۔ اور نادان تھا اور یسوع کی روح ایک شریر مکار میں تھی۔

اور تحفہ قیصریہ کے صفحہ ۲ میں قادیانی مرزا جی لکھتے ہیں:

اور چونکہ اس نے مجھے یسوع مسیح کے رنگ میں پیدا کیا تھا اور توارد طبع کے لحاظ سے یسوع کی روح میرے اندر رکھی تھی۔

سبحان اللہ! یسوع کی روح بقول مرزا غلام احمد ایک شریر مکار میں تھی اور اب وہی یسوع کی روح ان میں یعنی خود مرزا میں موجود ہے۔

اور اربعین نمبر۴ کے صفحہ ۱۵ میں مرزا غلام احمد قادیانی تحریر کرتے ہیں:

خدا نے اپنے مسیح موعود (یعنی مجھ کو) پیدا کیا جو عیسی کا اوتار ہے۔

اے راجہ رام چندر کو اوتار ماننے والے ہندوؤ، خوش ہو جاؤ کہ مرزا صاحب بھی تمہارے ہم اعتقاد ہو گئے۔

۲۔ تحفہ قیصریہ کے صفحہ ۲۳ میں مرزا جی لکھتے ہیں:

دو باتیں جو میں نے یسوع مسیح کی زبان سے سنیں اور وہ پیغام جو اس نے مجھے دیئے ان تمام امور نے تحریک کی کہ میں جناب ملکہ معظّمہ کے حضور یسوع کی طرف سے ایلچی ہو کر باادب التماس کروں۔

اور دافع البلاء کے صفحہ ۳ میں تحریر کرتے ہیں:

اے عیسائی مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو۔ اور دیکھو آج تم میں ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھ کر ہے۔

اے مرزائیو! ایمان سے کہو کہ جس یسوع مسیح کے مرزا صاحب ایلچی بنتے ہیں وہ کون ہے۔ اور جس مسیح سے اب وہ افضل ہونے کا دعوی کرتے ہیں وہ کون ہے ابن مریم یا کوئی اور؟

(س)

واہ آزادی تیری داد ہے
جو ایلچی شاہوں سے زیاد ہے

(ج):

طمع بنایا ایلچی مند بنایا شاہ
میرا کچھ نقصان نہ اوسدا گیا وساہ (اعتبار)

۳۔ فتح المسیح کے صفحہ ۴۸ میں مرزا جی لکھتے ہیں:

مگر تعجب ہے کہ عیسائی لوگ کیوں متعہ کا ذکر کرتے ہیں اور اپنے یسوع کی چال چلن کو کیوں نہیں دیکھتے۔ وہ ایسی جوان عورتوں پر نظر ڈالتا ہے۔ کیا جائز تھا کہ ایک کسبی کے ساتھ وہ ہم نشین ہوتا۔ کاش وہ متعہ کا پابند ہوتا۔ تو ایسی حرکات سے بچ جاتا۔ یسوع کی بزرگ دادیوں نانیوں نے متعہ کیا تھا یا صریح زنا کاری تھی۔

نبی اللہ اور اوس کی دادیوں اور نانیوں کا لحاظ ہوتو ایسا ہو کہ شیطان کے خیال میں بھی نہ ہو۔

(س)۔ اے مرزائیو! خداوند تعالیٰ سے ڈر کر سچ کہو کہ یہ یسوع جس کی مرزا صاحب توہین کرتے ہیں وہی ابن مریم ہے جسکو خداوند تعالیٰ نے و جیھا فی الدنیا وا لآ خرہ و من المقر بین کے خطاب سے ممتاز فرمایا ہے، یا کوئی اور ہے۔ مگر جواب دینے سے پہلے اپنے پیرومرشد کا تحریری اقبال بھی دیکھ لینا۔

دیکھو توضیح المرام کے صفحہ ۳ میں مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں:

بائبل اور ہماری احادیث اور اخبار کی کتابوں کی رو سے جن نبیوں کا اسی وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی ہیں۔ ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے اور دوسرا مسیح بن مریم جن کو عیسی اور یسوع کہتے ہیں۔ ان دونوں نبیوں کی نسبت عہد قدیم اور جدید کے بعض صحیفے بیان کر رہے ہیں کہ دونوں آسمان پر اٹھائے گئے اور پھر کسی زمانہ میں زمین پر اتریں گے۔

اس عبارت سے بقول مرزا صاحب صاف ظاہر ہے کہ یسوع حضرت مسیح بن مریم نبی اللہ کا ہی نام ہے، نہ کسی اور کا۔ اور مرزا صاحب نے دیدہ دانستہ حضرت مسیح بن مریم کی ہی سخت توہین کی ہے نہ کسی اور کی۔ دیکھو اربعین نمبر ۴ ص ۳۶، (اہل حدیث)

(شائد یہ مضمون منشی اللہ دتا صاحب کا ہے)

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ نمبر ۷ جلد ۲۲۔ ۲۴ مطبوعہ ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء ص ۱۔۲)

کھانے کے دانت اور، دکھانے کے دانت اور

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

کوئی سال شائد ایسا گذرتا ہو کہ مرزا جی علماء اور مشائخ کو الصلح خیر کا اعلان نہ دیتے ہوں۔ حال میں بھی آپ نے اعلان دیا ہے۔ مگر واقعات اور تجربات برابر شہادت دیتے رہتے ہیں تو ایسے اعلان محض فریب اور دھوکے کی ٹٹی ہوتے ہیں۔ یعنی بظاہر یہ ثابت کرتے ہیں کہ میں بڑا نرم اور مرنج و مرنجاں ہوں، اور چونکہ آپ عرصہ تک خلق اللہ کو تخویف دلا چکے ہیں یعنی لوگوں کی موت کی پیشین گوئیاں کر چکے ہیں اور مواخذے پر گورداسپور کیی عدالت میں اقرار نامہ لکھ چکے ہیں کہ آئندہ پبلک کی دل آزاری نہ کروں گا اور جرم تخویف کا مرتکب نہ ہوگا، پس گورنمنٹ اور اس کے حکام پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ میں تو غریب گئو اور نمانی بھیڑ ہوں، نہ کہ پھاڑنے والا بھیڑیا۔ مگر جب تک بھیڑیئے کی جگر چبانے والی کچلیاں موجود ہیں، اور جب تک اس میں قدرت نے درندگی کی صفت پیدا کر رکھی ہے، کون یقین کرسکتا ہے کہ وہ اپنے نیچرل خواص سے باز آ جائے گا۔ پس اہل اسلام تو بے وقوف نہیں، نہ گورنمنٹ نادان ہے کہ آپ کی ظاہری صلح کے جھانسے میں آ جائے۔

آپ مجسم صلح ہوتے تو ضرر رسانی کی نیت سے مسلمانوں کو عدالت میں نہ کھنچواتے۔ مولوی کرم الدین صاحب پر نالش کرنے پہلے الصلح خیر کا اعلان دیتے۔ اور مجدد السنہ مشرقیہ نے بار بار سمجھایا کہ مونچھیں نیچی کرلو، اور دعوے سے دست بردار ہو۔ مگر آسمانی باپ تو ٹھرے کا جام پلا کر کچے گھڑے کی چڑھانا اور اپنے لیپا لک کا سر توڑوانا چاہتا تھا۔ ہماری ایک بھی نہ سنی گئی اور لیپا لک کو کہیں کا بھی رکھا۔ یہ باپ ہے یا لیپا لک کے دشمنوں کا بھی قبلہ گاہ۔

اب چونکہ مرزا جی فرمائشی شکست کھا چکے اور غرور اور نخوت کے عالم بالا سے پارے کی طرح گرے کہ اٹھنا بلائے جان ہوگیا تو الصلح خیر کا اعلان دیتے ہیں۔ عصمت بی بی از بے چادری۔ پھر صلح کا تو اعلان اور مقدمہ برابر جاری۔

یعنی مرزائیوں کا دعوی خارج ہو کر جو مولوی کرم الدین صاحب کی جانب سے لائیبل قائم ہو گیا ہے، تو ہائی کورٹ میں درخواست دی ہے کہ ہم کو اس عدالت سے انصاف کی امید نہیں، لہذا مقدمہ دوسری عدالت میں منتقل کیا جائے۔ ہم بھی تو دیکھیں کیونکر منتقل ہو سکتا ہے اور عدالت کیونکر نا منصف اور متہم قرار پاتی ہے۔

ہم پھر صلاح دیتے ہیں کہ مولوی کرم الدین صاحب سے معافی چاہیں۔ اور ہم ذمہ کرتے ہیں کہ وہ معاف کر دیں گے کیونکہ وہ کریم النفس ہیں۔

اہل اسلام کو آپ سے کوئی ذاتی عداوت اور پرخاش نہیں۔ نہ وہ آپ کے جانی دشمن اور ضرر رساں ہیں۔ اور شحنہ ہند تو جیسا آپ کا بہی خواہ ہے شائد کسی اور کا ہو۔ البتہ تمام علماء و مشائخ عظام اور عام اہل اسلام آپ کے ملحدانہ عقاید اور بروزی نبی اور جعلی مسیح موعود بننے کے مخالف ہیں۔ آپ بجائے اعلان الصلح خیر کے اپنے فاسد اور مفسد عقاید سے باز آنے اور ان سے توبہ کرنے کا اعلان دیں۔ پھر تو چاروں طرف سے صلح ہی صلح ہے۔ اور اگر کوئی اسپر بھی آپ کی جانب بری نگاہوں سے دیکھے تو شحنہ ہند اس کی آنکھ نکال ڈالے اور گدی کے پیچھے سے زبان کھینچ لے۔

آپ اسم بامسمی یعنی غلام احمد بن جائیں نہ کہ بروزی احمد یعنی نبی، کیونکہ ایک غلام کے لئے کسی طرح شایان نہیں کہ وہ آقا بن جائے یا آقا کے نام سے اپنے کو موسوم کرے۔ یہ تو سخت گستاخی اور اچھی خاصی بے وفائی بلکہ نمک حرامی ہے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ نمبر ۷ جلد ۲۲۔ ۲۴ مطبوعہ ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء ص ۲۔ ۳)

لاہور میں مرزائی مجلس

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

جب مولوی کرم الدین صاحب کے مقدمہ میں شکست پانے سے بروزی نبوت اور الہامی پیش گوئیوں کی ہوا اکھڑ گئی، تو مرزا جی کو خوف ہوا کہ تمام چیلے ففروا ہو جائیں گے اور ان کی عقیدت کی گرم جوشی پر اوس پڑ جائے گی۔ اور جیسا کہ ہم کو معلوم ہوا ہے کچھ مرزائی سرد مہر ہو کر کافور بھی ہو چکے ہیں۔ لہذا مرزا جی ان کی فیلنگ

کے انجن میں از سر نو حرارت پیدا کرنے کی دوسری چال چلے۔یعنی اعلان دیا گیا کہ خود بدولت خاص لاہور کی مرزائی مجلس میں ایک تقریر کریں گے۔

کیا لوگوں نے آپ کی ملحدانہ تقریریں اور مذاہب پر سبّ ولعن کرنے کے لیکچر اس سے پہلے نہیں سنے، یا آپ کے رسالے جن میں کفریات بھری ہیں کسی نے نہیں دیکھے، جن کا لب لباب یہ ہے کہ میں بروزی نبی ہوں، مسیح موعود ہوں، امام الزمان ہوں۔ اور عیسیٰ مسیح جو معاذ اللہ ایسے اور ویسے تھے، دنیا میں مر گئے (وہ نہ مرتے تو مرزا جی کیونکر موعود بنتے) اور میرا مرزائی گروہ ایسا ہے اور ویسا ہے اور وہی حق پر ہے، باقی تمام مذاہب والے ناحق پر ہیں۔ وغیرہ۔

اگر ایسی للو پتو کی تقریریں اور تحریریں نہ ہوں، تو گیلے ایندھن میں آگ کیوں کر لگے، اور چندے کہاں سے جمع ہوں، اور جند بیدستری اور سقنقوری معجون اور قوت رجولیت کے زعفرانی حلوے کہاں سے آئیں۔

مگر ہم امید کرتے ہیں کہ مسلمانان لاہور خصوصاً علماء اور مشائخ لاہور و پنجاب اس جلسے کی کچھ پرواہ نہ کریں گے، نہ مناظرہ کا ارادہ کریں گے۔ کیونکہ باوصف متواتر اعلان دینے کے نہ مرزا نے کبھی کسی اسلامی عالم سے مناظرہ اور مباہلہ کیا ہے، نہ آئندہ کریں گے، نہ کرنے کی جرأت ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ان کو تو ہمیشہ مرزائیوں میں اپنی گرم بازاری اور عوام میں شہرت مقصود رہی ہے۔ الغرض کچھ نہ کچھ شغل چاہیے۔ ایک بازی ہار گئے تو کیا ہوا، دوسرے داؤں میں پو بارہ ہو جائیں گے۔ سادہ لوحوں کی حماقت کا قمار خانہ سلامت رہے۔ اگرچہ انجام میں جو جیتا سو ہارا، اور ہارا، سو مرا۔ قسمت کا نوشتہ ہے جواری لاکھ روپیہ بھی جیتے گا تو سب ہار جائیں گے اور بالآخر غرقی لنگوٹی باقی رہ جائے گی پس یہ دنیوی عیش و عشرت کی بہاریں چند روزہ ہیں۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ۔ نمبر ۷ جلد ۲۲۔۲۴ مطبوعہ ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء۔ ص ۳۔۴)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۸ جلد ۲۲۔۲۴

عیسی مسیح صاحب شریعت نہ تھے

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

الحکم ۱۰۔فروری ۱۹۰۴ء میں بحوالہ البدر ایک سوال کے جواب میں بزعم خود ثابت کیا ہے کہ عیسی مسیح صاحب شریعت نہ تھے۔،

جی ہاں درست ہے، وہ تو مرزا جی کے نزدیک ایک مہذب انسان بھی نہ تھے بلکہ معاذ اللہ فاسق وفاجر تھے صاحب شریعت ہونا تو کجا۔

اسکی وجہ ہم سے سنئے ۔ قادیانی مرزا جی اپنے کو مسیح موعود اور مثیل مسیح قرار دیتے ہیں اور بظاہر یہ دعوی کرتے ہیں کہ میں صاحب شریعت نہیں۔ اگر عیسی مسیح کو صاحب شریعت مانیں، تو آپ موعود اور مثیل نہیں رہتے کیونکہ یہ بات خلاف عقل ہے کہ اصیل تو صاحب شریعت نہ ہو اور مثیل صاحب شریعت ہو جائے، حالانکہ یہ محض کید ہے۔آپ تو اپنے کو انبیاء اہل شریعت سے بھی بڑھ کر خیال کرتے ہیں۔کسی نبی نے اپنے ماسبق نبی کی شریعت کو منسوخ نہیں کیا۔خود کلام مجید،توراۃ وانجیل کی تصدیق کرتا ہے۔..

اور یہ ظاہر ہے کہ جس کتاب کی قرآن مجید تصدیق کرے،وہ کیونکر منسوخ ہوسکتی ہے۔مگر قادیانی مرزا جی نے آیات قرآنی کو منسوخ کیا۔احادیث نبویہ کو منسوخ کیا۔ حج حرمین شریفین سے مسلمانوں کو روکا۔تصویر پرستی کو راج دیا۔آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا انکار کیا۔ جو قرآن آنحضرت ﷺ پر نازل ہوا اوس کی آیات کا نزول اپنی شان میں بتانا کیا شریعت اسلامی کا منسوخ کرنا نہیں ۔

مرزا جی باوصف نبی مستقل بننے کے آنحضرت ﷺ کے اتباع کا دعوی کرتے ہیں۔ بلکہ اپنے کو ہو بہو آنحضرت ﷺ کا بروزی بتاتے ہیں۔مگر

آنحضرت ﷺ پر یہ وحی کب اور کہاں نازل ہوئی کہ۔ انت بمنزلة ولدی۔
اور انت منی وانا منك

کلام مجید میں تو ما کان محمد ابا احد من رجالکم.. الخ۔
وارد ہوا ہے۔ مرزا جی خدا کے بیٹے بھی بن گئے، اور باپ بھی۔ پھر عیسائیوں پر اعتراض کہ وہ خدا کی ابوت اور عیسیٰ مسیح کی نبوت کے قائل ہیں۔ آپ تو خدا کا بیٹا اور باپ بننے میں عیسائیوں سے بھی بڑھ گئے، کیونکہ وہ عیسیٰ مسیح کو صرف ابن اللہ بتاتے ہیں نہ کہ ابواللہ بھی۔ بھلا ان حماقتوں کا کوئی ٹھکانہ بھی ہے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ بابت ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۸ جلد ۲۲۔۲۴۔ص ۱)

مرزائی مقدمات

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

آسمانی باپ نے جو لیپا لک پر فریب کا مقدمہ دائر کرنے کا الہام کیا، تو وہ دراصل فریب اور دغا کا مفہوم ہی نہیں سمجھا، اور نہ اس کو یہ معلوم ہوا کہ برٹش قانون کی اصطلاح میں فریب اور دغا کس کو کہتے ہیں۔

اخبار میں کسی مضمون کے شائع کرنے کا نام فریب نہیں، البتہ لائیبل ہو سکتا ہے۔ مگر مولوی کرم الدین صاحب نے لائیبل بھی نہیں کیا۔ فوجداری کیا معنی۔ یہ مقدمہ تو دیوانی میں بھی نہیں چل سکتا۔ کیونکہ دیوانی میں ھرجے کی نالش ہوتی ہے۔ اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ مولوی فیضی صاحب کے نوٹوں کے متعلق جو مضامین سراج الاخبار میں شائع ہوئے ان سے کسی کا کیا حرج ہوا۔ قادیانی مرزا جی کو تو بہر نہج فائدہ ہی ہوا کیونکہ مقدمات کے نام سے چندہ بٹورا گیا، گرم بازاری ہوئی۔ شہرت ہوئی۔ ایسی چھوتیاں کے اینٹھنے کا موقع تو خدا دے۔

ہم نے دغا اور فریب کے مقدمات کو بہت کم سرسبز ہوتے دیکھا ہے۔ اس میں بڑا پائنٹ کسی شخص کو خلاف واقع یا خلاف صداقت امور کا باور کرا دینا ہے۔ اس

مقدمہ میں دغا کی کون سی بات باور کرائی گئی۔ مرزائی ایسے ننھے نہ تھے کہ دغا اور فریب میں آجاتے۔ اون کا گروتو فریب اور دغا دے کر دنیا کے کوڑے کر رہا ہے۔

دیکھو دغا اس کو کہتے ہیں کہ ایک شخص سے پانچ سو روپیہ اس لئے پھٹکارے کہ میں تم کو آسمانی باپ سے سال جیسا پورا بیٹا دلوا دوں گا۔ یہ ان نیچرل دغا اور فریب ہے کیونکہ بیٹا دلوانا کسی انسان کے اختیار میں نہیں۔ اگر اس ارتکاب دغا میں نالش دائر کی جاتی تو بروزی صاحب جیل خانے کی ہوا کھاتے نظر آتے۔

کسی بات کی پیش گوئی کرنا صاف کانشنس گلٹ (خطا ارادی) conscientious guilt ہے کیونکہ مرزا صاحب قادیانی اپنے کانشنس میں خوب جانتے ہیں کہ میں غیب دان نہیں ہوں۔

علی ہذا جیسا کہ ہمارے فاضل نامہ نگار نے لکھا ہے کہ لوگوں سے براہین احمدیہ کی قیمت لے کر ڈکار گئے اور کتاب ندارد۔

اگر دغا کے ایسے ہی مقدمات دائر ہوا کریں تو مرزا جی کا مارے مقدمات کے پلاسٹر بگڑ جائے، اور بروزیت اور موعودیت سب بھول جائیں۔ مگر انسان کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا، دوسروں کی آنکھ کا تنکا نظر آتا ہے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ بابت ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۸ جلد ۲۲۔ ۲۴۔ ص ۱۔ ۲)

<u>(مرزائیوں کا مقدمہ سیالکوٹ میں۔ قسط اول</u>

صدر سیالکوٹ کی جامع مسجد کلاں میں ایک امام صاحب تھے جن کے فوت ہونے پر ان کا بیٹا، جس کا نام مولوی مبارک علی ہے، خود بخود امامت کراتا رہا۔ مگر جب اس نے مرزا قادیانی سے بیعت کی تو اہالی مسجد نے اس کو علیحدہ کر دیا، مگر یہ بھی چند مرزائی ہمراہیوں کے ساتھ مسجد میں بدستور آتا رہا۔ آخر ایک روز مقدمہ فوجداری ہوا جس پر مجسٹریٹ صدر نے حکم دیا کہ مسجد بالکل بند کر دی جائے۔ چنانچہ ایک سال سے زیادہ مسجد بند رہی۔ اہالی مسجد نے چیف کورٹ میں اپیل کر کے مسجد واگذار کرائی، مگر مرزائی امام بدستور پھر آنے لگا۔ آخر اہالی مسجد نے دیوانی دعویٰ کیا اور اپنے گواہ اس بات کے دیئے کہ ان لوگوں کے پیچھے نماز جائز نہیں۔ مرزائی امام نے بھی اپنے گواہ مرزائی جماعت کے لکھوائے کہ مرزا اور اس کے مرید مسلمان ہیں۔ مرزائی گواہوں کی فہرست میں مولوی فیروز الدین مدرس فارسی سیالکوٹ، مولوی نورالدین قادیانی، مولوی محمد احسن امروہی، مولوی برہان الدین جہلمی وغیرہ تھے۔ اس پر اہالی مسجد کو فکر ہوئی کہ ان کے مقدمہ میں اور ان پر جرح کے سوالات کرنا کسی وکیل کا کام نہیں، بلکہ کسی لائق

مولوی صاحب کا ہے، جو مذہبی علوم کے علاوہ عدالتی طریق سیواقف ہو۔ آخر اس کام کے لئے ان کی نظر مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری پر پڑی، اور مولانا صاحب نے بھی بڑی مہربانی سے اس تکلیف کو گوارا کیا۔ پس پھر کیا تھا، تمام سیالکوٹ اور صدر کے مسلمانوں کی جان میں جان آ گئی، اور مولوی صاحب موصوف دو وکیلوں اور ایک بیرسٹر کے درمیان کھڑے ہوئے۔ پہلے مولوی فیروز الدین پر جرح شروع کی۔ بس جرح کیا تھی، میں کیا عرض کروں، مولوی فیروز الدین کو ایسا حیران کیا کہ اس کی تمام شہادت پر پانی پھر گیا۔ قریباً چار گھنٹہ تک جرح کرتے رہے ایک ایک نقطہ پر وکیل اور بیرسٹر عش عش کرتے۔ بیرسٹر صاحب نے کہا بس اب ہماری کیا حاجت ہے۔ میں ایک سوال بطور نمونہ بتلاتا ہوں۔ گواہ نے بیان کیا کہ اہل حدیث پر بھی حنفیوں نے کفر کا فتوی دیا ہوا ہے۔ مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے سوال کیا کہ اس فتوے میں جو وجوہات لکھی ہیں کیا وہ واقعی ہیں یا بعض (محض) بہتان۔ گواہ نے کہا بہت سی باتیں افتراء اور بعض واقعی۔ مولوی صاحب نے پوچھا کہ واقعی کیا ہے؟ گواہ نے کہا کہ اہل حدیث خدا کو عرش پر مانتے ہیں، اس لئے حنفیوں نے ان پر فتوی کفر کا دیا تھا۔ مولوی (ثناء اللہ) صاحب نے کہا کہ تفسیر مدارک حنفیوں کی ہے؟ کہا ہاں۔ مولوی صاحب نے اس میں سے امام ابوحنیفہ کا قول استواء کے متعلق دکھا کر پوچھا کہ اس میں اور اہل حدیث کے مذہب میں کیا فرق ہے؟ اس پر گواہ کچھ گھبرایا مگر آخر کہلوا لیا کہ دونوں خدا کو عرش پر مانتے ہیں، مگر کیفیت نہیں بتلاتے۔ پھر مولوی صاحب نے پوچھا کہ جو مذہب اور رائے ابوحنیفہ کی ہو، اس پر کوئی حنفی کفر کا فتوی دے سکتا ہے؟ گواہ نے کہا نہیں۔ اسی ضمن میں مولوی صاحب نے ایک طریق سے مرزا کو جھوٹا بلکہ کافر بھی کہلوا لیا اور مرزائیوں کے پیچھے نماز کا ناجائز ہونا بھی کہلوا لیا۔ اتنے میں عدالت کا وقت پورا ہو گیا۔ دوسرے روز ۲۱ تاریخ کو پھر مقدمہ پیش ہوا۔

چونکہ مولوی صاحب موصوف کے آنے کی خبر تمام شہر سیالکوٹ اور صدر میں پھیل گئی تھی اس لئے ۲۱ تاریخ کو بڑے شوق سے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں جمع ہو گئے، چنانچہ حاکم نے بھی مولوی موصوف کے کہنے پر میدان میں اجلاس شروع کیا۔ مندرجہ فہرست مولویان میں مولوی برہان الدین جہلمی پیش ہوئے جن کی شہادت کا خلاصہ یہ تھا کہ مرزا اور مرزائی پکے مسلمان ہیں اور مرزا، حضرت عیسی سے افضل ہیاور یہ بھی کہا کہ مرزا نے جو یہ کہا ہے کہ

منم مسیح زمان و منم کلیم خدا۔ منم محمد و احمد کہ مجتبی باشد

تو کوئی تعجب نہیں، کہ منصور وغیرہ نے اناالحق وغیرہ کے دعوے کئے تھے۔

ایک بات جو خاص قابل ذکر ہے یہ ہے کہ مدعا علیہ مولوی مبارک علی نے اپنے گواہ سے پوچھا کہ آنے والا مسیح جہاد کرے گا۔ جس سے غالباً اس کی وہی غرض تھی جو ان کے نبی مرسل قادیانی کی ہوتی ہے کہ خواہ مخواہ گورنمنٹ کو ممنون احسان کرتا ہے، کہ میں مسلمانوں کو جہاد سے روکتا ہوں، اسی لئے مجھے کافر کہتے ہیں۔ مگر مولوی ثناء اللہ نے عدالت کو توجہ دلائی کہ یہ سوال غیر متعلق ہے اور کہا کہ ان لوگوں کی یہ عادت ہے کہ ہونہ ہو جہاد کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں۔ اپنے خیال میں گورنمنٹ پر ثابت کرتے ہیں کہ اگر مرزا صاحب مسلمانوں کو جہاد سے نہ روکتے، تو خدا معلوم مسلمان کیا کچھ کر گذرتے۔ کیسی خام خیالی ہے۔ مختصر یہ کہ

سوا تین بجے پر مولوی برہان الدین جہلمی کا بیان ختم ہوا۔

مولوی ثناء اللہ صاحب جرح کرنے کو کھڑے ہوئے، تو اس نے اپنے ضعف اور تکان کا عذر کیا جس پر عدالت نے رحم کیا، جو واقعی رحم کے قابل بھی تھا، کیونکہ بڑھے میاں کی صورت ہی کہہ رہی تھی کہ لوگ اسے جبراً قبر سے کھینچ کر لائے ہیں۔ آخر ۹۔۱۰ تاریخ فروری مقرر ہوئی۔ جس کی کیفیت سے پھر اطلاع دونگا۔

ادھر مولوی ثناء اللہ صاحب کو خلق کے ہجوم نے آ گھیرا۔ جس میں تمام شہر وصدر و گاؤں کے لوگوں نے بمنت درخواست کی کہ کل جمعہ ہے آپ ضرور اپنے وعظ سے مستفیض فرمائیے۔ مولوی صاحب نے پہلے تو اپنے کاروبار کا عذر کیا، مگر آخر کار سائلین کی درخواست کو منظور کیا اور جمعہ پڑھایا۔ جمعہ کے خطبہ میں آپ نے توحید اور دنیا میں دل نہ لگانے پر وعظ فرمایا۔ بعد جمعہ کے درخواست حاضرین پر پھر وعظ فرمایا۔ اور حاضرین شہر اور گاؤں اور صدر کے سینکڑوں وعظ کی مجلس میں حاضر تھے اور اپنا قادیان میں مرزا کی دعوت پر جانا بیان کیا، اور لوگوں کو اس کا مکروفریب عمدہ تفصیل وار حاضرین کو سنا دیا۔ لوگوں نے مولوی صاحب کی تقریر سن کر مرزا کو پوری سو سنائیں۔ خدا تعالیٰ جناب مولانا موصوف کو برائے دین احمدی کے دیرگاہ قائم رکھے کیونکہ اس بارہ میں مولوی صاحب کا یہاں آنا ایسا ہوا گویا کہ دین اسلام کو زندہ اور تازہ کیا۔ اللھم انصر من نصر دین محمد و اخذل من خذل دین محمد ﷺ۔ راقم: ابوعبداللہ رفیع اللہ امام مسجد متنازعہ صدر سیالکوٹ

(ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۲۹ جنوری ۱۹۰۴ء ص ۶۔۷)

مرزائیوں کا مقدمہ سیالکوٹ میں

(قسط دوم)

مولانا احمد حسن شوکت بتاتے ہیں کہ ہم عصر اخبار اہل حدیث امرتسر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ ۹۔۱۰ فروری ۱۹۰۴ء کو مقدمہ سیالکوٹ کی تاریخ تھی۔

۹۔ فروری کو سب سے پہلے قادیانی مولوی برہان الدین جہلمی (عدالت میں) پیش ہوئے جن پر جرح باقی تھی۔ جرح ہوئی مگر کیا عرض کروں، جرح کیا تھی، تمام مسائل کا تصفیہ تھا۔ تمام جرح کی نقل نہیں ہوسکتی چند جملے نقل کرتا ہوں۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے پوچھا کہ:

کسی سچے نبی کی توہین کرنے والا کون ہے؟

جواب۔ کافر ہے۔

سوال: مرزا جی نے تحفہ قیصریہ میں کہا ہے کہ میں یسوع مسیح کی رنگت میں آیا ہوں۔

جواب: کہا ہے مگر اس لئے کہا کہ وہ کتاب ملکہ معظّمہ کے نام پر بھیجی گئی تھے اور ملکہ معظّمہ عیسی کا نام نہیں جانتی تھیں بلکہ یسوع کو جانتی تھیں۔

سوال۔ مرزا جی نے یسوع کے حق میں یہ الفاظ لکھے ہیں کہ وہ شریر مکار دغاباز جھوٹا حرامخور وغیرہ تھا۔

جواب۔ ہاں لکھے ہیں مگر عیسائیوں کے الزام کے طور پر۔

سوال: حضرت ہارون، زکریا، یحیٰ نبی صاحب شریعت جدیدہ تھے۔

جواب۔ صاحب شریعت جدیدہ نہ تھے۔

سوال۔ خاتم النبیین کا انتظار ایسے نبی ہونے کے لئے مانع ہے۔

جواب۔ (بہت تامل کے بعد) ایسے نبیوں کو مانع نہیں (یعنی آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت زکریا جیسے نبی ہو سکتے ہیں)

سوال: مسلمانوں کا عقیدہ حضرت عیسی کی تشریف آوری کی بابت کیا ہے، یعنی وہ کوئی شریعت لائیں گے یا اسلامی شریعت پر عمل کریں گے۔

جواب: یہ ان مسلمانوں سے پوچھو۔

سوال: آپ کا عقیدہ مرزا صاحب کی بیعت کرنے سے پہلے کیا تھا کہ حضرت عیسی کوئی نئی شریعت لائیں گے یا قرآن وحدیث کے پابند ہوں گے؟

جواب: مجمل ایمان تھا (اس پر فرمائشی قہقہہ لگا)

سوال: براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ پر مسیح موعود کا کام سیاست (حکومت ملکی) بھی لکھا ہے۔

جواب: ہاں لکھا ہے۔

سوال: جو شخص کسی ایسی پیش گوئی کو جو حضرت رسول خدا ﷺ کی شان میں ہو، اپنے حق میں بتلاوے تو وہ کافر ہے یا مسلمان۔

جواب: کافر ہے۔

سوال: مرزا نے ازالہ صفحہ ۶۷۳ پر لکھا ہے کہ میں مطابق پیش گوئی مجرد احمد آیا ہوں۔

جواب: (کتاب دیکھ کر) ہاں لکھا ہے (حالانکہ یہی حضرت اپنے بیانوں میں لکھا چکے ہیں کہ احمد والی پیش گوئی آنحضرت ﷺ کے حق میں ہے)۔

خیر اسی طرح کئی گھنٹے جرح ہوتی رہی۔ اخیر کے ایک دو سوال لکھتا ہے۔

مولوی برہان الدین نے اپنے بیانوں میں ایک حدیث لکھائی تھی جسکے الفاظ یہ ہے:

کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم و اما مکم منکم۔

یہ اس دعوی پر لائے تھے کہ مسیح موعود امت محمدیہ میں سے ایک شخص ہوگا نہ کہا سرائیلی نبی۔ اس پر سوال ہوا کہ جملہ اسمیہ کسی اسم معرفہ کی صفت ہوسکتا ہے۔

جواب: میں نہیں بتلاسکتا۔

سوال: ابن مریم معرفہ ہے یا نکرہ۔

جواب: آپ بار بار وہی پوچھتے ہیں۔

سوال: بغیر صرف ونحو جاننے کے کوئی شخص علم حدیث سمجھ سکتا ہے۔

جواب: ہاں استاد سمجھاوے تو سمجھ سکتا ہے۔

سوال: آپ نے بھی بغیر صرف ونحو کے حدیث پڑھی تھی۔

جواب۔ نہیں میں نے تو بڑی بڑی کتابیں پڑھی تھیں۔ (جب ہی سوالات مذکورہ کو ایسی صفائی سے حل کردیا)

سوال: آپ حدیث مذکور کی ترکیب جانتے ہیں۔

جواب: جانتا ہوں۔

سوال: اس میں واؤ کیسا ہے۔

جواب: واؤ عطف کا۔

سوال: یہ عطف کس پر ہے۔

جواب: نزل پر۔

سوال نزل کیا ہے۔ فعل یا اسم۔

جواب: فعل ہے۔

سوال: یہ معطوف اور معطوف علیہ مل کر کیا بنے؟

(برہان الدین جہلمی) میں اب تھک گیا ہوں مجھے رخصت ملے۔

حاکم نے پہلے تو سمجھایا کہ اس وقت تو اور چار پانچ منٹوں میں جان چھوٹ جائے گی کل پھر تازہ دم ہوکر آئیں گے اور تم کو بہت سنائیں گے۔ مگر بڈھے میاں نے

اسی میں خیریت سمجھی کہ اس وقت تو جان بچ جائے کل کو دیکھا جائے گا۔

اس سے بعد ایک دو گواہ معمولی واقعات کے گذرے۔ اخیر میں ایک گواہ منشی رحیم بخش عرضی نویس رعیہ ضلع سیالکوٹ آئے۔ طرز بیان کچھ ایسا تھا کہ حاکم نے مجبور ہو کر ان کو متنبہ کیا کہ ہوش سے شہادت دیں۔ ان کے وکیل نے عذر کیا کہ سیدھے آدمی ہیں، تو حاکم نے فرمایا کہ، میں اسے عقل دے دوں۔

آپ نے اپنے بیان میں لکھایا کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا تھا کہ اس سال حج ہوگا، تو نہ ہوا، دوسرے سال ہوا تھا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کا ثبوت مانگا تو کہا کل دونگا۔ اس بات کو سن کر بعض ہندوؤں نے مسلمانوں سے تعجب کے ساتھ کہا، کیا تمہارا پیغمبر ایسا ہی تھا کہ اس سال کی خبر بتاوے تو دوسرے سال کو ہو۔ مگر خدا مولانا ثناء اللہ صاحب کو جزائے خیر دے جنہوں نے خود مخالف سے اس کی تکذیب کرائی۔

دوسرے روز بقیہ جرح کیلئے مولوی برہان الدین جہلمی پھر آئے۔ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے زاد المعاد پیش کر کے حدیث کا ایک فقرہ پڑھوایا جس کا مضمون تھا کہ آنحضرتﷺ نے خود فرمایا کہ میں نے تم سے کہا تھا؟ کہ اسی سال تم حج کرو گے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ یہ تو نہیں کہا تھا۔ یہ دکھا کر مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے سوال کیا کہ جو کوئی کہے کہ آنحضرتﷺ کے فرمودہ کے موافق یہ پیش گوئی نہیں ہوئی وہ سچا ہے یا جھوٹا؟

مولوی برہان الدین جہلمی نے خدالگتی کہی کہ ایسا شخص جھوٹا ہوتا ہے۔ (اسی خبر کو سن کر رحیم بخش مذکور نے بھی اپنے موقع پر آ کر اقرار کیا کہ آنحضرتﷺ نے نہیں فرمایا تھا کہ اس سال حج ہوگا)۔

سوال۔ یسوع عیسائیوں کا مصنوعی معبود ہے۔

جواب: ہاں۔

سوال: قرآن کے صریح حکم کے خلاف کرنے سے بھی کوئی شخص نبی یا ولی ہوسکتا ہے۔

جواب۔ نہیں۔

سوال: مرزا جی نے یسوع کو جو عیسائیوں کا معبود ہے، برے لفظوں میں یاد کیا ہے۔ یعنی شریر مکار جھوٹا وغیرہ کہا ہے۔

جواب: ہاں عیسائیوں کو الزامی طور پر کہا ہے۔
سوال: قرآن شریف میں کوئی آیت اس مضمون کی ہے؟ کہ مشرکوں کے معبودوں کو برا نہ کہا کرو؟

جواب: بعد تامل: ہاں ہے۔
مولوی برہان الدین اور منشی رحیم بخش دونوں نے اس مضمون کا اقرار کیا۔ اسی طرح اور لوگ بھی کم و بیش کہتے گئے۔ کسی سے صاف اور کسی سے پیچدار الفاظ میں مولوی صاحب نے کہلوایا کہ مرزا جی اوران کے مریدوں کے پیچھے نماز درست نہیں۔
۳ روز پیشی ہو کر ۲۵ فروری مقرر ہوئی جس کی کیفیت سے اطلاع دونگا۔..
راقم: ابوعبداللہ رفیع اللہ ولد قاضی عطاء اللہ قریشی سیالکوٹ امام مسجد صدر سیالکوٹ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر ۱۹ فروری ۱۹۰۴ء ص ۵، ۶)

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ بابت ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۸ جلد ۲۲۔۲۴۔ص ۳۔۵)

(اس مقدمے کی روداد کی قسط اول ضمیمہ شحنہ ہند میں درج نہیں ہوئی، جسے میں نے ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر سے باریک خط میں اوپر نقل کر دیا ہے۔ بہاء)

مرزائیوں کی دوبارہ شکست

۲۔ فروری ۱۹۰۴ء کو مرزائیوں کی طرف سے درخواست انتقال مقدمات بعدالت صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور گزری تھی۔ صاحب بہادر نے فریق ثانی کے نام نوٹس جاری کر کے مسلیں طلب کر لیں تھیں۔ اور تاریخ پیشی ۱۲۔ فروری مقرر تھی۔
اس تاریخ کو مقدمہ بمقام علی وال، صاحب موصوف کی عدالت میں پیش ہوا۔ مرزائیوں کی طرف سے مسٹر اورٹیل صاحب بیرسٹر، خواجہ کمال الدین بابو محمد علی وکلاء تھے۔ اور مولوی محمد کرم الدین صاحب کی طرف سے بابو مولامل وکیل گورداسپور تھے۔ بحث وکلاء طرفین سنی گئی اور مسلوں کا ملاحظہ کیا گیا۔ مرزائیوں کے وجوہات انتقالات بے بنیاد ثابت ہوئے۔ صاحب بہادر نے درخواست نامنظور کر کے مقدمہ

واپس عدالت بابو چندو لال صاحب میں بھیجا۔ مرزائیوں کو یہ دوسری ہزیمت نمک برریش پاشیدن کا مصداق ہے۔

فرمایئے مرزائی صاحبان جاء ك الفتح کا تو پہلے حشر ہو چکا تھا ثم جا ئك الفتح کی مبارک باد قبول ہو۔ کیا اب بھی آپ غور نہ فرمائیں گے خدا کے لئے اپنے بڈھے میاں (الہامی صاحب) سے پوچھئے کہ کیا اس کا ملہم کہیں سویا ہوا ہے، یا الہامی مشین کا کوئی پرزہ ڈھیلا پڑ گیا ہے۔ عبرت عبرت

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ بابت ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۸ جلد ۲۲۔۲۴۔ص ۵)

مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشین گوئیاں

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے پچھلے سال پیشین گوئیاں کی تھیں کہ امسال مرزا جی سے کوئی آسمانی یا زمینی مواخذہ ضرور ہوگا چنانچہ ہوا۔

پھر ہم نے پیشین گوئی کی کہ مقدمات مرجوعہ میں کامیابی نہ ہوگی۔ چنانچہ دعوی فریب میں فرمائشی اور لا جواب ناکامی ہوئی۔

پھر ہم نے گذشتہ ضمیمہ میں پیش گوئی کی تھی کہ چندو لال صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس سے مولوی کرم الدین صاحب کے استغاثہ لائبل کے اٹھوانے کی جو درخواست صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں (نہ کہ چیف کورٹ پنجاب کے اجلاس میں) دی گئی تھی ہم بھی تو دیکھیں مقدمہ کیونکر اٹھتا ہے۔

چنانچہ ۱۲۔ فروری کو مرزا جی کے بیرسٹر اور وکلاء نے حد درجہ زور لگایا مگر مقدمہ نہ اوٹھا اور بدستور بابو چندو لال صاحب ہی کے اجلاس میں رہا۔

وجہ یہ ہے کہ ہم پر خداوند تعالی نے الہام کیا، اور مرزا پر اس کے آسمانی باپ نے جو زمانے بھر کا جھوٹا اور فریبی اور مکار ہے، الہام کیا۔ کیا مرزائی اب بھی مجدد السنہ

مشرقیہ پر (ایمان) نہ لائیں گے اور اپنے بروزی نبی کی نبوت پر تبرا نہ بھیجیں گے۔

لائبل کا جو چارج مرزا جی پر دھرا گیا ہے، جب تک ہم پر الہام نہ ہو کچھ نہیں کہہ سکتے۔ الہام کے ہوتے ہی شائع کریں گے انشاء اللہ تعالی۔

ناظرین منتظر رہیں۔ ظاہر ہے کہ کسی آزاد اور بے لاگ حاکم کے اجلاس سے مقدمہ اٹھوانا خالہ جی کا گھر نہیں ۔

بغور دیکھئے تو حاکم کی نسبت یہ ایک قسم کا لائیبل ہے کہ وہ نامنصف ہے ظالم ہے جنبہ کرتا ہے فریق ثانی سے گٹھ لیا ہے ۔ معتصب ہے۔ پھر انتظام میں بھی فرق آتا ہے۔ ہر شخص جس کے خلاف انصاف ہوتا ہے یا اوس کو غلط فہمی سے ناانصافی کا گمان گذرتا ہے، کہہ سکتا ہے کہ میرے حق میں چونکہ ناانصافی ہوئی ہے ظلم ہوا ہے یا آئندہ ہوگا، پس میرا مقدمہ اس اجلاس سے اٹھ جائے مگر انصاف تو سب جگہ ایک ہی ہے:

بہر کجا کہ رسیدیم آسمان پیدا ست

لہذا ہم نے تو ایسے لوگوں کو ناکام ہی ہوتے دیکھا ہے ۔ گورنمنٹ اتنی عدالتیں کہاں سے لائے جو لوگوں کی طبیعت اور منشاء اور مطلب کے موافق فیصلے کریں اور عدالتوں کو ایسے لوگوں کا محکوم اور تابع بنائے ۔

بھلا جب خود آسمانی باپ نے لیپا لک کی فریاد (نہ سنی) اور اوس کو اپنے بے کس بے بس معصوم مظلوم پر رحم نہ آیا، تو برٹش عدالتوں کو کیوں رحم آنے لگا ۔ افسوس حسرتیں زندہ درگور ہوگئیں ۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ بابت ۲۴۔ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۸ جلد ۲۲۔ ۲۴۔ ص ۵۔ ۶)

مجدد کی صداقت کا آسمانی نشان

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزا جی بار بار آسمانی نشان کے ظاہر ہونے کی پیشین گوئی کرتے ہیں، مگر آسمانی نشان تو کجا ایک چمگادڑ بھی گھپ اندھیرے میں پر پھٹپھٹاتی ظاہر نہیں ہوتی ۔ ہاں جن ساون کے اندھوں کی مہے کی پھوٹ گئی ہے، ان کو ہریائی ہی ہریائی سوجھتی ہے۔ اب مجدد کی صداقت کا آسمانی نشان دیکھئے۔

سید محمد اسماعیل صاحب متخلص بہ عیش ڈرافٹسمین پارٹی نمبر ۲۰ دہرہ دون خلف مولوی محمد احسن صاحب امروہی جو بروزی نبی کے خلیفہ دوم ہیں، مجدد کی تجدید پر ایمان لا کر شاگردوں میں داخل ہوئے۔ دیکھو صداقت کے ماننے والے خلف ایسے ہوتے ہیں کہ اپنے والد بزرگوار کی ایک بھی نہ سنی، اور بجائے اس کے کہ جعلی نبی سے بیعت کرتے، سچے مجدد سے بیعت کی۔

برخلاف بعض لکھے پڑھے مرزائیوں مولوی امروہی وغیرہ کے کہ دل میں تو مجدد کے کمال تجدید پر ایمان لا چکے ہیں، مجدد کی قوت وسطوت اور شوکت اللہ کا جبروت دیکھ چکے ہیں اور دنگل کے بیچوں بیچ ٹھگ چکے، مگر اقرار کرتے ہوئے زبان مفلوج ہو کر شل ہو جاتی ہے۔

ہاں بعض مرزائی ہمارے شاگرد ایسے بھی ہیں کہ ہمارے سامنے تو تجدید کی تصدیق کرتے ہیں اور جب اپنے یاروں میں جاتے ہیں تو کچھ اور ہانکتے ہیں۔ یہ یہودی منافق ہیں۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ بابت ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۸ جلد ۲۲۔ ۲۴۔ ص ۶۔ ۷)

وہی مرزاجی کا جہاد

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

۱۰۔ فروری ۱۹۰۴ء کے الحکم میں اخبار پانیئر کو جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ جاہل مولویوں نے جہاد کی حقیقی فلاسفی کو نہیں سمجھا، اور عام لوٹ مار اور قتل انسان کا نام جہاد رکھ لیا۔ اونہوں نے جہاد کا مفہوم غلط سمجھا۔ وغیرہ۔

اس سے اتنا تو ضرور ثابت ہو گیا کہ حقیقی اور اصلی جہاد ضرور موجود ہے اور اوس کی فلاسفی بھی ہے۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ مذہب اسلام میں کون سا جہاد ہے۔ اصلی اور حقیقی یا صرف لوٹ مار۔

اگر اصلی اور حقیقی جہاد ہے تو مرزاجی اوس کی مخالفت کر کے مرتد بن رہے ہیں۔ اور اگر لوٹ مار ہے، تو مذہب اسلام اس کی ممانعت کرتا ہے، اور لٹیروں اور قاتلوں اور قطاع الطریق کو سخت سے سخت سزا دیتا ہے۔

اور نہ صرف قانون اسلام بلکہ ہر سوسائٹی کا قانون قتل اور نہب کے خلاف ہے۔ پس آپ نے انیسویں صدی میں خروج کر کے کیا تیر مارا، اور اپنی بعثت کا کیا کمال دکھایا۔ اس صورت میں تو ہر شخص جو لوٹ مار قتل ونہب کے خلاف ہو، مسیح موعود اور امام الزمان اور خاتم الخلفاء اور آسمانی باپ کا لے پالک ہے۔

اخبار الحکم قادیان کی پیشانی پر یہ فقرہ ثبت رہتا ہے:

آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔

ہم پوچھتے ہیں اگر خدا نے جائز جہاد بند کیا ہے جس کی فلاسفی کے آپ بھی قائل ہیں، تو دنیا پر بڑا بھاری ظلم کیا۔ مگر دنیا کا خدا تو ظالم نہیں۔ البتہ آسمانی باپ ظالم ہے، جس نے اس مصلحت کو جس پر تمام گورنمنٹیں عامل ہیں اور جس کے موافق ہمیشہ جہاد کرتی رہتی ہیں نہ سمجھا، اور بڑے بھاری فساد کی اصلاح کو روک دیا۔

مگر افسوس ہے کہ کسی گورنمنٹ نے آسمانی باپ کے حکم پر کان نہ دھرے، اور جہاد برابر دھڑا دھڑا جاری رکھا۔ اور اگر خدا نے لوٹ مار بند کی ہے، تو یہ آج سے نہیں بلکہ ازل سے بند کی گئی ہے۔

مرزا جی اپنی بروزی اصطلاح میں لفظ احمد کو جمالی اور لفظ محمد کو جلالی بتاتے ہیں۔ آپ نے جلال سے بیزاری ظاہر کی کیونکہ اس میں جہاد مضمر ہے، اور جمال پر لٹو ہو گئے۔ یعنی آپ احمد بنے، نہ کہ محمد۔ اب ہم پوچھتے ہیں کہ جب آپ نے لفظ محمد پر تبرا کیا ہے، تو اس کی شان جلال میں کون سا جہاد مضمر تھا۔ جائز یا ناجائز۔

اگر جائز مضمر تھا، تو تبرا کیوں کیا۔ اور ناجائز مضمر تھا تو آنحضرت ﷺ کو جابر اور ظالم اور قاتل قرار دیا۔ معاذ اللہ۔ اور پھر اتباع سنت اور آنحضرت ﷺ کی محبت کا دعوی۔ ہاتھ ترے مرتد کی دم میں ہمارے منشی الٰہی بخش صاحب لاہوری کا عصائے موسی (یہ ایک کتاب کا نام ہے جس نے بروزیت ومسیحیت کا ایسا استیصال کیا ہے کہ کہیں کا نہیں رکھا)

پھر آپ اپنے کو بروزی محمد بھی کہتے ہیں مگر صفت جلال سے عاری، اور بروزی احمد بھی بتاتے ہیں صفت جمال سے متصف۔ یہ عجیب بروزیت ہے کہ شخص واحد میں ایک صفت سلب ہو کر دوسری پائی جائے۔ پھر بروزیت وحلول کہاں رہا۔ یعنی

آنحضرت ﷺ تو جلالی بھی اور جمالی بھی ،اور بروزی مرزا صاحب جمالی۔ ہر بات میں تعارض ہر دعوی میں تناقض ہے مگر نپٹ اندھوں کو کون سمجھائے جو متضاد اور متناقض بروزیت پر ایمان لا چکے ہیں۔

میں جہاد کا مخالف ہوں، جہاد کرنے والوں کا دشمن ہوں۔

ابے ذرا غور سے سن ! ہندوستان تو ہنود کا ملک ہے۔ اگر مسلمان جہاد نہ کرتے ،تو یہاں چینی الاصل مغل کا وجود آج کیونکر نظر پڑتا، اور وہ کیونکر بروزی بن کر گورنمنٹ کے خوش کرنے کو جہاد کا مخالف بنتا (جس ہانڈی سے کھائے اوسی ہانڈی میں چھید کرے)۔ اگر جہاد کا وجود نہ ہوتا تو برٹش گورنمنٹ ہندوستان پر کہاں قابض ہوتی۔ ساری خدائی میں تو جہاد جاری، اور یہ مکار جعل ساز جہاد کا مخالف۔

اگر چوروں بدمعاشوں ڈاکوؤں پر جہاد نہ کیا جائے ،تو ہندوستان میں ابھی ابھی ۱۸۵۷ء کا غدر قائم ہو جائے۔ پس جو شخص جہاد کی مخالفت کر کے فساد کرانا اور اندرونی مفسدوں اور بیرونی باغیوں کو حوصلہ دلانا چاہتا ہے اس سے بڑھ کر ملک اور گورنمنٹ کا کون بدخواہ ہوگا۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ بابت ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۸ جلد ۲۲۔۲۴۔ص ۷۔۸)

ناکامی پر ناکامی

مرزا جی نے بابو چندو لال مجسٹریٹ کی عدالت میں درخواست کی تھی کہ میں علیل ہوں ایک ماہ کی مہلت مل جائے، مگر منظور نہ ہوئی اور ۲۳ فروری کو پیشی تھی ہم آئندہ ناظرین کو مطلع کریں گے۔

ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے جو انتقال مقدمہ نامنظور کیا ہے ،تو مرزا جی چیف کورٹ میں بھی جائیں۔ لیپا لک کی ننھی سی جان اور اتنے خلجان۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ بابت ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء نمبر ۸ جلد ۲۲۔۲۴۔ص ۸)

ضمیمہ اخبار شحنہ ہند میرٹھ یکم مارچ ۱۹۰۴ء۔ نمبر ۹ جلد ۲۲ و ۲۴

دین میں مداہنت

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

الحکم ۱۷ فروری ۱۹۰۴ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے سرسید احمد خان کی نسبت یوں گل فشانی کی کہ دوسری قوم کے رعب میں آ کر اور اس کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے آخر نوبت (سرسید احمد خان کی) یہاں تک پہنچی کہ اب آخری ایام میں تثلیث کے ماننے والوں کو نجات یافتہ قرار دیا گیا۔

قرآن شریف میں اسی لئے ہے

لن ترضی عنك الیهود و لا النّصاری حتّی تتّبع ملّتهم ۔(البقرۃ:۱۲۰)

دوسرے کو راضی کرنے کے لئے اس کے مذہب کو بھی اچھا کہنا پڑتا ہے، اس لئے مداہنت سے مومن کو پرہیز کرنا چاہیے۔

چیلوں کے حلقے میں لال گرو بن کر ادھر اودھر کی ہانکنا دوسری چیز ہے، اور عمل کرنا دوسری چیز۔ متعصب پادریوں کی ہاں میں ہاں ملانے اور اپنے نزدیک گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لئے اسلامی جہاد پر تبرا شروع کر دیا۔ متعصب عیسائی اور دوسری قومیں یہی کہتی ہیں کہ اسلام ایک جابرانہ مذہب ہے جو تلوار کے زور سے پھیلایا گیا ہے، یہی آپ کہتے ہیں۔ کیا اس کا نام مداہنت نہیں۔ مداہنت کیا معنی، یہ تو اچھی خاصی نمک حرامی اور اسلام سے ارتداد ہے۔

یہود کے خوش کرنے کے لئے عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں، گویا یہود کا اتباع کیا۔ یہ لن ترضی عنك الیهود و لا النصاری کی مخالفت ہے۔

بروزی (تناسخی) بن کر ہنود کو راضی کرنا چاہا، مگر کوئی راضی نہ ہوا۔

اگر مرزا جی یہ کہتے کہ میں کرشن جی یا رام چندر جی کا اوتار ہوں، تو ہنود جب

بھی راضی نہ ہوتے اور یہی کہتے :

بہر رنگے کہ خواہی جامہ می پوش
من انداز قدت را می شناسم

اسلامی جہاد وہ چیز ہے کہ آج کے روز تمام گورنمنٹیں اسی قانون پر چل رہی ہیں۔ ہم بار بار روشن دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ جہاد سے کوئی گورنمنٹ خالی نہیں بلکہ یورپین گورنمنٹیں تو اپنا مذہب جہاد ہی سے پھیلاتی ہیں۔

پادریوں کا مشن کسی ملک میں بھیج دیا، اور جب کوئی پادری آسمانی برّہ بن کر حسب اتباع عیسی مسیح، بھینٹ چڑھ گیا، تو بحری اور بری فوج چڑھ دوڑی۔ اور انجیل مقدس کا حکم پس پشت ڈال کر اسلامی قانون جزاء سیئة سیئة مثلها پر عمل کیا۔ لیکن مرزا جی اس کے خلاف ہیں، گویا تمام گورنمنٹوں کے خلاف ہیں۔..

عیسی مسیح فروتن تھے، میں بھی فروتن ہوں کیونکہ ان کا مثیل ہوں۔ مگر عیسی برے تھے اور ایسے تھے میں ویسا نہیں ہوں۔ پھر بھی مثیل ہوں۔ گویا پادریوں کے ساتھ متضاد کاروائی کی کہ ان کو راضی بھی کرنا چاہا اور ناراض بھی۔ اور سچ پوچھو تو مداہنت کرنی بھی نہ آئی۔ عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے۔

(ضمیمہ اخبار شحنہ ہند یکم مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۹ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ا۔۲)

ایک نیا مہدی پھانسی دیا گیا

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں :

کروخان علاقہ سوڈان میں ایک عیار محمد الامین نام نے مہدویت کا جھنڈا کھڑا کیا۔ سوڈان کے ڈپٹی گورنر کرنل ماہین نے فوج بھیج کر اس کو گرفتار کیا اور پھانسی پر چڑھا دیا۔

اس پر الحکم (قادیان) بہت خوش ہو رہا ہے۔ بغلیں بجا رہا ہے کہ دیکھو بعض نادان یہ کہتے ہیں کہ خدا تعالی مفتری علی اللہ کو مہلت دیتا ہے۔ اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو محمد الامین ایسی جلدی پھانسی نہ دیا جاتا۔

واہ اڈیٹر صاحب الحکم! تانت باجی اور راگ بوجھا۔ اس کو آپ نے اپنے بھائی ملا عبداللطیف اور ڈاکٹر رحمت علی پر کیوں منطبق نہ کیا۔ ان کو بھی تو مہلت نہ ملی اور بہت جلد صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے۔ خس کم جہان پاک۔ اگر وہ مفتری علی اللہ نہ ہوتے، تو آپ کی منطق کے موافق ایسی شتاب روی سے ملک عدم میں نہ پہنچتے۔

پھر معلوم نہیں مہلت سے آپ کی کیا مراد ہے۔ مہلت سے مراد آزمائش ہے۔ یعنی خدا تعالی منصف ہے ظالم نہیں، وہ ہر طرح حجت قائم کرتا ہے اور سیدھی راہ بتاتا ہے۔ جب کوئی گمراہ گمراہی سے باز نہیں آتا، تو سزا لازم ہو جاتی ہے۔

مرزا جی اپنی بعثت کی مدت ۳۰ سال بتاتے ہیں۔ یہ خبر نہیں کہ دنیا میں کوئی مفتری ۵۰۰۰۰ ہزار سال بھی جیئے تو مہلت نہیں۔

تا قیامت زندگی، آخر فنا

بات یہ ہے کہ آپ اور آپ کے پیر و مرشد درحقیقت مہلت کے معنی ہی نہیں سمجھے

اس نئے مہدی کے پھانسی پانے پر تو مرزائیوں کو عبرت ہونی چاہیے تھی، نہ کہ مسرت۔ کیا معنی، کہ اگر ہندوستان میں برٹش گورنمنٹ کی عمل داری نہ ہوتی یا آپ کابل وغیرہ اسلامی سلطنت میں رہ کر مفتری علی اللہ بنتے، تو یقیناً آپ کو اتنی مہلت بھی نہ ملتی جتنی عبداللطیف اور رحمت علی کو ملی۔

برٹش گورنمنٹ کو دعائیں دیں جس کی بدولت اللے تللے اوڑ رہے ہیں۔ وہ خوب جانتی ہے کہ مہدی صرف حمقاء میں حشرات الارض کی طرح پیدا ہو رہے ہیں اور پیدا ہوں گے۔ مرزا جی نے اپنی مہدیت موعودیت کا دار و مدار غالبا اس پر رکھا ہے کہ جو مفتری علی اللہ جلد مر جائے وہ جھوٹا ہے، اور جو زیادہ مدت جیئے وہ سچا ہے۔ مرزا جی کو یقین ہے اور شائد آسمانی باپ نے الہام کر دیا ہے کہ تمام مہدی مر جائیں گے اور لیپا لک سب کے بعد مرے گا۔

اب ہم مرزائیوں کو ہوشیار خبردار کرتے ہیں، اور قادیانی مرزا جی کی صداقت کا معیار بتاتے ہیں کہ

اگر مرزا جی، لندنی مسیح مسٹر پگٹ اور فرانسیسی مسیح ڈاکٹر ڈوئی کی حیات میں

مر گئے، تو وہ دونوں مسیح سچے اور مرزا جی جھوٹے۔ اور اگر مرزا جی زندہ رہے، اور وہ دونوں ان کی زندگی میں مر گئے، تو مرزا جی پنچ کھیت اور باون تولے پاؤ رتی سچے۔

اگر مرد میدان ہو، تو مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن شوکت) سے معاہدہ کرو، تاکہ سال دو سال میں صدق و کذب کھل جائے۔

اور خدا کی عنایت سے یہ ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ مرزا جی گور کا حریہ ہیں، اور قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں۔ مسٹر پگٹ اور ڈاکٹر ڈوئی اب تو مرزا جی کی چھاتی پر مونگ دل رہے ہیں ان کے مرنے کے بعد مرزائیوں کی چھاتی پر... انشاء اللہ۔ اگر... کی رسی دراز بھی ہوئی تو کیا ہو گا وہی ہو گا جو عوام میں ضرب المثل ہے۔

(ضمیمہ اخبار شحنہ ہند یکم مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۹ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۲۔ ۳)

مرزا کے الہامی مقدمات

جب سے مرزائے قادیانی نے مقدمے شروع کئے ہیں گورداسپور صدر کچہری میں مریدوں کا ایک گروہ بھی اوس کمرہ میں، جہاں مدعی یا مدعا علیہ کی حیثیت سے مرزا جی حاضر ہوتے ہیں، ہمراہ ہوتا ہے۔ اس وقت کا نظارہ عجیب ہوتا ہے کوئی تو کان میں بات کہہ رہا ہے، کوئی رومال لئے ہوئے ہے، کوئی پینے کے پانی کا لوٹا لئے بیٹھا ہے، کوئی دوڑا دوڑا بھاگا کتابیں لا رہا ہے، کوئی الہامات کی تصدیق، کوئی جرح قدح کی نقل کر رہا ہے، کوئی وکیل صاحب کے لئے کرسی کی فکر میں ہے۔

غرض مرید طرح طرح کے فرائض زور شور سے بجا لا رہے ہیں۔ کیا مجال کہ تماش بینوں میں سے کوئی ذرا سی بات بھی مرزا قادیانی کے برخلاف پیش کرے۔ اگر بھولے سے کرے، تو مریدوں کا گروہ جھٹ سے لگے بے حرمتی کرنے۔ بھلا شریف اور بھلا مانس کس طرح مرزائی گروہ کی اشتعال آمیز سخت کلامی سن سکے۔ اگر کسی نے سوال کیا، تو سوال کچھ، جواب کچھ اور۔ وہ بھی ایسی شیریں کلامی سے جو مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب سے سب پر اظہر و عیاں ہے۔ خود بوڑھے میاں قادیانی کیسی رنگین

عبارت سے بزرگان سلف کو یاد فرماتے ہیں۔خصوصاً مسیحی مذہب کے بزرگوں اور عیسی مسیح کو جس کے آپ مثیل ہونے کے مدعی ہیں۔

۱۳ جنوری ۱۹۰۴ء کو اس مقدمہ لائیبل میں، جو مولوی کرم الدین صاحب کی طرف سے بنام مرزا قادیانی وحکیم فضل الدین بھیروی دائر تھا، قریب ساڑھے ۱۱ بجے کے قانونی بحث شروع ہوئی۔

مولوی کرم الدین صاحب جہلمی نے الفاظ استغاثہ کی کتب لغت عربی فارسی انگریزی، تفاسیر، حدیث اور خود مرزا قادیانی کی تصنیفات سے مدلل تشریح کی اور اپنی حیثیت اور سندیں پیش کیں۔

پھر تو مرزائیوں کے ایسے چھکے چھوٹے کہ سنا گیا رات کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بیمار ہو گئے۔ڈاکٹر صاحب کے سارٹی فیکیٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک ماہ تک عدالت میں حاضر نہیں ہو سکتے۔

اور پھر حکیم فضل الدین قادیانی نے زیر دفعہ ۵۲۶ ضابطہ فوجداری مہلت مانگی کہ چیف کورٹ میں ہم انتقال مقدمہ کرنا چاہتے ہیں۔

اور ساتھ ہی دوسرے استغاثوں ۴۱۱، ۵۰۰ کی نسبت بھی یہی درخواست گذاری۔

عدالت نے ۱۴ فروری ۱۹۰۴ء تک مہلت دی۔

اس کے بعد پہلے مقدمہ میں مولوی صاحب کی بریت کا حکم سنا کر اس فیصلہ کو حرف بحرف پڑھا جو ۱۹ ورق کا انگریزی میں لکھا ہوا تھا۔

۱۳ جنوری ۱۹۰۴ء کا دن مرزا کے گروہ کے لئے نہایت نحوست وشکست کا دن تھا کیونکہ اس دن مرزائیوں کا وہ الہامی مقدمہ فوجداری جو من جانب حکیم فضل الدین بھیروی برخلاف مولوی کرم الدین دائر تھا اور جو ایک سال دو ماہ سے چل رہا تھا اور جس کی نسبت مرزا قادیانی بہت سے فتح اور نصرت کے الہامات بارش کی طرح چھما چھم برس چکے تھے اور قادیانی آرگن الحکم مطبوعہ ۱۰ و ۳۰ جون و ۱۰۔اگست ۱۹۰۳ء میں بڑے زور شور سے وہ سب الہام درج ہو چکے تھے جس میں فتح اور کامیابی کی تاویلیں چھپ چکی تھیں، تمام مرید شیخ چلی کے خیالات پیر جی سے سن کر بہت خوش ہو رہے تھے اور دور دراز سے سفر کر کے فتح کی آواز سننے کے لئے آئے ہوئے تھے اچانک بابو چندو

لال صاحب بی اے مجسٹریٹ درجہ اول گورداسپور کی عدالت سے خارج کیا گیا۔ پھر تو رنگ فق ہو گئے چہروں پر مردنی سی چھا گئی اور سب امیدیں فتح وظفر کی خاک میں مل گئیں۔ الہام کی قلعی کھل گئی۔ انصاف مجسم مجسٹریٹ کا فیصلہ سن کر سب لوگ بہت خوش ہوئے کہ مجسٹریٹ صاحب نے واقعی اپنی دماغی اور الٰہی برکت سے (جو خدا کی طرف سے ان کو ملی ہے تا کہ وہ جھوٹ اور سچ کا فیصلہ دیں کہ دیسی حکام بھی ایسی باریک ودقیق پیچیدگیوں کو بہت آسانی سے دریافت کر لیتے ہیں اور نہ صرف یہی بلکہ اپنی الٰہی اور خدا داد لیاقتوں کا ثبوت دیتے ہیں یعنی رعایا کی بہتری کرنا اور حق داروں کا حق پہنچانا۔ اور گورنمنٹ کے قوانین کا تابع ہونا کاش جس طرح اس دیسی حاکم نے) اس مقدمہ کی پیچیدگی کو بخوبی سمجھا اور فیصلہ دیا، اسی طرح باقی حکام بھی کیا کریں۔

اب ہم مرزائیوں سے دریافت کرتے ہیں کہ کیوں بھئی فتح ونصرت کس کو ہوئی اور تاویلیں اور الحکم کے خشک الفاظ اور گیدڑ بھبکیاں کہاں گئیں۔ باقی مقدمات کا کیوں انتقال کرانا چاہتے ہو؟ کیوں مرزا جی سے تاویل نہیں کراتے۔ للہ دوسرے مقدمات بھی گورداسپور ہی کرانا تا کہ ہم اپنے ناظرین کو الہامی مقدمات کا حال سناتے رہیں۔ الراقم: بی۔ اے۔ شرف۔ گورداسپور۔ پنجاب۔

(ضمیمہ اخبار شحنہ ہند یکم مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۹ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۳۔۴)

مقدمات گورداسپور

نامہ نگار اخبار سراج الاخبار (جہلم) لکھتا ہے کہ مرزائیوں کی درخواست انتقال مقدمات، محکمہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہادر سے نامنظور ہو کر جب مسلیں عدالت ماتحت میں واپس آئیں تو عدالت نے فریقین کو نوٹس حاضری ۱۶ فروری کو بھیج دیئے۔

مرزا جی بھی تعمیل نوٹس کے باعث گورداسپور میں معہ اپنی پارٹی کے تشریف لائے۔ لیکن افسوس ہے کہ گورداسپور کی زہریلی آب وہوا نے پھر آپ کی نازک طبیعت پر اثر کیا۔ آتے ہی بیمار ہو گئے کہ ڈاکٹری سارٹی فیکیٹ پیش کیا ایک ماہ تک حاضری عدالت سے معذور ہیں۔

بیماری کا برا ہو، جو مرزا جی کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ خدا خیر کرے کچھ سمجھ میں

نہیں آئی کہ قادیان سے گورداسپور تک سفر کرنے سے تو بیماری مانع نہیں ہوتی، لیکن شہر سے عدالت تک جانے سے روک دیتی ہے۔ لوگ تو ان کی دعا سے صحت پاویں اور آپ بیمار ہو جاویں۔ اچھے مسیح ٹھہرے۔

مرزائیوں کے وکلاء نے یہ بھی عذر کیا کہ چیف کورٹ میں ان کی طرف سے مسٹر اورٹیل صاحب بیرسٹر نے درخواست انتقال دے دی ہے۔ عدالت نے ایک ہفتہ تک مہلت دی۔ مولوی فقیر محمد صاحب مالک سراج الاخبار جہلم کو اون کی درخواست پر عدالت نے تاحکم ثانی عدالت کی حاضری سے معاف فرمایا (پنجاب سماچار)

(ضمیمہ اخبار شحنہ ہند یکم مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۹ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۵)

مرزائی مقدمات کا خاکہ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

افسوس ایسا زمانہ آگیا کہ باپ کو اولاد سے اصلاً محبت نہیں رہی۔ بھلا غضب ہے نا کہ خود باپ ہی کو نشیب وفراز نہ سوجھے، اور بیٹے کو اندھے کنویں میں دھکا دے دے۔ آسمانی باپ نے لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) کو مصیبت میں ڈالنے کے لئے مقدمات ہی کے دائر کرنے کا الہام نہیں کیا، بلکہ فتحیابی کے پیشگی نقارے بھی مرزائیوں کے گھر گھر میں بجوا دیئے۔ دوران مقدمات میں ایک ایک مرزائی کی مارے خوشی کے کانوں سے باچھیں چری ہوئیں (اے توبہ! کھلی ہوئی) تھیں۔

(ایک مرزائی کہتا) قسم ہے حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) کی، مولوی کرم الدین صاحب جہلمی سزا سے کسی طرح بچ نہیں سکتے۔ فریب میدان میں ثابت ہو گیا۔ اب بھاگتے راہ نہ ملے گی۔

(دوسرا مرزائی کہتا) اور متواتر الہامات بھی تو ہو چکے ہیں۔ بھلا کوئی الہام بھی خالی گیا ہے، جو یہ خالی جائے گا۔ مقدمہ کی روداد کچھ ہی ہو، مگر ہوگا الہام کے موافق۔ اور میرا تو الہام پر ایمان ہے (ہر کہ شک آرد مہدی سومالی وملا افغانی عبداللطیف گردد)۔

(تیسرا مرزائی کہتا) اور خدا کی عنایت سے آثار بھی ہماری ہی فتح کے نظر آتے ہیں۔آپ نے دیکھا بھی کہ جب ہمارے مخالف کے گواہ پیش ہوتے ہیں، تو عدالت کے تیور بگڑ جاتے ہیں، آنکھوں سے خون برسنے لگتا ہے۔ اور جب ہمارے گواہ پیش ہوتے ہیں، تو عدالت کا کچھ اور ہی رنگ ہوتا ہے، قہر کی صورت مہر سے بدل جاتی ہے۔

(چوتھا مرزائی کہتا)۔ ہاں ہاں یہ تو میں نے بھی اکثر دیکھا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ کام تو اور ہی ہاتھ کر رہا ہے، عدالت کی کیا طاقت ہے کہ ہیبت حق کے خلاف اپنے قلم کو ذرا بھی جنبش دے سکے۔آتھم کی طرح عدالت کے دل پر رعب غالب آ گیا ہے۔

(پانچواں مرزائی کہتا)۔حضرت (مرزا قادیانی) کی مخالفت جس کا جی چاہے کرے۔ عدالت ہو یا کوئی اور، مگر چند روز میں حقیقت کھل جائے گی۔ ہندوستان میں ابھی تک طاعون موجود ہے وہ تو حضرت (مرزا قادیانی) کے مخالفوں ہی کیلئے آیا ہے۔مگر افسوس ہے کہ یہ لوگ نہیں سمجھتے اور کیونکر سمجھیں صم بکم عمی فھم لا یر جعو ن۔،

مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کو اچھی طرح یاد رکھنا چاہیے کہ عدالتیں ہمیشہ یہ امر ملحوظ رکھتی ہیں کہ فلاں مقدمے کے فیصلے کا پبلک پر کیا اثر پڑے گا۔ وہ صرف ملزم یا مدعا علیہ کی حیثیت اور صفائی مدنظر نہیں رکھتیں کیونکہ مصلحت بھی ایک چیز ہے جس کا ہر حالت میں ملحوظ رکھنا عدالتوں کا فرض ہے۔ اور ظاہر ہے کہ قادیانی مرزا جی کے کاروبار اور کارخانے کا جہاز دغا اور فریب کے دریا میں چل رہا ہے۔ اگر ایک مقدمہ میں بھی کامیاب ہو جائیں تو آسمان سر پر اٹھا لیں زمین کو روند ڈالیں، اور وہ لوٹ کھسوٹ مچائیں کہ کچھ نہ پوچھئے۔اسی مقدمہ میں دیکھئے کہ کس قدر الہامات کا مینہ برس رہا تھا اور اخباروں میں پیشین گوئیاں مشتہر ہو رہی تھیں، کیا وہ حکام کی نظر سے نہ گذرتی تھیں۔ پیشین گوئیاں اور الہامات کے شائع کرنے سے مرزا جی اپنے مقدمات کا فیصلہ کر چکے تھے، گویا عدالت کو بتا چکے تھے کہ مقدمہ میرے حق میں فیصل ہو جانا چاہیے ۔ یہ درحقیقت توہین عدالت تھی، مگر اوچھاپن، کم ظرفی، حماقت کی نحوست قسمت میں لکھی تھی وہ کیوں کر ٹلتی ۔ حکام وقت نے دیکھا کہ مرزا دنیا کے ٹھگنے کیلئے خدائی کے دعوے کر رہا ہے، پس اوس کے غرّے ڈبوں کا سر ٹوٹنا چاہیے ورنہ پبلک کو نقصان پہنچے

گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پس مجدد السنہ مشرقیہ کی پیشین گوئی پر مرزا اور مرزائیوں کو ایمان لانا چاہیے کہ وہ اپنے کسی دعوے میں عدالت سے کامیاب نہ ہوں گے۔ اور بجز رسوائی اور تفضیح اور نقصان کے کچھ حاصل نہ ہوگا انشاء اللہ تعالی۔

اور غور سے دیکھئے تو مرزا جی کے حق میں ناکامی ہی مفید تھی

و لو بسط الله الر زق لعبا دہ لبغوا فی الا ر ض (الشوری:۲۷)

اس کا ترجمہ فارسی میں کسی شاعر نے یوں کیا ہے

نا مرادم دارد این افزونی خواہش بدہر
آب بر من بستہ اند آرے ز استقا ئے من

مجرم کو سزا ملنا اور اوس کا ناکام رہنا درحقیقت اس کے حق میں سود مند ہے، ورنہ عادی بننے پر مآل ہلاکت ہے۔

عدالتوں کے دماغ تو بڑے ہوتے ہیں، تھوڑی سی عقل والا بھی مرزا جی کے لغویات وخرافات اور متضاد و متناقض دعووں کو نہیں مان سکتا۔ اور آج کل تو دنیا پر فلسفے کا قبضہ ہے، کوئی بات بے دلیل نہیں مانی جاتی۔

افسوس ہے کہ مرزا جی کو ٹھوکر کھا کر بھی عقل نہیں آتی۔ ان کو یاد نہیں رہا کہ اس عرصہ میں اونہوں نے کیا کیا جھک مارا ہے، جس کا خمیازہ آج کے روز بھگت رہے ہیں اور انشاء اللہ بھگتیں گے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا دعوی تو نبوت اور بروزیت اور مہدویت و مسیحیت اور خاتمیت اور امام الزمان ہونے کا ہے، اور عام مجرموں کی طرح عدالتوں میں گھسٹ رہے ہیں۔ مارے مارے پھرتے ہیں۔ کیا یہ ڈوب مرنے کی بات نہیں۔

ہم سچ کہتے ہیں کہ خدا تعالی کی تائید سے ہماری پیشین گوئی اور رؤیا صادقہ ہرگز اوپراوپر نہیں جاتے۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ہم نے اپنا ایک خواب مشتہر کیا تھا کہ ہم قادیان میں ہیں اور سامنے سے مرزا جی اس حیثیت میں آرہے ہیں کہ ان کا سر پاؤں سے لگا ہوا ہے، اور کمان کی طرح دوہرے ہو رہے ہیں۔ یہ خواب بالکل اس آیت کریمہ کا مصداق تھا

یوم یعرف المجر مو ن بسیما ھم فیؤخذ با لنّوا صی و

الاقدام۔ (الرحمن : ٤١) (یعنی جس روز کہ مجرم پہچانے جائیں گے اپنی پیشانیوں سے پس وہ جکڑے جائیں گے ساتھ پیشانیوں اور قدموں کے)۔

چنانچہ اب اس خواب کا ظہور ہوا۔صدق اللہ العلی العظیم۔عبرت عبرت۔ یہ تو صرف زندگی کی سزا ہے، بہت بڑی عقوبت جو عقبیٰ میں ہوگی وہ ابھی باقی ہے۔پس اب بھی سمجھیں اور مفتری علی اللہ بننے سے تائب ہوں اور جھوٹے دعووں کو طے کر کے سچے اور پکے مسلمانوں میں شامل ہو جائیں۔

(ضمیمہ اخبار شحنہ ہند یکم مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۹ جلد ۲۲ و ۲۴۔ص ۵۔۷)

حضرت پیر مہر علی کی گواہی

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

ہم کو معلوم ہوا ہے کہ مرزائی تمام بڑے بڑے شہروں میں غل مچاتے پھرتے ہیں کہ اور مرزائی اخباروں میں بھی زور شور سے مشتہر ہو رہا ہے کہ پیر صاحب ممدوح نے کتمان شہادت کیا، جو کبیرہ گناہ ہے۔

ہم سے سنئے یہ جھوجھل کتمان شہادت یا عدم ادائے شہادت کی نہیں، بلکہ یہ جلن ہے کہ مرزا جی پر تو سمن کی بھی تعمیل ہو، اور وارنٹ جاری ہو، مچلکے اور ضمانتیں لی جائیں، اور پیر صاحب خدا کی عنایت سے ہر طرح حاضری عدالت سے محفوظ رہیں۔

لیکن یہ قصور تو لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) کے مسخرے آسمانی باپ کا ہے کہ کچھ بھی مدد نہ کر سکا۔پس اسی کھوسٹ کا جھونپڑا پھونکنا چاہیے۔

دوم، قادیانی مرزا جی کا کون سا شرعی حق تلف ہوتا تھا جس کے لئے پیر صاحب کی ادائے شہادت کی ضرورت تھی۔مرزائی مقدمے کی بنیاد تو سراسر فساد پر تھی، یعنی اپنا غلو اور ایک مسلمان بلکہ برگزیدہ عالم و فاضل (مولوی کرم الدین جہلمی) کی ذلت و رسوائی مدنظر تھی جن کو خدا تعالیٰ نے ہر طرح عزت دی اور مخالفوں کو ہر طرح ذلت۔ اور ابھی تو کچھ بھی ذلت نہیں ملے: کار کلی ہنوز در قدرست۔

اہل اللہ کو بلا وجہ ستانا ہرگز خالی نہ جائے گا۔ انشاء اللہ۔

سوم، حضرت پیر مہر علی صاحب پر تو کبیرہ گناہ کا الزام، مگر خود بدولت قرآن کی مخالفت کر کے چھلے چھلائے کافر بن گئے۔ پڑھو

فلا و ربك لا يؤمنون حتّى يحكّموك فيما شجر بينهم ثمّ لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت و يسلّموا تسليماً۔ (النساء: ۶۵) (قسم ہے تیرے رب کی، نہ مومن ہوں گے یہاں تک کہ حکم ٹھہرائیں تجھ کو ان معاملات میں جن میں وہ جھگڑ رہے ہیں۔ پھر نہ پائیں اپنے نفسوں میں (تیرے فیصلے سے) کوئی حرج اور مان لیں، مان لینا)۔

پس آپ (مرزا قادیانی) نے آنحضرت ﷺ سے فیصلہ نہ چاہا، بلکہ عدالت غیر سے چاہا۔ اور چونکہ پیر صاحب عدالت غیر میں حاضر نہیں ہوئے اور ناموس شریعت اسلامی کو ملحوظ رکھا اور حکم قرآن پر دل و جان سے عامل ہوئے، لہذا تمہیں ایمان سے کہو کہ سچے مومن آیت بالا کے موافق وہ ہوئے یا آپ۔

(ضمیمہ اخبار شحنہ ہند یکم مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۹ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۷۔ ۸)

مربیان و معاونان ضمیمہ کا شکریہ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں: مربیوں اور معاونوں کی مساعی جمیلہ اور خلوص سے (برغم انف مرزا غلام احمد قادیانی و مرزائیاں) شحنہ ہند میرٹھ ضمیمے کی اشاعت میں امسال خاصی ترقی ہوئی ہے، اور ہو رہی ہے۔ ہمارے ناظرین قدردانی اور چشم بصیرت سے ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ ضمیمہ کیا کر رہا ہے اور ضمیمہ نے مرزائی الحاد کا کفر توڑ ڈالا ہے۔ سینکڑوں آدمی جو گمراہ ہو کر مرزائی بننے پر مستعد تھے وہ بدستور اسلام کی جانب عود کر رہے ہیں۔ سینکڑوں آدمی جن کے سر پر مرزائیوں کا بھوت سوار تھا، ضمیمے نے اوس کو اتار دیا ہے۔ پھر سارا ضمیمہ اڈیٹر ہی کے قلم کا نتیجہ ہوتا ہے شاذ و نادر ہی دوسروں کے مضامین ہوتے ہیں۔ مربیوں اور معاونوں نے خدا کی عنایت سے دریدہ دہن بریدہ زبان پوپلے منہ آسمانی باپ (یعنی مرزا قادیانی کے الہام کندہ) کا منہ جھلس دیا ہے، اس کے

الہاموں کا چرخا پھونک دیا، ضمیمے کے بند ہو جانے کی جو پیش گوئیاں تھیں ان کا ڈر با جلا دیا۔انہوں نے اپنے ضمیمے کے ناموس کی حفاظت کی اور اس رمز کو سمجھا کہ ضمیمے کے بند ہو جانے سے اسلام کو بڑا بھاری نقصان پہنچے گا۔بعض مربیوں نے ضمیمہ کی اشاعت میں معقول حصہ لیا ہے اور لے رہے ہیں اور ہم کو تمام ناظرین سے ایسی ہی امید ہے۔

فریدکوٹ میں مولانا حکیم عبدالباسط نے، پٹیالہ میں منشی عنایت احمد تاجر کتب نے ،اور لدھیانہ میں تو خصوصاً فضل الرحمٰن اہل کار ڈسٹرکٹ بورڈ نے معقول اور معتد بہ خریدار پیدا کئے ہیں۔ باقی معاونوں کا شکریہ ادا ہو چکا ہے اور آئندہ ہوتا رہے گا.. (ضمیمہ اخبار شحنہ ہند یکم مارچ ۱۹۰۴ءنمبر ۹ جلد ۲۲ و ۲۴۔ص ۸)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۸ مارچ ۱۹۰۴ء۔نمبر ۱۰ جلد ۲۲ و ۲۴

شرکیہ وظائف

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

قادیانی اخبار الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء میں یا حسین اور یا علی وغیرہ پکارنے والے شیعہ اور یا عبد القادر وغیرہ پکارنے والے صوفیوں کی بہت کچھ لتاڑ اور چھتاڑ کی گئی ہے۔اور لکھا ہے کہ ربنا المسیح اور ربنا الحسین کہنے والوں میں کیا فرق ہے۔یعنی عیسائیوں نے مسیح کے خون کو امت کے گناہوں کا کفارہ بنایا،تو شیعہ نے حسین کے خون کو۔وغیرہ۔

اور اخیر میں اس غزل کا یہ مقطع لکھا ہے کہ حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) انہیں خرابیوں کے دور کرنے کو مبعوث ہوئے ہیں۔

کیا کہنا ہے۔گویا اسلام میں شرک و کفر کی ممانعت ہی نہیں، اور مذہب اسلام ایک ناقص مذہب ہے اور تیرہ سو برس تک ناقص رہا، اب قادیانی مرزا جی کو اس

کی تکمیل کے لئے آسمانی باپ نے بھیجا۔

مرزا غلام احمد قادیانی و مرزائیوں کو شرم نہیں آتی کہ یقولون ما لا یفعلون کے مصداق بن رہے ہیں۔ خدا کے لیپا لک بن کر مشرک فی التوحید اور نبی بن کر مشرک فی الرسالت ہوئے۔ اپنی تصویر کی اشاعت سے دنیا میں شرک پھیلایا۔ مسلمانوں کو حج حرمین شریفین سے روکا۔ وغیرہ۔ فرمایئے شرک اور کفر اور الحاد کے اور کیا سینگ ہوتے ہیں۔

پھر تاویلیں وہ لغو اور بے معنی جن کو تھوڑی سی عقل والا بھی تسلیم نہ کرے۔ میں نبی ناقص ہوں، نہ کہ کامل۔ میں خدا کا صلبی بیٹا نہیں، بلکہ پیارا (گودلیا) ہوں۔ میں بذریعہ تصاویر اپنی رسالے کی تبلیغ کرتا ہوں، تصویر کی پرستش نہیں کراتا۔ عیسی مسیح دنیا میں مر گئے یہ میری موعودیت کی پکی دلیل ہے۔

شیعہ اور عیسائی تو آپ سے کہیں بڑھ کر اپنے عقاید کی تاویل کر سکتے ہیں۔ شیعہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم اماموں کو خدا نہیں سمجھتے۔

عیسائی کہہ سکتے ہیں کہ حضرت عیسی مسیح خدا کے نطفہ سے نہیں۔

ہنود کہہ سکتے ہیں کہ ہم جو اپنے دیوتاؤں کو پکارتے ہیں تو اون کو بھگوان نہیں سمجھتے، ان کی دہات کی مورتیاں تو ہماری ہی بنائی ہوئی ہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ وہ بے حس وحرکت پتھر وغیرہ ہیں، مگر ہم ان کو سامنے رکھ کر نرانکار جوتی سروپ کا دھیان گیان کرتے ہیں۔ جس طرح مسلمانوں میں تسبیح کا رواج ہے کہ جب تک ہاتھ میں تسبیح ہوگی خدا کا نام ضرور لیا جائے گا ورنہ اس کی یاد سے ذہول ہوگا۔ وغیرہ،

حالانکہ قادیانی مرزا جی کے پاس ایسی ایک بھی دلیل نہیں جو عیسائیوں اور ہندوؤں کو شرما سکے۔ اور آریا تو کیا شرمائیں گے جو اپنے کو محض عقل کا پیرو بتاتے ہیں اور جنھوں نے مرزا جی کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ وہ جب قدیمی اوتاروں کو نہیں مانتے تو بروزی اوتار کو کیا مانیں گے۔

گذشتہ الحکم قادیان میں کسی نے سوال کیا تھا کہ یا رسول اللہ کہنا کیسا ہے۔ خود قادیانی مرزا جی نے جواب دیا کہ درست ہے۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ یا رسول اللہ اور یا حسین اور یا علی کہنے میں کیا فرق ہے۔ جس طرح الحکم میں بطور طنز لکھا ہے کہ ربنا المسیح اور ربنا الحسین میں کیا فرق ہے۔

یا رسول اللہ کہنا آپ نے اس لئے جائز کیا کہ آپ خود بھی تو معاذ اللہ، رسول اللہ ہیں۔ مرزائی جس طرح زندگی میں آپ (مرزا قادیانی) کو یارسول اللہ علیك الصلوة و السلام کہہ کر پکارتے ہیں، آپ (یعنی مرزا قادیانی) نے یا رسول اللہ کہنے کے جواز سے گویا ہدایت کر دی ہے کہ مرنے کے بعد بھی مجھے اسی طرح پکارو۔

لعنت ہے اس دعوی توحید اور کھلے شرک پر جس کی دلدل میں سر سے قدم تک دھنسے ہوئے ہیں

یہ مسائلِ توحّد یہ ترے عقاید شرک
تجھے ہم سمجھتے مسلم جو نہ ایسا خوار ہوتا

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۰ جلد ۲۲ و ۲۴ ص ۱)

من چاہے مگر منڈ یا ہلائے

مولانا احمد حسن شوکت بتاتے ہیں:

ایک صاحب نے (غالباً براہ تمسخر یا امتحاناً) قادیانی مرزا جی کو لکھا تھا کہ میں ایک شخص پر عاشق ہوں، اگر وہ مل جائے تو مرزا جی کا مرید ہو جاؤں۔

اس کے جواب میں حکیم الامۃ المرزائیہ (مولوی نور الدین) نے اپنے اخبار البدر قادیان میں ٹیپ ٹاپ کا مسالے دار خط کسی مرزائی سے لکھوایا ہے جس کے اخیر میں جلی قلم سے یہ لکھا تھا:

کہ مرزا صاحب کو مرید بنانے کا شوق نہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کیا درحقیقت ایسا ہی ہے؟

ضمیمہ میں ایسے واقعات درج ہو چکے ہیں کہ کسی شخص نے ادھر مرزا جی کو خط

لکھا، یا کوئی شخص قادیان میں پھنک ایک پھنک دو کا تماشہ دیکھنے آیا، ادھر اس کا نام مریدوں کے رجسٹر میں ٹانک دیا گیا، اور جھٹ مرزائی اخباروں میں مشتہر کیا گیا۔

اگر مرزاجی کو سیدھے سادھے مسلمانوں کو مرزائی بنانے کا شوق نہ ہوتا، تو:

قادیان میں یہ چہل پہل کہاں سے ہوتی۔

سقنقوری معجونیں کھا کھا کر مرزاجی ساٹھے پاٹھے اور اپاہج مرزائی کیونکر سنڈیاتے۔

چندے کہاں سے آتے۔

مرزائنیں جڑاؤ زیور سے لدی ہوئی کیونکر نظر آتیں۔

جائدادیں اوروں کے نام سے کیونکر رجسٹرڈ کرائی جاتیں۔

کماؤ پوت نہ ہوں، تو باواجی کے پوپلے منہ میں حلوے ملیدے کہاں سے آئیں۔

جتنی اولاد ہوگی اتنی ہی کمائی بڑھے گی۔ بیٹھے ہوئے سیانے دالدّر گئے پورانے۔

اور اگر فی الواقع مرزاجی کو مرید بنانے کا شوق نہیں تو رسول اور امام الزمان بننے کا بھی شوق نہیں۔ خدا تعالیٰ تو آنحضرت ﷺ کی بھڑاس پر، جو آپ کو گمراہوں کے راہ راست پر لانے کے لئے تھی، یوں فرمائے:

لعلّك با خع نّفسك على آ ثا ر هم ان لم يؤمنوا بهذا الحد يث اسفاً (الکھف:٦)

(یعنی اے محمد شاید تو ان کے پیچھے اپنے نفس کو ہلاک کرنے والا ہے)۔

اور بروزی نبی یوں کہے کہ مجھے مرید بنانے کا شوق نہیں۔

بس جی بس! بروزی نبوت کی لٹیا ہی ڈبودی، ہتھیا ہی ہاردی۔

اگر مرید بنانے کا شوق نہیں، تو:

رسالے اور اخبارات کیوں شائع ہو رہے ہیں۔

کیوں بھیڑیئے کی طرح خاک اوڑائی جاتی ہے۔

کیوں رات دن مرزاجی کی بھٹئی ہوتی ہے۔

کیوں پیشین گوئیاں کی جاتی ہیں۔ اور جب کوئی پیشین گوئی پوری نہیں ہوتی

تو کیوں تاویلوں سے جوتیوں کا ن گانٹھے جاتے ہیں اور کیوں عذر گناہ بدتر از گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

رسول اور امام الزمان کی بیعت کرنا اور اسپر ایمان لانا ویسا ہی فرض ہے جیسے رسول پر اپنی رسالت کی تبلیغ فرض ہے۔ پڑھو

يا ايّها الرّسول بلّغ ما انزل اليك من ربّك (المائدة:٦٧)

مگر بروزی رسول کا عجیب معاملہ ہے کہ ہادی کے فرائض، یعنی مرید بنانے اور مرشد بننے کے، ساقط کر کے اپنے کو جھوٹا نبی قرار دے رہا ہے۔ یہ درحقیقت عصمت بی بی از بے چادری کا مضمون ہے۔ جب آپ با وصف فرمائشی رسول بننے کے کوئی معجزہ یا کرامت نہیں دکھا سکتے تو نبوت و رسالت وغیرہ کا چولا ہی اتار کر پھینک دیتے ہیں

بھلا جب آپ ایک عاشق شیدا اور مجرد کو جورو بھی آسمانی باپ سے نہیں دلوا سکتے تو کیسے چہیتے لیپا لک ہیں۔ آپ سے تو امرتسر اور لاہور وغیرہ کے کوٹھی وال قرم ساق ہی اچھے، جو گھروں کے گھر بسا دیتے ہیں، اور ایسے ایسے نازنین پری چھم معشوقوں سے سستے داموں بغل گرم کرا دیتے ہیں کہ بیگمات میں ایسی ایک بھی نہ ہوں۔ اگر مرزا جی یہ عذر لنگ پیش کریں کہ میں نے اپنی رسالت کی تبلیغ کر دی، میں کسی پر جبر نہیں کرتا، تو ہم کہیں گے کہ پھر آپ کو مرید بنانے کا شوق کیوں نہیں۔ اس صورت میں تو تبلیغ بالکل فضول، اور نبوت و رسالت و بروزیت خاک دھول ٹھہری، اور آپ مامور من اللہ بھی نہ رہے، کیونکہ جس شخص کو خدا تعالی اپنا کام لینے کو مامور کرتا ہے، ادائے فرائض کا شوق و ذوق اس کے دل میں بھر دیتا ہے۔ یہ وہ آگ ہے جس میں انبیاء پروانہ کی طرح گرے۔ طرح طرح کے ظلم سہے اور جان پر کھیل گئے۔

شوق تو ادنی مرتبہ ہے حالانکہ آپ اس کا بھی انکار کرتے ہیں کہ مجھے مرید بنانے کا شوق نہیں۔ دعوے تو یہ لمبے لمبے، بلند پروازیاں وہ کچھ۔ اور پھر آپ ہی کٹی ہوئی گڈی اور بجھے ہوئے غبارے کی طرح آسمانی باپ کے جھونپڑے سے تحت الثری میں آ رہے ہے۔

خبردار جو پھر کبھی ایسا کلمہ زبان سے نکالا کہ مرزا جی کو مرید بنانے کا شوق نہیں۔ البدر اور الحکم دونوں آئندہ کے لئے کان پکڑیں۔

مرزا جی کو مرید بنانے کا تو شوق نہیں، ہاں دھمکانے کا شوق ہے کہ فلاں مارا جائے گا، فلاں دھرا جائے گا، اور میں غضب ناک نبی ہوں۔ طاعون ملعون میرے قابو میں ہے جس پر چاہوں مسلط کر دوں۔ جس ملک میں چاہوں بھیج دوں۔ جو لوگ مجھ پر ایمان نہیں لاتے اور میرے مرید نہیں ہوتے طاعون انہیں کے ہڑپ کرنے کو آیا ہے۔ پھر بھی مرید بنانے کا شوق نہیں۔

ہاں جب سے چند پٹخنیاں ملی ہیں، کیا معنی کہ ادھر تو آپ کی پیشین گوئیاں جو لوگوں کی ہلاکت کے بارہ میں، تھیں پٹ پڑیں، ادھر تخویف اور نقض امن کے الزام پر عدالت نے دھر گھسیٹا، تو ہلاکت کی دھمکیاں براہ اسفل نکل گئیں۔ خصوصاً مقدمہ فریب میں جب سے ناکامی ہوئی پیشین گوئیاں جاتی رہیں اور الہامات بھی گاؤ خورد ہو گئے کیونکہ وہ تو مقدمات یا واقعات کے پیش آنے اور ایسے وقت میں بروزیت کی دکان چمکانے کے لئے نازل ہوتے ہیں، اور جب گرم بازاری پر اوس پڑ جاتی ہے تو الہامات بھی گاؤ خورد ہو جاتے ہیں۔

اور چونکہ پچھلے مقدمہ میں نیچا دیکھ چکے ہیں لہذا ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ اب کوئی الہام نہ ہوگا جب تک مقدمات مرجوعہ فیصل نہ ہولیں۔ ہاں فیصل ہونے پر جھوٹی پیشین گوئیوں کی تاویلیں ہوں گی کہ حضرت اقدس نے پہلے ہی یوں کہہ یا تھا اور ووں کہہ یا تھا اور و ھم من بعد غلبھم سیغلبو ن الہام ہو چکا تھا۔

الغرض جدھر کی ہوا دیکھیں گے اودھر ہی گڈی اڑا دیں گے۔

یہ کیوں؟ وہی بگڑی کے بنانے پر مرید بنانے کا شوق۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۰ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۱۔ ۳)

(مرید بنانے، نہ بنانے سے متعلق یہ خط البدر کے بعد یہ خط الحکم میں بھی شائع ہوا تھا، جو یوں ہے: قادیان ۷ فروری ۱۹۰۴ء

جناب من! ہم تمہیں ایک نصیحت کرتے ہیں کہ جب کوئی انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو خدا تعالی اس کا بن جاتا ہے۔ اگر کسی تھانہ دار یا تحصیل دار یا مجسٹریٹ یا کسی اور آدمی سے جب کوئی تعلق ہو جاتا ہے تو اس کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ اس تعلق والے شخص کی وہ بھی خوشی چاہتا ہے۔ پس جب فطرۃ بشری اس امر کی مقتضی ہے کہ اپنے آدمی کی خوشی اپنے تعلق والے کی رضامندی مقصود ہوتی ہے، تو کیا وہ مولا کریم اور رب العالمین،

ارحم الراحمین ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ ضرور کرتا ہے۔اسی لئے فرمایا من کان للہ کان اللہ لہ جو شخص خدا کا بنے اللہ تعالیٰ اس کا بن جاتا ہے۔اور جس کا خدا ہو جاوے اس کو دنیا و مافیہا کی کیا پرواہ ہے اور ہو سکتی ہے تم غور کرو کہ اگر تم بھی شرطیہ خدا سے دل لگاؤ کہ تجھے دانا بینا رحمٰن رحیم خدا جب مانیں گے اگر تو ہماری یہ شرط پوری کردے۔ یا محمد ﷺ سے شرط لگاؤ کہ ہم تمہیں شفیع تب مانیں گے اگر تم ہمارا یہ کام پورا کرا دو۔تو پھر اس کا انجام شائد کیا ہو۔

مرزا صاحب کو مرید بنانے کا شوق نہیں ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں مرزا صاحب کو مرید بنانے کا شوق ہرگز نہیں۔ ہزاروں یا کم سے کم سینکڑوں مرید ایسے بھی ہوں گے کہ اگر وہ سامنے آویں تو وہ ان کو پہچان بھی نہ سکیں بلکہ مخاطب بھی نہ کریں۔ میرا اپنا ذاتی اعتقاد یہ ہے کہ نہ مرزا صاحب خدا کے ایجنٹ ہیں اور نہ دوکاندار ہیں۔ اگر اس طرح قاضی الحاجات ہو کر لوگوں کو مرید بناویں تو پھر دنیا کے کاروبار بند ہو جاویں اور لوگ اسی کے مرید بنتے جاویں حالانکہ دہریوں کے کام بھی چلتے ہیں۔

خدا تعالیٰ سے سچا معاملہ کرو جب اس سے تعلق ہو جاوے گا تو وہ خود یا تو تمہارے کام تمہاری مرضی کے مطابق پورا کرے گا۔ اور اگر ان میں تمہاری بھلائی نہ ہوگی تو تمہارے دل کو ان سے بدلا دے گا اور تمہاری تسلی و تسکین ہوگی۔

غرض سب دل اللہ کے ہاتھ میں ہیں۔ عاشقوں کے دل بھی اور معشوقوں کے دل بھی۔ اور وہ قابض اور متصرف ہے۔آپ وہ راہ اختیار کرو جو کامیابی کی حقیقی راہ ہے۔امتحان کی راہ خطرناک ہے۔ والسلام۔ (الحکم قادیان ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء ص ۱۲۔ بحوالہ بدر قادیان)

یہ خط مفتی فضل الرحمٰن نے حکیم نورالدین کی ایماء سے لکھا تھا۔اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب کا تعلق خدا سے پورا نہیں تھا۔اگر ہوتا تو ان کی دلی خواہش، جو بقول ان کے خدا کی مرضی سے ہی ان کے دل میں پیدا ہوئی تھی، کہ محمدی بیگم ان کے نکاح میں آجائے، پوری ہوتی۔مرزا یعنی عاشق کا دل خدا کے قبضے میں تھا اور محمدی یعنی معشوق کا دل بھی خدا کے قبضہ میں تھا۔اگر مرزا کا تعلق پورا ہوتا تو معشوق کا دل پھیر سکتا تھا اور وہ اپنے ماں باپ، خاوند وغیرہ کو ٹھکرا کر مرزا کے حرم سرا میں چلی آتی۔ بہاء)

تمام انبیاء ناکام رہے

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء میں مرزا جی فرماتے ہیں کہ

حضرت عیسی ایسی حالت میں منقطع ہوئے کہ وہ حواری جو بڑی محنت سے طیار کئے تھے (جن کو رات دن ان کی صحبت میں رہنے کا موقع ملتا تھا) وہ بھی پورے طور پر مخلص اور وفادار ثابت نہ ہوئے۔

اور خود حضرت مسیح کو ان کے ایمان واخلاص پر شک بھی رہا۔ یہاں تک کہ وہ آخری وقت جو مصیبت ومشکلات کا وقت تھا، وہ حواری ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ ایک نے گرفتار کرا دیا۔ دوسرے نے سامنے کھڑے ہو کر تین مرتبہ لعنت کی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ناکامی ہو گی۔

حضرت موسیٰ جیسے اولو العزم نبی بھی راستہ ہی میں فوت ہو گئے اور ارض مقدس کی کامیابی نہ دیکھ سکے۔ اور ان کے بعد ان کا خلیفہ اور جانشین اس کا فاتح ہوا۔

مگر آنحضرت ﷺ کی پاک زندگی قابل فخر کامیابی کا نمونہ ہے اور وہ کامیابی ایسی عظیم الشان ہے جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی۔ آپ جس بات کو چاہتے تھے جب تک اس کو پورا نہ کر لیا آپ رخصت نہیں ہوئے...

بد قسمتی سے مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ خوارق و اعجاز اب نہیں ہیں پیچھے ہی رہ گئے ہیں مگر یہ ان کی بد قسمتی اور محرومی ہے، وہ خود چونکہ ان کمالات و برکات سے جو حقیقی اسلام ہے اور آنحضرت ﷺ کی سچی اور کامل اطاعت سے حاصل ہوتی ہیں محروم ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ تاثیریں اور برکات پہلے ہوا کرتی تھیں اب نہیں۔ ایسے بیہودہ اعتقاد سے یہ لوگ آنحضرت ﷺ کی عظمت وشان پر حملہ کرتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں۔

خدا تعالی نے اس ووقت جب کہ مسلمانوں میں یہ زہر پھیل گئی تھی اور خود مسلمانوں کے گھروں میں رسول اللہ ﷺ کی ہتک کرنے والے پیدا ہو گئے تھے مجھے بھیجا، تاکہ میں دکھاؤں کہ اسلام کے برکات اور خوارق ہر زمانہ میں تازہ بتازہ نظر آتے ہیں۔ اور لاکھوں انسان گواہ ہیں کہ انہوں نے ان برکات کو مشاہدہ کیا ہے اور صدہا ایسے ہیں جنہوں نے خود ان برکات اور فیوض سے حصہ پایا ہے۔ اور یہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا ایسا بین اور روشن ثبوت ہے کہ اس معیار پر آج کسی نبی کا متبع وہ علامات اور آثار نہیں دکھا سکتا جو میں دکھا سکتا ہوں۔

جس طرح پر یہ قاعدہ ہے کہ وہی طبیب حاذق اور دانا سمجھا جاتا ہے جو سب سے زیادہ مریض اچھے کرے اسی طرح انبیاء علیھم السلام سے وہی افضل ہوگا جو روحانی انقلاب سب سے بڑھ کر کرنے والا ہو اور جس کی تاثیرات کا سلسلہ ابدی ہو۔

اب اس محک پر رسول اللہ ﷺ کی کامیابی اور مسیح کی کامیابی کو دیکھو۔ ایک موقع مسیح پر مشکلات کا آتا ہے وہ قوم اور جماعت جو اس نے تیار کی تھی وہ اپنا کیا نمونہ دکھاتی ہے۔ انجیل سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہ بارہ خاص شاگرد جو حواری کہلاتے تھے اس کو چھوڑ بیٹھے اور جو ان میں بھی خاص تھے ایک تیس روپئے کے لالچ سے اس کو گرفتار کرانے والا ٹھہرا اور دوسرا جس کو بہشت کی کنجیاں دی گئی تھیں وہ سامنے لعنت بھیجتا ہے۔ الخ (الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء ص ا۔) (مولانا احمد حسن نے مختصر اقتباس نقل کیا تھا میں نے الحکم کے متعلقہ شمارے سے قادیانی عبارت نسبتاً تفصیل سے نقل کر دی ہے۔ بہاء)

آنحضرت ﷺ کی کامیابی کا ذکر محض کید اور مسلمانوں کی رواداری کی وجہ سے ہے، دل سے نہیں۔ قادیانی مرزا جی کا مقصد یہی ہے کہ تمام انبیاء ناکام رہے، صرف میں کامیاب ہوں۔

یا یہ مطلب ہے کہ اگر میں کسی معاملہ (مثلاً مرزائی مقدمات) میں ناکام رہوں تو میری نبوت میں کچھ بھس نہیں مل گیا، بڑے بڑے انبیاء ناکام ہو چکے ہیں۔۔

اگر حواری کا منحرف ہونا، انبیاء کی ناکامی ہے تو (معاذ اللہ) آنحضرت ﷺ بھی ناکام ہیں۔ پڑھو

و من اھل المدینة مر دوا علی النّفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم۔
(التوبة:۱۰۱)۔

کوئی پوچھے اگر لوگ منافق بن کر منحرف ہو جائیں (جیسے مرزا جی کہ بظاہر تو آنحضرت ﷺ کی رسالت پر ایمان رکھتے ہیں مگر درحقیقت اپنے کو تمام انبیاء سے بڑھ کر خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) سمجھتے ہیں اگر بڑھ کر نہ سمجھتے تو بعد ختم رسالت اپنے کو نبی ہی کیوں بناتے) تو اس میں انبیاء کا کیا قصور۔ کیونکہ وہ عالم الغیب اور عالم ما فی الصدور نہ تھے جیسے مرزا جی اپنے کو عالم الغیب سمجھتے ہیں یعنی پیشین گوئیاں کرتے ہیں۔ پڑھو

انّك لا تھدی من احببت و لکنّ اللہ یھدی من یشاء
(القصص:۵۶)

لیکن ان کی نبوت ناکام نہیں تھی، کیونکہ ناکام رہنا نقص نبوت ہے، اور خدا تعالیٰ نے کسی نبی کو ناقص بنا کر نہیں بھیجا۔

یہ تو صرف آسمانی باپ کا کام ہے جس نے اپنے لیپالک (مرزا غلام احمد قادیانی) کو ناقص (ناخلف) بنا کر دنیا میں بھیجا۔ اگر کسی نبی کی نبوت ناکام اور کسی کی کامیاب ہوتی تو ہم کو لا نفرّق بین احد من رسله کی تعلیم نہ دی جاتی۔ اور آنحضرت ﷺ یہ ہرگز نہ فرماتے کہ

لا تخیروا فی انبیاء اللہ اور لا تفضلو نی علی یو نس بن متی

بعض انبیاء سے اگر لغزش ہوئی ہے، تو وہ ابتلاء (امتحان) ہے، اور یہ ایک ناز نیاز ہے۔ نبوت ایسے معاملات سے زیادہ کامل ہوتی ہے نہ کہ ناقص۔ لیکن یہ وہ سمجھے جو صاحب حال ہو، اور پاک اور صاف کانشنس (نور ایمان یا قوت ممیّزہ) رکھتا ہو۔ نفس پرست شکم پرور کتے ان رموز کو کیا سمجھیں۔

وہ اولوالعزم عیسیٰ مسیح جو کلمۃ اللہ ہے، اور وہ اولوالعزم موسیٰ جو کلیم اللہ ہے، تو (یعنی مرزا قادیانی) ان کو ناکام (ناقص نبی) بتاتا ہے۔ تیرا مشن مجسم توہین انبیاء علیہم السلام ہے۔ اور تیرا وجود اون کے لئے مجسم لعنت اور تبرا ہے۔ اپنے جہلاء میں بیٹھ کر آنحضرت

ﷺ کی فضیلت اور دوسرے انبیاء کی توہین کرنا سراسر الحاد ہے۔ ابے! جس نے ایک نبی کی توہین کی اس نے تمام انبیاء کی توہین کی۔

اگر انبیاء تیرے زعم کے موافق اپنی بعثت ونبوت میں ناکام رہے، تو جناب باری پر الزام آتا ہے کہ اس نے دنیا میں ناکام نبی بھیجے، اور اس سے معاذ اللہ لغو اور عبث فعل سرزد ہوا۔ اس صورت میں خدا تعالیٰ حکیم نہیں رہتا۔ اس کے ارادے غلط ثابت ہوتے ہیں کہ انبیاء کو دنیا کی اصلاح کے لئے بھیجا مگر اصلاح نہ ہوئی اور ان کی رسالت ناکام رہی۔

جو منہ میں آیا بک دیا۔ خبردار زبان کو لگام دے، اور ایسے ابرازات منہ ہی میں رہنے دے۔ کیوں دنیا میں نجاست وخباثت پھیلاتا ہے۔ سامعین اور حاشیہ نشین گونہہ کے کیڑے بن گئے ہیں۔.... پس انہیں کون سمجھائے اور گندگی سے کون نکالے۔ وہ پورے مجذوم ہو گئے ہیں اور قریب ہے کہ جسم پاش پاش ہو کر ہلاک ہو جائیں۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۰ جلد ۲۲و۲۴۔ ص ۳۔۴)

مسیح موعود کے آنے پر تلوار کے تمام جہاد ختم ہو جائینگے

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مسیح موعود بننے کی یہی دلیل اخبار الحکم قادیان کی پیشانی پر ثبت رہتی ہے، لیکن ہم پوچھتے ہیں کیا دنیا میں آج کل تلوار کا جہاد ختم ہو گیا ہے۔

اگر بصارت نہیں جاتی رہی، تو مشرق اقصیٰ کی طرف دیکھیں۔ اگر سماعت نہیں جاتی رہی، تو جنگ روس وجاپان کے روزانہ حالات سنیں۔

اور اگر یہ مراد ہے کہ صرف اسلام سے آج کل جہاد اٹھ گیا ہے، تو ترکی اور مقدونیا اور بلگیریا اور مراکو کا نظارہ کریں کہ کیسی تلواریں کھچ رہی ہیں۔

اور اگر یہ مراد ہے کہ ہم کو دوسرے ممالک سے کیا غرض، ہندوستان میں تو

امن و امان ہے، جہاد کا کوئی نام بھی نہیں جانتا۔ تو برٹش گورنمنٹ مسیح موعود ہے نہ کہ قادیانی مرزا جی۔

دوم، آپ ساری خدائی کے مسیح موعود اور امام الزمان نہیں ٹھہرتے کیونکہ گو ہندوستان میں جہاد نہ ہو، مگر دیگر ممالک میں تو جاری ہے۔

سوم، ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمانوں اور ۲۴ کروڑ ہندوؤں میں سے ہر شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ چونکہ اب جہاد نہیں رہا اور میں اس زمانے میں پیدا ہوا ہوں، پس میں مسیح موعود ہوں۔ دیکھئے تیس کروڑ مسیح موعود پیدا ہو گئے۔

چہارم، قادیانی مرزا جی نے جو چند سال قبل لوگوں کی موت کی پیشینگوئیوں کا طوفان برپا کیا، اور آسمانی باپ سے التجا کر کے طاعون کو بلوایا، تو کیا یہ جہاد نہ تھا۔ جہاد سے مراد تو قتل کر دینا ہے، خواہ تلوار سے کیا جائے، خواہ دوسرے آلے یعنی تیغ زبان اور سیف دعا سے۔

اب دیکھئے مرزا جی نے اپنے سرہنگ اور اپڈی کانگ جلاد طاعون کے ہاتھوں لاکھوں آدمیوں کو قتل کیا۔ کیا یہ جہاد نہیں۔

پنجم، آپ جیسے صلح کل ہیں دنیا پر ظاہر ہے۔ اگر قابو چلے تو اپنے ایک ایک مخالف کو اسی طرح ذبح کریں جس طرح امیر کابل نے آپ کے کفارے افغانی دنبے (ملا عبداللطیف) کو ذبح کیا۔ اور سب سے پہلے کابل ہی پر یورش اور جہاد کریں۔

اور درحقیقت تلوار سے نہیں تو زبان سے کر چکے ہیں۔ یعنی پانی پی پی کر امیر کابل کو کوس چکے ہیں اور پیشین گوئی کر چکے ہیں کہ افغانی حکومت کا جلد خاتمہ ہوا جاتا ہے۔ تلوار کا وار تو آپ کر ہی چکے اگرچہ اس سے افغانیوں کا بال بھی ٹیڑھا نہ ہوا، یہ جہاد نہیں تو کیا ہے۔

ہاں خدا تعالیٰ نے گنجے کو ناخن نہیں دیئے۔ آپ نے اب تک اپنا جہاد تو بند کیا ہی نہیں، اور دنیا سے جہاد بند کرا رہے ہیں۔

ششم، صورت حال اور عملی کارروائیوں سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اپنے ایک ایک مخالف و منکر کے درپئے آزار ہیں۔ جب آپ کا کوئی مخالف قضائے الٰہی سے مرتا ہے، تو آپ منارے کے گنبد میں خوشی کی تان اڑاتے ہیں کہ میری مخالفت کی

وجہ سے ہلاک ہوا۔اس کے یہ معنی ہوئے کہ میں نے اسے ہلاک کیا، نا کہ قضاء الٰہی نے ۔ یہ جہاد نہیں تو کیا ہے ۔اور غور کیجئے تو یہ گویا خدائی دعوی ہے پس اپنے کو مسیح موعود نہیں بلکہ خدائے قادر مطلق مشتہر کیجئے۔

واقعات اور مشاہدات صاف بتارہے ہیں کہ آنحضرتﷺ نے جہاد کے ختم ہو جانے کی جو پیشین گوئی فرمائی ہے، ابھی اس کا زمانہ نہیں آیا پھر مسیح موعود کے آنے کا زمانہ کجا۔

ہندوستان میں جہاد کو بند ہوئے دوسو برس ہو گئے ۔اور اس عرصہ میں اگر کہیں خون ریزیاں ہوئیں، تو وہ جہادات نہ تھے بلکہ فسادات تھے۔اور مرزا جی جمعہ جمعہ آٹھ دن کی پیدائش۔ کیا آسمانی باپ نے لیپا لک کے حمل میں آنے سے بھی پہلے بطور پیشگی جہادات بند کر دیئے تھے۔

یوں کیوں نہیں کہتے کہ یہ سب گورنمنٹ کی خوش آمد ہے اور میں گورنمنٹ کا خوش آمدی مسیح موعود ہوں ۔تعجب ہے کہ ہندوستان میں امن وامان تو قائم کرے برٹش گورنمنٹ، اور مسیح موعود بنیں مرزا جی۔کمائیں خان خاناں، اوڑائیں فہیم۔

برٹش گورنمنٹ کی عمل داری نہ ہوتی تو ہم دیکھتے کہ آپ کیونکر مسیح موعود اور بروزی نبی بن سکتے ہیں۔کابل میں اپنا ایک مشنری بھیجا تو تھا، دیکھ لو اس کا کیا حشر ہوا۔ قبل از حشر جہنمی بنا۔

آپ کے پاس مسیح موعود بننے کی صرف تین دلیلیں ہیں:۔

اول،عیسی مسیح دنیا میں وفات پا گئے۔،

کتنی معقول اور زبردست دلیل ہے ۔گنگوا تیلی بھی کہہ سکتا ہے کہ جسونت پور کا راجہ مرگیا، لہذا میں اس کا جانشین ہوں ۔

دوم، میرے زمانہ میں طاعون آیا۔،

گویا پہلے کبھی طاعون آیا ہی نہیں۔تواریخ غلط ہیں۔اور اگر آیا تو طاعون کے زمانہ کا ہر متنفس مسیح موعود تھا۔

سوم، جہاد بند ہو گیا۔،

آنکھوں کے اندھے اور نام نین سکھ ایسے ہی ہوتے ہیں ۔ انگلستان،

فرانس، جرمنی میں آج کل جہاد نہیں۔ ہر انگریز، فرانسیسی جرمن کہہ سکتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔

اگر چہ لندن میں مسٹر پگٹ اور فرانس میں ڈاکٹر ڈوئی مسیح موجود ہیں مگر انہوں نے اپنے دعاوی پر یہ انوکھے دلائل اور شواہد قائم نہیں کیئے جو قادیانی مسیح نے قائم کیئے ہیں۔ گویا مسیح موعود بننے کے لئے مختلف وجوہ اور حیثیتیں ہیں۔ اور جس طرح مرزا جی کے دعوی کے موافق باوصف ختم نبوت کے قیامت تک نبی پیدا ہوتے رہیں گے اسی طرح مسیح موعود بھی پیدا ہوتے رہیں۔ جب نبوت ہی ختم نہیں ہوئی تو مسیحیت ومہدویت کا ختم ہو جانا ہر گز عقل میں نہیں آتا۔ آخر سوڈان وغیرہ میں مہدیوں کے پیدا ہونے کا سلسلہ جاری ہے ہی۔ لیکن اس صورت میں مرزا جی کی بعثت کی دم میں کون سا سرخاب کا پر رہا کہ آپ نہ صرف مہدی بلکہ خاتم الخلفاء (خاتم النبیین) بن گئے اور تمام شریعتیں منسوخ ہو گئیں۔

قادیانی مرزا جی نے دیکھ لیا کہ حمقاء ہر زمانہ میں موجود رہے ہیں۔ کوئی وجہ نہیں کہ دوسرے عیار اور چالاک چلتے پرزے تو مہدی اور مسیح بن جائیں اور میں نہ بنوں۔ ہاں مرزا جی میں ترجیح کی یہ پخ ضرور ہے کہ گزشتہ مہدیوں نے جہاد کا اعلان دیا، مرزا جی جہاد کے نام سے بھی چوہے کا بل ڈھونڈتے پھرتے ہیں، حالانکہ آپ کے دعوی ہی تمام مذاہب سے جنگ اور کھلم کھلا جہاد کا اعلان ہیں کیونکہ توہین اور بدزبانی سے تمام مذاہب والوں کو مشتعل کر رہے ہیں۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۰ جلد ۲۲و۲۴۔ص ۵۔۶)

ہماری پیشینگوئیاں

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

ہماری پیشین گوئی کے موافق مرزائی مقدمات کے انتقال کی درخواست چیف کورٹ سے بھی نامنظور ہوئی۔

اب بھی تمام مرزائی اور خود مرزا جی مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن شوکت) کی

مجددیت پر ایمان لا کر مجدد سے بیعت نہ کریں، تو اس سے بڑھ کر کوئی ہٹ دھرمی ناانصافی اور تعصب ہو نہیں سکتا۔

قادیانی مرزا جی پر ایمان تو پیشین گوئیوں ہی کی وجہ سے ہے نا، اور جب وہ غلط ہو جائیں اور ان کے مقابلہ میں مجدد کی پیشین گوئیاں واقعات اور مشاہدات کے کانٹے میں بال باندھی ہر طرح پوری اتریں، تو مرزا جی کو چھوڑ کر مجدد پر کیوں ایمان نہ لایا جائے۔ شک ہو تو آسمانی باپ سے پوچھ لیں وہ ضرور الہام کر دے گا کہ لیپا لک جھوٹا ہے اور مجدد سچا۔ پس اسی پر ایمان لاؤ۔

معلوم نہیں مجسٹریٹ گورداسپور مسٹر چندو لال صاحب کی عدالت پر کیوں اعتماد نہیں کیا جاتا۔ گورنمنٹ تو اپنے افسروں پر اعتماد کر کے رعایا کے انصافی امور کا حلّ وعقد ان کو تفویض کرے، اور مرزا جی الجھنیں ڈالیں۔

یہ خوارق بہت ہی خوفناک ہیں غالباً آسمانی باپ نے الہام کر دیا ہے کہ لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) اس عدالت سے کامیاب نہ ہو گا۔ آسمانی باپ تو گھاس کھا گیا ہے یا اس کو لیپا لک سے کچھ ضد آپڑی ہے کہ سچا الہام ایک بھی نہیں کرتا۔ وائے حسرت! وائے قسمت! وائے تبنیت!

ہم پھر کہتے ہیں کہ مونچھیں نیچی کر لو اور مصالحت و معافی کا پیام دو۔ جب کہ الحکم کی پیشانی پر یہ فقرہ درج ہے کہ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔، تو کیا وجہ ہے کہ عملی کارروائی سے اس کا ثبات نہیں دیا جاتا۔ مصالحت اور معافی کی تحریک اور سبقت میں کچھ کسر شان نہیں۔ البتہ مقدمات کی پیروی میں سر گاڑی اور پاؤں پہیئے رہنا کسر شان ہے۔

یہ ہم مذاق یا بد نیتی سے نہیں لکھتے اس میں فریقین کا فائدہ ہے اور بصورت دیگر سراسر نقصان اور تکلیف ہے اور مرزا غلام احمد قادیانی کی گرم بازاری کو زیادہ ضرر ہے کیونکہ ان کی بعثت کا انحصار بالکل الہاموں اور پیش گوئیوں پر ہے اور عدالت کا انصاف تیتر کے منہ کچھی ہے۔ جب پیش گوئی پوری نہیں ہوتی تو راسخ الاعتقاد مرید بدظن ہو کر اور لمبی گردن اٹھا کر رسا تڑا کر کھونٹا اکھاڑ کر بھاگ جاتے ہیں۔ اور پھر بھوجنوں تک کے ٹوٹے ہو جاتے ہیں۔

دیکھ لو مقدمات نے مریدوں کی رجوعات بھیڑ بھاڑ کس قدر کم کر دی ہے اور مرزاجی کو نقصان پہنچایا ہے۔ ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ مطبخ رات دن گرم رہے، اور روغن باداممیں دم کیئے ہوئے پلاؤ اور جند بیدستری سقنقوری معجونیں دم پخت ہوتی رہیں۔ مزے ہوں بہاریں ہوں۔ (ضمیمہ شحنہ ہند ۸ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۰ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۶۔۷)

مرزاجی کی بعثت کی غرض

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

قادیانی مرزاجی بار بار بلکہ روزانہ منبر پر یا شہ نشین میں بیٹھ کر ہنکارتے ہیں کہ میں دنیا کو اسلام کی خوبیاں دکھانے آیا ہوں (لوگ) آنحضرتﷺ کی عظمت وشان پر حملہ کرتے ہیں اور اسلام کو بدنام کرتے ہیں اور خود مسلمانوں کے گھروں میں رسول اللہﷺ کی ہتک کرنے والے پیدا ہوگئے تھے۔ (الحکم قادیان ۲۴ فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۱)۔

یہ مسلمانوں پر مفتری علی اللہ (مرزا قادیانی) کا افتراء ہے، بلکہ خود ہتک کا مرتکب ہوتا ہے۔ خدا تعالی نے نبوت ختم کر دی، یہ جھٹلاتا ہے اور اپنے کو نبی بناتا ہے۔ کیا یہ آنحضرتﷺ اور قرآن اور اسلام اور خدائے اسلام کی ہتک نہیں۔ آیات قرآنی کو مسخ کر کے ان کا نزول اپنی شان میں بتاتا ہے، کیا یہ آنحضرتﷺ کی ہتک نہیں۔ اپنی تصویر بنانے اور بنوانے اور شائع کرنے اور گھروں میں رکھنے کو مباح قرار دیتا ہے جس شخص نے شریعت کا ایک حکم بھی توڑا، اس نے تمام شریعت کو توڑا، اور اسلام اور پیغمبر اسلام اور خدائے علام ذوالجلال والاکرام کی ہتک کی۔ مرزا قادیانی تو ہمیشہ احکام شریعت کو توڑتا رہتا ہے۔

اسلام کی خوبیاں خود ہی دنیا پر روشن ہیں

ترکت فیکم البیضاء لیلھا و نھارھا سواء۔ (الحدیث)

یعنی میں تم میں آفتاب (دین اسلام یا قرآن) چھوڑے جاتا ہوں جس کے رات دن برابر ہیں (وہ کبھی ماند یا غروب نہ ہوگا)

کوئی شپرہ چشم ہی آفتاب کو ماند اور بے روشنی بتا سکتا ہے۔ یہ کہنا کہ میں

اسلام کی روشنی دکھانے آیا ہوں، اسلام کی ہتک کرنا ہے۔ کیونکہ آفتاب خود روشن ہے، وہ روشنی پھیلانے میں کسی کا محتاج نہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

هذا بيان للناس (آل عمران :۱۳۸)

تبيانا لكل شيء (النحل:۸۹)

بھلا کسی کی کیا طاقت ہے کہ اسلام اور قرآن مجید کو اپنی صداقت میں دیگر وسائل کا محتاج بتائے۔ البتہ آنحضرت ﷺ کو یہ حکم ہے کہ

فذكّر انّما انت مذكّر (الغاشية: ۲۱)

تذکیر کا فرض ادا کرنا جس طرح آپ ﷺ پر فرض ہے، اسی طرح تمام علماء امت محمدیہ پر فرض ہے۔ تمام علماء تذکیر و تنذیر و تبشیر فرما رہے ہیں اور سب مجدد ہیں، مگر آج تک اپنے کو نبی اور خاتم الخلفاء کسی نے نہیں بتایا، نہ بعد ختم نبوت دعویٰ نبوت کیا۔ یہ تو ملحدوں اور مرتدوں کا کام ہے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۸ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۰ جلد ۲۲و۲۴۔ ص ۷۔۸)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء۔ نمبر ۱۱ جلد ۲۲و۲۴

مفتیان کابل

(ماخوذ از اشاعۃ القرآن)

اگر مفتیان کابل عبداللطیف مقتول کے معاملہ کو قرآن مجید پر پیش کرتے یا امیر صاحب کابل ہی مفتی صاحب سے دریافت کرتے کہ ہمارے مالک و حاکم کا اس کے حق میں کیا حکم ہے، تو وہ قرآن مجید میں یہ صاف لکھا ہوا پاتے:

لا اكراه فى الدّين قد تبيّن الرّشد من الغىّ ۔ (البقرة : ۲۵۶)

(ترجمہ: دین اسلام منانے میں کسی شخص پر ذرہ بھی زبردستی جائز نہیں کیونکہ خدا کی ہدایت ہر قسم کی گمراہی سے علیحدہ اور واضح ہو چکی ہے)۔

انّ هذه تذكرة فمن شاء اتّخذ الى ربّه سبيلاً ۔ (المزمل :۱۹)

(ترجمہ: تحقیق یہ قرآن مجید اللہ کی نصیحت و خیر خواہی ہے۔ سو جو خوش دلی سے چاہے اپنے رب کی طرف راہ اختیار کرے)۔

كلا انّه تذكرة فمن شاء ذكر (المدثر : ٥٤)

(ترجمہ: خبردار تحقیق یہ قرآن کریم اللہ کی نصیحت ہے۔...)

كلا انّها تذكرة، فمن شاء ذكره ۔ (عبس : ١١)

(ترجمہ: دین اسلام منانے میں کسی شخص پر کچھ جبر و اکراہ ہرگز (جائز) نہیں کیونکہ تحقیق یہ قرآن مجید اللہ کی نصیحت و خیر خواہی ہے۔ سو جس کا جی چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے)

سبحان اللہ! پروردگار عالمین و احکم الحاکمین نے مذہب میں کیسی آزادی دی ہے، اور صاف فرما دیا ہے کہ مخالفین وغیرہ سے جس کی مرضی ہو اور جس کا جی چاہے مذہب اسلام کو قبول کرے، کسی پر اسلام قبول کرانے یا اسلام پر قائم رکھنے کے لئے کسی قسم کی زبردستی جائز نہیں۔

شائد یہاں کوئی شخص جہالت و نادانی کے باعث سوال کر بیٹھے کہ جب اسلام میں اس قدر آزادی ہے، تو چوروں کے ہاتھ کاٹنے اور لوطیوں کے سولی دینے اور جو مرد و عورت مجرد ہوں اور بدی کریں کو، سو درے مارنے، اور شادی شدہ کو قتل کرنے، اور سود خواروں وغیرہ کو جلا وطن کرنے کا کیوں حکم ہے،

تو جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں مجرمین کے لئے جس قدر دنیوی سزائیں مقرر ہیں، وہ صرف دفع شر و فتنہ و فساد اور انتظام عالم کے لئے مقرر کی گئی ہیں، تاکہ تمام عباد اللہ ان کے شر سے محفوظ رہیں اور دنیا میں امن و امان رہے۔ اور یہ اس لئے مقرر نہیں ہوئیں کہ مجرم لوگ مومن و متقی بن جائیں یا سزاؤں کے سبب ان سے کچھ عذاب آخرت کم ہو جائے۔ بلکہ ان کے لئے دنیا میں خرابی اور آخرت میں عذاب عظیم مقرر ہے کما قال اللہ تعالی:

انّما جزاء الّذين يحار بو ن اللّه و رسو له و يسعو ن فى الارض فساداً ان يقتّلوا او يصلّبوا او تقطّع ايد هم و ار جلهم من خلا ف او ينفوا من ا لار ض ذ لك لهم خزى فى الدّ نيا و لهم فى ا لآ خرة عذا ب اليم (المائدة: ٣٣) ترجمہ: تحقیق جو لوگ اللہ یعنی اس

کے بھیجے ہوئے (قرآن مجید) کا مقابلہ کرتے ہیں (یعنی سود خور) اور جو لوگ اہل زمین میں فساد کرتے ہیں (یعنی شادی شدہ زنا کار لوطی اور راہزن) ان لوگوں میں سے شادی شدہ زنا کرنے والوں کی سزا یہ ہے کہ قتل کیے جائیں اور (لوطیوں کی یہ کہ) سولی دیئے جائیں اور (راہزنوں کی یہ کہ) ان کے ہاتھ پاؤں مختلف طرف سے کاٹے جائیں اور سود خوروں و مسجد ضرار کو آباد کرنے والوں کی یہ کہ جلا وطن کیے جائیں۔ یہ سزائیں ان مجرموں کے لئے دنیا میں سخت ذلت و خواری ہیں اور اس کے علاوہ آخرت میں بھی ان کو عذاب عظیم دیا جائے گا)۔

اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ مجرموں کو سزائیں محض لوگوں میں ذلیل وحقیر کرنے کے لئے دی جاتی ہیں، تاکہ وہ اپنی بدکاری سے باز آئیں، اور ان کے فتنہ وفساد اور شر وعناد سے لوگ بچ جائیں، کیونکہ ان کو تو ان سزاؤں سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوتا، یعنی ان کے گناہوں میں ذرہ بھی تخفیف نہیں ہوتی، ان سزاؤں کے ملنے کے بعد بھی وہ بدستور سابق مجرم و گنہگار رہتے ہیں۔ اسی طرح کفار و مشرکین سے جہاد کا حکم صرف ان کے فتنہ وفساد اور روکاوٹوں کے دور کرنے کے لئے ہوتا ہے نہ کہ ان کو اسلام منانے کے لئے۔ فرمایا اللہ تعالی نے

و قا تلوا فی سبیل الله الّذین یقا تلو نکم و لاتعتدوا انّ اللّه لا یحبّ المعتد ین (البقرۃ:۱۹۰) (ترجمہ: اور تم ان لوگوں سے لڑو جو تم سے (پہلے) لڑتے ہیں۔ اور اگر وہ پہلے نہ لڑیں تو تم زیادتی نہ کرو کیونکہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں رکھتا)۔

فا ن قا تلو کم فاقتلو هم ،کذا لك جزا ء الکا فر ین۔ فا ن انتهوا فانّ الله غفو ر ر حیم (البقرۃ:۱۹۱-۱۹۲) ترجمہ: سو اگر کفار تم سے لڑیں، تو تم بھی ان سے لڑو۔ قرآن کے کافروں کا اسی طرح بدلہ ہے پھر اگر وہ لڑنے سے باز آجائیں تو اللہ ان کو لڑائی سے بچانے والا اور مومنوں کے لئے مہربان ہے)

و قا تلو هم حتّی لا تکو ن فتنة و یکون الدّین کلّه للّه فا ن انتهوا فلا عدوا ن الّا علی الظّا لمین ۔(البقرۃ:۱۹۳) (ترجمہ: اور ان کفار سے (جو تم سے پہلے لڑیں) لڑو، یہاں تک کہ فساد نہ رہے۔ اور تم (خود ہی) اللہ کے راضی کرنے کو دینی امور ادا کر سکو (اور بس) پس اگر وہ تم سے فتنہ وفساد کرنے کو باز آجائیں تو تم ان پر

زیادتی مت کرو کیونکہ زیادتی بدلہ کے لئے محض ظالموں پر ہوا کرتے ہے)۔

الّا تقا تلون قو ماً نکثواْ ایما نھم و ھمّوا باخراج الرسول وھم بد ؤ کم اوّ ل مرۃ ۔ (التوبہ:۱۳) (ترجمہ۔ مومنو! تم ان کافروں سے کیوں نہیں لڑتے جو اپنی قسموں اور وعدوں کو توڑ ڈالتے ہیں اور خدا کے رسول کو نکالنا چاہتے ہیں اور وہ لڑائی میں تم سے پہل کرتے ہیں)

ان آیات سے ثابت ہے کہ مخالفین مشرکین کا فرین معاندین مفسدین وغیرہ جب تک خود پہلے مومنوں سے قتال شروع نہ کریں، اور فتنہ وفساد شرارت وعدات برپا نہ کریں، تو خواہ مخواہ ان سے کسی طرح جہاد وقتال کرنا جائز نہیں بلکہ ایسے باسلوک کا فروں وغیرہ کے ساتھ کرنے کی تعلیم ہے

لا ینھا کم اللہ عن الّذین لم یقا تلو کم فی الدّین و لم یخرجوکم من دیار کم و ان تبرّوھم ا و تقسطوا الیھم انّ اللہ یحبّ المقسطین (الممتحنۃ ؛۸)

(ترجمہ: جو کافر تم سے امور دین میں لڑتے ہیں اور نہ تم کو تمہارے گھروں سے نکالتے ہیں ان سے تم کو اللہ تعالیٰ نہیں روکتا کہ تم ان سے بھلائی کرو اور ان سے منصفانہ برتاؤ رکھو تحقیق اللہ (تو) تمام منصفانہ برتاؤ رکھنے والوں کو پسند رکھتا ہے)

اس بحث سے ثابت ہو گیا کہ کفار و غیرہ سے جہاد ان کے جہاد کے عوض کرنے کا حکم ہے۔ کفار کو ناحق ستانا یا اسلام پر لانے اور قائم رکھنے کے لئے کسی پر جبر واکراہ کرنا سراسر ظلم اور نافرمانی قرآن ہے۔

ان ھذہ تذکرۃ فمن شاء أتخذ الی ربّہ سبیلا۔ (المزمل : ۱۹)

الغرض جیسا کہ مولوی عبداللطیف قادیانی مذکور نے حسب حکایت مرزا غلام احمد قادیانی قرآن مجید کے خلاف اپنی جان کو ہلاک کر دیا ہے، یعنی حرام موت مرا ہے ۔اور جیسا کہ مرزا صاحب قادیانی نے ان کو غلطی سے شہید تصور کیا ہے، ویسا ہی مفتیان کابل نے عبد اللطیف کے حق میں قید اور قتل و رجم کا فتوی دینے میں قرآن کریم کا خلاف کیا ہے۔

جو شخص مر چکا، وہ اپنے گناہوں کی سزا پاوے گا۔ زندوں کو لازم ہے کہ اب

بھی اپنے مالک خالق کے آگے جھک جائیں، اور اپنے ان گناہوں سے توبہ کریں، اور آئندہ ہر ایک امر قرآن کریم کے مطابق کیا کریں۔

اے ہمارے خدا، اے ہمارے رہنما، اے ذات پاک کبریا! ہم نے تیرا پیغام تیرے بندوں کو پہنچا دیا۔ اور انہیں بے عذر کر دیا۔ بس ہمارا تو یہی کام تھا، آئندہ اس کو ماننا اور اس کے مطابق عمل کرنے کا ان کو اختیار ہے۔

(ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۱ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۱۔۳)

یا رسول اللہ

اخبار الحکم قادیان مطبوعہ ۱۰ فروری ۱۹۰۴ء میں بذیل حل مسائل اس سوال کے جواب میں کہ: یا رسول اللہ کہنا کیسا ہے۔

مولوی حکیم نور الدین صاحب موحدین کی مخالفت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: یا رسول اللہ کہنا درست ہے، مگر جو دلائل اس کے لئے لائے ہیں وہ ویسے ہی بودے ہیں جیسے ایک گھوڑے کو بیل ثابت کرنے کے لئے کھینچ تان پر پیش کئے جائیں۔

حیات مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کو تو مسیح میں الوہیت اور ان کو حی القیوم وسمیع وبصیر ماننے والا ٹھہرا کر مشرک بنایا جاتا ہے اور یا رسول اللہ کہنے کی تائید میں خود حکیم صاحب رسول اللہ ﷺ کو ہر زمانہ میں موجود یعنی حی القیوم سمیع وبصیر قرار دیتے ہیں اور اس موجودگی کے ثبوت میں مرزا صاحب قادیانی کی موجودگی پیش کرتے ہیں۔ اس سے ایک لطیف اشارہ پایا جاتا ہے کہ مرزا صاحب بھی ہر زمانہ میں موجود یعنی حی القیوم سمیع وبصیر رہیں گے۔ اور ہر ایک مرزائی کو: یا مرزا، کہنا درست ہوگا گویا یا رسول اللہ کی پکار کے جواز سے مرزا صاحب کو یا مرزا، پکارنے کا رستہ صاف کیا گیا ہے جو مرزا صاحب کی تعلیم کے بالکل خلاف ہے۔ اس انوکھے اجتہاد کو آنکھیں بند کر کے کچھ وہی بھولے بھالے لوگ تسلیم کریں گے جو حکیم الامت کو بھی روح القدس کا ہم زبان مانتے ہوں۔ ورنہ ایک دانا جس وقت یا اللہ، اور ایک نادان

جس وقت یارسول اللہ کہتا ہے، دونوں کا مقصود استمداد و استعانت کے سوا کچھ نہیں ہوتا۔ مگر یاد رہے کہ ایک دوسرے کے مفہوم میں حق و باطل کا فرق ہے ایاك نستعین کی بنا پر خود رسول اللہ ﷺ، اللہ ہی سے استمداد اور استعانت چاہا کرتے تھے اور اپنے اس نمونہ سے امت کو.. محض اسی نقطہ پر متفق فرمایا کرتے تھے، اور ہر حال میں یہ کہنے پر مامور تھے:

قل انی لا املك لكم ضراً و لا رشداً(الجن ؛۲۱)

قل لا املك لنفسی نفعاً و لا ضرا الا ما شاء الله (الاعراف :۱۸۸)

قل لا املك لنفسی ضرا و لا نفعاً ا لا ما شا ء الله (یو نس: ٤٩)

یا رسو ل الله کے جواز میں حکیم صاحب نے ایک نئی شاخ فرط محبت کے اظہار کی نکال کر دنیا کو ایک تازہ مفہوم کا سبق دیا ہے، مگر ساتھ ہی ایک ناجائز کو جائز قرار دینے میں بہت سی ناجائز و بے ربط باتوں سے ان کو کام لینا پڑا۔

یہ تو بالبداہت ثابت ہے کہ ہر زندہ شخص کو، خواہ وہ کافر ہے، بالمقابلہ یا کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے۔ لیکن جب وہ غائب ہے، تو اس حاضرانہ خطاب کا مستحق سوائے خدا حی القیوم سمیع وبصیر کے کوئی نہیں ہوسکتا، خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو۔

حکیم صاحب اپنے دعوی کے ثبوت میں یہ اور فرماتے ہیں:

کیا جب اللہ تعالی کو یا کہہ کر پکارا جاتا ہے تو وہ سامنے حاضر ہوتا ہے۔ حسّی طور پر تو اس کا ثبوت نہیں۔ الخ

سبحان اللہ! یہاں تو حکیم صاحب نے غضب ہی ڈھا دیا اور اپنی ساری حکمت اور تبحر علمی کی قلعی کھول دی۔ اس کے جواب میں طول نہ دے کر ہم صرف اتنا ہی کہنے پر اکتفا کریں گے:

فقیر بے معرفت نہ آرامد۔ تا کارش بکفر نہ انجامد

افسوس ایک تو تعصب سو جہالتوں کی ماں بن جاتا ہے، مرزا صاحب کی تعلیمات و حکیم صاحب کی تلقینات کا مقابلہ کرتے وقت ہم ششدر رہ جاتے ہیں کہ یا اللہ! یہ چراغ تلے اندھیرا کیسا۔ چنانچہ الحکم کے اسی پرچہ کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں ناظرین ملاحظہ کریں کہ مرزا صاحب قادیانی ایک دقیق مسئلہ کی حمایت کس درد کے ساتھ کر

رہے ہیں جس سے حکیم صاحب کے حل مسائل کو بھاگتے رستہ نہیں ملتا۔ پیر یا اوستا دتو خدائی رستہ طے کریں اور مرید یا شاگرد اس پر کانٹے بچھاتے رہیں۔

این چنین ارکان دولت خانہ ویرانی کنند

حکیم صاحب سے ہم مودبانہ التجا کرتے ہیں کہ جب کہ حکیم الامت کا خطاب ان کو مرزا سے مل چکا ہے، تو ان کو چاہیے کہ اپنی حکمت کی گدی پر بیٹھے رہیں۔ مگر مسند رسالت کا کونہ نہ دبا دیا کریں، کیونکہ ہرسخن موقع و ہرنکتہ مقامے دارد

اڈیٹر الحکم کو بھی چاہیے کہ اپنے اخبار کے کالموں میں، جو صرف مرزا صاحب کے مشن کا کفیل ہے، حکیم صاحب کے مشن کا کفیل نہ بنے۔ حکیم صاحب کی بھرتیوں کا خاتمہ کر دے اور ان کے حل مسائل وارشادات سے جناب مرزا صاحب کی تعلیمات کو کھچڑی نہ بنا دے۔ راقم عثمان جے پوری

(ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۱ جلد ۲۲و۲۴۔ ص ۳۔۴)

(الحکم قادیان سے متعلقہ سوال و جواب من وعن نقل کیا جاتا ہے۔ اور یہ ان حضرات کے کی توجہ بھی چاہتا ہے جو مرزائیت اور حکیم نورالدین وغیرہ کو وہابیوں سے قریب سمجھتے ہیں۔

سوال: **یا رسول الله** کہنے پر وہابی اعتراض کرتے ہیں کیونکہ یا حاضر اشخاص کے لئے ہے۔

جواب: کیا جب اللہ تعالی کو یا کہہ کر پکارا جاتا ہے تو وہ سامنے حاضر ہوتا ہے۔ حسّی طور پر تو اس کا ثبوت نہیں۔ اب رہی صفات کی بات کہ وہ صفات سے حاضر ہوتا ہے تو اپنی صفات کی رو سے جو مطالعہ کے طور پر صاحب صفات ذہن میں سامنے آجاتا ہے، اسی طرح نبی کریم ﷺ سامنے آجاتے ہیں اور ہر زمانہ میں موع جود ہیں۔ حضرت میرزا صاحب بھی ان کی موجودگی کا ثبوت ہیں۔ پھر قرآن شریف میں ہے یا حسرة علی العباد ۔کیا حسرت سامنے موجود ہوتی ہے یا وہ سب عباد ہوتے ہیں جو مخاطب ہوتے ہیں

جواب۲۔ فرط محبت یا فرط غم نیز نظم میں غائب کو ندا کی جاتی ہے اور اس سے یہ مراد نہیں ہوتی کہ وہ بجسد عنصری موجود ہو بلکہ اظہار محبت کا یہ ایک طریق ہے۔)

مراسلہ

مولانا شوکت سلام علیکم:

میں بنظر افادہء اہل اسلام آپ کا تھوڑا سا وقت ضائع کرانا چاہتا ہوں۔ چونکہ حق میری جانب ہے پس امید ہے کہ آپ بنظر ہمدردی اہل اسلام سطور ذیل کو اپنے ضمیمہ میں جگہ دیں گے۔

میں حاجی وارث علی شاہ کا مرید ہوں۔ بمقتضائے آب و دانہ شہر اوٹاوہ میں آیا اور ایک روز شامت اعمال سے معہ چند رفقاء میر صادق حسین صاحب مختار کے مکان پر بھی پہنچ گیا۔

مختار صاحب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مرید ہیں۔ ممدوح نے مجھ سے دریافت کیا کہ حاجی وارث علی شاہ صاحب، مرزا غلام احمد صاحب (قادیانی) کو کیا کہتے ہیں۔

میں نے کہا ملا عبدالقیوم پانی پتی نے مجھ سے کہا تھا کہ چند صاحبان نے حاجی وارث علی شاہ صاحب سے دریافت کیا تھا کہ سید احمد خان مرحوم اور مرزا غلام احمد صاحب کیسے ہیں، تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ ہمارے ہاں کسی کو برا نہیں کہتے۔

پھر کیا تھا، اس قدر کہنا ان کو کافی ہوا۔ فوراً ۸۔ فروری ۱۹۰۴ء کو ایک اشتہار جاری کر دیا کہ

> حاجی (وارث) صاحب مرزا (قادیانی) کو مسیح علیہ السلام کے درجہ پر پہنچا ہوا بتاتے ہیں۔ جمیع اہل اسلام عموماً اور مریدان حاجی (وارث) صاحب خصوصاً مرزا جی کی مخالفت سے باز آئیں۔

اس اشتہار سے مسلمانوں کو تشویش پیدا ہوئی اور مجھ سے استفسار کیا۔ میں نے جواب دیا کہ لعنة الله على الكاذبين۔ میں نے کوئی بات بروایت حاجی صاحب بجز اس کے کہ ملت فقراء میں کسی کو برا نہیں کہتے، بیان نہیں کی۔

بعدہ مسجد پنجابیاں واقع کٹرہ شہاب خان شہر نو اوٹاوہ میں ایک خاص جلسہ

منعقد ہوا، اور قریب سوآدمیوں کے عمائد شہر جمع ہوئے۔ میں نے ان کے روبرو بھی بجواب ان کے سوالات کے ظاہر کر دیا کہ حاجی وارث علی شاہ صاحب نسبت مرزا غلام احمد کچھ نہیں کہتے۔ حاجی صاحب ایک فقیر آدمی ہیں۔ مولوی لوگ جو کچھ نسبت مرزا صاحب فرما رہے ہیں اس کو ان کتابوں میں جو بجواب مرزا صاحب شائع ہوئی ہیں دیکھ لیجئے۔ علاوہ اس کے مرزا صاحب کا دعویٰ پیغمبری ایسا ہے کہ ایک شخص نے خواب دیکھا کہ عرش پر بیٹھا ہوں صبح کو یہ خواب ایک بزرگ سے ظاہر کیا۔ بزرگ نے کہا کہ اگر آج رات پھر وہ خواب دیکھو تو عرش کے کنگرے پکڑ لینا۔ چنانچہ دوسری رات وہی خواب پھر دیکھا۔ اس نے عرش کے کنگرے پکڑ لئے۔ اتنے میں جو آنکھ کھلتی ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اپنے کان پکڑے ہوئے ہے۔

یہ سن کر مختار صاحب کی طرف سے ۱۶۔ فروری ۱۹۰۴ء کو دوسرا اشتہار شائع ہوا جس میں میری نسبت غلط بیانی ظاہر کر کے چند گواہان کے نام زیر اشتہار درج کئے ہیں اور زبانی یہ بھی فرمایا کہ مسماۃ شاہجہان طوائف کا سارا خاندان گواہ ہے (سبحان اللہ! تانت باجی اور راگ بوجھا۔ کیسے ثقہ اور معتمد و مستند شرعی گواہ ہیں) یہ کلمات شاید مختار صاحب سے شیفتگی اور خود رفتگی کی حالت میں سرزد ہوئے ہیں۔ پھر جو گواہ مختار صاحب نے اشتہار میں درج کئے ہیں بجز بیدم شاہ کے جو بندی جان طوائف کا لڑکا ہے وہ لوگ انکار کرتے ہیں اور جس وقت مجھ سے اور مختار صاحب سے گفتگو ہوئی یہ لوگ واقعی موجود نہ تھے۔ خدا تعالی ایسی جھوٹی باتوں سے بچاوے جیسا وہ اپنے پاک کلام پارہ ۲۶ سورہ حجرات میں فرماتا ہے:

یا ایّها الّذین آ منوا ان جاء کم فاسق بنبا فتبیّنوا ان تصیبوا قو ماً بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نا د مین۔ (الحجرات:٦)

مورخہ ۱۶۔ ذی الحج۔ ۱۳۲۱ھ۔ راقم: مدنی شاہ وارثی

مولانا احمد حسن شوکت ادارتی نوٹ میں لکھتے ہیں:

تعجب ہے کہ مختار صاحب نے مدنی شاہ اور حاجی وارث علی شاہ کو مرزا جی کا راسخ الاعتقاد مرید مشتہر نہیں کیا۔ اور ایک نوع سے تو درحقیقت دونوں کو مرزا جی کا مرید بنا ہی دیا کیونکہ جب بقول مختار صاحب مدنی شاہ نے مرزا جی کو مسیح کے درجہ پر

پہنچا ہوا بتایا ہے، یعنی قادیانی مرزا جی کے درجے کی تصدیق کی ہے، تو وہ اچھے خاصے مرزائی مومن بن گئے ہیں۔

اب اخبار الحکم قادیان یا اخبار البدر قادیان میں بزمرہ بیعت کنندگان مدنی شاہ اور حاجی وارث علی کا نام کیوں شائع نہ ہو۔

مدنی شاہ صاحب نے بقول ملا عبدالقیوم مرزا اور سرسید احمد خان دونوں کی نسبت حاجی وارث علی صاحب کا استفسار کا ذکر کیا مگر مختار صاحب سرسید کا ذکر کھا گئے کیونکہ اس صورت میں ان کو بھی مسیح علیہ السلام کے درجے پر ماننا پڑتا حالانکہ مرزا جی سرسید احمد خان کو گالیاں دے چکے ہیں اور دیتے ہیں۔ اگرچہ یہ کورنمکی ہے کیونکہ مرزائی مذہب سرسید احمد خان ہی کی جوتیوں کا طفیل ہے اور انہیں کے اقاویل سے تراشا گیا ہے۔ پھر جب مرزا جی براہ راست مامور من اللہ بلکہ آسمانی باپ کے لیپا لک ہیں تو ان کو کسی شہادت کی کیا ضرورت۔ اور اگر ضرورت ہے تو حاجی وارث علی شاہ صاحب مرزا جی سے بہت بڑھے ہوئے بلکہ ان کے آسمانی باپ ہیں کیونکہ ان کی شہادت اور مہر کے بغیر لیپا لک کا تبنیت نامہ جائز اور ثابت نہیں ہوسکتا۔ پس اب تمام مرزائی بلکہ خود مرزا جی حاجی وارث علی شاہ صاحب پر ایمان لائیں۔ اٹاوہ کا ایسا ہی واقعہ پہلے بھی ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ میں چھپ چکا ہے، مگر شرم کسے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۱ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۴۔۵)

مرزا جی امام حسین سے افضل ہیں

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

قادیانی مرزا جی کا مذکورہ بالا دعویٰ بہت زور شور کے ساتھ ہے۔ امام حسین سے آپ کیوں افضل نہ ہوں جب کہ عیسیٰ مسیح بلکہ انبیاء سے افضل ہیں۔ کیونکہ آپ بزعم خود خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) ہیں۔ امام حسینؓ اور آپ کے والد ماجد امیر المومنین علی نے نبی بننے کا دعویٰ نہیں کیا، اور مرزا جی نے کیا، تو کیوں آپ امام حسینؓ اور تمام

صحابہ اور دوازدہ امام اور تمام اولیاء سے افضل نہ ہوں۔

مرزا جی فرماتے ہیں کہ: آنحضرت ﷺ چونکہ موسیٰ علیہ السلام سے افضل ہیں، اسی طرح آنے والا محمدی مسیح موسوی مسیح سے افضل ہے۔،

ہم بارہا مضبوط دلائل سے ثابت کر چکے ہیں کہ کسی نبی کو دوسرے نبی یا انبیاء پر فضیلت اور ترجیح دینے کا حکم نہ قرآن میں ہے، نہ حدیث میں۔ ہم کو تو

لا نفرّق بین احد من رسله (البقرة: ۲۸۵)

کی تعلیم دی گئی ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی یہی ارشاد ہے:

لا تخیروا فی انبیاء الله ولا تفضلونی علی یونس ابن متی

لیکن نو ایجاد نبی مرزا جی نے قرآن و حدیث بلکہ تمام شریعتوں کو منسوخ کر دیا ہے۔ اب رہی آیت فضلنا بعضهم علی بعض یہ فضیلت علم الٰہی میں ہے، اور یہ جناب باری کا فعل ہے، ہم اس میں شریک نہیں ہو سکتے، بلکہ اس کے خلاف ہم کو فضیلت دینے سے منع فرما دیا ہے جیسا کہ اوپر گذرا۔

عجیب بات ہے کہ مرزا جی اپنے کو محمدی مسیح بتاتے ہیں اور بظاہر اکثر شد و مد سے کہتے ہیں کہ میں آنحضرت ﷺ کا امتی ہوں، مگر تعجب ہے کہ کسی نبی کا امتی دوسرے نبی سے بڑھ جائے۔ کجا نبی کجا امتی۔ چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک۔

مگر آپ کے وجود میں اجتماع ضدین ہے کہ آپ امتی بھی ہیں اور نبی بھی۔ بات یہ ہے کہ نبی بننے کو آج کل مسالا ہی کیا لگتا ہے ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ مجھ پر وحی ہوتی ہے کہ تو تمام انبیاء سے افضل ہے۔

اب رہی شہرت اور رجوعات، افریقہ کے مہدیوں کے ساتھ جم غفیر رہا ہے اور اب سالی ملا کے ساتھ ہے۔ اور ہندوستان میں دیانند سرستی کے جس قدر پیرو ہیں اور اس کی زندگی میں تھے، لب گور تک بھی آپ کو اتنے پیرو میسر نہیں ہو سکتے۔ مگر کیا وہ نبی تھے۔ معاذ اللہ۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۱ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۶۔۷)

(مرزا غلام احمد صاحب قادیانی فرماتے ہیں:

میرے اس دعویٰ پر کہ میں امام حسین سے افضل ہوں شور مچایا جاتا ہے لیکن اگر پوچھا جاوے کہ

آنے والا مسیح حسین سے افضل ہے یا نہیں تو اس کا کیا جواب ہے ...خدا تعالی نے تو مجھے یہی بتایا ہے کہ میں افضل ہوں ۔ اور آنحضرت ﷺ چونکہ موسیٰ سے افضل ہیں اسی طرح آنے والا محمدی مسیح، موسوی مسیح سے افضل ہے... میں جو کچھ کہتا ہوں بطور محقق کے کہتا ہوں اور خدا تعالی سے بصیرت پا کر کہتا ہوں ۔ میں ہر روز خدا تعالی کے مکالمات سنتا ہوں ہر روز اس سے مخاطبات ہوتے ہیں ....الحکم قادیان ۱۰ مارچ ۱۹۰۴ء ص ۲)

قتل مذہبی

عصر جدید (میرٹھ) کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی ہم کو قادیانی میرزا کا معتقد نہیں سمجھ سکتا اور نہ ہم مرزا کی اس کوشش کو پسند کرتے ہیں کہ سب مولویوں کو جہادی قرار دے کر مطعون کیا جاوے۔ مگر ہم عقائد اور دین کے معاملہ میں تلوار کا فیصلہ قبول نہیں کر سکتے ۔ ہم خدا سے بڑھ کر اور رسول سے زیادہ دین کے ہمدرد نہیں ۔ جب خدا عقاید کے اختلاف کو نہیں مٹاتا اور رسول سے کہہ دیا گیا کہ تو انسانوں پر گماشتہ نہیں، تو کابل کے ملا کس شمار میں ہیں ۔ اگر وہ حق و باطل کا فیصلہ کرنے بیٹھ جائیں اور دنیا کا نظم ونسق ان کی رائے کے موافق ہو، تو دنیا کا کارخانہ چل نہیں سکتا۔ ہمارے نزدیک سخت سے سخت سزا جو ایک خلاف اعتقاد شخص کو مصلحتہً دی جا سکتی ہے وہ جلا وطنی ہے۔ اس لئے سوائے اس صورت کے جب کہ سلطنت کے امن میں خلل کا یقین واثق ہو، اور قتل سے کمتر کوئی سزا دینا ممکن نہ ہو، کسی کو کسی نے قتل کر دیا ہو، تو سزائے موت ضروری ہے۔ بہر حال مسلمانوں میں زیادہ وسیع الخیالی کی ضرورت ہے اور ہرگز کسی مخالف فرقہ کے قتل سے خوش نہ ہونا چاہیے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۱ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۷)

موت کی پیش گوئی اور طاعون

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

قادیانی مرزا جی نے اپنی شروع بعثت میں ہول دلوں کے پیٹوں میں موت کی دھمکیاں دے دے کر خوب پانی کیا۔ اس زمانہ میں طاعون کا وجود ہندوستان میں

نہ تھا، مگر مرزا جی کا غالباً یہ منشاء تھا کہ لوگ بلا سبب اور بلا مرض اچانک کھاتے کھاتے مرجائیں گے۔ ہگتے ہگتے موتتے موتتے مرجائیں گے۔ کھچڑی کھاتے کھاتے پہنچے اتر جائیں گے۔ زعفرانی پلاؤ اور سقنقوری معجون کھاتے کھاتے گردن کے منکے ڈھل جائیں گے۔ مگر پھنک ایک، پھنک دو کا یہ چھومنتر نہ چلا۔ کیا معنی کہ ایک بھی نہ مرا۔ نہ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ پھر جن کو آسمانی باپ کے ہاتھوں مارنا چاہا (آتھم وغیرہ) وہ بھی نہ مرے۔ بلکہ خود مرزا جی کو اپنی موت نظر آ گئی۔ یعنی عدالت نے تخویف مجرمانہ میں دھر لپیٹا کہ چلئے لپیے پر۔ پبلک کو بہت دھمکیاں دے رہے تھے، اب آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہوگا۔

ادھر موت کی پیشین گوئیاں سن سن کر مولوی بٹالوی سہم گئے کہ یہ بجلیاں مجھی پر کوندر ہی ہیں، عدالت میں درخواست دی کی مجھے ہر وقت ہاتھ میں رکھنے کو ایک بغدایا تلوار یا بندوق کا لائسنس ملے۔

پھر تو عدالت کے اور بھی تیور بدل گئے کہ یہ تو نقض امن کا اچھا خاصا مکسچر ہے۔ دونوں کو طلب کرلیا کہ کیوں حفظ امن کا مچلکہ اور ضمانتیں نہ لی جائیں۔

پھر کیا تھا آسمانی باپ کی دوہائی اور برٹش کی تہائی ہے جو میں آئندہ کسی پر جیتے جی موت کی دھونس ڈالوں۔

خیر جان بچی لاکھوں پائے۔ اگرچہ بم کے دھواں دھار گولے تو ٹھنڈے ہو گئے مگر آپ جانئے نیچر کیوں بدلنے لگا۔ مرزائی اخباروں میں دبی زبان سے مفصلاً نہیں تو مجملاً موت کی دھمکیاں مخالفوں پر جاری رہیں۔ اتنے میں خوش قسمتی سے طاعون یوں آ کودا، جیسے روسی لشکر پر جاپانیوں کے گولے اور جیسے سومالی ملا کی فوج پر برٹش..توپوں کا گراب۔ مرزا جی نے ویلکم کہا کہ طاعون تو آسمانی باپ کی خالہ کی نانی کے بھتیجے کا بھانجا ہے اور لیپا لک کا اڈی کانگ بن کر آیا ہے، مخالفوں کو یوں چٹ کر جائے گا جیسے میری مرزائی روغن بادام کی دم کی ہوئی بریانی، اور جیسے آٹھ دن کا بھوکا بھیڑیا کیمپ کی دانہ خور بھیڑوں کو۔

اب مرزائی اخباروں میں ہمیشہ طاعون ہی کا ذکر خیر، اور دنیا پر طاعون ہی کی دھونس ہے۔ اور حوالہ دیا جاتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد صحابہ میں بھی طاعون پھیلا تھا

اور چند صحابی طاعون سے وفات پا گئے تھے۔ مگر آپ تو بروزی نبی جب ٹھہرتے کہ جیسے آنخضرت ﷺ کے عہد مبارک میں طاعون نہیں آیا آپ کے زمانہ میں بھی نہ آتا۔ یہ خبر نہیں کہ مرزا نے جو انبیاء کی توہین اور شریعت اسلامی کی ترمیم کی ہے تو اس وبال میں طاعون نازل ہوا ہے اور ایک پاپی ساری ناؤ کو لے ڈوبا ہے۔ مرزا صاحب قادیانی ۱۰۔ مارچ کے الحکم قادیان میں فرماتے ہیں کہ

خدا تعالی کا کوئی مامور مرسل طاعون کا شکار نہیں ہوسکتا، نہ کسی اور خبیث مرض سے ہلاک ہوتا ہے۔

جی بجا ہے، طاعون سے نہیں تو ذیابیطس سے، اختلاج قلب سے، بواسیر وغیرہ امراض اسفل سے اکثر مفتری علی اللہ ہلاک ہوتے ہیں جیسا کہ جلد ظہور میں آئے گا۔ انشاء اللہ

جب غرض ہلاکت ہے تو کسی ذریعہ سے ہو، ایک قسم کی روٹی کیا پتلی کیا موٹی مگر مرزا جی کے نزدیک بعض ہلاکتوں میں بھی سرخاب کا پر ہے۔ مفتری علی اللہ مہدی سوڈانی کس ذلت سے مرا کہ ہڈیاں تک اکھاڑ کر دریائے نیل میں پھینکی گئیں۔ گویا مرنے کے بعد بھی چین نہ ملا۔ موجودہ مہدیوں اور مسیحوں کا جو کچھ حشر ہوگا دنیا دیکھے گی ۔ انشاء اللہ۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۴ء نمبر ۱۱ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۷۔۸)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء۔ نمبر ۱۲ جلد ۲۲ و ۲۴

مردے پر قل اور فاتحہ

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

کسی مرزائی نے مرزا غلام احمد صاحب قادیانی سے سوال کیا کہ مردے کے جو قل کئے جاتے ہیں، یا مردے کو دفن کر کے بیٹھ کر جو فاتحہ پڑھتے ہیں، یہ درست ہے یا نہیں۔

مرزا جی نے جواب دیا کہ اس کی کوئی اصلیت نہیں یہ فضول باتیں ہیں۔

ہم حیران ہیں کہ قادیانی مرزا جی نے لال بیگیوں کے لال گرو، یعنی اپنے بڑے بھائی، کی لال کتاب سے فتویٰ نہیں دیا، حالانکہ دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے اور ایک ہی جھاڑو کی تیلیاں، ایک ہی زمین کی کھاد ہیں۔

لال گرو کے چیلے تو مردے کی نماز اور قبر پر بیٹھ کر قل اور فاتحہ وغیرہ سب پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ تیجا، دسواں، بیسواں، چہلم وغیرہ بھی مناتے ہیں۔ جیسے لال گرو کو چڑھاوے چڑھتے تھے اس سے زیادہ قادیانی مرزا جی کو چڑھتے ہیں۔ اب کیا کسر رہ گئی، دونوں ٹوکرے وزن میں کیوں برابر نہ ہوں۔

(ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء۔ نمبر ۱۲ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۱)

مرزائی مقدمات

مولانا احمد حسن شوکت بتاتے ہیں کہ:

(قادیانی اخبار) الحکم لکھتا ہے کہ ۸ مارچ ۱۹۰۴ء کو لالہ چندو لال صاحب کی عدالت میں مقدمات پھر پیش ہوئے۔ پہلے مسٹر اوگارمن صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور پیروکار منجانب حضرت قدس (مرزا قادیانی) کے تار کے متعلق، جو صاحب ممدوح نے لاہور سے بھیجا تھا، ذکر ہوا کہ صاحب ممدوح بوجہ بیمار ہونے کے حاضر نہیں ہو سکے اس لئے مقدمہ کا التواء ہوا۔ مگر عدالت نے بایں وجہ کہ خواجہ صاحب بھی پیروکار ہیں، مقدمہ کو شروع کیا، اور خواجہ صاحب کو تقریر متعلقہ مقدمہ کے لئے ارشاد فرمایا۔

تقریر شروع کرنے سے پہلے حضرت اقدس (مرزا قادیانی) کے تحریری بیان کے متعلق عرض کیا گیا جو عدالت نے پچھلی پیشی پر پڑھنے کے لئے لیا تھا اور آج اسکا فیصلہ کرنا تھا کہ وہ شامل مثل کیا جائے یا نہ۔

عدالت نے اس کے متعلق فیصلہ کیا کہ وہ شامل مثل ہو۔

فریق مخالف نے اعتراض کیا مگر عدالت نے فیصلہ کر دیا تھا کہ وہ شامل مثل ہو، اس لئے شامل مثل کیا گیا۔

اس کے بعد خواجہ صاحب نے اپنی تقریر شروع کی۔ ۴ گھنٹے تک خواجہ صاحب تقریر کرتے رہے جس میں انہوں نے قانونی طور پر مستغیث کے اپنے بیانات اور گواہوں کے بیانات سے استنباط کر کے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ مقدمہ ہمارے خلاف نہیں چل سکتا۔

۹ تاریخ کو وہ اپنی اس تقریر کو ختم کر چکے تھے۔ اور آج شائد فریق مخالف جوابی تقریر ختم کرے اس کے بعد مقدمہ ۴۱۱ برخلاف کرم الدین کے متعلق تقریر شروع ہوئی اور زاں بعد مجسٹریٹ نے ہر سہ مقدمات کا یک جائی فیصلہ سنانے کا وعدہ کیا ہے۔

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

نہ صرف ننھے منے لیپا لک کا اتنا سا کلیجہ بلکہ اس حکم سے تو ہمارا ہاتھ بھر کا کلیجہ بھی دھڑکنے لگا کہ عدالت ایک ہی تاریخ تینوں مقدمات چلتا کر دے گی اور مثلیں لیپا لک کے اپیل کرنے سے پہلے ہی آسمانی ہائی کورٹ میں بھیج دے گی کہ کچہری بے مدعی فضل خدا۔ یہ فال اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ عدالت کا عندیہ تو بجز مجدد کے جس پر خدائے علام الغیوب کی جانب سے الہام ہوتا ہے کسی نامحرم کو معلوم ہونا مشکل ہے کیونکہ وہ عدالت ہی کیا جس کا راز فریقین قبل از انفصال کسی پر کھل جائے اور ایک یورپین فلاسفر بھی کہہ گیا ہے کہ انصاف کے پاؤں آون یا روئی اور ریشم کے ہوتے ہیں جن کی آہٹ معلوم نہیں ہوتی، مگر اس کے ہاتھ فولاد کے ہوتے ہیں جن کی مضبوط اور لاجنب گرفت سے آسمانی باپ بھی نہیں بچا سکتا۔

ہاں اتنا ضرور کہا گیا ہے کہ مقدمات میں کچھ اہمیت نہیں جبھی تو سب کے سب ایک لاٹھی ہانک دیئے جائیں گے۔ پس یتیم اور معصوم لیپا لک (مرزا قادیانی) کو بھی چنداں خوف نہ کرنا چاہیے۔ ہمیں تو صرف یہ خیال ہے کہ گزشتہ الہامات تو نفخ شکم کے بعد ریح کی طرح پھر ہو گئے۔ اخیر کا الہام و هم من بعد غلبهم سيغلبو ن تو پورا ہو۔ غضب ہے نا آسمانی باپ نے تو اندھیر نگری چوپٹ راجہ ہی والا معاملہ کر دیا کہ ایک الہام بھی صداقت کے گھاٹ نہ اترا۔ آسمانی باپ کی یہ سکھا شاہی تو دیکھی نہیں جاتی۔ پس مجدد السنہ مشرقیہ زور لگا رہا ہے کہ اور کچھ نہیں تو کسی طرح لیپا لک کے آنسو بھی پونچھ جائیں۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء۔ نمبر ۱۲ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۱۔۲)

اردو زبان میں تازہ الہام

مولانا احمد حسن شوکت بتاتے ہیں:

مقدمات کا آخری الہام جو ۱۰ مارچ ۱۹۰۴ء کے اخبار الحکم قادیان میں (بصفحہ ۱۶) شائع ہوا ہے، یہ ہے:

میدان میں فتح خدا تجھے دے گا۔ (الہام شب درمیانی ۲۸۔۲۹ فروری ۱۹۰۴ء)

معلوم نہیں وہ کون سا میدان ہے۔ عدالت کا میدان تو سامنے ہے جس میں بجز شکست کے اب تک کچھ نصیب نہیں ہوا۔ آئندہ بھی دیکھا جائے گا۔

اور اگر قیامت کا میدان مراد ہے، تو وہاں کی شکست بھی مفتری علی اللہ کے کیریکٹر کے آئینے میں صاف نظر آ رہی ہے جس نے نہ صرف اپنے کو بروزی نبی بلکہ خدا کا لے پالک بھی بنا دیا۔ الحق

یضا ھئو ن قو ل الّذین کفروا من قبل قا تلھم اللّٰہ انّی یؤفکون..الآیہ (التوبۃ:۳۰)

تعجب ہے کہ لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) تو مجدد السنہ مشرقیہ سے منحرف، مگر لیپا لک (مرزا قادیانی) کا باپ فوراً مجدد کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔ کیا معنی کہ جب مجدد (احمد حسن شوکت) نے لیپا لک کے ولی کھنگر کو ڈانٹا کہ عربی زبان میں کیوں الہام کرتا ہے جب کہ لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) کی مادری زبان اردو ہے، یہ تو تکلیف مالا یطاق ہے۔ بھلا لیپا لک عربی زبان کون سے کالج میں پڑھتا پھرے گا۔

مجدد کی اس لتاڑ کا یہ اثر ہوا کہ اب اردو زبان میں الہام ہونے لگا، مگر کئی آنچ کی کسر اب بھی رہ گئی۔ کیا معنی کہ لیپا لک جو اپنے کو ساری خدائی کا نبی اور امام الزمان بتاتا ہے اسکو آسمانی ہائی سکول میں ایک ہی زبان کی تعلیم دی گئی ہے۔ بے رحم اور بیدرد باپ نے تکلیف مالا یطاق کا پہاڑ ایک معصوم جان پر دھر دیا۔ ساری دنیا کی تبلیغ کا ڈپلوما دے کر بھیج دیا اور یہ غریب صحیح اردو زبان بھی نہیں بول سکتا۔ انگریزی فرنچ لاطینی چینی ژندتر کی وغیرہ زبانیں تو سات سمندر پار ہیں، لیپا لک (مرزا قادیانی) تو خود ہندوستان

کی زبانوں سنسکرت، گجراتی، مارواڑی، سندھی، مرہٹی، دکنی، پہاڑی، کشمیری، پشتو و غیرہ زبانوں سے نابلد ہے۔ بھلا وہ کس کس زبان میں اپنا فرض تبلیغ ادا کرے گا۔ آسمانی باپ نے تو جو منہ میں آیا بک دیا (الہام کر دیا) مگر وہی مثل ہوئی کہ اندھا گائے اور بہرا بجائے۔ (ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء۔ نمبر ۱۲ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۲)

نبی بھی اور امتی بھی

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

قادیانی مرزا جی نے تو بالکل امیدوں پر پانی پھیر دیا۔ امت مرزائیہ کے تمام ارمان خاک میں ملا دیئے اور خود آسمانی باپ کا دل توڑ دیا۔ کیا معنی کہ وہ تو مرزا جی کو لیپا لک اور امام الزمان اور خاتم الخلفاء (خاتم الانبیاء) قرار دے، اور آسمانوں کی چھتوں پر اپنے چہیتے کی محبت میں یوں ممیاتا پھرے جیسے نمانی گائے اپنے بچھڑے کے پیچھے، اور کلوٹا لیپا لک اپنے کو محمدی مسیح (امتی) بتائے۔

یا تو وہ اولوالعزمی کہ عرش کے تارے توڑنے کو ننھا ہاتھ بڑھائے، یا یہ پست فطرتی کہ تحت الثریٰ کی حضیض میں گر جائے۔

وجہ یہ ہے کہ آسمانی باپ اور آسمانی پوتوں (مرزائیوں) نے تو لیپا لک (مرزا قادیانی) بھی مان لیا اور امام الزمان بھی اور مستقل رسول بھی۔ مگر نہ مسلمانوں نے مانا، نہ ہنود نے، نہ عیسائیوں نے، نہ یہود نے۔ اور غضب تو یہ ہے کہ برٹش گورنمنٹ نے بھی نہ مانا جس کے سامنے بیٹھ بیٹھ کر، لیٹ لیٹ کر، بسو بسو کر، دانت میں تنکے لے کر، زمین دوز مجرے اور خوش آمد اندوز للو پتو کی گئی کہ میں غلامان غلام مستہام، رد کردہ خاص و عام، مردود علماء کرام و مشائخ عظام اہل اسلام و فضلاء مذاہب عوام ہوں۔ اور دنیا سے جہاد کے دور کرنے کو آیا ہوں۔ اور مجھ میں یہ کرشمہ ہے کہ اگر برٹش گورنمنٹ پر روس یا کوئی اور غنیم حملہ کرے تو اپنی بد دعائے بے درمان سے اس کی توپوں کے گولوں کو اولوں کی طرح ٹھنڈا کر سکتا ہوں۔ بندوقوں کو صندوقوں میں رکھے رکھے ہی گھن لگا سکتا ہوں۔ توپوں کو موم کی طرح پگھلا سکتا ہوں۔ غنیم کی فوجوں پر

اپنے سرہنگ طاعون اور اس کے انڈے بچے مسلط کر سکتا ہوں۔ الغرض برٹش کے دشمنوں کے بے گھاس دانہ موت سے پہلے مار سکتا ہوں۔ اور اے ملکہ معظّمہ اور اے ملک معظم ایڈورڈ ہفتم تمام علماء اسلام ومشائخ فخام میرے جانی دشمن ہو گئے ہیں کیونکہ میں ان کی طبائع اور عندیئے اور کانشنس اور نیت کے خلاف جہاد کا مخالف ہوں۔ اور تمام ہندوستان میں بجز میرے اور میری امت کے کوئی تیرا سچا دوست وفادار، ہوا خواہ اور نمک حلال نہیں۔ میں حرام خور نہیں ہوں بلکہ حلال خور ہوں (مسلمان تو جہاد کی مخالفت کی وجہ سے مرزا جی کے مخالف ہیں مگر عیسائی اور آریا وغیرہ کیوں مخالف ہیں) حالانکہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ البتہ اپنے کو سوڈان کے بہت سے مہدیوں کی طرح مہدی ضرور بتایا، اور یہ خوش خبری محمد صاحب ﷺ دے گئے ہیں کہ میرے بعد مہدی پیدا ہوگا، اور ایسا اور ویسا ہوگا۔ میرا تمام حلیہ مہدی کے حلیئے فرمودہء محمد ﷺ سے ملتا ہے۔ اور خود عیسیٰ مسیح بھی انجیل میں کہہ گئے ہیں کہ میرے بعد فارقلیط (تسلی دینے والا) آئے گا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ وہ محمد ﷺ صاحب ہیں، میں یقین کرتا ہوں کہ فارقلیط میں (مرزا قادیانی) ہوں۔ اور دو فارقلیط ہوں تو کیا برائی ہے، عیسیٰ مسیح نے مطلق فارقلیط کے آنے کی پیشین گوئی کی ہے۔ ایک یا دو یا تین دس بیس کی قید نہیں لگائی۔ محمد ﷺ کی امت محمد ﷺ کو فارقلیط سمجھے، میری امت مجھے فارقلیط سمجھے۔ ایک سے دو بھلے۔ دو دو اور چپڑی۔

اور مسلمانوں کی عقلوں پر تو ایسے پتھر پڑے ہیں کہ کوئی مہدی ان کی سمجھ ہی میں نہیں آتا۔ ہر مہدی کو جھوٹا بلکہ دجال قرار دیتے ہیں۔ اس صورت میں تو قیامت تک کوئی مہدی نہ آئے گا۔ بدبخت مسلمانوں کی قسمت میں دجال ہی لکھے ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ محمد ﷺ صاحب کی پیش گوئی سچی ہو۔ شیعہ کہتے ہیں کہ ہمارا مہدی آچکا اب چھپا ہوا ہے۔ سنیوں سے شیعہ ہی اچھے۔ انہوں نے ایک مہدی آخر ڈھونڈھ تو نکالا۔ میں اپنے دعوے میں اس لئے سچا ہوں کہ نہ صرف مہدی بلکہ مسیح موعود بھی ہوں۔ جتنے مہدی اب تک گزرے وہ سب مہدی ہی تھے، مسیح موعود بننے کا کسی کو بھی حوصلہ نہ ہوا۔ یہ میرا ہی جگر ہے کہ میں نے محمد ﷺ صاحب کی اس پیش گوئی کو سچا کر دکھایا کہ لا مهدی الا عیسی۔ اور اگر لندن میں مسٹر پگٹ نے اور پیرس میں ڈاکٹر ڈوئی نے مسیح ہونے کا دعوی کیا ہے تو یہ میری ہی تقلید ہے۔ دونوں بالکل جھوٹے ہیں کیونکہ وہ خالی

خولی مسیح ہیں نہ کہ مہدی بھی ۔ مجھ جیسا جامع صفات مہدی نہ تو اب تک پیدا ہوا ، نہ آئندہ قیامت تک پیدا ہوگا ۔ اسی لئے میں نے اپنے لئے خاتم الخلفاء کا لقب تراشا ہے۔ جن کے سر میں آنکھیں ہیں وہ مجھ میں کچھ اور بھی جلوہ دیکھتے ہیں، نپٹ اندھوں اور پٹم دیدے والوں کو کیا دکھاؤں جنہیں موتتے دھار بھی نہیں سوجھتی ۔ اور اگر میں نے عیسی مسیح کے کیریکٹر پر حملہ کیا تو یہ بھی کوئی فطری جرم نہیں، یہودیوں نے مجھ سے کہیں بڑھ کر حملے کئے ہیں۔ اور ہر مذہب والے دوسرے مذہب کے پیشواؤں پر حملے کر رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے ۔ دیکھو آریا اور عیسائی محمد ﷺ صاحب کی نسبت کیا کہتے ہیں۔ میں نے ہی ایسا کون سا نا قابل معافی جرم کیا ہے ۔

پس اے ہز میجسٹی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم !.. مسلمان جو جہاد پر تلے بیٹھے ہیں در بارہء امتناع جہاد میرے ہی دشمن ہو گئے ہیں ،اور چاہتے ہیں کہ میں تعزیر کے اڑنگے میں دھرا جاؤں اور مکافات کے شکنجے میں کھینچا جاؤں ۔ پس ابن اللہ عیسی مسیح کے صدقے مجھے دشمنوں کے ظالم پنجوں سے بچا۔ تیرے ہاتھ بہت لمبے لمبے ہیں۔ تیرے کان خدائی ٹیلی فون ہیں۔ میری یہ فریاد خود روح القدس تیرے گوش ہوش میں ضرور پہنا دے گا۔،

معلوم نہیں مرزا جی کے پادر ہوا دعاوی پر ایمان لانے والے کیسے بھلے آدمی ہیں کہ نہ ان کے سروں میں دماغ ہے، نہ دماغ میں عقل ہے۔ آپ اپنے کو نبی بھی بتاتے ہیں اور امتی بھی ۔ آنحضرت ﷺ کو بظاہر کامل بتاتے ہیں اور اپنے کو ناقص ۔

پھر یہ حماقت تو دیکھئے کہ اپنے کو بروزی بھی قرار دیتے ہیں۔ بھلا کامل کا بروزی ناقص کیونکر ہوسکتا ہے۔ اس صورت میں تو وہ بروزی ہی نہیں رہتا ۔ ہاں اس کو شیطان کا برازی کہیے ۔

آپ کہتے ہیں ناقص نبی قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ ہم بھی کہتے ہیں کہ لغوی معنی کے اعتبار سے ہر شخص ناقص نبی، یعنی کسی نہ کسی بات کی خبر دینے والا اور جملہ خبر یہ سے تکلم کرنے والا ہے۔ آسمانی باپ نے لیپا لک (مرزا قادیانی) میں کون سے سرخاب کی دم لگائی ۔ پھر کیا کسی نبی نے کہا ہے کہ میں ناقص نبی ہوں اور فلاں فلاں کامل نبی ہیں ۔ کیا قدرت الٰہی ناقص ہے کہ دنیا میں ناقص نبی بھیجتی اور ناقص دین

پر لوگوں کو ایمان لانے کی تکلیف دیتی اور دنیا میں ناقص دین پھیلاتی ہے۔

دعوی تو بظاہر ناقص نبی ہونے کا ہے، مگر اپنے کو کامل انبیاء موسی وعیسی علی نبینا و علیھم السلام سے بھی اکمل بتایا جاتا ہے۔ مطلب یہی ہوا نا کہ تمام انبیاء ناقص ہیں اور میں کامل ہوں۔ ھذا خلف۔

اب بجز اسکے کوئی چارہ نہیں کہ گردن میں پلاستر لگایا جائے، اور آپ کو پاگل خانے بھیجا جائے کیونکہ طمع دنیوی اور خود غرضی انسان کو مجنون بنا دیتی ہے اور آپ بھی اس میں مجبور ہیں۔

اطمینان فرمائیے کہ مجدد السنہ مشرقیہ (احمد حسن) کے عہد تجدید مہد میں ایسے لغو اور لا طائل دعوی چل نہیں سکتے۔ اب وہ بوند ولایت گئی، وحشت لد گئی جہالت گدھے کے سینگ کی طرح پڑا دے میں دفن ہوگئی۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء۔ نمبر ۱۲ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۳۔۵)

مرزا جی پر فرد قرارداد جرم لگائی گئی

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مجدد کی پیشین گوئی نہ کبھی خالی گئی ہے، نہ انشاء اللہ آئندہ جائے گی۔ بارہا سمجھایا کہ عدالت سے مقدمات اٹھالو۔ ضرر رسانی کی پالیسی تہہ کر رکھو۔ دھونس ڈال کر اپنے کو موعود نہ منواؤ۔ علماء اور مشائخ کو نہ ستاؤ۔ موچھیں نیچی کر لو۔ اپنے بدحواس آسمانی باپ (شیطان کے الہامات) کو گدھے کی لات خرافات واہیات سمجھو۔ وہ لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) کی مت مار رہا ہے۔ دھوکے دے رہا ہے۔

مگر مجدد (احمد حسن شوکت) کی ایک بھی نہ سنی۔ شیطان نے کان بہرے کر دیئے تھے۔ انجام یہ ہوا کہ مولوی کرم الدین صاحب جہلمی کے لائیبل کے استغاثے پر عدالت نے فرد قرارداد جرم لگا دی۔

اب مرزا جی کی سٹی گم ہے۔ اختلاج قلب ہے۔ ضعف اعضاء رئیسہ ہے۔ گپ چپ کے لڈو کھا گئے ہیں۔ نہ کچھ کہتے ہیں، نہ سنتے ہیں۔ ہم کو اندیشہ ہے کہ فرد

جرم کا سننا پیام موت نہ ہو جائے۔ مہدویت و بروزیت تو گئی چولہے میں، اب تو لیپا لک (مرزا قادیانی) کی جان ہی کے لالے پڑ رہے ہیں۔

آسمانی باپ جدا سر پیٹ رہا ہے۔ پوتے جدا بے دانہ ء وکاہ بلبلاتے ایڑیاں رگڑتے پھرتے ہیں۔ سب کو بھوجنوں کے ٹوٹے کا دھڑکا ہے۔ یہ چین چان اور اللے تللے پھر کہاں نصیب۔

کچھ پوتے تو مایوس ہو کر ابھی سے ففرو ہو گئے ہیں اور ہو رہے ہیں کیونکہ الہامات منقلب ہو گئے۔ یعنی فتح کا الہام ہوا اور ملی شکست۔ شکست کا الہام ہوتا تو فتح ملتی۔ جبھی تو ہم نے کہا تھا کہ آسمانی باپ خرف ہو گیا ہے۔ ہذیان بکتا ہے۔

الغرض مہدویت و مسیحیت کی سلامتی یا موت متدائرہ لائیبل پر منحصر ہے اس کے بعد ہم دکھا دیں گے کہ:

وہ ہوا نہ رہی وہ چمن نہ رہا

لیپا لک (مرزا قادیانی) ابھی چند روز اور بھی دنیا کی ہوا کھائے گا۔ مسٹر پگٹ ڈاکٹر ڈوئی ابھی زندہ ہیں۔ جب تک وہ نہ مریں، لیپا لک نہیں مر سکتا اور نہ آسمانی باپ لیپا لک کو جھوٹا بنا سکتا ہے، جس نے یہی کہنے کا الہام کر دیا تھا کہ ڈاکٹر ڈوئی مجھ سے مباہلہ کرے جو جھوٹا ہو وہ اپنے حریف سے پہلے مر جائے۔ چنانچہ کسی گذشتہ ضمیمے میں مرزا جی کا یہ قول اور اس پر ہماری رائے شائع ہو چکی ہے۔ تو دیکھ لینا مسٹر پگٹ اور ڈاکٹر دوئی کو مار کر بھی مرزا جی نہ مریں گے۔

کیا عدالت مظلوم اور معصوم لیپا لک (مرزا قادیانی) پر مطلق رحم نہ کرے گی۔ کیا جرمانہ لے گی۔ کیا کال کوٹھری میں دھکیلے گی۔ کیا اس کے کانشنس پر آتھم کی طرح کا کچھ بھی اثر نہ ہوگا۔ ہم کو تو ہرگز یقین نہیں آتا۔ تاہم خوف کی کوئی وجہ نہیں۔ جرمانہ تو مرزا جی ایک لاکھ روپیہ تک داخل کر سکتے ہیں کیونکہ دو لاکھ چیلے ایک ایک روپیہ دیں تو دو لاکھ روپیہ ہوتا ہے۔ پھر فنڈ بھی مختلف چندوں سے بھرپور ہے۔ نئی اور پرانی معقول جائداد بھی ہے۔ اور بالفرض کال کوٹھری ہی ہوگی تو کیا۔ یہ تو عیسیٰ مسیح کی سنت ہے۔ آپ چونکہ مثیل مسیح ہیں لہذا صلیب نہ ہو، تو کم از کم جیل خانہ تو ہو۔ پس مرزا جی کو بڑی خوشی اور ثبات و استقلال سے سزا کو مقبول و منظور کرنا چاہیے بشرطیکہ عدالت سزا دے

۔حالانکہ یہ ابھی کسی کو معلوم نہیں اور جب کہ خود لے پالک اور آسمانی باپ دونوں غچّا کھا گئے تو دوسروں کو کیا معلوم ہوسکتا ہے کہ عدالت کیا کرے گی۔

اور لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) کو ذرا حوصلہ کرنا اور تیل کی دھار دیکھنی چاہیے۔فرد قرارداد جرم لگ جانے سے یہ ہرگز لازم نہیں آتا کہ عدالت سزا ہی دے دیگی ۔مرزا غلام احمد قادیانی اور مرزائیوں کو یوں اطمینان کر لینا چاہیے کہ عدالت ہر طرح ضابطہ پری اور تکمیل مثل کی پابند ہے، تاکہ کوئی سقم یا کمی نہ رہ جائے جس کی وجہ سے مجرم عدالت بالا سے صاف چھوٹ جائے۔

اور سلمنا، قیدی ہو گئے ،تب بھی لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) کے کھرے ہیں۔مرزائیوں کو یہ کہنے کا موقع ہوگا کہ یہ من جانب اللہ ابتلاء تھا۔بعض انبیاء بھی قید رہ چکے ہیں۔حضرت یوسف علیہ السلام نے کیسی کڑیاں جھیلیں ۔پس مرزا جی کسوٹی پر کس کر اور بھی کھرے ہو جائیں گے اور زیادہ قیمت کو بکیں گے۔

حیرت ہے کہ قرارداد جرم کا حکم سنتے ہی مرزا صاحب قادیانی کا ایسا پتلا حال کیوں ہوگیا کہ ہر طرح مایوس ہوکر بھی یقین کر بیٹھے کہ سزا ملے گی۔کیا کوئی تازہ غضب ناک الہام ہوا ہے جس نے پچھلے الہاموں کو، جو فتح کا آرڈر لائے تھے، منسوخ کر دیا ہے۔کیا کانشنس نے ان کو شرمایا ہے کہ تو نے کیا جھک مارا تھا جس کی یہ سزا ملی ۔اور اسی باعث ان کا جی چھوٹ گیا ہے، ہمت ہار بیٹھے ہیں کیونکہ مجرم کو نوعیت جرائم پر نظر کر کے اپنا انجام ضرور معلوم ہو جاتا ہے۔

وفا نمی کند امید مغفرت با یاس
نہ زاں کہ عفو الٰہی نسازدم مغفور

ہماری رائے میں تو مرزا جی کے حق میں سزا ہی مفید ہے کیونکہ وہ متنبہ ہو کر آئندہ ایسے افعال سے باز رہیں گے، اور سزا کا ملنا ہی گویا ان پر رحم ہے۔ورنہ کیریکٹر پر نظر کر کے ساری عمر قید خانہ ہی میں کٹ جائے گی کیونکہ بزرگان مذاہب پر سبّ وشتم کرنے سے ان کے دشمن رات دن بڑھتے چلے جائیں گے، جس کا انجام سب کو معلوم ہے، بشرطیکہ مرزا جی ہماری بات سمجھیں۔سراسر نفع تو اس میں تھا کہ وہ اقراری مجرم بن

جاتے اور عدالت کو زیادہ تکلیف نہ دیتے۔ ہماری رائے میں قید یا جرمانہ کی سزا تو چنداں قابل لحاظ نہیں، نہ اس کی پرواہ البتہ... مرزا جی کو تو صرف یہ رونا ہے کہ میرے مرحوم ہو جانے سے علماء اسلام اور مشائخ تو جدے خوش ہوں گے ان کی مقطع داڑھی کا ایک ایک بال مور کی دم کی طرح، جب کہ وہ ناچتا ہے، کھل جائے گا۔ آریہ جدے ہی دھوتیوں میں آنند ہو جائیں گے اور مہاراج دیانند سرستی کے جے کے بھجن گائیں گے۔ عیسائی کوٹ پتلون میں پھولے نہ سمائیں گے۔ ٹوپیاں اچھالیں گے کہ وہ مسیحیت و مہدویت کا خمیازہ نہیں خمیر اٹھ رہا ہے۔ انگریزی اخبارات پائنیر وغیرہ خوش ہو ہو کر ریمارک کے لئے جدے قلم اٹھائیں گے کہ آج پنجابی نبی، جس کے خروج کی یورپ اور امریکہ میں دھوم تھی، اپنی مرزائی امت کا کفارہ ہو گیا۔

فی الحقیقت یہ ایسی جگر گداز باتیں ہیں جن سے مرزا جی کو اختلاج قلب وغیرہ کا جو کچھ صدمہ ہو بجا ہے۔ لیکن یہ ہم پیش گوئی کرتے ہیں کہ اصل خیر ہے۔ سقنقوری یا قوتیاں اور جند بیدستری معجونیں مرزا جی کو ہرگز نہ مرنے دیں گیں۔ وہ آج ہی کے لئے معدے میں ریزور فنڈ کی طرح جمع ہو رہی تھیں۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء۔ نمبر ۱۲ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۵۔ ۷)

ایک ایک حاکم درحقیقت گورنمنٹ ہے

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

گورنمنٹ ایک شخص مجسم اور اسکے اعضاء آنکھ کان دل دماغ وغیرہ ماتحت حکام ہیں جو تمام ملک میں مقرر ہیں۔ ان کا ایک ایک اجلاس حقیقت میں ہوم گورنمنٹ کا اجلاس ہے۔ دیکھ لو اگر کوئی ملزم کسی اجلاس کی اہانت کرتا ہے تو اس پر یہ کہہ کر مقدمہ قائم کیا جاتا ہے کہ اس نے ہز میجسٹی ملک معظم ایڈورڈ ہفتم کے اجلاس کی توہین کی۔ اور جس طرح اعلیٰ گورنمنٹ ملک کی کیفیت اور کروڑوں رعایا کی طبیعت و حیثیت اور عام پولیٹکل حالت کو زیر نظر رکھتی ہے، ماتحت حکام بھی اپنے فیصلوں میں اس کا لحاظ کرتے

ہیں۔ اور کیوں کر نہ کریں کہ وہ انتظام اور امن و امان کے قیام و استحکام کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اس لحاظ سے پریوی کونسل کے اجلاس سے لے کر آنریری مجسٹریٹوں کے اجلاس تک سب گورنمنٹ کے اجلاس ہیں۔ اور سب اپنے درجے کے موافق اسی طرح حکم نافذ کرتے ہیں جس طرح گورنمنٹ۔ اور جیسے شعاعیں آفتاب سے نکل کر آفتاب ہی کی جانب رجوع ہوتی ہیں اور اس میں چھپ جاتی ہیں تمام فیصلوں اور انتظاموں کی رپورٹ گورنمنٹ ہی میں ہوتی ہے، اور گورنمنٹ ان سے نتیجہ نکال کر اپنا ریمارک مشتہر کرتی ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ حکام ماتحت کے تمام فیصلے درحقیقت گورنمنٹ ہی کے فیصلے ہوتے ہیں اور اگر گورنمنٹ کسی حاکم کے فیصلہ کو منسوخ کرتی ہے تو وہ گویا اپنے ہی فیصلہ پر نظر ثانی کرتی ہے۔

اگر کوئی حاکم کسی عادی چور یا ڈاکو یا قاتل یا جعل ساز کو سزا دیتا ہے یا کسی بدمعاش وغیرہ سے فعل ضامنی لیتا ہے تو اس کی وجہ یہی نہیں ہوتی کہ اس پر جرم ثابت ہے، بلکہ یہ امر ملحوظ رکھتی ہے کہ خلق اللہ کو امن ملے گا اور دوسرے بدمعاشوں اور ظالموں کو عبرت ہوگی۔

اب خیال کرنا چاہیے کہ قادیانی مرزا جی کو اگر مولوی کرم الدین کے استغاثہ لائیبل پر سزا ملی، تو یہ سزا محض اس لئے نہ ہوگی کہ انہوں نے مولوی صاحب کو لئیم لکھا تھا بلکہ اس قسم کے تمام مجرمانہ افعال پر نظر ہوگی۔ شہادت خود مرزائی کتابوں میں عدالت کے سامنے پیش کی گئی ہے۔ گویا قادیانی مرزا جی کے ہاتھ کٹ گئے ہیں اور از ماست کہ بر ماست کی پوری مثل صادق ہوگی ہے۔

مرزا جی نے تو مسیحیت و بروزیت کی برانڈی کے نشے میں ایک طوفان بے تمیزی برپا کر دیا۔ نہ صرف زندہ علماء اور مشائخ بلکہ گذشتہ انبیاء اور اولیاء پر سبّ وشتم اور لعنت کا مینہ برسانا شروع کر دیا، اور عیسیٰ مسیح کو تو کہیں کا بھی نہ رکھا جن کو خدا تعالیٰ نے اپنا کلمہ اور اپنی روح قرار دیتا ہے۔

وہ اولوالعزم مسیح جن کی نسبت پیغمبر عرب وعجم ﷺ فرماتے ہیں کہ جو بچہ شکم مادر سے زمین پر آتا ہے اس کو شیطان چھوتا ہے مگر حضرت عیسیٰ اور اس کی ماں حضرت

مریم کو شیطان نے نہیں چھوا۔ سبحان اللہ سبحان اللہ! اس سے بڑھ کر حضرت عیسی مسیح کی عظمت اور عصمت کا اور کیا ثبوت ہو گا۔ مگر معلوم نہیں مرزا غلام احمد قادیانی نے باوصف دعوی مسلمانی اپنا کلیجہ کیسا پتھر کا کر لیا، اور اپنے کانشنس کو کیسا مسخ کر دیا کہ حضرت عیسی مسیح کو ایک مہذب انسان کے درجے سے بھی گرا دیا۔ وہ عیسی مسیح جن کی پرستش تمام یورپ کرتا ہے اور خود برٹش گورنمنٹ بھی اس کو اپنا نجات دہندہ یقین کرتی ہے، کس قدر خیرگی اور نمک حرامی ہے کہ گورنمنٹ کے اسی نجات دہندہ اور خدا کو بے ساختہ گالیاں دی جائیں جس کی کروڑوں رعایا مسیحی ہے۔ اور گورنمنٹ نے جو آزادی از راہ شفقت مادری عطا فرمائی، اسی آزادی کے تیروں سے گورنمنٹ کا کلیجا چھیدا جائے۔ اور قانون سیڈیشن sedition کو پس پشت ڈال کر گورنمنٹ کی وفادار رعایا میں ناراضی پھیلائی جائے

کس تیر ستم کا ہے نشانہ۔ انصاف سے دیکھنا مرا دل

مرزا جی کی جو تحریریں اور جو دعوے شائع ہوئے کیا وہ گورنمنٹ کی نظر نہیں گزرے۔ کیا انگریزی اخباروں نے ان پر خوفناک ریمارک نہیں کیے۔ مگر مرزا جی متاثر نہ ہوئے۔ پھر گورنمنٹ میں لگا تار دھواں دھار میموریل بھیجے کہ میرے ساتھ دو لاکھ والنٹیئر ہیں، میں بڑا صاحب وقعت وسطوت ہوں۔ یہ گویا گورنمنٹ پر در پردہ دھمکی تھی۔ شامت جب آتی ہے تو ایسی ہی سوجھتی ہے۔ مگر جس طرح خدائے حقیقی کی لاٹھی میں آواز نہیں اسی طرح گورنمنٹ مجازی کی لاٹھی میں بھی آواز نہیں۔ بالآخر مرزا جی نے جو دام اوروں کے پھانسنے کو تیار کیا تھا آپ ہی اس میں پھنس گئے۔ مرزا جی کے ساتھ دو لاکھ والینٹئر کے ہونے کا اعلان بلائے جان ہو گیا۔ اگرچہ نہتھی فوج کی بھیڑ بھاڑ، کیا پدی کیا پدی کا شوربہ ہے، لیکن پولیٹکل نظر سے دیکھنے والے اس کو خوفناک سمجھتے ہیں کیونکہ مذہبی جمگھٹ بالآخر پولیٹکل جمگھٹ ہو جاتے ہیں۔ آخر سوڈان میں مہدیوں نے کیا کیا، اور اب سومالی ملا کیا کر رہا ہے۔ مگر قادیانی مرزا جی نے آنکھ اٹھا کر دنیا کا نظارہ نہ کیا اور وہ وہ دعوے کیے کہ آج تک کسی مہدی نے نہیں کیے۔ انا للہ۔

ہم مرزا جی کے ہرگز دشمن نہیں ہیں۔ ہم ان کے بھلے کو سال بھر سے برابر

فہمائش کر رہے ہیں کہ آپ کے حق میں یہ دعوے مضر ہیں اور ان کا انجام بہت برا ہے۔ اور اب بھی ہم چاہتے ہیں کہ سارے دعوے واپس لیں اور سیدھے سادھے سچے مسلمان بن جائیں اور آفات سے محفوظ رہیں۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۴ء۔ نمبر ۱۲ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۷۔ ۸)

ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ یکم اپریل ۱۹۰۴ء۔ نمبر ۱۳ جلد ۲۲ و ۲۴

مرزا جی کے گلے میں استروں کی مالا

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

مرزا جی نے مہدی اور مسیح بن کر سادہ لوحوں کو مونڈنا تو شروع کر دیا، مگر یہ خبر نہ رہی کہ یہ دعویٰ ان کے گلے میں استروں کی مالا ہو جائے گا۔

آزادی کا زمانہ ہے، مذاہب آزاد ہیں، میں آزاد ہوں جو چاہوں کروں۔ جسے چاہوں گا لیاں دوں۔ اہل مذاہب میں اشتعال پیدا کروں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یہ خبر نہیں کہ مزعومہ آزادی کا بال بال قانون تعزیر میں جکڑا ہوا ہے۔

جب تک کوئی رعایا ایک گورنمنٹ کی محکوم ہے، ہرگز آزاد نہیں ہو سکتی۔ گورنمنٹ نے جب دیکھا کہ پریس کی آزادی رعایا کو گریز پا بنا دے گی، تو قانون سیڈیشن کی ایک بیڑی اور بڑھا دی۔

قدم رکھنا سنبھل کر محفل رنداں میں اے زاہد
یہاں ساغر چھلکتا ہے یہاں پگڑی اچھلتی ہے

اگر مرزا جی بروزی نبی اور موعود مسیح تھے، تو صرف اپنے دعوے پر دلائل قائم کرتے اور سچے رفارمروں کی طرح دشمنوں کو بھی حلم اور وقار سے دوست بنا کر مسخر کرتے۔ بھلا کسی آسمانی کتاب یا صحیفے میں دکھائیں تو سہی کہ ایک نبی نے دوسرے نبی کو برا کہا ہے۔ کلام مجید نے تو انبیاء میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں رکھا۔ اور تمام انبیاء کو

مساوی درجہ عطا فرمایا۔ بلکہ بت پرستوں کی نسبت بھی حکم دیا کہ ان کو برا نہ کہو۔ سبحان اللہ! کیا تہذیب و متانت اور سلامت روی ہے۔

آنحضرت ﷺ کی نسبت جناب باری نے فرمایا:

انّك لعلى خلق عظيم

اور خود آنحضر ﷺ نے اسی بنا پر فرمایا:

بعثت لاتمم مکار م الا خلاق

کیا خلق عظیم اور مکارم اخلاق یہ اجازت دیں گے کہ مخلوق کا دل دکھاؤ۔ انکے بزرگوں اور معبودوں کو برا کہکر اشتعال دلاؤ۔ مرزا جی نے تو اس خشونت اور تعصب سے کام لیا ہے اور اپنے طرز کلام میں جسکو وہ الہام بتاتے ہیں بدگوئی کا وہ ہنجار اختیار کیا کہ ایک فحش گو، بلکہ افحش بھی، اس کو عار سمجھے گا پھر بھی آپ برگزیدہ نبی اور ماً مور من اللہ ہیں۔

کسی مذہب کو برا کہنے سے صاف طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قائل کے دل میں اس کی جانب سے سخت عداوت اور نفرت بھری ہوئی ہے اور اگر اس کا قابو چلے تو جدال و قتال سے ہرگز باز نہ رہے۔ مسیح علیہ السلام کو جو گالیاں دی گئیں تو تمام مسیحیوں نے، جن میں گورنمنٹ بھی شامل ہے، یقیناً یہی نتیجہ نکالا ہے کہ مرزا قادیانی ہمارے مذہب سے سخت برافروختہ ہے، اور بس چلے تو عام طور پر جہاد کرے اور سب کو تہ تیغ کر ڈالے۔ اور ظاہر ہے کہ جس شخص کے پاس دو لاکھ قلمی والنٹیئر ہیں، وہ تو جہاد اور جدال اور قتال کا پورا مسالا رکھتا ہے۔ اور ایسے شخص کا وجود بہت خوف ناک ہے۔

مذہبی خصومت و منافرت نے دنیا میں کیا خون خرابے نہیں کیئے۔ یورپ جو آج کل اعلی درجے کی تہذیب پر پہنچا ہوا ہے تواریخ میں دیکھ جاؤ کہ ایک ہی مذہب کی شاخیں آپس میں رگڑ کھا کر درخت چنار کی طرح کیسی مشتعل ہوئیں کہ سارا بن جلا دیا اور گیلی سوکھی ایک بھاؤ جلنے لگی۔

نہ صرف انبیاء بلکہ تمام مذاہب پر سبّ و لعن کرنے سے کیا قادیانی مرزا جی کا یہی مقصد نہیں کہ میں سب سے بہتر ہوں۔ فلاں مذہب میں یہ عیب اور فلاں نبی اور رفارمر میں یہ نقص ہے، اصلی مہدی اور مسیح اور اصلی نبی میں ہوں۔ میرے سوا سب

جھوٹے اور جعلی اور کم از کم ناقص تو ضرور تھے۔ میرا نیا احمدی (مرزائی) مذہب بھی سب مذاہب سے اچھا ہے، اس لئے اعلان عام ہے کہ کوئی احمدی کسی مسلمان کے پیچھے نماز نہ پڑھے۔ یہ تعصب خشونت عداوت اور مذہبی نفرت نہیں تو کیا ہے۔ خدا تعالی تو قرآن میں یہ حکم دے و ارکعوا مع الرّاکعین یعنی نماز پڑھنے والوں کے پیچھے نماز پڑھو۔

یہ عام حکم ہے کسی فرقہ کی تخصیص نہیں اور اسی بنا پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

صلّوا خلف کل برّ و فاجر

اور مرزا جی اپنی محدثہ جماعت کو یہ حکم دیں کہ ڈیڑھ اینٹ کی الگ چنو اور ڈھائی چاول قادیانی دیگدانی میں الگ ہی گلاؤ۔ بظاہر جہاد کا انکار اور صلح کاری کا اعلان، لیکن کسر صلیب اور قتل خنازیر کا دعوی۔ اور پادری لوگ دجال۔

مرزا جی کی کس کس ناعاقبت اندیشی کو رویا جائے۔ آپ اپنی الہامی کتاب ازالہ اوہام کے حاشیہ صفحہ ۹۷۔۹۸ میں لکھتے ہیں کہ

کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک زمین پر، ایک چھت کے قریب، جو شخص زمین پر بیٹھا ہے میں نے اس کو مخاطب کرکے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا۔ تب میں نے دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اس کو مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ بولا ایک لاکھ فوج نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائے گا۔ تب میں نے دل میں کہا کہ پانچ ہزار تھوڑے ہیں لیکن اگر خدا چاہے تو تھوڑے ہی بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی

کم من فئة قلیلة غلبت فئة کثیرة باذن اللہ

مرزا جی اپنے مذکورہ بالا کشف کی لاکھ تاویل کریں مگر ان کے مخالفین المعنی فی بطن الشاعر کو ہرگز نہ سمجھیں گے اور ظاہری معنی مراد لیں گے کہ آپ مذاہب غیر پر جہاد کرنے کو ایک لاکھ فوج چاہتے ہیں۔ اور اس سے آپ کی نیت ظاہر ہے۔ یہ چند سال قبل کا واقعہ ہے پچھلے سال تو مرزا جی نے اپنی فوج دو لاکھ کے قریب بتائی ہے اور اس سال میں اس نے انڈے بچے بھی ٹڈی دل کی طرح ضرور دیئے ہوں

گے جس سے چار لاکھ والنٹیئر ہو گئے ہوں گے۔ اب کیا تھا سیّاں بھئے کوتوال۔ جسکے چار بھائی او تارلیں پگڑی اور چھین لیں رزائی۔

ہم محکم دلائل سے متواتر ثابت کر چکے ہیں کہ مذہب اسلام میں ویسا ہی جہاد ہے جیسا یورپ میں ہے، اور آج کل چین و جاپان کے مابین ہو رہا ہے اور اکثر ہوتا ہے اور ہو چکا ہے۔ مگر اسلام میں حاکم وقت پر جہاد (بغاوت) کرنا ممنوع ہے اور نہ مسلمانوں میں اب جہاد کا خیال ہے۔ وہ تو جہاد کو بالکل بھول گئے ہیں مگر مرزا جی نے قتل خنازیر اور کسر صلیب کا اپنی نسبت اعلان دے کر برخلاف تمام مسلمانوں کے ثابت کر دیا ہے کہ مجھ میں جہاد کا مادہ ہے بلکہ میں جہاد کرنے پر مستعد ہوں۔ اور جب مقدس پادریوں کو جو گورنمنٹ کے پیشوا ہیں، دجال قرار دیا ہے تو گورنمنٹ ضرور ہوشیار ہو گئی ہو گی اور اس کو یہ خیال ہوا ہو گا کہ اگر اب ہندوستان میں جہاد ہوا تو قادیانی مرزا کی بدولت ہو گا پس گھڑی کی چوتھائی میں اس کا قلع قمع ہونا چاہیے۔ چنانچہ غالباً اب اس کا وقت آ گیا اور یہ وقت مرزا جی نے مولوی کرم الدین جہلمی پر نالش کر کے خود پیدا کیا اور اپنی راہ میں کانٹے بوئے۔

واضح ہو کہ قادیان ضلع گورداسپور میں واقع ہے اور مرزا جی کی بدولت چند مرتبہ جھگڑے ہو کر عدالت تک نوبت پہنچ چکی ہے مگر عقل نہ آئی۔ اب گورداسپور کے حکام کو خوف ہوا ہو گا کہ مرزا جی کے کارن ضرور کبھی نہ کبھی کوئی بڑا بھاری فساد ہو گا جس سے امن میں خلل آ جائے گا اور پھر گورنمنٹ میں ہماری بدنامی ہو گی جو گربہ کشتن روز اول پر عمل نہ کیا اور خاردار زہریلے درخت کی شاخیں بڑھنے دیں اور حکام گورداسپور کا خیال ہے بھی بجا۔

جب قادیانی مرزا جی علی الاعلان نہایت سختی کے ساتھ تمام مذاہب کو اشتعال دلا رہے ہیں تو گو وہ بظاہر جہاد کے مخالف ہیں مگر عملاً جہاد کرنے پر ہر وقت مستعد ہیں۔ پس عدالت کو خوف ہوا کہ ایسا نہ ہو کوئی سنگین واقعہ پیش آ جائے اور کوئی بھاری جھگڑا کھڑا ہو جائے جس کی فریاد فیصل کرنے میں عدالت کو تکلیف ہو۔ لہذا اس کا حفظ ماتقدم ضروری سمجھا۔

ہم لکھ چکے ہیں اور پھر لکھتے ہیں کہ قبل از فیصلہ عدالت الہامات فتح کا شائع

کرنا بے نظیر فرمائشی حماقت ہوئی ہے، گویا عدالت کو اشتعال دلایا ہے۔ آسمانی باپ اگر چندروز اپنے پوپلے منہ میں جو حرف بے تشدید کی طرح دانتوں سے خالی ہے گھنگھنیاں بھر کر بیٹھا رہتا۔ اور اگر وہ ہذیان میں خاموش نہ رہ سکتا تھا تو لیپا لک (مرزا قادیانی) ہی جند بید ستری معجون کی طرح پیٹ میں بچا لیتا اور اس کی سرسراہٹ بھی نہ ہونے دیتا تو کیا مشکل تھی مگر افسوس:

نہالے را کہ پروردیم آخر نخل ماتم شد۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۳ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۱۔۳)

مرزا قادیانی پر فرد جرم

اخبار زمین دار لاہور بحوالہ روزانہ پیسہ اخبار لکھتا ہے کہ ۱۰ مارچ کو بمقدمہ لائیبل جو مولوی کرم الدین صاحب ساکن ضلع جہلم نے برخلاف مرزائے قادیانی اور ان کے مرید حکیم فضل دین پر گورداسپور میں بعدالت رائے چندو لال صاحب مجسٹریٹ دائر کیا تھا اس میں دونوں پر فرد قرارداد جرم لگ گئی۔ مرزا صاحب جواب کے لئے ۴ مارچ کو طلب ہوئے اور فضل دین صاحب کا جواب لیا گیا۔

نقل فرد قرارداد جرم حسب ذیل ہے۔

میں چندو لال مجسٹریٹ اس تحریر کی رو سے تم مرزا غلام احمد ملزم پر حسب تفصیل الزام قائم کرتا ہوں کہ

تم نے کتاب مواہب الرحمٰن تصنیف کر کے شائع کی جس میں صفحہ ۱۲۵ میں مستغیث کی نسبت الفاظ لئیم بہتان عظیم اور کذاب استعمال کئے جو اس کی توہین کرتے ہیں۔

اور تم نے ۱۷ ماہ جنوری ۱۹۰۳ء کو یا اس کے قریب ضلع جہلم میں شائع کی لہذا تم اس جرم کر مرتکب ہوئے جس کی سزا مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲ تعزیرات ہند میں مقرر ہے اور جو میری سماعت کے لائق ہے

اور میں اس تحریر کے ذریعہ حکم دیتا ہوں کہ تمہاری تجویز بنا بر الزام مذکور

عدالت موصوفہ کے روبرو عمل میں آئی ۔،

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

عدالت کا عندیہ تو کسی کو معلوم نہیں ہوسکتا کہ کیا فیصلہ دے گی، مگر پبلک بھی کہے گی کہ الفاظ لئیم، بہتان عظیم، کذاب، درحقیقت گالیاں ہیں، نہ کہ قادیان کی سقنقوری سہالیاں ۔ ہاں اگر آسمانی باپ اپنے لیپا لک (مرزا قادیانی) پر الہام کردے کہ یوں ڈیفنس کرو اور مذکورہ بالا الفاظ کو توہین اور ہتک نہیں بلکہ اعلیٰ درجہ کی مدح فلاں فلاں دلیل سے ثابت کردو تو مضائقہ نہیں پس ہم منتظر ہیں کہ ڈیفنس کے لئے کیا الہام ہوتا ہے۔ اگرچہ معافی مانگنے کی حرکت الہامی فتح کے ناموس کے بظاہر خلاف ہوگی اور اس سے مسیحیت وموعودیت پر مرزا اور مرزائیوں کے نزدیک حرف آئے گا لیکن موجودہ حالت میں اس سے چارہ نہیں الضرورۃ تبیح المحظورات۔

اول تو مولوی کرم الدین صاحب اپنی دریا دلی سے ضرور معافی دے دیں گے۔ اور معافی نہ بھی دی تو عدالت میں معافی مانگنے سے جرم کی سنگینی میں ضرور خفت آجائے گی، کیونکہ جب مدعی باوصف معافی مانگنے کے ملزم کو معافی نہیں دیتا تو عدالت حسب اقتضاء حالت ضرور رحم کرتی ہے۔

امید کہ مرزائی پارٹی ہماری اس خیر خواہانہ رائے پر غور کرے گی اور اگر مرزا جی اپنے تمام دعوے واپس لے لیں تو ہم ذمہ کرتے ہیں کہ مولوی کرم الدین صاحب قطعی معافی منظور فرمائیں گے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۳ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۳۔۴)

مسلسل مقدمات فوجداری

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

عدالت فوجداری میں خون لگا کر جانا اور سارے کاغذ پر استغاثہ دھر دھانگنا آسان ہے مگر انجام پر نظر کرنا کہ اس بیج کے بونے سے کیسی کیسی شاخیں نکلیں گی اور وہ

شاخیں کہاں تک پہنچیں گی عاقبت بینوں کا کام ہے۔ اگر الزام ثابت ہو گیا تو مدعی ملزم کو سزا دلوانے کے بعد اپنا حرجانہ چاہے گا، دیوانی میں جائے گا، اور نہ صرف مدعا علیہ بلکہ مدعی کے پیچھے بھی پیروی کا جھاڑ لگ جائے گا، اور اگر مقدمہ عدم ثبوت میں خارج ہو گیا تو مدعی پر دفعہ ۲۱۱ عائد ہو گی۔ اور بسا اوقات گواہوں پر دفعہ ۱۹۳۔

اور اگر خلاف بیانی میں کوئی گواہ دھرا گیا تو کیا ہی کہنے ہیں۔

الغرض عدالت میں جانے اور اس کے مصائب جھیلنے کو بڑا کلیجا چاہیے۔ یک سرو ہزار سودا کا معاملہ ہو جاتا ہے۔

پھر ملزم کی طرف سے بالا عدالتوں میں اپیلوں کا سلسلہ اور درصورت ناکامی مدعی کی جانب سے نگرانیاں ہوتی ہیں۔ کیا یہ کھیکھڑیں ناک میں تیر ڈالنے اور روپیہ برباد ہونے کے لئے کچھ کم ہیں۔

اب خیال کرنا چاہیے کہ مولوی کرم الدین صاحب نے جو فریب کا دعوی کیا تھا، کامل ۴ ماہ تک مقدمے کا خمیر اٹھتا رہا، اور طرفین کو تکلیفیں اور زیر باریاں ہوئیں۔ جہلم اور گورداسپور میں مارے مارے پھرے۔ اور زیادہ تکلیف مولوی کرم الدین صاحب کو ہوئی کہ انہوں نے صرف اپنی ذات سے مصارف کی زیر باری اٹھائی۔ مرزا صاحب کے پاس تو مفت کا روپیہ تھا کیونکہ ان کے مرید بڑے بڑے مالدار اور لکھ پتی سیٹھ ساہوکار ہیں۔ معقول فنڈ ہر وقت جمع رہتا ہے۔ پانی کی طرح جس قدر روپیہ بہائیں کم ہے۔ تو کیا اب مولوی کرم الدین اپنا حرجانہ نہ چاہیں گے۔ اور اب اگر ان کا دعوی لائیبل ثبوت کو پہنچ گیا تو کیا وہ ڈبل حرجانہ وصول کرنے کے مستحق نہ ہوں گے۔ اور پھر غیر ممکن ہے کہ مرزا جی خاموش ہو رہیں اور اپیل نہ کریں، اور وکیلوں اور بیرسٹروں کے گھرے نہ ہوں، کیونکہ وہ تو ایسی ہی سونے کی چڑیا کے منتظر رہتے ہیں۔

الغرض ابھی ہم نہیں کہہ سکتے کہ طرفین سے کہاں تک نوبت پہنچے گی اور کہاں کہاں تک مقدمات کا شیرہ بہے گا۔

آسمانی باپ نے الہام تو کر دیا کہ مقدمہ دائر کر دو، مگر یہ نہ سمجھا کہ لیپا لک (مرزا غلام احمد قادیانی) کس حد تک اس جھمیلے کا متحمل ہو گا، اور باوصف مہدی اور مسیح بننے کے اس کو کہاں کہاں جانا اور کہاں کہاں کی ہوا کھانا ہو گا۔ اور مسیحیت و مہدویت کی بھی

ساتھ ہی خیر منانی پڑے گی یا نہیں۔

وہ بھی کیسی بری گھڑی تھی جب قادیانی مرزا جی پر مقدمات کے دائر کرنے کا الہام ہوا تھا۔ وہ ادبار کا ایک متراکم ابر تھا جو چار طرف سے اندھیری ڈال کر آیا تھا جس میں شکست کی چکا چوند لگانے والی بجلیاں چمک رہی تھیں اور ذلت کی ہولناک رعد گرج رہی تھی

فیہ ظلما ت و رعد و برق یجعلون اصا بعھم فی آذا نھم من الصّواعق حذر المو ت ۔(البقرۃ : ۱۹)

مگر مرزائی پارٹی نے منادی غیب کی یہ ندا نہ سنی اور صم بکم عمی فھم لایر جعو ن کا مصداق بن گئی ۔ غرور کا نشہ دماغوں میں سمایا تھا۔ کچے گھڑے کی چڑھی تھی کہ اوہ ہمارا کوئی کیا کرسکتا ہے۔ دو لاکھ کی جمعیت، خزانہ معمور، متمول مریدوں کی جیبیں بھرپور، قانونی مشیروں کا دماغ فلک پر، کہ ابھی ابھی مخالفوں کو نیچا دکھا دیں گے، ان سے جیل خانے بھر دیں گے، تاوان اور جرمانوں کی بھرمار سے سب کا پلیتھن نکال دیں گے۔

ایک ایک مرزائی آسمان پر تھگلی لگا رہا تھا کہ اب حضرت اقدس (مرزا غلام احمد قادیانی) کی صداقت کے آفتاب نصف النہار سے بھی زیادہ روشن ہونے کا زمانہ آ گیا۔ لیکن قدرت الٰہی کچھ اور ہی کہہ رہی تھی۔ بالآخر بڑے بول کا سر نیچا ہوا۔ اور ابھی کیا ہے، ذرا دیکھتے تو جایئے کیا کیا ہوتا ہے۔ اس خودسری اور خدائی دعوی کا کوئی ٹھکانہ بھی ہے کہ اپنی فتح یابی ڈنکے کی چوٹ مشہور کر دی اور نہ صرف ایک دو بلکہ متواتر۔ صاف ثابت ہے کہ مرزا جی کو فتح کا کامل وثوق ہو گیا تھا اور تمام مرزائی امت نے اپنے نبی کے الہامات آمنا و صد قنا کہہ کر مان لئے تھے۔ مگر اپنے خوارق اور اعمال نامے پر نہ مرزا جی کی نظر تھی، نہ مرزائی پارٹی کی۔ اب عدالت میں وہ اعمال نامے پیش ہوئے تو تڑ کا ہو گیا اور آنکھیں کھل گئیں کہ کس خمار نخوت میں مبہوت تھے۔ مرزا جی سمجھے کہ میں گورنمنٹ کے سر پر تو پوچارا پھیر ہی رہا ہوں کہ جہاد کا مخالف ہوں اور میرا مشن اسی لئے ہے، پس جس طرح چاہو خلق اللہ کی دل آزاری کرو اور انبیاء اور اولیاء اور تمام پیشوایان مذہب کو گالیاں دو، گورنمنٹ میری حامی ہوگی۔ میں نے اسکے منہ کو خوش آمد

اور خود غرضی اور جاہ انسان کو حماقت اور ناعاقبت اندیشی کا پتلا بنا دیتی ہے۔ گورنمنٹ جو ۳۰ کروڑ انسانوں پر حکومت کر رہی ہے مرزا جی نے اپنی دانائی (حماقت) سے اسے نادان سمجھا اور امتناع جہاد کا اعلان ہی بلائے جان ہو گیا گورنمنٹ سمجھ گئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی بلطائف الحیل اپنے کو جہاد کا مخالف بتاتا ہے اور جب اس کی جمعیت دو لاکھ سے بڑھ کر دس پانچ لاکھ ہو جائے گی تو دوسرے مہدیوں کی طرح خود جہاد کرے گا پس مرزا قادیانی اقراری مجرم ہے۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۳ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۴۔ ۶)

مرزائیت سے توبہ

(از جناب مولوی قاری خلیل الرحمٰن انبالوی سند یافتہ)

حمد و نعت کے بعد۔ تمام اہل اسلام کو بشارت تازہ کہ آج بدھ کے روز مغرب کے وقت بتاریخ ۱۳ ماہ ذی الحجہ ۱۳۲۱ھ ایک عام مجمع کے سامنے تین آدمی جو مرزائی عقیدہ رکھتے تھے میرے ہاتھ پر توبہ کر کے زمرہ مسلمانان میں شامل اور گروہ مومنین میں داخل ہوئے اور توبہ کے وقت مولوی اکبر حسین صاحب لدھیانوی بھی موجود تھے چنانچہ ان کی شہادت بھی اس پر درج ہے۔ مجھے امید کامل ہے کہ اور مرزائی بھی اس اشتہار کو دیکھ کر اپنے باطل عقیدوں سے توبہ کر کے مسلمان بن جائیں گے خدا وند کریم ان کو اس کی توفیق عطا فرماوے اور ضد اور تعصب کو ان کے دل سے نکال دے۔ آمین خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ پکے باغ کی تینوں مسجدوں میں بلکہ تمام شہر کے رائیوں نے اتفاق کر لیا ہے کہ یہ اور چند مرزائی جب تک توبہ نہ کریں گے ہم ان کو کسی تقریب میں شریک نہ کریں گے ان تینوں آدمیوں کے نام جنھوں نے توبہ کی یہ ہیں

العبد۔ اللہ بندہ ولد فاضل۔

العبد۔ غلام نبی ولد اللہ بندہ۔

العبد۔ جانی ولد اللہ بندہ

گواہ شد: منشی عبدالغنی، چودھری شہر۔
گواہ شد چودھرہ تھن ٹالیہ ساکن انبالہ شہر
از جانب مولوی اکبرحسین لدھیانوی حنفی نقشبندی:

خدا کا شکر ہے کہ آج بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ مطابق ۲۔ مارچ ۱۹۰۴ء کے روبرو ایک مجمع کثیر مومنین کے اپنے عقاید فاسدہ مرزائے قادیانی سے مسمی اللہ بندہ ولد فاضل قوم رائیں بدست حضرت مولانا مولوی حافظ محمد خلیل الرحمٰن امام مسجد پختہ باغ نقشبندی مجددی توکلی ہمراہ اپنے دونوں فرزندوں جانی وغلام نبی کے تائب ہوکر داخل گروہ اسلام ہوا اور عقاید مرزائیوں سے بیزار ہوکر سچے دل سے توبہ کرکے شامل زمرہ مسلماناں ہوا۔

وہ مقر ہے کہ میں آئندہ مرزائیوں کے ساتھ میل جول اللہ کے واسطے ترک کرتا ہوں میں خدا سے توفیق چاہتا ہوں کہ اہل سنہ والجماعت کے زمرہ میں میرا خاتمہ ہو اور جب تک زندہ رہوں دین محمدی پر قائم رہوں۔

خداوندکریم اور مرزائیوں کو بھی یہی توفیق دے کہ وہ بھی تائب ہوکر مسلمانوں میں شامل ہوجائیں۔آمین ثم آمین

سند کے واسطے ان کے انگوٹھے ومہر بھی لگوا دیئے ہیں۔

گواہ شد: نیاز آگیں۔اکبرحسین غوثی نقش بندی لدھیانوی عفی عنہ
المشتہر: جمعدار و چوہدری رحمت اللہ و دیگر رائیاں انبالہ شہر محلّہ پکہ باغ۔(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۳ جلد ۲۲ و ۲۴۔ص ۶۔۷)

اصلاح تمدن اور قرآن مجید کی تعلیم

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں:

نہ صرف ہمارا شہری صحیفہ عصر جدید بلکہ ہر ایک اسلام اور قرآن اسلام کے سچے فدائی کا اس پر ایمان ہے کہ تمام دینی اور دنیوی امور کی ہدایت واصلاح بہتری و

فلاح قرآن مجید ہی کے ذریعہ سے ممکن ہے، ورنہ نہ دین ہے نہ دنیا ہے، ہر طرح خسارہ ہی خسارہ ہے۔

عصر جدید نے لکھا تھا کہ مسلمانوں کی تعلیم اگر سچے طریقے سے ہو، اور اوہام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقاید مزمنہ کی روشنی میں اس کو (قرآن کو) دیکھا جائے تو وہ بھی بجائے ایک حبل متین ہونے کے ایک مجموعہ الفاظ ہو جاتا ہے جس کو ربڑ کی طرح ہر شخص اپنی طرف کھینچ کر اپنے خام اور غلط اور پژمردہ خیال کو تمدن کی تصویر بنالیتا ہے پس قرآن شریف کا مطالعہ عقل وعلم کے نور سے ہونا چاہیے۔

بہت معقول ریمارک ہے مگر الحکم قادیان اس سے انکار کرتا ہے وہ نہیں چاہتا کہ قرآن مجید کا مطالعہ عقل وعلم کے نور سے کیا جائے۔ اس کے نزدیک گویا قرآن مجید خلاف عقل وعلم ہے اور قرآن کو عقل وعلم سے کوئی واسطہ نہیں۔

نعو ذ با للہ من ھذہ السخافۃ و البلادۃ و الکفر و الطغیان و البھتا ن و الھذیان

قرآن مجید تو اپنے کو برہان مبین بتائے اور الحکم اس کو خلاف عقل قرار دے الحکم کو یقیناً برہان کے لغوی معنی بھی معلوم نہیں۔ ہم سے سنو:

برہان کے معنی دلیل روشن اور حجت قاطع کے ہیں۔ کیا دلیل روشن اور حجت قاطع خلاف علم وعقل ہوتی ہے۔ دلیل روشن یعنی آفتاب کی طرح روشن جس کا کوئی ذی عقل اور ذی حس اور ذی بصر انکار نہیں کرسکتا حجت قاطع یعنی منکر مستدل کے ہر ایک دعویٰ اور دلیل کی کاٹنے والی۔ پس ایسی شئے کو وہی لوگ خلاف علم وعقل کہیں گے جو مادرزاد اندھے ہیں اور دنیوی خودغرضی اور طمع نفسی کا جالا ان کی آنکھوں پر آگیا ہے جو بے عقل سادہ لوحوں کو قرآن سے پھیر کر اپنی بروزیت (استدراج یا تناسخ) پر لا رہے ہیں، اور قرآن کی غلط تاویلیں کر کے مسلمانوں کو گمراہ کر رہے ہیں۔

استدراج اور تناسخ تو خلاف عقل نہیں نہ... متبنی بن جانا خلاف عقل ہے، مگر قرآن معاذ اللہ خلاف عقل ہے۔ اندھوں پر فریب کا مسمریزم ڈالا جاتا ہے کہ جو کچھ میں کہوں وہ مانو۔

قرآن بھی میری عقل کا تابع ہے۔ اگر قرآن کو خلاف عقل نہ بتائیں تو لچر

اور پوچ دعوے کیوں کر چل سکیں۔

حج کو جانا خلاف عقل یعنی اپنے کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ ہاں قادیان کا طواف اور حج مطابق عقل ہے۔

زکوۃ وغیرہ کا ایک پیسہ کہیں نہ دو، سب قادیان میں جھونک دو تاکہ زعفرانی حلووں اور سقنقوری معجونوں میں کام آئے۔ جائدادیں خریدی جائیں۔ مرزائینوں کے لئے زیور مرصع بجواہر تیار ہوں جو عین عقل ہے۔

مسیح کا زندہ رہنا جو قرآن سے ثابت ہے خلاف عقل ہے مگر اس کا دوبارہ دنیا میں ایک چینی مغل کے قالب میں حلول کر جانا خلاف عقل نہیں ہے۔

حدیثوں میں مہدی اور مسیح کے آنے کی پیشین گوئی مطابق عقل ہے۔ بہت سے دجال (مہدیان کذاب) اب تک آ چکے اور یہ پیش گوئی بڑے دھڑلے کے ساتھ واقع اور پوری ہو چکی مگر دجالوں کا آنا پھر بھی خلاف عقل ہے۔

مرزائی الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی شخص واحد کا لاکھوں انبیاء کے حلوں (قالبوں) میں آنا خلاف عقل نہیں، مگر انبیاء کا معصوم ہونا خصوصاً عیسی کا جن کو قرآن کلمۃ اللہ اور روح اللہ قرار دیتا ہے خلاف عقل ہے۔

اڈیٹر الحکم قادیان اپنی راگ مالا کا تان اس پر توڑتا ہے کہ علم اور عقل کی روشنی مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن جو اپنے کو نور و کتاب مبین کہتا ہے غلط ہے، وہ تو بالکل تاریک ہے مرزا جی اس پر اپنے علم و عقل کی روشنی ڈالیں تو قرآن نور بن سکتا ہے۔ بس جناب معلوم شد تانت باجی اور راگ بوجھا۔ میرزا جی میراثی طور پر بھی راگ مالا اپنے ساتھ لائے ہیں۔

(ضمیمہ شحنۂ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۳ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۷۔ ۸)

عدالت پر الزام

الحکم مطبوعہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۴ء میں لکھا ہے کہ جب قادیانی مرزا جی کی طرف سے عدالت میں ڈاکٹری سارٹی فیکیٹ پیش کیا گیا تو عدالت نے حکم دیا کہ ڈاکٹر صاحب شہادت کے لئے پیش ہوں۔ اس پر ہر چند عذر کیا گیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کی علالت کا جب سارٹی فیکیٹ پیش ہوا، تو عدالت نے ان کے ڈاکٹر کو شہادت کے لئے کیوں طلب نہ کیا مگر یہ عذر مسموع نہ ہوا۔،

مولانا احمد حسن شوکت لکھتے ہیں کہ:

ہم کہتے ہیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب گواہ تھے اور مرزا جی ملزم ہیں۔ ملزم اور گواہ کی حیثیت میں بڑا فرق ہے۔

دوم، پیر صاحب ممدوح ایک گوشہ نشین درویش ہیں، مہدی بن کر مختلف مذاہب میں فیلنگ پیدا کرنے والے نہیں ہیں۔ نہ کسی مذہب کی دل آزاری کرتے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مرزا جی کی حالت ظاہر ہے۔ پس مرزا جی کی علالت کا اعتبار نہ ہوا اور پیر صاحب کی علالت کا ان کی حیثیت اور چال چلن کے موافق اعتبار رہا۔

(ضمیمہ شحنہ ہند میرٹھ مطبوعہ یکم اپریل ۱۹۰۴ء نمبر ۱۳ جلد ۲۲ و ۲۴۔ ص ۸)

☆☆☆☆☆

و الصلوۃ و السلام علی خیر خلقه محمد و علی آله و صحبه
اجمعین و الحمد لله رب العالمین
فقیر بارگاہ صمدی۔ محمد بهاء الدین